

مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ



الوزار  
آفتاب  
صدراقت

تصنيف

افضل احمد صاحب حنفى نقشبندى مجدى دى  
پنشنر کو رہنما الشیخ الاسلامی علیہ الرحمۃ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسلمانو! وہابیوں اور مرابطوں کے



مصنفہ

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ سنی حنفی نقشبندی صادق

کورٹ اسپیکر پولیس پشاور لودھیانہ

کتب خانہ سمنانی اندر کوٹ

میرٹھونے شائع کیا



# تقاریط سرآمد مشائیر صوفیہ کرام العلماء عظام ملک پنجاب

وہندوستان البقاہم اللہ تعالیٰ

تقاریط صوفیہ عظام و علمائے کرام علی پور سیدال ضلع سیالکوٹ

(۱) تقریظ جناب قدوة السالکین و زبدة العارفين حضرت پیر حاجی صوفی جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دام ظلہم بسم اللہ الرحمن الرحیم - محمد و نعلی علی رسولہ الکریم - فقیر نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت کا بعض جگہ سے مطالعہ کیا۔ حقیقت میں فاضل مصنف نے عقائد باطلہ کی تردید

اور عقاید حقہ کی تصدیق کے اظہار میں وہ کام کیا ہے۔ جس کی نظیر قبل ازیں فقیر کی نظر سے نہیں گذری۔ الحمد للہ کہ قاضی صاحب نے جس وضاحت اور دلائل حقہ سے کام لے کر فرق باطلہ کی کتب مفصلہ سے ان کے مزخرفات کو قلم بند کیا ہے وہ خاصہ ان کی سعی کا نتیجہ اور قابل ستائش ہے۔ عوام الناس جو کہ فرق ضالہ کے مکائد سے ناواقف ہو چکی وجہ سے انکے دام تزدیر میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد صراط مستقیم کی طرف رجوع کئے بغیر نہیں رہ سکتے نفس الامر میں یہ انوار آفتاب عقائد درست کر نیکے لئے عودۃ الودقی ہے۔ اس لئے فقیر اہل اسلام کو عموماً اور یاران طریقت کو خصوصاً ہدایت کرتا ہے کہ اس کتاب کو اپنا حوزہ جان بنا دیں۔ اور اس مخزن ہدایت و معدن صداقت کو اپنا نصب العین قرار دیں۔ اخیر میں فقیر قاضی صاحب موصوف کے لئے دعا کرتا ہے کہ خداوند عالم ان کی ہمت میں برکت دیوے اور اہل اسلام کو ان کی فیض سے دیر تک متمتع ہونے کا موقع عطا فرمائے۔ ع ایس دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد:

الراحم جماعت علی عفی اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیدال ضلع سیالکوٹ - ۲۱ شعبان المنظم ۱۳۳۳ھ

(۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی حافظ صاحبہ از اکبر سید محمد حسین

علی پوری سند دستار فضیلت یافتہ مدرسہ دیوبند مظلہ العالی  
حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت کے بعض مقامات کو دیکھا



مصنف کتاب ہذا یعنی مولوی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی کی ہمت واقعی قابل تعریف و تحسین ہے۔ عقائد فرق باطلہ کے استیصال میں اور ان کے ہفوات کی تفریع میں اس کتاب کے مقابلہ میں اور کوئی کتاب اس وقت تک موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے راہ ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وبالله التوفیق والسلام

محرمین عفی اللہ عنہ مستمدرسہ نقشبندیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ

(۳۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اصغر سید نور حسین صاحب علی پوری مدظلہ

ما قال فی المکرم صاحبزادہ مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری علی تنقید  
ہذا الکتاب حق صحیح صریح وناستغنی بہ: احقر نور حسین جماعتی علی پوری عفی اللہ عنہ مشرقی علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ

(۳۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اوسط سید خادم حسین صاحب

مولوی عالم علی پوری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد و نصلی علی رسولہ الکریم۔ آج مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۲ء کو بندہ نے کتاب انوار آفتاب صداقت کا بعض چیدہ چیدہ جگہ سے مطالعہ کیا جس کے پڑھنے میں اس امر کی بہت زور سے تصدیق کرتا ہوں کہ ایسی جامع اور نافع کتاب مخالفین فرقہ باطلہ و ہابیہ دیوبندیہ کے رد کی بندہ کی نظر میں قابل نہیں گذرتی میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کتاب ہر ایک مسلمان اہلسنت والجماعت کے گھر میں موجود رہنی چاہئے۔ تاکہ وہ اس کے مطالعہ سے مخالفین کو دندان شکن جواب دے سکے کیونکہ فی زمانہ ایک معمولی شخص جو کہ صرف اردو لکھ پڑھ جانتا ہے۔ وہ اردو کے رسائل وغیرہ پڑھ کر خواہ مخواہ اعتراض کر کے اپنے آپ کو مولوی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اگر اس سے پوچھا جائے۔ تو وہ مولوی کے لفظ کے معنی بھی نہیں جانتا۔ ایسے شخصوں کے بند کرنے کے واسطے اس کتاب کے دیکھنے کی ہر ایک مسلمان کو ضرورت الاحق ہونی چاہئے۔ اگر ہر ایک صاحب استطاعت اپنی گرہ سے چند جلدیں خرید کر کے مساجد کے علماء اور مدرسہ دینیات کے طلباء کو مفت تقسیم کر دے تو اس سے بہت اچھا اثر و ظاہر ہوگا۔ لہذا اس بات کو مد نظر رکھ کر بندہ بھی بیس جلد خرید کر نے کا قاضی صاحب سے وعدہ کرتا ہے میں رب العزت کی بارگاہ میں استدعا کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال میرے واجب التعظیم حضرت قاضی فضل احمد صاحب کو محنت شاقہ کا صلہ راحت دارین عطا فرمائے آمین تم آمین

(مولوی عالم) خلف الرشید جناب قبلہ عالم حاجی حافظ محدث سید

جماعت علی شاہ صاحب علی پوری







بخیر و جعل جنتہ عداۃ و مشواہ : بقلم خود پیر عبد الغفار و مہر خادم و حامی شاعت درویش شریف  
(۸) تقریب حضرت مولانا الفاضل جامع علوم معقول منقول مفتی عبد القادر  
صاحب مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور مدظلہ

۸۶۔ کتاب انوار آفتاب صداقت پر سری نظر اور دہا بیدہ نجدیہ و دیوبندیہ پر صریح گزیر  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ماکان اور مایکون کی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اطلع ما لم  
تکن تعلم اس آیت تشریف میں کلمہ ماکا موجود ہے۔ کلمہ ماکا عام ہے۔ ہر فرد معروض عدم العلم کو  
مثال ہے جس پر پہلے علم نہیں تھا۔ ان سب کا علم عطا کیا گیا ہے۔ اس صورت میں کسی چیز کی  
استثنا نہیں ہوئی۔ استثناء اور شرط بیان تغیر میں داخل ہے۔ بیان تغیر میں موصول ہونا شرط  
ہے اذافات التیوطات المشروطہ طرمان حیات میں علم بوجہ آیت متلو کے ثابت ہے۔ بعد از وفات  
اس آیت ذیل سے ثابت ہے۔ و بئالہم من اللہ عالم بکونوا یحسبون اکیلة قال الیثم الاکبری  
المفوض ان نفس ترقی بعد الموت فی العلوم کلھا انتھی عوام الناس کے نفوس بعد از موت  
ترقی کیا کرتے ہیں ہر روز انکو علم جدید حاصل ہوتا رہتا ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حدیث شریف میں  
وارد ہے اذامت ابن ادم انقطع علمہ اس حدیث سے عدم ترقی معلوم ہوتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ انقطاع  
عدم ترقی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ترقی علم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوگی۔ لہذا حدیث شریف  
اسکے منافی نہیں ہے۔ نفوس ناطقہ بعد از مفارقت ابدان جمیع معلومات انکے سامنے رہتے ہیں۔ ان پر  
انکا علم حضوری ہوتا ہے لقولہ انه من المقرب فی مقرب ان اللہ سبحانہ و لا حقول المقارقة و کذا  
النفوس الناطقة بعد مفارقة الابدان لا یکن ان یکن من معلوماتہا موجبة بالقوة  
بل جہد من حضورہا بالفعل ریمہ زائد اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ معلومات نبی کریم صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کے سب جناب کے سامنے موجودہ بالفعل ہیں۔ یہ مسئلہ صفحہ ۳۳ امیر اہد میں  
لکھا ہوا ہے۔ اس کا انکار کرنا باطل ہے مع انبیاء را ہیچ خود پنداشت نہ کا مصداق ہوگا ایسے گمان  
فاسد سے خداوند کریم محفوظ رکھے آمین یا رب العالمین دیوبندی نے بوجہ کمال جہالت کے خدائے  
کے کذب کو ممکن قرار دیا ہے۔ جب کذب ممکن ہوا۔ تو قابل وقوع بھی ضرور ہوگا۔ اگر قابل وقوع  
نہ ہو تو وہ ممکن نہ ہوگا۔ بلکہ وہ محال ہوگا۔ اس وقت وہ خدائی صفت ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے جمیع  
اوصاف ذاتیہ قدیم ہیں۔ قدیم کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ بنا بریں تقدیر خداوند کریم ہر کذب منزه  
علی الدوام متصف بالکذب ہو جائے گا۔ ایسے لغویات کوئی فرد اہل اسلام قبول نہیں کر سکتا۔



کذب صفت نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ منع کمالات ہے صفت نقصان سے ہر اور منزہ ہے۔ اگر کذب باری ممکن ہو جائے۔ تو بعثت رسل میں بھی امکان کذب ہوگا۔ پھر دیوبندی قرآن اور قرآن کے لائیکس پر طرح خلوص اور اعتقاد سے ایمان لائیگا۔ کیونکہ مومن یہ میں بھی امکان کذب ثابت ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس ہر ایک امر اور نہی میں بھی امکان کذب کی بلا ثابت ہوگی۔ لہذا مناسب بلکہ واجب ہے کہ عقیدہ باطلہ امکان کذب دیوبندی تو بہ کرے اور جو کچھ جناب قاضی فضل احمد نے اس کتاب النوار آفتاب صداقت میں امکان کذب کی تردید اور تغلیط میں بقدر طاقت تحریر فرمایا ہے وہ بہ جمیع اجزائے صحیح اور درست ہے۔ قاضی فضل احمد صاحب کا ہر ایک ہر ایک جملہ قابل تحسین ہے۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت کرنا موجب ثواب ہے۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع افعال حمیدہ و اقوال مجیدہ کا ذکر احسن ہے۔ اور احسن کو غیر احسن کہنا بددینی کی علامت ہے۔ خداوند تعالیٰ اہل ایمان کو ایسے لامعنی مسائل سے محفوظ رکھے اور بخندہ کو بدکھائے اور فالامور کا بھی عوج جاح مذکور رسول شیطانی سے ہے اس کا پیر و شیطان کا عزیز ہے۔ مسلمان ہرگز اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتا۔ لہذا اسکے بارہ میں بھی جو کچھ قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ عین ثواب ہے علیٰ ہذا القیاس جو کچھ قاضی صاحب نے مذاہب باطلہ کی تردید قوانین منضبطہ حنفیہ سے کی ہے وہ سب اچھے مذاہب حنفیہ قرآن اور حدیث نبویہ کے موافق ہے۔ اس کا مخالف باطل ہے اس وجہ سے علماء کرام نے بالاتفاق فرمایا ہے۔ رجل قال قیاس ابی حنیفہ حق نیست یکفر اس تکفیر کی علت یہ ہے کہ امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا قیاس قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے۔ اس کو غلط کہنا کفر ہے اھ لھکن ابو علما ابو جہل کذاب قوی و عتد کے موافق بلکہ قرآن و حدیث پر مبنی ہو اس کو غلط کہنے کا بھی یہی حکم ہے ہذا فتاویٰ کتبہ مفتی عبدالقادر عفی عنہ مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور۔ ۲ شعبان ۱۳۳۵ھ

(۹) تقریب حضرت مولانا الفاضل الکامل مولوی سید احمد علی صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج و خطیب مسجد شاہی لاہور

حامد او مصلیٰ و مسلما میں اس کتاب النوار آفتاب صداقت رد و بابیہ کہ جسے ہمارے فاضل دوست حامی شریعت ماحی ضلالت رافع سنت افع بدعت جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب رحمہ اللہ الصمد نے بڑی محنت و سعی سے نہایت عمدہ ترتیب و خوش اسلوبی سے تالیف فرمایا ہے بعض مقامات سے دیکھا تو فی الواقع اسم باسملی پایا عقائد درست کرنے کے لئے عرقہ الوفی ہے دہائیوں ایمان زما ماضی و حال کے عقائد فاسدہ دائر اسے کاسد کہ آئینہ کی طرح دکھلایا ہے۔ عوام الہست کے بچانے اور



خواص کے مفید معلومات والمزادات معلوم کرنے کا اچھا ذریعہ ہے عقائد حقہ کا مومن کے دل میں ہونا ضروری ہے کیونکہ نجات اخروی کے لئے ایمان ہی کا ہونا لازمی ہے گو کہ ذرا بھر ہو اگر ایمان ہی نہ ہوگا۔ تو اعمال کسی کام نہ آئیں گے منافقین کے اعمال تو تھے لیکن ایمان کے نہ ہونے سے اعمال نے کچھ کام نہ دیا۔ اس لئے ہر مسلمان کو اعمال سے پہلے عقائد حقہ کو سیکھنا بہت ضروری ہے جو اسکے لئے بکتاب ایک ہادی رہنما کا کام دے گی۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو ہاتھوں ہاتھ خریدیں اور اپنی اولاد کو اس کی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ مولف کی سعی کو مشکور کرے اور ہر مومن کو عقائد حقہ کی رہنمائی کرے اور زمانہ کے گمراہوں کے فریب اور مکر سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والسلام والصلوة علی رسولہ وجیبہ خاتم النبیین سیّدنا و مولانا محمد والہ و اصحابہ اہلبیتہ اجمعین خاکسار احمد علی عفی عنہ حنفی حشّی پروفیسر اسلامیہ کلج و خطیب مسجد شاہی لاہور۔ ۲۰ شعبان ۱۳۳۸ھ

(۱۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی نور بخش صاحب اکرم اے حنفی نقشبندی توحیدی ناظم التعلیم و ارا العلوم نعمانیہ مدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور حامداً و مصلیاً و مسلماً اصابہ بعد خاکسار نے انوار آفتاب صداقت مصنف مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی کو متعدد مقامات سے دیکھا۔ مصنف نے ہر جگہ عقیدہ اہلسنت

الجماعت کے ثبوت میں دلائل واضحہ و براہین قاطعہ پیش کئے ہیں۔ اور ان مسائل پر قلم اٹھایا ہے جن کی تائید اس زمانہ پر آشوب میں نہایت ضروری ہے۔ فرقہ و بابیہ نجد یہ کی تردید میں یہ مجموعہ بڑا کارآمد ہے اللہ تعالیٰ مصنف کی اس عرق ریزی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور اسے مخالفین کی تہمت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے۔ سبجاہ جیبہ سیّدنا و مولانا دوسیلستانی الدارین محمد بن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حررہ العبد العاصی الفقیر التوکلّی نور بخش المحقق النقشبندی ناظم التعلیم نعمانیہ و مدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور۔ یکم شعبان ۱۳۳۸ھ

(۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب حنفی حشّی فخری سلیمانی و دبیر انجمن نعمانیہ ہند۔ لاہور

کتاب زیر تقریظ فقیر نے بھی بحالت مجموعی دیکھ لی ہے۔ واقعی قاضی صاحب کا یہ کام بہت قابل شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے۔ اور نذہدین کی ہدایت کا ذریعہ ہو عماد عازم دارجا جہاں آمین باد۔ فقیر تاج الدین احمد حنفی حشّی و فاعلی فخری سلیمانی سابق وکیل چیف کورٹ و دبیر انجمن نعمانیہ ہند۔ لاہور



(۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل مولوی محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہندو لاہور  
 فقیر نے کتاب انوار آفتاب صداقت کو کئی جگہ سے مطالعہ کیا۔ سو کتاب کو کورسیف قاطع اعناق سجدہ یہ  
 کا پایا۔ احناف کیلئے یہ عروۃ الوثقی لا انفصا لہا ہے۔ اسکے ہوتے ہوئے قوی امید ہے کہ کوئی مخالف میدان  
 مجاہدہ میں نہیں آسکے گا۔ کیونکہ یہ براہیں ساطع ہیں انکے مقابل لائل واپس کب ظہور کر سکتی ہیں  
 بیت :- بے کانا بود مہر آشکارا سہارا جز نہبان بودن یہ یارا جزو احقر العالم محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہندو لاہور  
 (۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل جید غلام مرشد صاحب مدرسہ نعمانیہ ہندو لاہور  
 فقیر نے اس کتاب کے باب اول اور باب چہارم کو دیکھا۔ مصنف علام نے جس عجیب و غریب طرز بیان سے  
 انکشاف مبحث کے بعد قریقین کے اولہ بلا ازہ یاد و انتقاص کے بیان فرمائی ہیں۔ اور پھر فرق

کی زبردست تردید فرمائی ہے۔ فقیر کو قوی امید ہے کہ حاجی صاحب موصوف نے اول سے لیکر  
 بست و بنجم تک اسی طرح عرق ریزی فرمائی ہوگی۔ خداوند کریم مصنف علام کو جس غیر صلہ کے  
 وہ مستحق ہیں۔ اپنی زیارت فیض بشارت سے مبرور فرمائے۔ اور اس کتاب کو من اولہ لی آخرہ خالقین  
 کی ہدایت اور موافقین کی زیادت ایمان کا باعث بنائے آمین فقیر غلام مرشد کان لہدہ اللہ من اعلم رتعا ہندو لاہور  
 (۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی فہر الدین صاحب قریشی صدیقی حقی قادری لاہوری  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد و فضل علی رسولہ الکریم اس پاک فائز الایزال کاہر آن میں  
 حمد ہے جس نے اپنے محبوب برحق و محمود مطلق بے مثل و بے نظیر حضرت مسالمت اب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
 آلہ و اصحابہ وسلم کو اپنے ازلی مکتب خانہ میں وہ کتاب پر اسرار پڑھائی جس میں دو جہان کی کیفیت اور ہر چیز  
 کی ہیئت بتائی۔ اور وہ کل کتابوں کی ناسخ ٹھیرائی سمیٹے کہ ناکردہ قرآن درست۔ کتب خانہ چند ملت  
 بشیت اور اس نور عکس الہی کو اپنے خزانہ عظمیٰ سے ایسا کچھ عطا فرمایا جس سے کل جہان الی علوم و عقو  
 کو حیران دلا جواب پایا۔ عالم غیب و عالم شہادت کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ انہیں کارخانہ کا مختار کل کیا  
 جو کسی گم نہ دیا۔ وہ ان کو دیا۔ اور ہزار ہزار اور بے شمار اس واجب الوجود لاشریک کاہر حال میں شکر  
 ہے جس نے اس مشیت خال ضعیف النبیان حضرت انسان کو بخطاب و لفظ کریمانی آدم  
 اشرف المخلوقات بنایا۔ اور نہ صرف اسے سجود کیا ہی کیا۔ بلکہ کل کائنات کا سرطاعت اسکے آگے جھکا یا فرشتوں  
 سے اس کا مرتبہ بڑھایا جو ان کو نہ آیا۔ وہ اس نے بتایا۔ کسی موجود نے اس کے درجہ کو نہ پایا۔ یہ مسعود  
 ازلی ہوا۔ اور وہ محسود ابدی۔ اور درود نامحدود اس نور لولہ لک رونہ از نہ افلاک پر ہو جس نے  
 لہ اشارت بآیہ کریمہ فلما بناہم باسماءہم آلائہ علم لہ فی اوہامہا اللہ لہ العلم ظاہر ۱۲ اشارت بآیہ انہم باسماءہم



علماء حنفی کو ورثۃ الانبیاء فرمایا۔ اور علماء ربانی کو انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ٹھہرایا۔ انہیں ہی دی اور رہنما کا لقب دلایا۔ اور ان کے ہاتھ میں شمع علم و ہدایت دے کر راہ بدعت و تاریکی فسادات کو منور فرمایا۔ سید و سرور محمد نور جاں بہتر و بہتر شفیع مجرباں؛ اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم نے بھی سر نور کو ششوں اور اپنے روز کلام و بیان سے اہل جہان کو ہر طرح کے فسق و فجور اور نافرمانی و قصور سے بچایا۔ اور اپنی خداداد طاقت سے محض لوجہ اللہ تمام عالم کبیتی کو نور علی نور کیا جلد بے دینی و کفر اسی کو صفحہ ہستی سے دور کیا۔ ہر ناخلف و نالائق کے ظرف بد عقائد کو چکنا چور کیا۔ علماء ربانی و فضلاء حنفی کے فیض و برکت سے کفر و شرک دور ہوا۔ ہر جگہ دین اسلام کا ظہور ہوا۔ اور سان قلم اور تیغ و عظم علم کے ساتھ معاندان اسلام ..... و مخالفان حنفیہ کرام سے لڑے بھڑے حاسدوں و قاسوں سے سینہ سپر ہوئے۔ جس گل کے گل تتر بتر ہوئے لہ بدنبولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے چنانچہ اس ٹھٹھے چھوٹے وقت اوچکے گنبدے دیر آشوبے مانہ میں میرے کرم و معظم معجم کاشفہ الدقائق محبوبین الخلائق کلاسان سعیدین ذلک صاحب دہش و بھی مولانا قاضی فیض احمد خان صاحب سابق انسکریٹر لیسر جامع تالیفات کثیفہ نے ٹھیکیدار شرک بدعت قرن شیطان غریب سود دشمنان خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل عقاید فارسی و اعمال کا سدا آئمہ مجتہدین باخوہ اسلام متین گمراہ گمراہین بدنام کتفہ اسلام نام کے مسلمان ٹٹھی کی آڑ میں شکار کھیلنے چلے رسی کے سانپ بنانے والے و مبارز و صوفی یاز پہلوں کو گالیاں دینے والے نیاوین نئی شریعت بنانے والے بد مذہب، کور باطن گنہگار جو فروش چھوٹے حنفی فریبی سپر ظاہر میں پیلے باطن میں دکھ کے مائے و پایہ نجدیہ غیر مقلد اور دیوبندی پھندی گنگہی کو ہی وغیرہ خذیم اللہ کے جملہ عقاید اعمال باطلہ کو کل متفرق کتابوں سے ایک جگہ جمع کر کے مع جواب و ندان شکن ایک کتاب نام انوار آفتاب صداقت بنائی جس کے لکھنے اور تالیف کرنے میں بہت نعت اٹھائی بڑی بے نظیر بنائی نہ کہیں ایسی سنی نہ سنائی۔ گویا دریا کو کوزہ میں پر کیا۔ خر مہرہ کو در کیا عدا آفتاب آمد دلیل آفتاب سے بڑھ کر اور کیا کہا جائے۔ سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حق کا آفتاب بے حجاب جلوہ نما ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ اوراق حنفی سنی مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ بڑے ہولناک دن کے صدیوں سے بچائیں گے۔ منش بنار طبیعیاں نیاز مند مباحث۔ وجود ناز کش آزر دہ گزند مباحث؛ و بابوں وغیرہ کی قلعی کھولنے والے کتاب مذکور کے اعلیٰ مضامین کے درخت ہمیشہ سرسبز و خوشبودار رہیں اس کی سلسلہ بیانی نو جوانی کی طرح

۹  
بہتر و بہتر شفیع مجرباں  
اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم  
نے بھی سر نور کو ششوں  
اور اپنے روز کلام و بیان  
سے اہل جہان کو ہر طرح کے  
فسق و فجور اور نافرمانی  
و قصور سے بچایا۔ اور  
اپنی خداداد طاقت سے محض  
لوجہ اللہ تمام عالم کبیتی  
کو نور علی نور کیا جلد  
بے دینی و کفر اسی کو صفحہ  
ہستی سے دور کیا۔ ہر ناخلف  
و نالائق کے ظرف بد عقائد  
کو چکنا چور کیا۔ علماء  
ربانی و فضلاء حنفی کے  
فیض و برکت سے کفر و شرک  
دور ہوا۔ ہر جگہ دین اسلام  
کا ظہور ہوا۔ اور سان قلم  
اور تیغ و عظم علم کے  
ساتھ معاندان اسلام  
..... و مخالفان حنفیہ  
کرام سے لڑے بھڑے حاسدوں  
و قاسوں سے سینہ سپر ہوئے۔  
جس گل کے گل تتر بتر ہوئے  
لہ بدنبولے زیر گردوں گر  
کوئی میری سنے یہ گنبد کی  
صدا جیسی کہے ویسی سنے  
چنانچہ اس ٹھٹھے چھوٹے  
وقت اوچکے گنبدے مانہ میں  
میرے کرم و معظم معجم  
کاشفہ الدقائق محبوبین  
الخلائق کلاسان سعیدین  
ذلک صاحب دہش و بھی  
مولانا قاضی فیض احمد  
خان صاحب سابق انسکریٹر  
لیسر جامع تالیفات کثیفہ  
نے ٹھیکیدار شرک بدعت قرن  
شیطان غریب سود دشمنان  
خدا و رسول صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم اہل عقاید فارسی  
و اعمال کا سدا آئمہ مجتہدین  
باخوہ اسلام متین گمراہ  
گمراہین بدنام کتفہ اسلام  
نام کے مسلمان ٹٹھی کی آڑ  
میں شکار کھیلنے چلے رسی  
کے سانپ بنانے والے و مبارز  
و صوفی یاز پہلوں کو گالیاں  
دینے والے نیاوین نئی شریعت  
بنانے والے بد مذہب، کور  
باطن گنہگار جو فروش  
چھوٹے حنفی فریبی سپر  
ظاہر میں پیلے باطن میں  
دکھ کے مائے و پایہ نجدیہ  
غیر مقلد اور دیوبندی  
پھندی گنگہی کو ہی وغیرہ  
خذیم اللہ کے جملہ عقاید  
اعمال باطلہ کو کل متفرق  
کتابوں سے ایک جگہ جمع  
کر کے مع جواب و ندان شکن  
ایک کتاب نام انوار آفتاب  
صداقت بنائی جس کے لکھنے  
اور تالیف کرنے میں بہت نعت  
اٹھائی بڑی بے نظیر بنائی  
نہ کہیں ایسی سنی نہ سنائی۔  
گویا دریا کو کوزہ میں پر  
کیا۔ خر مہرہ کو در کیا عدا  
آفتاب آمد دلیل آفتاب سے  
بڑھ کر اور کیا کہا جائے۔  
سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حق  
کا آفتاب بے حجاب جلوہ نما  
ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ  
اوراق حنفی سنی مسلمانوں  
کے کام آئیں گے۔ بڑے  
ہولناک دن کے صدیوں سے  
بچائیں گے۔ منش بنار  
طبیعیاں نیاز مند مباحث۔  
وجود ناز کش آزر دہ گزند  
مباحث؛ و بابوں وغیرہ کی  
قلعی کھولنے والے کتاب  
مذکور کے اعلیٰ مضامین کے  
درخت ہمیشہ سرسبز و خوش  
بودار رہیں اس کی سلسلہ  
بیانی نو جوانی کی طرح

۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



پر بہار ہے۔ اس کا ہر نقطہ وہ شگفتہ باغ ہے جو گوہر شرب چراغ زیادہ روشن ہے اسکی کامل اکمل کمال  
کلام سے دانائی کا نور شعلہ زن ہے۔ اس کے معنی اقبال کی انگوٹھی اور دولت کا نگینہ ہے ہر  
عقیدہ قند کا سینہ اس کے راز و نیاز اور کنایہ و استعارہ کا خزینہ ہے اسکے جملے و کلمات نور ایمان  
کا دین ہے۔ ہر حرف و نش چہرہ آفرین گلستان۔ سطو رش و زونمای سنبلستان۔ دراصل کتاب لاجوایابی  
پرو شتاب گم گشتہ راہ ہدایت کیلئے روشن چراغ ہے جس سے دشمنان دین و عدنان ملت حنفیہ متین  
و یارہ یارہ جگر بہار و ارغ ہے۔ اس کا حسن خط و لادیز پرانہ نور ہے اسکے الفاظ سے معانی پرانی کاظم ہے، نئے معانی  
پیشکشوں سے دلالت کا نور اس کی ہر سطر شمعون از علم و فن جو اس کے واصفان زمان کی انگشت حیرت بدین، جان بامیہ  
پر رحمت بہار حنفیوں کیلئے رحمت کر دکھائے اسکے فوائد کی تصنیف فروزا خرابہ ان فی ذلک و بعد لا ولی  
الادبیب ہے (دعا) خدا تعالیٰ ایسے مرد یگانہ کو جو اثبات زمانہ سے مصنون باسوں لکھے ایسے فرید حیدر حق  
عقائد کو تا قیام قیامت سلامت لکھے۔ اور اسکے حارسہ بدخواہ کا مونہہ مثل قلم روز سیاہ نکونسا رہو  
اور اسکے معاند کا سر قلم تمام و تباہ کار ہو <sup>یعنی بخوابند</sup> آمین بحرمت صاحب نیں۔ ایسے ہی لوگوں نے دولت دنیا و دنی کو  
دولت مار کر صولت عقیبی حاصل کی ہے۔ اور خدا واصل سے زندگی کی خوشخبری لی ہے۔ اور جو لوگ مذہب  
حنفیہ کرام و ملت اہلسنت عظام کو ہر طرح مٹانکی کوشش بلیغ کرتے ہیں و خود ہی مٹ جائیں گے  
اور وہ انشا اللہ نہیں مٹے گا کیونکہ یہ اللہ کا نذر ہے اسکو کون مٹا سکتا ہے یریدون ان یطفئوا اللہ  
یا فواہم اللہ متهم نوٹ و کلام الکافرون و راتم آثم قرالہ بن مولوی محمد الہ بن مرحوم ترشی صدیقی حنفی  
قادری محلہ چاک سواران قریب مسجد چنیاں الی راہی ریت متصل جیل بیابان شمس الع بن اشعہان المظاہر ۱۳۳۸ھ  
(۱۵) تقریباً حضرت مولانا مولوی محمد یار صاحب مفتی امام و خطیب مسجد طلالی لاہور  
قد و کا ہی باسم قدیم بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصیئاً - فی الجملہ مطالعہ اس  
کتاب صداقت کتاب کسبھی یہ انوار آفتاب صداقت است لکہ تعویذ جان ایمان از ہر آفت است  
نمودم و از عنوان فہرست در بصیرت افزا دوم۔ در حقیقت مصنف کتاب جناب مولانا و افضل  
اولینا مولوی فضل احمد صاحب موصوف بالقابہ مصنف تصنیف امفیہ است خصوصاً این تصنیف  
جدید کہ در تہ دید فرقہ نجد یہ سعی بلیغ بہ عمل آورده و کوششہ منع بکار بردہ کہ از زمان سلف تا و ان خلف جنین  
سیرہ نور بخش دیدہ جانیان در دیدہ نکشید و خدشات مخالفین اچنان سببصال سائید کہ بیشتر ازیں بگویش  
ہیش علماء حقین رسیدہ شمس چنان تردید نا آید در جہان نے خیر یا شر شود کس بجائے فالحمدا للہ علی ذلک اننا  
صداق بذلک انہ لقول فضل و ماہویا الحق الی اقام جلوم العلماء و لا ابرار محمد باقر خلیق امام خطیب مفتی مسجد طلالی لاہور



(۱۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد گوہر علی علوی امام مسجد چٹولیاں لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامدٌ ومصلیٰ و مسلم۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اے بڑبڑاتی حقیقت رومتاب کتاب انوار آفتاب صداقت جس کو مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے دھیان و خیال سے تالیف و تصنیف فرمایا ہے فقیر نے اس کتاب کی فہرست مضامین اور بعض دیگر مقامات کو دیکھا ہے اور بعض مضامین مصنف کی زبانی بھی سنے ہیں۔ کتاب نہایت عمدہ اور مضامین کے لئے جامع ہے۔

مصنف نے فرق و بابیہ کے عقائد فریبہ کی تردید میں یہ کتاب لکھی ہے۔ سب سے پہلے عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ کی تردید کی ہے۔ اس مسئلہ پر قلم اٹھانا نہایت باریک بینی اور نکتہ شناسی کا کام ہے پھر فرقہ مذکورہ کے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاذ اللہ توہین پائی جاتی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر مقتضائے تلافی من انباء الغیب الا نبی۔ بمضمون فلا یظہر علی فیہ احد الا من اراد تضحی من رسول الایۃ کے دلائل سے ثبوت دیا ہے۔ اس اثنا مذکورہ کے بغیر اور بھی بہت سے امور پر بحث کی ہے۔ مضامین اول

اور سیاق عبارت کو لائق مصنف نے اپنے انفاس مبارکہ اور الفاظ پر جستہ سے نہایت شائستہ اور دلچسپ بنا دیا ہے۔ عرض کہ اپنے نبی نور کے رفاہ اور شادمانی عالم کے لئے تخم ریزی کو شش اور آبپاری محنت سے ایک کھلا پھلا باغ اور سرسبز گلزار تیار کر دیا ہے۔ جزاک اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر

الجزاء۔ حررہ الفقیر محمد گوہر علی علوی امام مسجد چٹولیاں لاہور منڈی لاہور۔

(۱۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمدؐ و نصلی علی رسولہ الائم۔ انذیر لظہیرہ و علی آلہ واصحابہ

جمعین۔ جیسے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر نہیں ہے نہ ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا محمدؐ کہ اس در ثناء ہوا کہ کا نظیر نہ تو ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس وقت ہے! اصلی حقیقوں نے اصلی شافعیوں اصلی مالکیوں اور اصلی حنبلیوں یعنی اصلی اہلسنت و جماعت کے ہر فرد کے لئے لازمی ہے کہ اس کتاب لاجواب کو تمام کا تمام غور و پڑھیں۔ یا کم از کم سن لیں۔ اور اپنے بچوں کو پڑھائیں

مدارس اسلامیہ کے لئے لازمی و ضروری ہے۔ کہ اس کتاب کو تعلیمی کورس لازمی مقرر فرمائیں اور اپنے بچوں اور بھائیوں کو آگ و دوزخ کی سبب بچائیں خیر خواہ مومنین فقیر حاکم علی حنفی مذہب اجدادی طریقت

(۱۸) تقریظ مولانا اہل و فاضل ادیب بے بدل حضرت مولوی اصغر علی صاحب

رومی۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ مدظلہ العالی



بسم اللہ الرحمن الرحیم خذ ماترہ و داع شیئا سمعت بہ فی طلحة الشمس ما یغنی عن ذکر  
 عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے۔ اسی قدر ہمارے زمانہ میں اس کی طرف سے عامہ تعلیم یافتگان کو ذہنی  
 طور پر رہے۔ تقابلی ضرورت پر بحث کرنا فضول ہے کیونکہ اسکے متعلق یہی کہنا کافی ہے کہ اسلامی  
 دنیا میں شروع سے کیا رہی ہو صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے محدث و مفسر و فقیہ کا پتہ  
 نہیں ملتا جو غیر مقلد ہو۔ اگرچہ حضرات غیر مقلدین نے کھینچ تان کر بعض اکابر سلف کو غیر مقلد ثابت  
 کرنا چاہا ہے مگر یہ سب باتیں صرف منہ سے کہنے کی ہیں۔ عدم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں ابتداء مولائے  
 نفس کا دروازہ کھل گیا۔ اور جس نے جو چاہا کر دیا۔ چنانچہ اسی بے لگامی اور نااہلی کا نتیجہ ہے کہ عقائد  
 صحیحہ اور اسلام کا جو حضرات اکابر آئمہ قدس سرہ ثلاثہ کا شمار تھا۔ تاریخ و منتشر ہو گیا۔ اور قاعدہ ہے کہ جب  
 عمائد باطلہ بدعات سے فیصلہ میں جا گزیں ہو جائیں۔ اس کا نتیجہ ضروری یہ ہوا کہ تاسیے کہ بزرگان کی نسبت  
 سورتین پیدا ہو کر وریدہ و سنی تک لزبت پہنچ جاتی ہے جس سے انواع و اقسام کی بے اعتدالی  
 پھیل جاتی ہیں۔ ہمارے زمانہ میں تو وہب کا کسی قدر زور ہو گیا ہے جس سے اولیاء کرام اور آئمہ  
 عظام کی نسبت مختلف قسم کی نکتہ چیںان تجویز کی جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ روحانی فیضان کا بہ کلی سد  
 باب ہو چکا ہے۔ اسی عام تقلید پر آئے دن نئے نئے فرقے اسلام میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور بد عقیدگی  
 کی حد ہو چکی ہے۔ ایسے وقت میں علماء اسلام کا فرض ہے کہ وہ بمقتضائے حدیث شریف کا ایزال  
 طائفۃ من امتی الحدیث مفاسد مذکورہ بالا کا قلع و قمع کر کے عوام الناس کو غیر مقلدوں اور  
 وہابیوں کے دام سے بچائیں۔ ہمارے مکرم و معظّم اور غیر متدفعان قاضی فضل احمد صاحب پشیمور دھیم  
 (احمد ہاشمہ اسلامی خدمات کے لئے کمر بستہ ہے) نے اس ضرورت کو بوجہ اتم پورا کر کے تمام  
 اہلسنت والجماعت کو اپنا ممنون بنایا ہے۔ انہوں نے نہایت شرح اور ربط کے ساتھ مخالفین  
 کے دعویٰ باطلہ کا رد اور عقائد کا ثبات پوری محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے۔ اگرچہ متفرق  
 طور پر بہت سے اصحاب نے ان مسائل پر قبل ازیں بحث کی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ اس قدر مسائل مجموعی  
 طور پر شاید ہی کسی کتاب میں مندرج ہوں۔ غیر مقلدین اور وہابیوں کو چاہئے کہ انصاف سے پڑھیں  
 اور حق کو قبول کریں۔ اور شکر یہ حضرت مولف کا بجالائیں۔ واللہ بکھدی من یشاء الی صواب مستقیقہ

حررہ خاکسار اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

(۱۹۱) تقریب حضرت مولوی محمد عظیم صاحب منشی فضل الرحمن سلامیہ کی اسکول لاہور  
 الحمد للہ رب العلمین والصلوة والسلام علی سیدنا المرسلین والہ الطیبین الہی یوم الدین



قاضی صاحب کی یہ لاثانی کتاب فرقہ ضالہ کے عقائد کے اظہار اور ان کے اوہام باطلہ کے قلع قمع میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اس وصف میں ان جامع صفات کے ساتھ یہ پہلی تصنیف ہے جو اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے قاضی صاحب کے دل و دماغ سے اپنی مخلوق کے ایمان کی حفاظت کیلئے اس زمانہ میں ظاہر فرمائی۔ اہل ایمان کو لازم ہے کہ اس آفتاب صداقت کے انوار سے مستفیض ہو کر قاضی صاحب کو شکور فرمائیں۔ اور اس نعمت سے بہرہ ور ہوں۔ و علیہ کہ اللہ جل جلالہ مصنف

کے لئے یہ کتاب نجات اخروی کا وسیلہ بنائے اور قاضی صاحب کو اجر جمیل عطا فرمائے آمین :

فقیر محمد عظیم عفی اللہ عنہ منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی اسکول لاہور  
(۲۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی جمال الدین صاحب حنفی نقشبندی لوہی

سابق مدرس انجمن نعمانیہ حال امام منشی کوچہ میان سراج الدین لاہور  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جلد ہونے کتاب مبارک انوار آفتاب صداقت کے اکثر مقامات بغور مطالعہ کئے۔ مصنف علامہ نے نہایت نکتہ اور جانفشانی اور اخلاص سے دو فرقہ نجدیہ کا فرمایا اجاد  
اکاجاد فجزاک اللہ احسن الجزاء و اطال اللہ بقائد آمین میں حرف آخر فان عقائد میں مصنف علامہ

کامن کل الوجوہ متفق ہوں اور نہایت زور سے ترغیب دیتا ہوں کہ کل علماء اہلسنت و الجماعت اس میں متفق ہوں۔ تاکہ عوام الناس افراد ایسے عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔ میں مدت سے منتظر تھا کہ عقائد باطلہ کی کافی تردید ہو۔ اگرچہ ہندوستان میں حضرت احمد رضا خاں مجدد مائتہ حاضرہ نے جامع تردید فرمائی۔ مگر پنجاب میں عقائد نجدیہ کی تردید احسن طریق پر نہیں ہوئی تھی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اب ہو گئی کل امور مرہون باد قاتھاوان من شیء الا عندنا خزائنه ومانزلہ الا بقدر معلوم

چرہ جمال الدین نقشبندی توکل سابق مدرس نعمانیہ ساکن کوٹھیاں والہ شہان ضلع گجرات پنجاب تحصیل پھالیہ۔ حال واردا امام مسجد کوچہ میان سراج الدین لاہور۔ مورخہ ۲ شعبان ۱۳۲۳ ہجری  
(۲۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل اولیٰ مولوی غلام اللہ صاحب نقشبندی

پروفیسر و بنیات حنفیہ کالج لاہور۔ مدظلہم  
باسمہ سبحانہ و جل شانہ۔ کتاب انوار آفتاب صداقت مولفہ مصنف جناب مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب عم فیوضہم کو میں نے مجملہ نہایت غور سے سنا زمانہ موجودہ میں ایسی مکمل کتاب جس میں ہر ایک مختلف فیہ مسائل کے استدلال و درج ہوں۔ اور وہ بھی اصول شرعیہ کے مطابق قرآن و حدیث و اقوال سلف صالحین سے واضح طور پر بیان کئے جاویں۔ نہایت ضرورت تھی



جس کو مولوی صاحب موصوف نے دلی علی اللہ اجدرہم، کمال جانفشانی و مجددی اسلامی خدمت اسلامی سے مہذبانہ طور پر پایہ ثبوت کو پہنچایا ہے۔ جس سے ہر ایک مسلمان فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور اپنے عقائد کو صحیح بنا سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی مسلم کہ جب تک عقائد کی درستی اور نہ ہو۔ اور انبیاء کرام اور اولیاء عظام اور بزرگان دین کی عزت اور قدروں میں کامل طور پر نہ ہو۔ کوئی عبادت بھی مقبول نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ قبل اس کے علماء اہلسنت والجماعت جزاہم اللہ ایسے عقائد کی تردید فرمادے کہ چکے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ مگر اس طرح مجموعی حالت میں لا کر تہذیب کے ساتھ ہر ایک کو جواب دینا یہ حصہ حضرت قاضی صاحب موصوف ہی کا ہے جزاہم اللہ خیر الخیر اور انا اللہ اعلم الخیر رحمۃ اللہ فقیر غلام اللہ الحقی مذہباً والفقیر مکتناً ونقشبند المحدثی طریقتاً پروفیسر نیاجین کا

**تقاریط حضرات علماء کرام امرتسر**  
 (۲۲) تقریب حضرت مولانا ابوالعلم ولینا مولوی غلام احمد صاحب خلم  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم محمدؐ وفضل علی رسولہ الکریم۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحباہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع حاصل کر کے خبر دی تھی۔ کہ قرن الشیطان نجد سے طلوع ہوگا۔ چنابہ ہو گیا۔ اور بدسمتی سے ہمارا ملک ہندوستان بذریعہ سمجیل دیو کی اس فتنہ کیلئے مخصوص ہو گیا اس جماعت کے دو فرقہ ہو گئے۔ ایک فرقہ تو کھلم کھلا غیر مقلد ہو گیا۔ اور دوسرا فرقہ اگرچہ تمام اصول و ہدایت کا حامل رہا۔ مگر بظاہر اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرنے لگا۔ اس کی منافقانہ تعلیم سے ہندوستان کے عوام دھوکے میں آ گئے۔ کیونکہ حقیقت کے لباس میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کیا تھا۔ ان کو وہ ضالہ کے مسائل کفریہ کے رد میں علماء اسلام نے کوشش فرمائی۔ مگر کوئی جامع کتاب تک ایسی تصنیف نہیں ہوئی تھی جو تمام مسائل کفریہ و ہابیہ کے رد میں جامع ہو اس ضرورت کو ہمارے مکرم مولانا قاضی فضل احمد صاحب پیشہ کو رٹ انسپکٹر لودھیانہ نے پورا کیا۔ اور کتاب توار آفتاب صدقہ تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کو میں بنظر عمیق دیکھا کتاب کیلئے ایک خزانہ ہے جس میں وہابیہ دیوبندیہ کے تمام عقائد باطلہ کفریہ کا بالتفصیل بیان ہے اور ہر ایک عقیدے کے بیان کے بعد دلائل قرآنیہ و احادیث و اقوال بزرگان دین سے رد کیا ہے بعض اور ہابی و ہابی کسی عقیدے سے انکار بھی کرتے ہیں۔ اور کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ یہ ہم پر افتراء ہے۔ قاضی صاحب نے ہر ایک عقیدہ کو ان کی کتب و فتادی وغیرہ سے نقل کر کے حوالہ دے دیا ہے۔ تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔ اہل اسلام کے پاس یہ کتاب ایک زبردست ہتھیار ہوگا جو اس طائفہ طاغیہ کے دانتوں کو توڑنے



میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہوگی۔ وہ نہ صرف ان کے عقائد و مکائد سے  
 کما حقہ واقف ہو جائیگا۔ بلکہ ان کے عقائد باطلہ کا بڑے زور شور سے رد کر سکے گا۔ الغرض اس  
 کتاب نے اردو علم ادب و علم مناظرہ میں ایک جدید اور قیمتی اضافہ کیا جس کے لئے ہمیں قاضی صاحب کا  
 تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ انہوں نے اپنی خداداد قابلیت سے بڑی جانفشانی اور محنت و شاقہ  
 کو گوارا فرما کر یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کی ہمت میں و زیادہ برکت  
 عطا فرمائے ہمارے نزدیک قاضی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام انہیں کے  
 حصہ میں رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے۔ اور اس کی برکت سے لوگوں کو مستفیض ہوئی  
 توفیق عطا فرمائے۔ اور لوگوں کے قلوب کو روشن کرنے میں یہ انوار آفتاب صداقت اسما  
 باسمی ثابت ہو۔ آمین: تصنیفات تو عام طور پر ہوا کرتی ہیں۔ مگر کسی نہ کسی بزرگ کو کچھ اختلاف ہوا  
 کرتا ہے۔ لیکن انوار آفتاب صداقت میں یہ خوبی ہے کہ علما کرام و صوفیائے عظام نے بالاتفاق اسکو  
 پسند کی کی نظر سے دیکھا۔ قاضی صاحب موصوفت کے لئے یہ ایک ایسی کامیابی ہے۔ جو کسی دوسرے کو  
 نصیب نہیں ہو سکتی۔ و انخود عوینان الحمد للہ رب العالمین۔ وانا لمفتقر لرحمۃ ربہ الامجد  
 غلام احمد غانہ اللہ واید الامرتسری وطانا والسنی الحنفی مذہبنا والنقشبندی المحدثی النوسی الجماعتی  
 (۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محبوب احمد المصطفیٰ خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی  
 امرتسری الملقب میر واعظ مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ بات اہل علم پر بخوبی واضح ہے کہ جس طرح تمام دنیا میں تین ربع  
 حنفی ہیں۔ اور ایک ربع باقی سب مذاہب۔ اسی طرح یہ بات بھی علم میں ہے۔ کہ سارے ہندوستان  
 کے مسلمانوں میں تین ربع سے زیادہ حنفی مسلمان تھے۔ اور ایک ربع سے کم شیعہ آباد تھے بارہ  
 صدی کے بعد ہندوستان میں فرقہ واریت نمودار ہوا۔ ان سے بچنے کیلئے مسلمانوں نے بہت  
 ساسا مان کیا۔ اور ہر طرح سے محفوظ رہنے کی امیدیں حاصل ہونے لگیں۔ مگر افسوس کہ یہ قسمتی سے  
 ایک گروہ درمیان میں پیدا ہو گیا۔ جس پر کوئی ظاہری اطلاق و بابیت کا دار و نہ ہو سکا۔ کیونکہ ان کے  
 عقائد سے جس طرح اہلسنت کی تائید ہوتی ہے۔ اس سے صد ہا درجہ بڑھ کر وہابیہ کو قوت ہوتی  
 ہے۔ بلکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس گروہ کے وجود سے وہابیہ کو بالکل آرام ہو گیا۔ وہابیہ تو خاموش  
 ہو گئے مگر ان کی تائید کے لئے حضرات دیوبندیہ نے نہایت سی جانفشانی سے جھنڈا کھڑا کیا  
 اس پر لطف یہ ہے کہ نام وہی حنفی جس طرح محمد بن عبد الوہاب نجدی نقشبندی کہلاتا تھا۔ وہابی ہمیشہ



یہ کہا کرتے ہیں کہ مسائل اعتقاد یہ ہیں ہمارا تمہارا جھگڑا نہیں بلکہ تمہارے دیوبندی خفی بھی بڑے زور سے  
ہمارے ساتھ ہیں مثلاً امکان کذب باری تعالیٰ - و امکان نظیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و عدم  
جواز میلاد شریف - و علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - نذر و نیاز و استمداد اولیاء اللہ -  
و اعراض اہل اللہ بلکہ لا الہ الا اللہ اشرف علی مرسل اللہ کہنے کو تو برائے مانا گیا - اور شیطان کو  
عالم الغیب مانا گیا - مگر حضور علیہ السلام کے متعلق اعتقادات ایسا نہیں کہ ان لوگوں نے کفر قرار دیا  
ہر حید اہلسنت نے عرباً و عجماً دیوبندیہ کے عقاید پر کفر کا فتوہ دیا - مگر انھوں نے یہ لوگ اپنی روش سے  
باز نہ آئے - یہ فرقہ فرقہ دیوبندیہ کے نام سے موسوم ہے عام اس سے کہ اس کے ارکان تمہانہ میں رہتے  
ہوں یا تانوتہ میں گنوارہ میں رہتے ہوں یا انیسٹھ میں ہیں ان کی ذاتیات سے کوئی تعلق نہیں صرف یہ  
مسلمانوں کو ان کے اعتقادات کفریہ سے مقصود ہے - چنانچہ ناظرین کو کتاب الوزار آفتاب صداقت  
مصنفہ جناب مولانا مولوی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر صاحب پشاور و دھیانہ کے مطالعہ  
سے یہ امر روشن ہو گا: فقیر محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی امرتسری دالقلب میثرا غلط

## تقاریظ علماء کرام مقصود ضلع لاہور

(۲۴) تقریظ حضرت مولانا فضل مولوی عبدالرحمن صاحب مناخلف الرشید حضرت  
جامع علوم معقول و منقول فاضل تحریر مولانا مولوی غلام و شکیل رحمۃ اللہ علیہ قصور  
بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العلمین - قامہ اینیہ المتعین الدجالین الکنہ بین  
و الصلوٰۃ والسلام علی من جعلہ حجة للعلیین اعطاه اخبار المغیبات علی اطلاع الضالین  
المضالین للموہبین المتدبیین و علی الہ الطہورین قامی اسد من المہدین - اما بعد  
اس زمانہ فتنہ نشان میں جیسا کہ حضرت سرور کائنات اعز المعلومات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اخبار  
فرمائی تھی - یوں فی انحر الزمان و جالون کذا لون یا لولکم باحادیث مالہ تسمعون انتہی لا باہم الحکم  
سب کچھ ظاہر ہو رہا ہے - جیسا کہ اللہ تعالیٰ صدق الصادقین ہے ویسے ہی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
اس کی تعلیم کے سبب سب مغیبات کے علوم میں سچے ہیں - اور سچی خبریں دے رہے ہیں - الحمد للہ والمنہ کہ اس  
فتنوں والے زمانہ میں ملحدین مرتدین کے مفوات رویہ کے رد کر نیوالے موجود ہیں - یہ پہچان غلام  
ایران حضرت محبوب یزدان کترین متادیان ابوالمبارک محمد عبد الرحمن عفا عنہ المنان و کان لا یدار



و حفظہ عن اہل فتن الزمان خلف لوزئی کبیر السقطری الشہر بالفضل العزیز الامعی المولوی اہی عبد الرحمن  
غلام دستگیر رحمۃ اللہ العزیز۔ اگرچہ اپنے قبلہ گاہ اعلیٰ جاہ کی وفات کے بعد اہل فتن کے شرور سے برت  
ہی مضطرب تھا۔ مگر فیر مطلق کے افضال کا ہایت ہی شکر گزار ہے۔ کہ اپنے والد ماجد کی جگہ پر قائم ہوئے  
والے اور ان کے دلی رفیق مرضی و مقبول رب احد حضرت قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الواہب  
ذوالمواہب کو دیکھ رہا ہے۔ الحمد للہ المعبود الودود علی ذلک الکرم والحدود۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور سب نقابیل علیہم الرحمۃ کی حرمت سے ان کی سعی بلیغ کو شکر اور ان کو  
ماجور فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔ حررہ فقیر ابوالبارک محمد عبد الرحمن قصوری عفا اللہ عنہ  
(۲۵) تقریظ حضرت مولانا ابوالفضل والعلوم اولیٰنا سید عبدالحق شاہ صاحب ہمدانی قصورے  
بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ ما اعظم شانہ فیضہ من شفاء و بھدی و لیساء و العلویۃ و اللہ  
علیٰ من تشید الايمان و ارفع بنیادہ مبشر و نذیر اوداعیاء الی اللہ و علی اللہ واصحابہ للذین اید و الاصلاح  
والیقانہ یقفون فضلا من اللہ و رضوانا علیہ۔ اما بعد مدت سے اہل اسلام میں نشست و نشست  
شروع ہے اور فحاشین تماشا میں ہیں اپنے گریساں میں نظر نہیں کی جاتی۔ اہل حق کی مخالفت پر خود بینی  
غور اغوا شیطانی سے روز افزوں زور ہے۔ یا ارحم الراحمین و یا دلیل المتحیرین و دلائل ہر ممتہ  
مجمعۃ رحمۃ للعالمین جب اولہ اولیہ سے آئمہ اربعہ اعتقادات و عملیات کا ثبوت ہایت درجہ  
تک اجتہاد مجتہدانہ کو سچا چلے۔ اور تمام اہل عقل و نقل واصحاب کشف نے اس بارہ میں آمنا و صدقنا  
کی صدا بلند کر دی ہے۔ تو یہ خواہ مخوام اسلامی دنیا میں شروع غل برپا کرنا۔ ایک ہی گھر ایک طریق کے ہو کر  
بے گناہوں کی طرح آپس میں خانہ جنگی شروع کر دینی۔ اور باہم بیٹھ کر غور کو شاکر توفیق ہدایت  
اللہ ہادی سے مانگ کر تماشا بینوں سے علیحدہ کیوں تصفیہ نہیں کیا جاتا۔ کیا وہ معتقدات و محمولات  
جن پر ادلہ اربعہ سے آئمہ اربعہ اور سلف سے غلہ تک کار بند ہوں۔ قابل اختلاف ہو سکتے ہیں  
سرگز نہیں۔ ایسے بے جا اختلاف میں اپنی تضرع اوقات اور دوسرے عزیز اسلامی برادران کی کرنی  
سخت گمراہی اور بیجا کاروائی نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ اعلم بالصراط المستقیم چند روزہ  
دنیا کی زندگی معبود حقیقی اور افضل الرسل تحقیقی کی اتباع میں بسر کرنا کیوں عنیت نہیں سمجھا جاتا۔  
افسوس اہل حق کو شاغل ضروریہ عبادات و معاملات کے استغراق سے اہل شر کے جواب دینے پر حکم اللہ  
ورسولہ تکلیفات کا تحمل بنانا بہت ناز و بیل ہے۔ نسخہ انوار آفتاب صداقت مولفہ جناب حاجی قاضی  
فضل احمد صاحب جو مطالعہ میں آیا مکرم موصوف کی محنت اور جانفشانی اور تحقیق عجیب و غریب پر دل سے



ہزاروں آفرین کی صدائیں آئی اللہ کریم کی مخلوق میں اگر اہل شرک و بدعت تو اہل اصلاح کا پر زور ہاتھ  
ماجی شری بھی غالب طور میں آجاتے ہیں انوار آفتاب کی جواب دہی نے ظلمات اثر ارکواس طرح غرقاب فنا  
کیلئے کہ پھر نہ نکالنے کی جرأت نالود کردی اللہ کریم رحیم جناب موصوف کو جزائے خیر عطا فرما کر شادمانی دو  
جہانی سے سرفرازی بخشے آمین۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ حررہ سید عبدالحق شاہ ہمدانی قصور۔

## تقاریظ علماء کرام کشمیر

۲۶ تقریظ حضرت مولانا مولوی سید محمد ابن سید غیاث الدین المفتی والواعظ الکشمیری  
شاہ آبادی المعروف بہ سید میر جی شاہ (مقام علی پور سیدال ضلع سیالکوٹ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الحمد لله الذي جعلنا من الذاهبين وافهمنا من علوم العلماء الرا  
والصلوة والسلام على من نحمد دينه اديان الكفر الصالحين وعلى الله واصحابه الذين كانوا يتسلسلون  
بشرعيته صالحين وليد فيقول البائس الفقيه الى رحمة ربه القدير سید محمد ابن سید غیاث الدین  
المعروف بمیر جی شاہ الحنفی مذهبها والقاری النقشبندی مشرق المفتی والواعظ الشاہ آبادی الکشمیری  
الکریم الله بلطفه وکرهه وقد رأيت واطلعت کتاب انوار آفتاب صداقت وهي کتاب الحاج  
القاضي فضل احمد لوديانوی بنظر العميق فرأيت به ملو من الايات والبيانات واحاديث المتروكات  
من رجال اول اهل الفضالة والابتداء عين الوهابية الدويونية الذين يتحلون اتباع المذهب الحنفی  
وقلى المسلمين اذ يلاقوه بالقول ويدخره كالיום الجزاء جزى الله المصنف عناخير الجزاء  
ووقفنا اياه لما يحب ويرضى وما علينا الا البلاغ نانا العبد الفقير سید محمد ابن غیاث الدین  
المفتی والواعظ الکشمیری الشاہ آبادی المعروف بسید میر جی شاہ الحنفی عتبه

(ترجمہ) تمام تعریفیں ثابت اسے اللہ کے لئے جس نے ہم لوگوں کو نصیحت کرنے والوں سے بنایا اور  
ہمیں علماء راسخین کے علوم سے سمجھایا۔ اور درود سلام اس ہی پر جس کا دین کافروں اور سرکشوں کے  
واسطے اور ان کے دینوں کو منسوخ کرنے والا ہوا۔ اور ان کے آن اور اصحاب پر جو دین کی باتوں کے  
لئے میں نیک (بیت) تھے۔ اس کے بعد کہتا ہے عاجز فقیر طرٹ رب قدیر کی رحمت کے سید  
محمد ابن سید غیاث الدین المعروف بہ میر جی شاہ جو حنفی ہے مذہب میں اور قادری نقشبندی  
ہے مشرب میں اور مفتی واعظ شاہ آباد کشمیر کا۔ عزت دے اللہ اس کو اپنے لطف اور کرم سے کہیں  
لئے البتہ تحقیق دیکھا اور مطالعہ کیا کتاب انوار آفتاب صداقت کو۔ اور ایسی کتاب ہے جس کا



دوسرے زمانہ کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ مولانا مکرم حادی فرورع و اصول حاجی قاضی فضل احمد صاحب  
لہ دھیانوی کی تصنیف ہے۔ نظر عمیق سے دیکھا۔ پس میں نے دیکھا اس کو بھری ہوئی ہے۔ آیات  
بنیات اور احادیث مبارک سے گمراہ اور متبذع فرقوں کے اقوال کے رد میں جو وہاں بیہ دیوبندیہ  
ہیں۔ جو جھوٹ موٹ اپنے آپ کو حنفی مذہب کے اتباع والے بتاتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو لازم  
ہے کہ اس کتاب کو قبولیت سے لیں۔ اور قیادت کے دن کی جزا کی امید رکھیں۔ اللہ تعالیٰ  
مصدق کو جزا دے اور اچھی جزا دے۔ اور ہمیں اور ان کو اس چیز کی توفیق دے۔ جس سے وہ محبت لکھے اور راضی  
ہوں اور ہمیں بھی لکھ لکھ پاتا۔ میں ہوں عبد فقیر محمد ابن یوسف غیاث الدین نعمی واعظ شاہ آبادی کشمیری نورید میر جی  
(۲۷) تقریظ حضرت مولانا الصوفی سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری۔ سجادہ نشین  
قصبہ کریمپور شریف کشمیر (نزیل بمقام راولپنڈی پنجاب صدر)  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد و آلہ و سلم علی سید المرسلین مفضل الاولین والآخرین وعالم  
الاسرار الخفیہ من رب العالمین قد نظرت فی الكتاب «الوارثان صاحب صداقت الکل صحیح صریح  
لا ریب فیہ» جزا اللہ المصنف احسن الجزاء فی الدارین ۛ

حررہ السید میر عطاء اللہ شاہ بخاری ذہابا حنفی مذہبا قادری نقشبندی مشربا الموطون  
فی القصبة الکریمپور شریف سجادہ نشین عفی عنہ ۛ

## تقاریظ علماء کرام ضلع ہزارہ

(۲۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل مولوی محمد فیروز الدین صاحب قاضی  
القضات درویش تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ مدظلہ

الحمد لله الذی تعالیٰ فاته من سمات النقص خصوصاً عن الکذب والحج والنسیان وشمل قدرته  
کل ما هو صالح له هو فاعلا مکان والصلوة والسلام علی جمیع الانبیاء خصوصاً علی من هو فحقق  
لعلمه ما یكون وما کان ومنزله فاته عما ینسب الیه الجملة مما یتلیق عظمتہ والشان وعلی اللہ و  
الحمد لله وعلما وامتہ الذین ناظرنا بالجمال باللسان واللسان والفرقان۔ اما بعد فقد رأیت هذا  
الکتب النفس فیہ ہدایۃ لکل شریف وخبیس والغیثۃ کیف لا وقد منعت امام المناظرین  
مرجع الہدایۃ والیقین مرکز دائرۃ تحقیق منطقہ کمرۃ قد قیق صاحب القضا نسیف الکتیر  
ناصر السنۃ قاصح البدعۃ حافظ اهل الاسلام عن منکلات القادیانی والمرزائیہ مولانا



وبالفضل والکمال اولینا مولی الصدر القا ضی محمد فضل احمد صاحب خیراۃ اللہ  
تبارک وتعالیٰ عنی وعن سابق اهل الاسلام خیر الجزاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
الثقلین علی اللہ واصحابہ اجمعین بہ حررہ المسکین محمد فیروز الدین عنی عنہ (دریش ضلع ہزارہ)  
(۲۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد فضل حق خلیفہ الصدق حضرت مولانا قاضی  
القضات مولوی فیض عالم علیہ الرحمۃ دریش ضلع ہزارہ البقاہ الشرفاۃ  
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی ہدانا لکفی والمصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء الذی  
فاق علی جمیع الخلائق وعلی : اما بعد کتاب مزین بالسنتہ والفرقان الموسوم بہ انوار  
آفتاب صداقت میری نظر سے گزری ترید عقائد و بابیہ اسمعیلیہ میں بے نظیر پائی ۔ اللہ جل شانہ  
تبارک تعالیٰ مصنف دام فیضہ کو اجر دارین عنایت فرمائے اور آئندہ بھی ہدایت خلق اللہ کے لئے انکو  
توفیق عنایت فرمائے ۔ حررہ البعد محمد فضل حق ابن مولانا الصدر اعظم قاضی القضاۃ ہزاروی  
مولانا مولوی حاجی محمد فیض عالم صاحب مرحوم دریش ضلع ہزارہ

(۳۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب حیدر آبادی

بندہ ناچیز بھی جناب قاضی صاحب مصنف کتاب انوار آفتاب صداقت  
بیاری لا جواب واسطے اہل سنت والجماعت کے لئے جو اہل جواب بآئینہ فرمائی ہے تصدیق کرتا ہوں  
خداوند عالم جناب مصنف صاحب کے فیض علیٰ انہم برادران اہل اسلام کو مستفید کرے آمین ۔ حررہ  
خادم نقشبندی شیخ محمد عبداللہ حیدر آبادی عنی اللہ عنہ اندرون دروازہ قاضی پورہ کس گراں عقب مسجد  
(۳۲) تقریظ حضرت مولانا و بالعلم والفضل اولینا صوفی صافی سلطان اولیاء مولوی  
عنی غلام محمد صاحب سروردی شہبانی بہالی نوال شہری ضلع جالندھر

الحمد للہ الخاف المذنب ذی الفضل والاحسان والا متنان مبین البیان ملہم الیجان الخیر  
من فرق اہل الخیر والطغیان جاعل الزمان والکان باسط الارض بالاکرام کان فاطر السماء باشد  
الذینان وخذ لا علی القلب واللسان وفتکرہ فی کل حال و زمان ولشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ  
لا شریک لہ شہادۃ فاصلۃ بین اہل الجنۃ والینان واسیلۃ موصیلۃ الی لقاء الرحمن ولشہد ان  
سید محمد عبدک وسولہ ویقع لا صحابہ الحرم والعصیان مقبولۃ الشفاعۃ عند سبحان صلی اللہ علیہ وسلم فاما  
لعل قد طالعت ہذا الکتاب یعنی انوار آفتاب صداقت منہ نفعہ العالم المحقق والصابغی  
المدقن المسمی فضل احمد الملقب القا ضی لجمہ کورٹ الیکٹرک پشاور ساکن لودھیہ خیراۃ اللہ خیراۃ







کے پیغمبر صلا اللہ علیہ وسلم نجات پائیں۔ سوا محمد اللہ کہ یہ کام ازل میں مکرم جناب قاضی صاحب موصوف کے نام تحریر ہو چکا تھا اس لئے قاضی صاحب نے نہایت عرق ریزی سے ان مسائل کو بدلائل عقل و نقل کا حق ثابت کر دکھلایا۔ اور فرقہ دیوبندیہ و ماہدیہ کی برسوں کی خفیہ خیانت کو ایسا ظاہر کیا۔ کہ مزید برآں ممکن ہی نہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزا فی الدارین۔ آمین

فقیر (الوالفید) خوشی محمد عفی عنہ حنفی نقشبندی خطیب مسجد کیمپ جالندھر  
جو ہے خوشی خدا کی وہ ہے خوشی محمد      ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ بمطابق ۱۹۱۹ء

(۳۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی

سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ نکودر ضلع جالندھر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ      الحمد لله والصلی علی رسولہ الکریم

انوار آفتاب صداقت ہوئی طلوع      اب مرونی سی چہرہ دشمن پہ چھا گئی

کہتے ہیں اہل حق یہ مخالف کو دیکھ کر      اے نجدیان ہند قیامت ہے آگئی

یہ کتاب جو آفتاب انوار صداقت کے نام سے ظلمت کدہ عالم پر آفتاب بن کر ضو افگن ہونے کو ہے اور جس

کے مضامین کی بلند پروازی مصنف کے زور خیل کی رہن منت ہے اس قابل ہے کہ اس کو اختلافی

مسائل میں حکم دے کر عمل پیرا ہوں۔ اس نیاز مند نے مختلف مقامات سے اس کو دیکھا اور موافق

عقائد و عمل اہل حق پایا۔ یہ اس کا مخصوص فضل ہے۔ جس نے عالی جناب قاضی صاحب کو اس

سعادت عظمیٰ کے لئے منتخب فرمایا۔ فضل احمد نے لکھی فضل محمد سے کتاب یہ کیسے باریک مضامین

ہیں اللہ اللہ حررہ فقیر سید محمد حنیف چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس

سرہ خطیب جامع مسجد مفتی نکودر۔ ۱۲ اگست ۱۹۱۲ء

## تقاریظ علماء کرام ہندوستان

(۳۴) تقریظ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مجددات حاضرہ نوید ملت ہند حضرت مولانا

حافظ قاری حاجی مولانا وایام و الفضل مولانا مولوی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قاری وایام وایام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللہ الذی فضل احمد علی العلیین جمیعاً و اقامہ يوم القيمة للمؤمنین شفیعاً و



[illegible]



كان الله له وحقق امله وصانه عن شر كل غي وحقى كارب يعقن من صف المظفر سنة تسع و  
 ثلثين والفت قلامة من حجرة من به الطمى صلى الله تعالى وسلم عليه من امة جميعا عفا وغفر الامين :-  
 مير محمد رسد المست وجماعت بريلي مير احمد رضا خاں قادري مير محمد رضا خاں قادري عرف محمد عبد الرحمن  
 مير عبد المصطفى احمد رضا خاں مير مصطفى احمد رضا خاں قادري آل الرحمن عرف ابو البركات  
 محي الدين جيلاني مير محمد عبد الله اسنى الحسنى قادري الرضوى

(۳۵) تقریظ حضرت مولانا المکرم سید غلام قطب الدین صاحب چشتی نظامی پردی  
 جی برہمچاری سہیل ہند ہسوانی سرپرست حلقہ انجمن اشاعت الحق بریلوی  
 ہوا الحق۔ میرے عزیز بزرگ حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھا لوی جو نہ صرف سنی ہونے کا فخر  
 رکھتے ہیں بلکہ سنی گراور محی السنہ ہیں۔ آپ نے تمام دین کے سینوں پر احسان عظیم بصورت کتاب  
 انوار آفتاب صداقت فرمایا ہے۔ کتاب انوار آفتاب صداقت اپنی خوبیوں سے یقیناً ہر قلب کو منور  
 اور درخشاں کرے گی مسلمانو سنو! دل کے ہاتھوں سے عقیدہ کے ہاتھوں اس کتاب کو تقاضو۔ دل  
 میں عمل اور محبت سے رکھو۔ میں حقیر واعظ اس کتاب کی تعریف اور قدر کے موافق اپنے پاس  
 الفاظ نہیں رکھتا۔ مگر مختصر عرض کرتا ہوں کہ بہت کتابوں اور بہت عالموں کے مسائل سب  
 انوار آفتاب صداقت میں جمع کر دیے گئے ہیں یہ خادم دین سید المسلمین سید غلام قطب الدین چشتی  
 نظامی سہیل ہند ہسوانی عرف پردی برہمچاری صدر حلقہ اشاعت الحق بریلی یکم ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

## تعاریف علمائے کرام ریاست اپورا فغاناں

(۳۶) تقریظ حضرت مولانا الفاضل ادیب کمال مولوی محمد ظہور حسین

العمری الفاروقی النقشبندی المجددی مقام رام پور

الحمد لله الذي اجمع اكابر طيل واعوانه وارزق الحق الخضر عبيد والضاة وظهر الحق واجر برهانه  
 حار بهر محبت لا يمكن كتمانها ووضح مناصبهم ومناطله وشده والكانه ورفع اعلام الدين  
 فسيده بليانه ونضاهله ونوحه ربه والى خانه وقمع اعدائه ونصلى وسلم على حبيب محمد الذي ظهر دينه  
 فانه من الباطل والسا طينه۔ اما بعد فقد اطلعت على هذا الكتاب الذي ألفه الفاضل المفضل صدقنا الا وحده الاسد الاشده



۱۴۱ ارشد الحفی المولوی فضل احمد النقشبندی المجدی متع الله المسلمين بطوبى لقائه  
فی حرمه و وقائه عن شرک عمی غوی فاذا سقر افع لمکائد الفرق الباطلة الذی وقامع لمکائد اهل  
الحقائد و رؤسائهم النجدیة اللهم اجعله نافعاً للمسلمین قام عالماً ابتدع فی الدین بحرمه حبیبه  
سید المرسلین الیه صحیبه الهادین المهتدین آمین یا ر العالمین کتبه الفقیر الی ربہ الفی محمد ظہور  
الحسین العری الفاروقی النقشبندی المجدی الحنفی الرافضی عاملہ الله سبحانه بلطفه الصوی لمعنوی  
فی السادس من ثمار بیج الاول ستة التاسع الثلاثین بعد ثلاثمائة والالف من الهجرة النبویة علی صاحبها

۱۴۲ تقریر حضرت مولینا مولوی محمد نور الحسین خلف الرشید حضرت مولینا  
مولوی محمد ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجدد راسم پوری

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله تعالی عم نواله صلواته مع صلواته علی منظر الاموال لجلاله و جماله  
و علی الہ الشارحین لقائه اصحابه الحاملین کماله اما بعد فقد طلعت علی الرسالة الجلیلة العجالة  
النافعة اللصیفة التي ألفها اسد السنة سدا لفنة العالم لفاضل لفهامه الالمی المولوی فضل احمد النقشبندی  
المجدی فوجدتها کشف مکائد اهل الحقائد مجا و مقالات المبتدعین امعة لعقائد هه کماسد  
الباطلة لدعة قد ملا الوقایا باطله بالساطعة الحج القاطعة فی الجهد من لفها و نشان من صنفها  
ولسعی من صنفها حیث لم یال جهدا فیما سعی فجزاه الله تحفوا الجزاء و تقبل جهدا و شکر سعیه و احسن  
فی الدارین مرعیه آمین یا ترا العین مجرم من لابی بعد قاله بفرقه رقیه لعبد المقتدر لی افه رب النشادین  
محمد نور الحسین کان الله فی الدارین المومخ فی السابع من شهر الربیع الاول من الهجرة المقدسة النبویة علی  
صاحبها الف الف تحية -

۱۴۳ تقریر حضرت مولینا المکرم والمعظم فاضل بے بدل مولوی معویا حسین  
حنفی نقشبندی مہتمم مدرار شاو العلوم ریاست راسم پور محلہ چاہ شور

الحمد لله الذی اعز الانسان وجعله اشرف المخلوقات بالعلم والبیان و ارسل رسولہ سید الانس والجان  
بالهدایة والتبیان و رفع له الید را جا و اعلى المكان صلوات الله علی الہ صحیبه هم نجوم هتدیر الايقان  
اما بعد میں نے انوار آفتاب صداقت کو اکثر جگہ سے دیکھا جناب محترم مولینا قاضی فضل احمد صاحب  
حق تالیف ادا فرمایا ہے۔ اور وہابیہ نجدیہ کے عقائد کی خباثت ظاہر کرتے ہوئے موافق مذہب اہل سنت  
والجماعت جواب لایا ہے۔ واللہ۔ مولف جمع سعید مشکور حضرت اہل سنت اسی ہستیوں پر جس پر



محرکین بجلہ۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین معوان حسین مجددی، مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رام پور محلہ چاہ شور تعلیم خود مدرسہ معوان حسین حامی دین محمد مصطفیٰ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> ۱۳۲۰ھ

(۳۵) تقریظ حضرت مولانا محمد معین مولوی محمد رشید الرحمن نقشبند مجددی سرسید شاہ

الحمد لله محمد و نستغفره و توکل علیہ نعوذ بالله من شر نفسنا و من سیئات اعمالنا و الحمد لله  
مفضلہ و من یصلہ فلا ھادی و نشہد ان لا الھ الا اللہ و نشہد ان محمد عبدا و رسولہ المصطفیٰ و ینبئہ المجتبی  
شمس الضحیٰ بد الدجی صد العکف الودی ساجد بذا اللہ خیر عبد اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ  
و ابیہ میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت مولفہ جناب مولوی محمد رشید الرحمن نقشبند مجددی لواء الترجمہ سرسید شاہ

مولف موصوف نے مذہب حق اہلسنت و الجماعت کو کافی و وافی طور پر ثابت کر کے عقائد فرق باطلہ  
مثل وہابیہ نجدیہ کے رد میں خوب ہی دندان شکن جواب دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولف موصوف  
کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو گمشدگان راہ ہدایت کے لئے خضر راہ بنائے۔ آمین  
و ہو المقصد من ہذا التالیف و عنہ و ربیب محمد رشید الرحمن مجددی مدرسہ مدرسہ ارشاد  
العلوم واقع محلہ چاہ شور ریاست رام پور مدرسہ محمد رشید الرحمن مجددی <sup>۱۳۲۰ھ</sup> ہجری

(۳۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد شجاع علی صاحب مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلہ چاہ  
شور۔ بسم اللہ تعالیٰ کتاب انوار آفتاب صداقت کے بعض بعض مقامات دیکھے مولف مصیب بجلہ صدقاً  
بکمال سعی خیالات احمیہ ہابیہ کی پوری پوری ترمیم فرما کر حقوق کا اثبات فرمایا ہے۔ دندان کی حسن

قبول فرما۔ آمین۔ محمد شجاع علی مدرسہ دارالارث العظیم واقع ریاست رام پور محلہ چاہ شور۔ (مہر شجاعت علی)

(۳۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی قادی ابوالکمال محمد رشید الدین صاحب اساطیر البیاض شہر مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد و نصلی علی رسولہ الکریم۔ الحمد للہ کہ انوار آفتاب صداقت و حقائق  
طلوع ہوا اور وہابیہ جنہوں نے دین رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر آفتوں کی بارشیں کیں ظلم و ستم کی  
اندھیاں چلائیں اور دغا بازی کی گھٹائیں ڈالیں۔ انکے مکرو فریب کی تاریکیوں کو اپنی شعاعوں  
و فرمایا فالحمد للہ العالی اللہ تبارک تعالیٰ اسکے مصنف حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب مراد آبادی و  
آخرت میں انھیں نوار کریم کی روشنی میں رکھے۔ آمین۔ المختصر بحوالہ اللہ ملتین ابوالکمال محمد رشید الدین  
عفی عنہ المعین۔ مراد آبادی



سلمان و یاروں

تحمید و تحسین

اور مرزا یونس

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ جَاءُوا بِكَ دُيُوتَ قَوْمٍ مِنَ الْأَعْدَاءِ بِالسَّمَاءِ أَنْتُمْ لَا آيَاتُكُمْ  
آخر زمانے میں چھ لوگ آئیں گے جو تمہارے دشمنوں کے نام سے آسمان پر آئیں گے اور تمہاری آیتوں کو

وَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَفْتِنُوكُمْ  
اور تم کو گمراہ نہ کروں اور فتنہ میں نہ ڈال دوں

وَأَمَّا يَتَّبِعُ الشَّيْطَانَ وَلَا يَقْعُدُ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ  
اور اگرچہ شیطان تم کو گمراہ کرے اور تم اپنے دشمنوں کے پاس نہ رہو۔

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَسْكُمُ النَّارُ  
اور ظالموں کی طرف مت جھکو کہ تم کو آگ میں جھونک دیں گے پ ۱۰۴

# انوارِ اصابقت

مکہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا ينبي بعده وآله وصحبه أجمعين  
بعد ازاں عرض کرتا ہوں کہ انوارِ اصابقت عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد عفی اللہ تعالیٰ عنہ  
حنفی نقشبندی مجددی صادقی کورٹ انسپکٹر پولیس نیشنل روکی ہیانہ کہ عرصہ تخمیناً دو سال کا  
ہوا ہے کہ وہاں بیہ یو بند یہ لوگ ہیانہ نے خاکسار کو جو اس کے کہ مولود شریف کی  
محفل کرتا اور اس میں حاضر ہوتا اور تعظیم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے



ذکر و کلاحت شریفین کے وقت قیام کرتا ہے۔ اور فاتحہ خوانی و ایصال ثواب موتے کو جائز رکھتا ہے کافر اور مشرک کہنا شروع کیا۔ اسلئے میں نے ایک فہرست مختصر عقائد و عقاید اسمعیلیہ و ابو مندایتہ کی بہ تصدیق مولانا موی عبد الحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ شائع کی جس کی نقل شامل ہے۔ اس واسطے وہابیہ دیوبند لودھیانہ اگ بگولا اور جل کر کوئلے ہو گئے۔ اور مرزائیوں کے ساتھ مل کر ایک اشتہار چھاپا۔ جس میں مجھے گالیاں توہین کی گئی۔ اس سے پہلے مرزائیوں نے تین اشتہار میکہ بر خلاف شائع کئے۔ جب دیکھا کہ یہ لوگ گالیاں دینے اور توہین کرنے سے باز نہیں آتے لاجار انصاف کے لئے تالش و تلاش کر دی۔ جس کے دوران میں وہابیوں نے مرزا ائیوب کی امداد دینے سے دل سے کی۔ اور نہایت دلی کوشش سے کسی نے ان کے کاغذات لکھنے میں مدد کی۔ کسی کتاب بحر الرائق بہم پہنچائی کسی نے شرح موقف ہیا کر دی کسی انکی عبارت غلط سلط بے محل نکال کر نشان کر دینے کسی نے اپنے دعوؤں میں مرزائیوں کی تعریفیں کیں، کسی نے میکہ خطوط کچہری میں پیش کئے وہی وہابی جن کے بزرگوں نے اپنے فتوؤں میں لکھا تھا کہ مرزا اور مرزائی مرتد ہیں۔ ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنے والا بھی ویسا ہی کافر و مرتد ہے۔ ان فتوؤں کی بھی پروا نہیں کی۔ خیر اس پر بھی کفایت نہ ہوئی۔ تو ایک وہابی دیوبندی اپنے رشتہ قریبی کے نام سے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا تقاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف، نام شائع کیا۔ درآخانیہ میں مقدمہ کی پیروی میں مصروف تھا فہرست عقائد کا جواب دیتے ہوئے بڑی تعلی کے ساتھ گالیاں دے کر اپنی تہذیب کو ظاہر کیا ہے۔ مگر زمان مقدمہ کو کچہری نے ربا کر دیا۔ چونکہ اس کے جواب لکھنے کو اسلئے دل نہیں چاہتا تھا کہ بہتری کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں فرحاً فرداً قریباً تمام مسائل کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اس لئے مفتی ساکن بسی علاقہ ریاست پٹیالہ کو جس کے نام سے اس سالہ مذکور لودھیانہ میں چھاپا گیا جواب لکھنے میں تعویق کی۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ کچہری میں یہ سب جوابات آجائیں گے۔ لیکن عدالت نے میرا حق مگر سوالات کے جوابات دینے کا غصب کر کے انکار کر دیا۔ اور جوابات کو نہیں لکھا۔ چونکہ ناواقفوں کو خیال پیدا ہونے کی وجہ سے کہ اس کا جواب شاید نہ ہو سکتا ہو۔ جیسے کہ کاتب رسالہ نے تعلی کی ہے۔ اس لئے مناسب تصور کیا گیا۔ کہ جواب رسالہ مذکور کا مختصر سا لکھ دیا جائے اور وہ



ایسا مسکت ہو کہ کافی شافی سے بھی زیادہ ہو۔ لہذا خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل و کرم سے جواب اس کا بطرز قولہ اور اقول کے تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو اصل رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ امید ہے کہ خداوند کریم کسی وہابی کو بھی ہدایت نصیب کرے۔ اور اپنے خالص سنی اہل سنت و جماعت بھائی کو تقویت ایمان و ایقان کا باعث ہو۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ۝

**تنبیہ**۔ نقل مہرست عقائد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کی یہاں مجلسہ مرجع کی جاتی ہے۔ اس میں بعض عبارات کتب وہابیہ بلفظ نقل کی گئی ہیں۔ اور بعض ملخصاً بحوالہ صفحہ جات مرجع کی گئی ہیں۔ جو عبارات بلفظ ہیں۔ وہ بعینہ عبارت درج کی گئی ہے۔ اور جو ملخصاً ہے وہ خلاصہ عبارات کتب وہابیہ ہے اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔ تاکہ غلطی یا غلط فہمی سے یہ نہ کہا جائے کہ کتابوں حوالہ میں عبارات موجود نہیں۔ جیسے کہ مؤلف رسالہ نے غلطی کھائی ہے ۝

## نقل مہرست عقائد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف سنت و جماعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدًا وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مختصر مہرست عقاید وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہل سنت و جماعت ہم اپنے برادران دینی خالص سنی حنفی کے عقاید کی اصلاح کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس بات کے اظہار کو لازمی اور ضروری خیال کر کے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں اور ہوش کریں کہ وہابیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی۔ اور اجماع امت سے علیحدہ ہر تقلید شخصی کا انکار کر دیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ مگر دوسرے قسم کے وہابیہ ان کا فتنہ نہایت عظیم ہے۔ اور ضرر رساں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ ہم مقلدا اور بچے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام اصول اور فروع میں واجب سمجھتے ہیں۔ مگر عقاید میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لئے امامت ان کی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہیں۔ مختصر مہرست ان کے عقاید کی حسب ذیل ہے۔ نقل کفر کمر باشد۔



# فہرست عقاید و بابیہ

نمبر شمار	مضمون عقیدہ و بابیہ	نام کتب مصنف و صفحہ کتاب
۱	خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلفظ و ملخصاً	رسالہ یک روزی مولوی محمد ابراہیم دہلوی صفحہ ۱۴۵
۲	الہیہ نیت پس لائسم بلفظ رسالہ یک روزی	تقویتہ الایمان صفحہ ۳۱
۳	رب (امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں اِن اللہ علی کل شیء قدامیر کے خلاف ہے	مولوی خلیل احمد کی براہین قاطعہ ۲
۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بر بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ ملخصاً	تقویتہ الایمان مولوی اسحاق دہلوی صفحہ ۶۰
۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصاً	صفحہ ۱۴ - ۱۹
۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصاً	صفحہ ۵۵
۷	اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہیگا اپنے حکم سے اُس کا شفیع بنائے گا۔ بلفظ	صفحہ ۳۳
۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر رہی ہو گئے۔ بلفظ و ملخصاً	صفحہ ۶۰
۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور وہ سنتے ہیں۔ ملخصاً	صفحہ ۲۹ - ۲۳ - ۸ - ۶
۱۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا امانتا بھی شرک ہے۔ ملخصاً	صفحہ ۲۴ - ۲۶ - ۱۰

اس فہرست کی اشاعت اکتوبر ۱۹۰۰ء کو مولوی محمد علی خاں صاحب قازری دارالعلوم کلکتہ میں زبان اردو و ہندی بنگالی میں فرمائی جس کو بابیوں نے جوڑا بیانی و افسوسناک کر کے پھیل گئے۔ جزا اللہ عنہم و جزا اللہ عنہم۔ ۱۲۰ - منہ۔



نمبر شمار	مضمون عقاید و مابتہ	نام کاتب مصنف صفحہ کتاب
۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جانتا شرک ہے۔ ملخصاً	تقدیمۃ الایمان مولوی سعید دہلوی صفحہ ۲۷ - ۵۸
۱۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے؟ ملخصاً	" " " " ۱۰ - ۴۰
۱۱	آنحضرت صلی اللہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً	" " " " ۴۰ - ۴۱ - ۴۳
۱۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے؟ ملخصاً	" " " " ۲۳
۱۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی مثل اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے؟ ملخصاً	" " " " ۳۱
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں بلفظ	براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۳-
۱۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے ملخصاً	" " " " ۵۱
۱۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ بہری و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و نباتات کو بھی حاصل ہے۔ بلفظ	حفیظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷
۱۷	خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ ع با خدا دارِ حکیم کار و باخلائق کار نیست۔ بلفظاً	بسط البنیان مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷
۱۸	حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزه سمجھنا بدعت و گمراہی ملخصاً	ایضاح الحق۔ سعید دہلوی صفحہ ۲۴
۱۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا میلہ شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے مثلاً کھنیا کے جنم کے ہے۔ ملخصاً	فتویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۳ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۲۲۸



- نمبر شمار  
۲۰ مضمون عقیدہ و بابیہ  
نام کتب مصنف صفحہ کتاب  
۲۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل  
اور گدھے سے بدتر ہے بلطف  
۲۲ کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں وہ مذکور اسماعیل الرشید مولوی رشید احمد  
ہیں بلطف  
۲۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی  
مشرقی میلاد شریف اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین  
مشرقی لکھنے کا کھانا کھانا حرام ہے مثل ہندو کے -

۲۴ ختم فاتحہ بزرگان مثل سویم - وہیم - چیل وغیرہ کو ہندو کی  
رسوم بیان کرتے ہیں :-

باجوہ ایسا سمجھنے کے بھی خود مسلمانوں کے گھروں سے لیکر کھاتے ہیں - اور اچھی طرح  
کھانا سامنے رکھ کر ختم فاتحہ پڑھتے ہیں - منافقانہ :-  
مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کہ اناضائع  
کرنا ہے - ہر مسلمان بھائی اس فہرست کو اپنے پاس جیب میں رکھے - اور حفظ کر لے -  
راقم آئمہ فضل احمد المشتر شہر لودھیانہ (عفی اللہ عنہ)

بندہ نے ان عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا ہی پایا - بلاشبہ ایسے عقیدہ  
والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیے - ہماری نماز ان کے پیچھے  
نہیں ہوتی :-  
بقلم خود عبد الحمید عفی عنہ مفتی شہر لودھیانہ -

ختم ہوئی فہرست عقائد ہابئہ اسماعیلیہ دین بندائیہ کی  
قولہ - ہمارے مطالبات کا جواب نہیں دے سکتے ہیں - مگر ہر دو صاحبان کو واضح  
ہو کہ آپ کا یہ سکوت قابل رحم ہے - پھر مجھے ان کلمتہ خیر اُمۃ اُخْرِجَتْ کی آیت اس پر  
جببہ کر رہی ہے - کہ آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں انہی بلطف صفحہ ۸ سطر ۱۳ -

اقول مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنے مقدمہ میں مصروف تھا  
۵ ہر دو صاحبان ان سے مولوی صاحب کی مراد نیاز مند اور مولوی عبد الحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ ہیں ۱۲ -



اور آپ کے بھائیوں نے مرزا بیوں کو اپنی امداد سے مرہون کر رکھا تھا۔ اور خیال یہ تھا کہ سب جوابات پچھری میں لکھے جائیں گے۔ جو قانونی میسر احق تھا۔ مگر افسوس عدالت نے حب قانونی وعدہ خود میسر جوابات کو نہ لکھا۔ اور بعد انفصال مقدمہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ جس پر آپ لوگ اور مرزائی میسر مرنے کے آرزو مند تھے۔ لیکن خداوند کریم نے مجھے صحت بخش کر آپ لوگوں اور تمام مرزا بیوں کو سخت ناوم کر کے ہمیشہ کے لئے انفلونزا قائم کر دیا آپ کا بھائی بھی میسر لئے فرض نہیں تھا۔ کہ آپ کے حکم کی تعمیل فوراً کرتا۔ لیکن جبکہ آپ نے یہ رسالہ جوابات خلاف اہل سنت و جماعت لکھ کر تعالیٰ کی سہ تو اب ٹھٹھے دل سے جوابات بدلتے و مبرہن ٹھٹھے اور غور کیجئے اگر خدا توفیق دے تو اپنے حق کو ناحق سمجھ کر حق کو اور صراطِ مستقیم کو قبول کیجئے۔ اور واقعی حق وہی ہے جس پر میں اور جمہور علماء و متقدمین اور متاخرین چلے آتے ہیں۔

مولانا عبد الحمید صاحب مفتی شہر کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں میں خود آپ کی خاطر کے لئے تیار ہوں۔

آپ نے آیت ان کنتم الا یہ کو لکھ کر اپنی قرآن دانی کو ختم کر دیا ہے۔ کیونکہ جس کو آپ نے قرآن شریف کی آیت لکھا وہ قرآن شریف میں جو مسلمانوں کے پاس ہے وہج نہیں ہے۔ شاید وہابیوں کے قرآن میں ہو۔ اگر آیت شریف کے معنی بھی آپ کو آتے۔ تب بھی اس کو آیت شریف بیان نہ کرتے۔ اور اگر اس کو بقول آپ کے آیت سمجھا جائے۔ اور معنی بھی صحیح سمجھ جائیں تو واقعی یہ آیت گروہ دیوبندیہ کی نسبت صحیح ہے۔ اس لئے کہ لفظ ان شرطیہ اس کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ اور اس پر زیادہ افسوس آپ کی قرآن دانی کا ہے۔ کہ آیت لکھ کر اس کے آگے علامت الخ لگا دی ہے۔ آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ آیت شریف پوری نہ لکھی جائے تو علامت الا یہ لکھی جایا کرتی ہے۔



# باب اول

## عقیدہ نمبر (۱) وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ متقلدین خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے

قولہ - توضیح مطالبہ نمبر ۱۔ بر عقیدہ نمبر ۱۔ مندرجہ اشتہار شترہ منجانب قاضی فضل احمد  
بہ تصدیق مفتی عبدالحامید آپ نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۔ یہ لکھا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ  
کے جھوٹ بولنے کو ممکن کہتے ہیں جس کے ثابت کرنے کے لئے آپ نے بیکروزی اور تقویۃ الایمان وبراہین  
قاطعہ کی عبارات مصنفوں کا مطلب خط کر کے لکھی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ہر دو صاحبان  
نے ان عبارات کا اصل مطلب نہیں سمجھا۔ صفحہ ۹۔ سطر ۱۔ بلفظ

**اقل**۔ مولوی صاحب! آپ کا خیال محض غلط بلکہ غلط رسالہ بیکروزی فارسی کچھ الفاظ  
عربی زبان میں ہے۔ اور باقی دونوں کتابیں اردو زبان میں ہیں۔ نہ تو وہ ترکی اور لاطینی۔ عبرانی  
و یونانی ہیں جن کی عبارات سمجھا جانا مشکل ہو۔ اور ہم کو یقین ہے کہ فارسی اور عربی اور بالخصوص  
اردو عبارت کا سمجھنا ہمارے لئے آپ سے زیادہ تر آسان ہے اور اصل مطلب شعر اگر در  
بطن ہے تو نہ آپ سمجھیں گے اور نہ کوئی دوسرا سمجھے گا تو کاگ بھا کھا لکھنے کا کیا فائدہ لکھنا  
اور بولنا دوسرے کے سمجھانے کے لئے ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو فعل عبث ہے یا یہ  
ہوگا کہ ان کتابوں کو وہابی ہی سمجھیں اور صنی نہ سمجھیں۔ یہ عجیب ہے۔ اور جو آپ نے  
لکھا ہے وہ کہ مطلب خط کر کے لکھا ہے، یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آپ نے کسی عبارت  
خط شدہ کا حوالہ نہیں دیا۔ کہ فلاں عبارت حذف کی گئی یا فلاں عبارت کا مطلب  
خط کیا گیا ہے۔ جب کہ عبارات کو میں نے پورے طور پر لکھ دیا۔

قولہ - مصنفین کتب جو کہ بالا کا مطلب اس جگہ جہاں ان کی کتب میں عبارت  
لکھی ہیں مسئلہ خلف وعید کو ثابت کرنے کا ہے جس کی بحث کے ضمن میں امکان کذب



کی بحث بھی آجاتی ہے۔ بلفظ صفحہ ۹ سطر ۹۔  
 اقول۔ مولوی صاحب! آپ نے بہت معقول فرمایا کہ مستفین کا مطلب خلف و عید کو ثابت  
 کرنا ہے۔ اور اسی میں امکان کذب باری تعالیٰ کی بھی بحث آجاتی ہے۔ تو خلف  
 و عید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا آپ اقبال ہے۔ تو بحث کی  
 ضرورت نہیں۔ اچھا فہم یا یہ خلف و عید کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ اللہ تعالیٰ  
 اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولتا ہے  
 کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہی کذب باری  
 تعالیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اور یہی مطلب ان کتب کا ہے۔  
 پھر آپ کیسے لکھ دیا کہ مطلب نہیں سمجھے مطلب کو خوب کر کے لکھا ہے۔ یہاں آپ کی سمجھ کا ہی قصور نکلا۔  
**قواعد** سو واضح رہے کہ خلف و عید کے اہل سنت بڑے شد سے قائل  
 ہیں۔۔۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ثابت ہے **إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ**  
**قَدِيرٌ**۔ **وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا** بلفظ صفحہ ۹ سطر ۹۔

اقول۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم خوب! یہاں تو آپ نے کمال  
 کر دیا۔ اور ایسا ہی جھوٹ آپ نے لکھ مارا جیسے خداوند تعالیٰ اوراقِ صادقین  
 کی نسبت کذب کا لگانا۔ میں کہتا ہوں آپ کے دیوبندی بزرگ جن کے آپ حمایتی بنتے  
 ہیں وہ تو اس مسئلہ کو اختلافیہ اشعریہ لکھ رہے ہیں۔ مگر آپ نے اس سے بھی بڑھ کر ایسا  
 کمال کیا ہے جس کی داد پانے کے آپ مستحق ہیں۔ پہلے اس سے آپ کو اگر دستار فضیلت  
 حاصل نہیں ہوئی ہے۔ تو اس کمال کے صلہ میں دودستار میں ملنی چاہئیں۔ دیکھئے مولوی  
 رشید احمد مولوی خلیل احمد صاحبان آپ کے پروردگار اپنی براہین قاطعہ میں یوں لکھتے ہیں دھو ہذا  
 (۱) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نہیں نکالا قرآن میں اختلاف ہوا ہے۔

کہ خلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں بلفظ صفحہ ۳ سطر ۱۵۔ براہین قاطعہ ۲۰  
 (۲) امکان کذب کہ خلاف و عید کی فسار ہے جو قدما میں مختلف فیہ  
 ہو چکا ہے۔

بلفظ صفحہ ۳ سطر ۲۔ براہین قاطعہ ۲۰  
 (۳) مراحط المختار میں ہے **هَلْ يَجِزُ الْخِلَافُ فِي الْوَعْدِ فَظَاهِرٌ فِي**



الموافق والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجواز لا يبعد نقصا بل جودا وكونا  
بلفظ صفحہ ۲ - سطر ۱۶ برآہین قاطعہ :-

کہیے کون سے اہل سنت جبری شد و مد سے خلف و عیب کے قائل ہیں۔ اگرچہ بعض  
اشعریہ اس کے قائل لیکن محققین اشاعرہ جو کثرت سے اس کے قائل نہیں اور ماترید یہ تو کلام  
قائل نہیں حالانکہ آپ بھی ماترید یہ میں قدم رکھتے ہیں۔ اور بعض اشاعرہ کی سند کو  
پیش کرتے ہیں۔ آفرین ہے :-

عجب العجب اور طرہ اور طرفہ مولوی رشید احمد اور مولوی خلیل احمد کی دیانت کا یہ ہے  
جو انہوں نے کتاب رد المختار کے نقل کرنے میں فرمایا ہے۔ اور اس مثل کو انہوں نے حتیٰ الیقین کے  
درجہ پر ثابت کر دیا ہے کہ کسی شخص نے ایک وہابی مولوی سے کہا آپ ہم کو مناز پڑھنے  
کی نہایت تاکید کیا کرتے ہیں۔ اور نہ پڑھنے والوں پر کفر کا فتوے لگا یا کرتے ہیں۔ لیکن قرآن  
تو نماز پڑھنے کا حکم ہی نہیں بلکہ اس کی مخالفت آئی ہے۔ مولوی صاحب نے پوچھا  
کہ وہ کونسی آیت ہے تو اس شخص خود عشر رض نے کہا کہ قرآن شریف میں صاف  
لا تقربوا الصلوة کہ تم نماز کے پاس بھی مت جاؤ۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ اومیال  
آگے اس کے فرائض مسکا دی بھی تو پڑھو تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو وہ حکم پیش  
کریں گے جو ہمارے لئے مفید ہو۔ باقی سے ہم کو کیا عشر رض۔ اور یہ بھی تو سارے  
قرآن پر تو آپ نے عمل نہ کیا ہوگا۔ انتہی :-

اس مثال کو یاد رکھ کر سنئے کہ آپ کے مرشدان عالی نے کیا دیانت فرمائی  
ہے۔ اور رد المختار کی عبارت کو کس خیانت سے متروک کیا ہے۔ ہسل عبارت  
یوں ہے :-

هل يجزى الخلف في الوعيد فظا هجر ما في المن اقف والمقاصد ان الاشاعرة  
قائلون بجواز لا يبعد نقصا بل جودا وكونا. وصريح الافتراضي وغیره  
بان المحققين على عدم جواز وصريح الشئى بانه اصحح الاستحالة عليه تعالى  
لقوله تعالى وندمنا عليك بالوعيد ما يبدال القول للادى وقوله تعالى  
وكن يخلف الله وعده اى وعيد الا (بلفظ صفحہ ۳۵۱ سطر ۱۲) :-  
دیکھئے۔ اس عبارت متھمہ سے یہ ثابت ہے کہ اشاعرہ بھی جو محققین ہیں خلف و عیب



کہ ناجائز قرار دے رہے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ پر محال فرما رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ غیب محقق اشاعرہ اس کے قائل ہوئے ہیں۔ جو محققین کے سلسلے ان کی کوئی وقعت نہیں۔ مگر افسوس ہے آپ کے مرشدان یادیانت پر کہ انہوں نے عبارت کو جو ۷۷ تفتازانی سے شروع ہوتی ہے۔ آخر تک تین سطروں کو اپنا مخالف جان کر تحریف کر کے خیانتاً حذف کر دیا۔ اور لا تقربوا الصلوة کی مثال کو با حقوں پر سرسوں کی طرح اگا دیا۔ جب ان کی دیانت یہاں تک ہے تو ان کی امانت و صیانت کی ضمانت آپ کو مبارک ہو۔ اہل سنت و جماعت خالص سنی حنفی ان کی ایک بات پر اعتبار نہیں رکھتے۔ اور نہ رکھیں گے۔

یہ بھی یاد رہے کہ محققین اشاعرہ میں سے علامہ تفتازانی اور دیگر اشاعرہ علامہ نسفی رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر اکابر وہ کیسے آپ کے خلف و عید کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور آیات قرآنیہ سے اسکا کمال اللہ تعالیٰ پر قرار دے رہے ہیں۔ اس کے سوا ایک اور خیانت مولوی خلیل احمد صاحب کی لکھتا ہوں کہ وہ لکھتے ہیں۔ وہ ہوندا۔ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

بلفظ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱۔ سطر ۵  
اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوت میں اس طرح لکھتے ہیں۔ وہ ہوندا۔

اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ دیوار کے پیچھے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں اور روایت اوپر اس کے صحیح نہیں ہونی بلفظ ترجمہ۔ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۲۔ سطر ۸ یہاں بھی وہی مثل لا تقربوا الصلوة کی ثابت ہے۔ العیاذ باللہ۔

آپ کا یہ کہنا کہ اہل سنت بڑی شد و مد سے خلف و عید کے قائل ہیں بالکل غلط ثابت ہوا۔ ہاں آپ جیسے وضعی اور مصنوعی اہل سنت ضرور بڑی شد و مد سے قائل ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ اہل سنت و جماعت کا حزب یا گروہ وہی ہے جو ماترید یہ اور اشعر یہ ہے اور وہ وہی ہیں جو تقلیدین مجتہدین ائمہ اربعہ امام عظیم رضی اللہ عنہ اور امام مالک



اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہم ہیں جو شخص ان کے عقائد کے خلاف ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے ۛ

بعض اشاعرہ کے کلام سے خلف عید کا جو از نکلتا ہے اسے اسکا کذب سے کوئی علاقہ نہیں خود اشاعرہ نے اس معنی کا ابطال کیا ہے *سُبْحَنَ السَّبَّاحِ* عن عیب کذاب مقبوح میں اس کی بحث کافی وافی ہے ۛ

پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ نہ تو اشاعرہ اور نہ ماتریدہ اس خلف و عید یعنی کذب کے مجوز ہیں بلکہ قرآنی آیات بخوبی اس کی سخت تردید کر رہی ہیں۔ اب کہئے آپ کن میں سے ہیں جو خود مجوز بنتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کہ اہل سنت و جماعت بڑی شد و مد سے اس کے قائل حالانکہ آپ کے مرشدان بزرگ بھی چشم پوشی اور اغماض کر کے سنا خلف و عید کو قدما کا مختلف فیہ لکھ رہے ہیں ۛ

آپ نے دو آیات شریفہ اس کے اثبات میں *إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ* اور *كَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا* تفقہ نے الدین کے خلاف تحریر کی ہیں۔ ان کا جواب سنئے۔ ترجمہ آیات کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے ۛ

اب کہئے لفظ *شَيْءٌ* یا چیز میں ہر ایک شے آگئی یا کچھ باقی رہ گیا۔ اور یہ بھی کسی آیت قرآنی یا کسی تفسیر حقانی سے سیچ سمجھ کر کہتے کہ لفظ *شَيْءٌ* میں خدا تعالیٰ بھی داخل ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیوں اور اگر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے اس سے یہ بھی عقیدہ آپ کا معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ مگر انہوں نے اس پر آپ کی نظر نہیں اور نہ آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور نہ دے سکیں گے ۛ

میں کہتا ہوں کہ لفظ *شَيْءٌ* میں خداوند تعالیٰ بھی داخل ہے۔ آپ چونکے اور گھبرائیے مرت۔ لیجئے قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ بھی لفظ *شَيْءٌ* میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ *قُلْ أَيْ شَيْءٍ الْكِتَابُ فَادْعِ قُلُودَ اللَّهِ* اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے کوئی چیز یا شے شہادت میں سب سے بڑی ہے کہو اللہ پس اللہ تعالیٰ بھی آپ کی آیات پیش کردہ میں داخل ہے۔ پس اس سے یہ بات



لازم آئی کہ اللہ تعالیٰ دوسرا خدا پیدا کرنے پر قادر ہے۔ پس یہ مسئلہ تمام کے مذاہب کے خلاف ہے۔ جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نیچے ہے خلت وعیب اور کذب باری تعالیٰ اور اس سے یہ بھی لازم آیا کہ نعوذ باللہ خداوند کریم اپنی اولاد پیدا کرنے پر ناچوری اور تمام برے افعال سے کہ شراب پینے۔ قمار بازی وغیرہ کرنے پر قادر ہے۔ کیونکہ جب انسان ان تمام افعال قبیحہ کے کرنے پر قادر ہے تو خدا کیوں قادر نہ ہو۔ اور اگر قادر سمجھا جائے۔ تو ثابت ہوگا کہ انسانی قدرت رحمانی قدرت سے زیادہ ہے۔ ایسے ہی آپ کے امام الطائفہ بانہی و ماہیت و نجدت اپنے رسالہ یک روزی میں لکھتے ہیں وہو ہزار مولانا فضل حق صاحب علیہ الرحمۃ کے جواب میں جو انہوں نے اس طرح لکھا تھا لکھتے ہیں۔

**قولہ**۔ ما هو الا تجوز الذباب علی اللہ تعالیٰ وهو محال لانه نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔

اقول اگر مراد از محال متمنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست لکن سلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقتہ للواقع والیقائے آن بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد الخ  $\frac{۱۴۴}{۱۴۵}$  یک روزی ۛ کیوں؟ مولوی صاحب آپ کا ایمان اور اعتقاد یہی ہے آپ کو مبارک ہو۔ لیکن ہمارا اور تمام اہل سنت و جماعت کا اعتقاد اور ایمان آپ کی پیش کردہ آیت پر اس طرح ہے۔

(۱) تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے ان اللہ (کان) علی کل شیء (شاء) قدر یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جس کو کرنا چاہے۔ (اور جس کو کرنا نہ چاہے اس میں سے جو محال ہے اس پر قادر نہیں) ۛ

(۲) تفسیر بیضاوی شریف جلد اول صفحہ ۲۸۔ سطر ۲۵۔ قولہ تعالیٰ ان اللہ علی کل شیء قدر کا التصویح بہ و تقریر لہ والشیء منقص بالعدم جود لانه فی الامم مصدر شاء اطلق یعنی شاء تارفع ۛ یتناول الباری تعالیٰ کما قال اللہ قل ای شیء اکبر شہادۃ قل اللہ ومعنی مشی اخروی اے مشی وجودہ و ما شاء اللہ



وجودہ وہی موجود فی الجملہ وعلیہ قولہ ان اللہ علیٰ کل شیء قدير۔ واللہ خالق کل شئی۔ فہما علیٰ عمومہما بلا مشق یتہ یعنی خلاصہ اس آیت شریف کی تصریح میں یہ بات ہے کہ شئی کا لفظ چیز کی موجودگی پر خاص ہے کیونکہ یہ لفظ ..... دراصل مصدر ہے بمعنی شاع یعنی اسم فاعل کے معنی جو جانتا ہے والا ارادہ کرنے والا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی شئی شے سب سے بڑی ہے شہادت میں پھر خود ہی فرماتا ہے کہ اے میرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اور کبھی بمعنی شئی کہ بمعنی اسم مفعول کے یعنی جس کا وجود اللہ تعالیٰ چاہا اور جو اس وقت فی الوقت موجود ہے اُس پر قادر ہے اور اس پر آیت شریفہ ان اللہ علیٰ کل شیء قدير واراد ہے الخ :

(۱۳) تلمیح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۵۱۔ سطر ۱۲۔ وقد قيل كل عام يخص قوله تعالى على كل شيء قدير بما شئت الخ. والحاصل ان كل شيء تعلقت به مشيئة تعلقا قدرا، الخ یعنی اللہ تعالیٰ چیز کو چاہے اس پر قادر ہے اور جس کو نہ چاہے اُس پر نہیں ہر ایک چیز کا تعلق اسکی مشیت پر ہے۔ اور لفظ کل عام ہے :

(۱۴) تلمیح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۰ سطر اول۔ ثم اعلم ان الشئ في اصله مصدر قد يستعمل بمعنى المفعول كما قول تعالى واللى على كل شيء قدير۔ یعنی دراصل لفظ شئی مصدر ہے اور بمعنی مفعول استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر شے پر قادر ہے یعنی چاہی ہوئی چیز پر (بمعنی مفعول) :

یہاں آیت شریفہ کا مطلب جو مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے جس کو وہابیہ نہیں سمجھتے :

قولہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیای سعادت کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں گناہ واجب نیست کہ بد و زخ برد بلکہ عفو ممکن است۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر ہے کہ ہر کہ صفات حق تعالیٰ بشناخت و جلال و بزرگی و توانائی و بے باکی و بدانت است اگر نہ مخلوق عالم را ہلاک کند و جاوید بد و زخ دارد یک ذرہ مملکت نہ کم نشود۔



بلفظ صفحہ ۹ سطر ۲۱۔

اول۔

ان عبارات سے مفتی صاحب یہ مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ ان عبارات میں تمام انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں جن کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم لگاتے ہیں۔ جو کلمہ غلط ہے۔

۱۱ پہلی تحریر میں تو صرف گناہ کے معاف کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا ثابت ہوتا ہے جو عین صحیح ہے کہ مومنوں مسلمانوں کے سب گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور سچا وعدہ ہے ایفا کرنے پر قادر ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفِرُ لِسُوْكِ بِيْهِ وَيَخْفِرُ مَا دُوْنَ خَالِكٍ (سورۃ النساء) اور يَخْفِرُ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (سورۃ صافات) اور يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ (سورۃ یوسف) اور اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذَّنْبَ جَمِيْعًا (سورۃ الزمر) ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے گناہ معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس میں کوئی خلف و عیب ہے۔ ذرہ ہوش کیجئے یہ عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی میرے دعوے کی موید ہے۔ اور آپ کے مخالف ہے اپنے دعوے پر دلیل لانے میں سخت غلطی کھائی ہے جو طفل مکتب نہ کرے۔

دوسری عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کیمیائے سعادت کے رکن چہارم کے تفسیری فصل خوف ورجا کی حقیقت کے بیان میں ہے۔ جو ہمہ مخلوق عالم میں پیغمبران علیہم السلام ہیں۔ داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ اس میں لفظ بڑایا۔ چھوٹا درج نہیں۔ اس عبارت کے عین اوپر ایک مثال حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ شیر کے خوف کی نقل فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مملکت میں ایسا کرنے سے کچھ کمی واقع نہیں ہوتی۔ اور اس جگہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں اگر جملہ یا فقرہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، درج ہوتا تو بیشک تمام انبیاء علیہم السلام اس میں داخل ہوتے۔ مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس عبارت کے بعد حضرت امام علیہ الرحمۃ نے اس کا استثناء یوں فرما دیا ہے کہ :-

یہ ڈر انبیاء علیہم السلام کو بھی ہوتا ہے گو کہ وہ جلتے ہیں کہ ہم گناہ سے معصوم



ہیں۔۔۔ اسی واسطے سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں تم سب سے زیادہ خائف ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عباده العلماء بلفظ اکسیر مدایت ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ ۴۸ سطر ۲۳ (۲) فتوح الغیب مقالہ ہنیرہ وشرح فارسی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ لا تسکن الیٰ احد من خلق ولا تاتس بہ (بلفظ) شعی ح۔ ارام نگیر و میل مکن بسوئے پیچ یکے از خلق والفت نگیر پیچ یکے اما از دوستان خدا و مقربان و کے داخل غیر نیستند و توجہ با ایشان باین حیثیت عین توجہ بحضرت حق است انتہی۔ یعنی خلق کے لفظ سے یہ بات نہیں سمجھنی چاہئے کہ اس میں دوستان خدا و مقربان درگاہ کبریا جمل و علا انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام علیہم الرحمۃ بھی داخل ہیں۔ کیونکہ انکی طرف عین توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ واقعی وہ اس لفظ مخلوق میں داخل نہیں ہیں۔

اب اس میں اصل عقیدہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کا مختصر لکھا جاتا ہے تاکہ آپ کو ان کے عقیدہ سے واقفیت ہو کر بے ربط اور بے جوڑ غیر متعلق عبارت کا پتہ لگ جائے۔

مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ جلد اول  
باب دوم عقائد دینی

(الف) وہ سب چیز اس کے (خدا تعالیٰ) حکم اور تقدیر حکمت اور خواہش سے ہوتی ہے۔ کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی اور جس کو نہ چاہا وہ نہ ہوئی۔ بلفظ جلد اول صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۶۔

رجب یہ جانتا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے امر و نہی اور وعدہ اور وعید فرماتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۴۶ سطر ۹ جلد اول۔

(ج) یہ امور اس سے عدل کے طور پر ہی ہوتے ہیں۔ نہ بُرے ہوتے نہ ظلم اور اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو طاعتوں پر اپنے کرم اور وعدہ کے بموجب ثواب عنایت فرماتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۴۷ سطر ۸۔



(ح) بلکہ رسولوں کو بھیجا اور ان کا سچ ظاہر معجزوں سے ثابت کیا۔ تو انہوں نے اس کے حکم اور نہی اور وعدہ اور وعید کو خلق میں پہنچایا۔ اس لئے خلق پر رسولوں کو سچا جانتا اور جو وہ احکام لائے ہیں ان کا ماننا واجب ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۷۷۔ سطر ۱۲۔

(ھ) خدا تعالیٰ کے حکم سے کافروں کے پاؤں اس پر رصراط، پھس لیں گے۔ اور دوزخ میں گر جائیں گے۔ اور ایمان والوں کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس میں جمیں گے۔ وہ ناراض قرار کو پہنچا دئے جائیں گے۔ بلفظ صفحہ ۱۷۸۔ سطر ۱۲۔

(و) پس دوزخ میں کوئی ایسا نذر ہمیشہ نہیں رہیگا۔ بلفظ صفحہ ۱۷۹۔ سطر ۵۔

(ز) جو شخص ان امور پر یقین سے معتقد ہوگا۔ وہ اہل حق اور مسند جماعت والوں میں ہوگا۔ اور گمراہی اور بدعت والوں کی جماعت سے علیحدہ رہیگا۔ بلفظ صفحہ ۱۷۹۔ سطر ۱۱۔

دیکھتے یہ ہے مذہب امام علیہ الرحمۃ کا اور میرا اور تمام اہلسنت و جماعت کا جو آپ کو نصیب نہیں۔ اپنے اپنی ان عبارتوں کے سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی اور خداوند تعالیٰ جھوٹ بولنا اور خلاف وعید کا کرنا بے سود نکلا۔

قولہ۔ حضرت شیخ شرف الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے صفحہ ۱۷۱ پر ہے۔

اگر ہمہ منکر ان عالم و شیاطین جہاں را با ذریت و اتباع اور فی المثل بعلیین رساند فتاج قدسی بر سر ہند منور حق کرم او گذار نشود۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر ہے اگر خواہد ہر کہ در رودے زمین کافرے و شرکیت در دریائے رحمت غرق کنند۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر ہے۔ اگر خواہد کہ در عالم بنی دوی است ہمہ را در سلاخ کشد و خالد اخلد۔ در عذاب الیم بارود۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۲ پر ہے۔ اے برادر کسے را کا۔ با جبار قہارے آتا وہ است۔ اگر بہشت را عین دوزخ گرداند و دوزخ را عین بہشت الخ صفحہ ۹۱ سطر ۵۔

اقول۔ انیسوس سے کہتا ہوں کہ آیت باحدیث پیش کی جہتی جس سے ثابت ہوتا کہ واقعی خداوند تعالیٰ وعدہ خلا فی کیا کرتا ہے۔ اور جھوٹ بولتا ہے یا بولا کرتا ہے۔



کیا کسی ایک بزرگ سالک مجذوب کا قول پیش کرنے سے آپ کا چھٹکارا ہو سکتا ہے ؟  
 اور البیاقول کہ جس کی تاویل ہو سکتی ہو۔ اور بظاہر شریعت کے خلاف ہو۔  
 کیا آپ ایسے قول کو مفتی بہ یا علیہ الفتویٰ نظر رکھتے ہیں۔ اور اب افتاء پڑھتے  
 ہاں ! عبارات مستدرجہ بالا درج کرنے کا مطلب آپ کا یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے  
 مسکروں شیطانوں کو علیتین میں داخل کرنے پر قادر ہے اور تمام مشرکین کو دریائے  
 رحمت میں غرق کر سکتا ہے۔ اور وہ جب بار و قہار ہے کہ دوزخ کو بہشت اور بہشت  
 کو دوزخ بنا دے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام  
 کو دوزخ میں ڈال دے یا ڈال سکتا ہے۔ لغویاً اللہ منہا پس اس سے اللہ تعالیٰ کا  
 جھوٹ بولنا ثابت ہوا۔ جس کے اہانت و جماعت قائل ہیں۔ یہ آپ کا افتراء علی اللہ  
 ہے۔ اس کا جواب پختہ و جوش ہے۔

اول شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی تحریروں میں کوئی سند قرآن شریف یا حدیث شریف  
 سے نہیں دی۔ جب کوئی سند نہیں ہے تو کوئی بھی مسلمان آدمی اس کے ماننے کے لئے تیار  
 نہیں۔ جو شیخ صاحب نے اپنی مجذوبی کی حالت میں لکھ دیا ہو۔ اس پر اعتبار نہیں یا اس کی  
 تاویل کی جائے گی۔

حکم یہ کہ ان عبارتوں کے شروع میں الفاظ۔ اگر۔ اگر خواہد لکھے ہوئے ہیں۔  
 جس سے شیخ علیہ الرحمۃ کا منشا ظاہر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات کی تفسیر میں بیان  
 کر رہی ہیں۔ کہ نہ تو خدا چاہے اور نہ چاہیگا اور نہ ایسا کرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہے۔

۱۔ فلو شاء لهدا یکم اجمین (سورۃ النعام) پس اگر ہم چاہتے تمام کو ہدایت کر دیتے۔  
 ۲۔ ولو شاء اللہ لجعلکم امة واحدة اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی  
 امت بنا دیتا۔

۳۔ ولو شاء ما اشکو (النعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے۔  
 ۴۔ ولو شاء اللہ ما فعلو (النعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا کام نہ کرتے۔  
 ۵۔ ولو شاء لجعلکم امة واحدة (شوری) اگر ہم چاہتے تو ان کو ایک ہی مذہب پر  
 کر دیتے۔



۴۔ لو ارمہ فان تختنا لہو الا تخذ منہ من لدنا طائعات کنا فحلین (انبیاء) اگر ہم بیٹیا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے یا اس سے اختیار فرماتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔ کیا کوئی اس آیت سے ایسا کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیا ممکن ہے۔

۵۔ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین۔ کہہ دے اے (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر رحمن کے لئے بیٹا ہو تو میں سب سے پہلے اس کا پوجنے والا ہوتا۔

یہاں کہہ دینا کہ خدا کا بیٹا بھی ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو معاذ اللہ عبادت غیر کا حکم دے۔ یہ سات آیات کافی ہیں اگرچہ متعدد آیات ایسی ہیں جن سے صاف صاف ظاہر ہے کہ خدا کے چاہنے پر دار مدار ہے۔ پس جب وہ چاہتا ہی نہیں تو پھر یہ فتوے خداوند تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام کس طرح لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا پھر اسکو خلاف وعدہ کیونکر کہا جاسکتا ہے اور کیوں کرے اس کی کوئی نظیر پیش کرنی چاہئے کہ فلاں امر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے خلاف ظاہر کیا ہے اور آیت رد بھی کرے گا۔ جب یہ نہیں تو پھر خدا کے کذب پر دلائل حثویہ پیش کرنا کس اہل سنت کا مذہب ہے۔ واقعی یہ مذہب خراج اور معتزلہ کا ہے۔ جیسے اگے آئے گا۔ انتظار کیجئے۔

سولہم۔ شیخ علیہ الرحمۃ پر آپ نے کذب باری تعالیٰ کا بہتان لگایا ہے اس عسیری عبارت میں حضرت شیخ نے اپنے مکتوب نمبر ۵۸ میں جو صفحہ ۱۰۷ پر درج ہے۔ ایک اپنے مرید مریض کو تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حیا و قہار ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اگر صفت قہاری ظہور میں لاوے تو کوئی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ اپنی مخلوق میں تصرف کرنے کو ظلم سے تعبیر نہیں کر سکتے پس اس عبارت سے کذب باری تعالیٰ ثابت کرنا نا فہمی نہیں تو اور کیا ہے؟

چہارم۔ میں نہیں شیخ علیہ الرحمۃ کی اسی کتاب کو بتاؤں سے پیش ہوتا ہوں کہ انہوں نے



لے کذب باری تعالیٰ یا خلف وعید کے مسئلہ کا تشدد سے انکار کر کے بخوبی سمجھا دیا ہے۔ وہ اپنے مکتوب نمبر ۹۸ صفحہ ۳۱ پر فرماتے ہیں۔ کہ بھائی شمس الدین کو واضح ہو کہ اہل سنت کا مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ کافروں کے لئے وعید مطلق ہے اور نیکوں کا روں کے لئے وعدہ مطلق۔ اور گنہگار مسلمان چونکہ کافر نہیں وہ وعید مطلق کے نیچے داخل نہیں اور وہ بالکل نیکہ کار بھی نہیں تو وعدہ مطلق میں بھی داخل نہیں۔ لیکن معتزلہ فرقہ اس کے خلاف ہے وہ اس مسلمان کو جو نیکو کا نہیں ہمیشہ کے لئے دوزخی کہتا ہے۔ اور اہل سنت و جماعت اس مسلمان کو خدا کی مرضی پر چھوڑتے ہیں خواہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے بخش دے۔ با عدل سے عذاب کر کے بخش دے اس کو اختیار ہے اس میں خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اور اس میں خلف وعید یا وعدہ خلافی کرنا کہاں پایا جاتا ہے۔ مسئلہ عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ تاکہ آپ معتزلہ عقیدہ سے بچیں۔ اور اہل سنت میں داخل ہوں۔ اور توہین اور گستاخی اللہ تعالیٰ سے مصون رہیں۔

### مکتوب نو دہشتم در وعدہ و وعید صفحہ ۳۱

برادر شمس الدین بدانند کہ مراہل سنت را اجماع است کہ وعید مطلق کافراں را است و وعدہ مطلق مومنان را است باز مومن کہ عاصی باشد کافر بنود تا در سخت وعید مطلق در آید۔ وزیر الحسن مطلق ثبوت تا در وعدہ مطلق ویرا زریا بدانند و اختلاف است۔ قول معتزلہ آنست کہ دے از وعید مطلق است۔ اگر باگناہ ازین جہاں بیرون رود جاوداں دردوزخ بماند۔ باز مذہب اہلسنت آنست کہ مراورا موقوف دارندہ وعدہ مطلق نہند نہ وعید مطلق حکم سے بہر ثبوت معلق دارند اگر خواہند دے را آمرزدواں از دے فضل بود و اگر خواہند اذعذاب کنند دآں از دے عدل بود۔ و بیچ حال مومن را دردوزخ خلود نگویند ہر چند عاصی باشد۔

از عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما منقول است کہ گفت کہ ہر مومن کہ باگناہ رود خداوند تعالیٰ از سزاہ کار یکے باز دے کند با رحمت خویش بیا مرزد۔ یا بشفاعت پیغمبر یا بخشد یا بمقدار گناہ عذابے کند و آخر آزاد کند۔ رباعی



گر گناہ جاری و توبہ است ... باز توبہ کن چوں در خواہد شد فراز

گر بدی در گدھ برق آبی دے صد فتوحات پیش باز آید ہے

لیجئے! مفتی صاحب شیخ علیہ الرحمۃ کا نفیس فیصلہ اور فتوے اہل سنت و جماعت اور فرقہ مغترکہ کا مذہب کب صاف صاف بتلا دیا کہ مومن مسلمان ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے اور کافر و مشرک و شیطان مردود و غیر ضرور دور رخ ہی میں رہیں گے۔ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ ہرگز نہ کرے گا :-

دوسری جگہ حضرت علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۳۵ صفحہ ۱۰۰ میں فرماتے ہیں :-

یقین داند کہ مقبول او مردود و نکرود و مردود او مقبول نشود کہ ہر کہ راجعت رسانند اندان

امید ہے کہ اب تو شیخ علیہ الرحمۃ کے فرمانے پر آپ ایمان اہل سنت میں داخل ہو جائیں گے۔ قابل عمل آپ کے دیگر عبارات مکتوب شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ لکھی جاتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اعتقاد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ پر اس قدر غلو سے بڑھا ہوا ہے کہ انکی عبارتوں پر بڑے زور سے ایمان کو مستقبل کیا ہے جو بلا سوچے سمجھے لکھی گئی ہیں۔ اور ان سے یہ بات ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ کسی طرح سے خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے مگر افسوس وہی لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کو آپ نے یہاں بھی ثابت کر دیا۔ چونکہ آپ کا ایمان ان کی کتاب پر ایسا ہے کہ آنکھ بند کر کے عمل کرنے کو تیار ہیں۔ لیجئے چند عبارات ان کی کتاب سے لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ ان پر عمل کیجئے :-

الف۔ مکتوبات شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ کے اخیر صفحہ ۳۳۳۔ ابیات ذیل ۵

من نہ کافر نہ مسلمان ماندہ ام در میان ہر دو جبر ان ماندہ ام

نہ مسلمان نہ کافر چوں کنم ماندہ سرگردان مضطرب چوں کنم

ب۔ از خود از طاعت خود منکر یا شایمان خود بہ نظر زنا رہیں۔ عبادت خود را بہت

پرستی شمر و خود را نمودے و فرعونے تصور کن۔ بلفظ صفحہ ۱۰۹ سطر ۲۱ :-

ج۔ ارشاد المساکین مہصفہ حضرت شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ مکتوب امام ربانی جلد سوم (تاکاذر نشود مسلمان نشود و تا سر برادر خود را نہر مسلمان نشود و تا با در خود جفت نشود و مسلمان نشود۔ بلفظ۔



دیکھئے مفتی صاحب شیخ علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں مدکہ نہ میں مسلمان ہوں اور نہ کافر۔ اپنے آپ کو نمرود اور فرعون سمجھا اور زلمہ کہیں۔ اپنی ماں کے ساتھ۔۔۔ کرا اور اپنے بھائی کو قتل کر اپنی عبادت کو بہت بستی شمار کر کافر ہو جاؤ غیث وغیرہ۔ اب آپ شریعت سے فتوے دیں تاکہ آپ مفتی کامل ثابت ہوں۔ اور ان باتوں پر عمل کر کے دکھلائیں :

قولہ۔ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے قائل تھے صفحہ ۱۲ :  
 اقول۔ ان عبارات کا جواب کافی سے زیادہ ہو چکا ہے کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ پر گز جاؤ نہیں یہ مذہب معتزلہ کا ہے۔ اور وہ حضرات ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے پر گز قائل نہ تھے :  
 قولہ۔ غرضیکہ اہل سنت خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگر خلف وعید کے قائل نہیں تو معتزلہ اور خارجی لوگ ہیں جو کہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے :-  
 شرح مقاصد میں ہے ان شاء اللہ تعالیٰ العقاب عدل من غیر وجوب علیہ والاستحقاق من عبد خلافاً للمعتزلہ :

شرح مواقف میں ہے جامع المعتزلہ والسخی ارج علی عقاب صاحب الکبیرۃ اذا مات۔ بلا توبہ ولم یحی اوان یحیی اللہ عنہ :  
 ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی نہیں۔ بلفظ صفحہ ۱۴ :

اقول۔ میں اور ثابت کر چکا ہوں کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ کا کوئی بھی اہل سنت سے قائل نہیں بلکہ کل ماتریدی کا اور شعری اس سے انکاری ہیں۔ ان عبارات سے درجہ بالا شرح مقاصد اور مواقف سے بھی میرا دعویٰ ثابت ہے نہ کہ آپ کا۔ آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و مومنین صالحین کو دوزخ میں ڈالیے پر قادر ہے۔ اور تمام شرکین و شیطان العین اور ملحدین اعلیٰ و ادنیٰ کو بہشت میں داخل کرنے پر اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف قادر ہے جس سے کذب باری تعالیٰ ثابت ہو۔ لغو فی اللہ نہا۔ یہ عقیدہ آپ کو



مبارک ہو میں ان ہر دو عبارتوں کے مضمون میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ بات عرب  
وعدہ وعید خداوند تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ کسی مسلمان گنہگار کو اپنے فضل سے بخش دے  
یا آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے مغفرت کرے۔ یا اس کے  
گناہ کے مطابق عذاب کر کے بخش دے۔ اس کے اثبات میں آپ کی پیش کردہ کتب کیمیا و  
سعادت اور مکتوبات شیخ عیسیٰ بن سیری سے دکھلا چکا ہوں۔ اور آیات بھی درج کر چکا ہوں  
لیکن آپ کے اعتقاد کے مطابق کسی کافر اور مشرک کا خلود فی الجنتہ ثابت نہیں جس سے  
خداوند تعالیٰ کا وعدہ خلائی کرنا ظاہر ہوتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو اپنے دعوے پر  
دلیل لانے کا ڈھنگ بہت ناپس میری تحریر سے ثابت ہے کہ **خلف وعید**  
کے قائل معتزلہ اور خارجی ہی لوگ ہیں۔

قولہ۔ حضرت مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی خلیل احمد صاحب کو  
بیعت خلف وعید کے قائل ہونے کے آپ نے وہابی قرار دیا ہے۔ اور ان کی  
تحریرات کو آپ نے کفر یہ ٹھہرایا ہے۔ اب توضیح مطالبہ میں ثابت ہو گیا کہ خلف  
وعید کے قائل تمام اہل سنت میں ہیں۔ لہذا لازم آیا کہ آپ نے اہل سنت کو وہابی اور  
پکے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ تو ارشاد ہو کہ آپ کے ایسا کرنے سے شرعاً آپ کس  
لقب سے یاد کئے جانگے مستحق ہیں۔ بلفظ صفحہ ۱۱۔ سطر ۲۱۔

اقول۔ یہاں آپ نے مولوی اسماعیل اپنے امام لطائف کے نام سے لفظ محمد صلی اللہ علیہ  
کو نکال دیا حالانکہ تمام ان کی کتابوں میں نام ان کا محمد اسماعیل لکھا ہوا دیکھا گیا ہے مگر  
آپ نے اپنے رسالہ میں سب جگہ اسماعیل ہی لکھا ہے۔ شاباش! آپ نے خوب کیا واقعی  
وہ اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شامل کرنے کے مستحق نہیں اور نہ حق۔  
اس لئے میں بھی اسی پر عمل کرونگا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ خلف وعید کرنا اللہ  
تعالیٰ کا کام ہے۔ یا اس کا جھوٹ بولنا کفر ہے۔ تو یہ کفر ہے۔ جس کا ثبوت کثرت  
سے آگے آئے گا۔ آپ انتظار کریں۔ میں اہل سنت کو **وہابی** نہیں کہتا بلکہ ان لوگوں  
کو وہابی کہتا ہوں جن کے عقاید میری فہرست مستند درجہ صفحہ ۴ تا ۶ میں درج  
ہیں۔ جن کا آپ نے پھر پوچھ جواب لکھا ہے۔ اور اپنے آپ کو پکا دیوبندی



وہابی ثبوت کیا ہے۔ اس میں شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی  
 سکتے جو نہ کج بلکہ اس سے زیادہ لوہے کی طرح وہابی نجدی اور ہندوستان میں  
 باتنے والے ہریت ہیں اور میرے لئے شرعاً ایک اہل سنت و جماعت مستحق حنفی لوہے  
 سے بھی زیادہ مضبوط لقب موزون ہے الحمد للہ علیٰ ذلک :-

لیجئے مولوی صاحب آپ کے اعتراضات ہباؤ نشو ورا ہو گئے۔ اب مفصل طور پر  
 مذہب اہل سنت و جماعت کا اثبات آیات قرآنی اور تفاسیر حقانی اور علم کلام و دیگر  
 کتب معتبرات اور فتاویٰ علمائے ربانی سے تحریر کرتا ہوں۔ انشاء اللہ آپ  
 راضی ہوں گے۔ اور آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی بشرطیکہ خداوند کریم کی توفیق فرمائی  
 ہوئی۔ ورنہ چوندھیا ضرور ہو جائیگی۔

## فصل اول

آیات قرآنی جن سے ثابت ہوگا کہ خداوند تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اس کا

حکم اخبار میں ہرگز نہیں بدلتا

(۱) وعدہ اللہ لا ینقلب اللہ المیعاد۔ وعدہ کیا اللہ نے اور نہ خلاف کرے گا  
 اللہ اپنے وعدہ کے :- (سورہ زمر)  
 ولن ینقلب اللہ وعدہ۔ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔  
 (سورہ حج)

(۲) ان وعدہ اللہ حق۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (قصص)  
 (۳) وعدہ اللہ لا ینقلب وعدہ۔ وعدہ کیا اللہ نے نہیں خلاف کرے گا اللہ اپنے  
 وعدہ کے (روم) :-

(۴) الا ان وعدہ اللہ حق۔ خبر دار ہو جاؤ واقعی اللہ کا وعدہ سچا ہے (یونس)  
 (۵) کل کذاب الوسل فحق وعید جھوٹوں نے جھٹلایا پیغمبروں کو پھر ٹھیک ہوئی  
 اُن پر وعید عذاب :- (ہود)

(۶) وقد قدمنا الیکم بالوعید ما یدل القول لادی وما انا بظلام  
 للعبید۔ تحقیق بھیجا ہم نے تم پر عذاب۔ میری بات بدلنے والی نہیں اور نہ ہم اپنے



بندوں سے ظلم کرنے والے ہیں : (رق)

(۸) فَلَنْ يَخْلَفَ اللَّهُ وَعْدَهُ - اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کریگا اور نہ کرتا

ہے۔ (بقرہ) :

(۹) فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهُ يَخْلَفُ وَعْدَهُ مِنْ رَسُولٍ - پس تم مت گمان کرو کہ اللہ

اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا ہے یہ (سورۃ ابراہیم)

(۱۰) اِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ - تحقیق اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کریگا :

(آل عمران)

(۱۱) لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ - اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ کریگا :

(روم)

(۱۲) مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا - اللہ تعالیٰ سے کون زیادہ سچا بات میں (یعنی

کوئی نہیں) سورۃ النساء

(۱۳) وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا - وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے

اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے کلام میں یا بات میں۔ (النساء) :

(۱۴) وَلَمَّا كَلِمَاتٍ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا لَا تَأْمُرُ بِكَلِمَاتٍ يَرَىٰ رَبُّكَ سُبْحَانَ

اور صحیح : (انعام)

(۱۵) قُلْنَا لِلَّذِينَ قَالُوا هَذَا كَذِبٌ لِّمُؤْمِنِينَ - (انعام)

(۱۶) وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارِنَا رَجَمَ تَحْدِثُ فِيهَا -

اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ منافقین اور منافقات اور کفار ہمیشہ تا ابد دوزخ

میں رہیں گے : (توبہ)

(۱۷) وَعَدَ اللَّهُ الْمُنِيعِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

فیہا وعدہ کیا ہے اللہ پاک نے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو بہشت کا جس کے نیچے

نہریں جاری ہیں کہ وہ ہمیشہ تا ابد اس میں رہیں گے : (توبہ)

(۱۸) أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - یہ لوگ جنت میں رہنے

والے ہیں وہ ہمیشہ اوسی میں رہیں گے : (بقرہ - یونس - ہود)

(۱۹) أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدُونَ فِيهَا رَاحَتٌ - یہی لوگ جنتی ہیں ہمیشہ



اسی میں رہیں گے :-

(۲۰) قَدْ أَفْلَحَ لَكَ اصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ بس یہی لوگ دوزخ میں جو ہمیشہ اُسی میں رہیں گے (اعتراف - یونس - مجاولہ)

ان آیات کے سوا کثرت سے آیات قرآن میں موجود ہیں یہاں ان میں آیات کو کافی سے زیادہ اس کے لئے سمجھا گیا ہے۔ ان سے بہرہ جوہ ثابت ہے کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم میں فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔ اس کا حکم قائم اور دائم ہے۔ بالخصوص اخبار میں اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اور جس کو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے نجات کا کیا ہے ویسا ہی پورا کرے گا۔ اس میں سرسوفرق نہیں ہوگا۔ اور وہ وعدہ کفار کے حق میں ہے اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے۔ وعدہ خلافی اور جھوٹ اس کی شان عالی کے خلاف ہے اور اس کی ذات پاک کے مستافی۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوند کریم خلف وعید آیا ایسے کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے یا کذب یا دروغ بولتا ہے یا بولے گا یا بول سکتا ہے یا بولنے پر قادر ہے وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج بلکہ کافر ہے یہی مذہب اہل سنت و جماعت متقدمین اور متاخرین کا ہے جو نصوص سے ثابت ہے :-

فصل دوم۔ تفاسیر قرآنی سے اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اور وعید سچا ہے۔ اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتا

(۱) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۶۰ سطر ۱۸۔ ان سب (قوم تیج) نے کذب الرسل تکذیب کی تمام رسولوں کی۔ اس واسطے کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی تکذیب ان سب کی تکذیب ہوتی ہے۔ پس جب اس قوم کے لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی۔ فحق وعید اللہ تعالیٰ ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری وعید یعنی جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا۔ بلفظ۔



(۲) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۲۶۳۔ سطر اول و قد اقامت اور بیشک ہم نے پہلے بھی تھی الیکم بالوعید۔ تمہاری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی اور اب تم کو حجت نہیں رہی۔ اور تمہارا کوئی عذر نہ سنا جائیگا۔ مایبدال القول نہ بدلی جائیگی بات لہٰذا یہ کہ پاس یعنی ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے ہیں اُس میں تبدل اور تغیر کی گنجائش نہیں۔ بلفظ ۛ

(۳) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۸۳۔ ومن اصدق اور کون شخص ہے بہت سچا من اللہ حدیثا۔ اللہ تعالیٰ سے یعنی اس سے زیادہ کوئی سچا نہیں ہے بات میں۔ اور وعدہ کے رو سے یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں۔ اس واسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق نقص لے جھوٹ سے پاک ہے بلفظ ۛ

(۴) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲۱۲۔ فلو یخلف اللہ عہدہ پس ہرگز خلاف نخواہد کہ خدا تعالیٰ عہد حکمے خود را۔ زیرا کہ خبر او کلام ازلی اور ست و کذب در کلام نقصانے ست عظیم کہ ہرگز بصفت اور راہ نیابہ۔ و انچه بعض ظاہر بنیال گفته اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است۔ و در وعید بد کرم و لطف است مبنی رت بر قیاس غائب بر شاہد در حق او تعالیٰ کہ سب از جمیع نقائص خلاف خبر مطلقا نقصان ست خواہ نیک باشد یا بد۔ زیرا کہ لطف و کرم او تعالیٰ راہ ہائے بسیار دارد۔ بلفظ ۛ

یہاں حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے لفظ جو و او کرنا کا بھی فیصلہ فرمایا۔

(۵) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲۱۵-۲۱۶۔ فیا ولعلیٰ اب الناس پس اُن گروہ ملازمان روزخ اند کہ ہرگز ازاں جدا نمی شوند۔ ہنہا خالدون یعنی ایشان دران روزخ ہمیشہ باشند گانند۔ واللذین امنوا و عملوا الصالحات یعنی و کسانیکہ ایمان آورزند و عملہائے شائستہ کردند پس لہٰذا ایشان نیز از گناہ پاک است و بدن ایشان نیز بنور علیہ السلام نور۔ لاجرم اولیٰ اصحاب الجنۃ یعنی ایں گروہ ملازمان بہشت اند کہ جائے قدس و طہارت



ست ہم فیہا خلدون یعنی ایشان وراں بہشت ہمیشہ باشندگانند  
بلفظہ

(۶) تفسیر فتح العزیز پارہ ۱ صفحہ ۳۱۷۔ نیز باید دانست کہ اہل قبلہ  
از میں مسئلہ اختلاف عظیم رودادہ بعضے از ایشان مرتکب کبیرہ را و عہد قطعی  
و الکی ثابت می کنند و میگویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافران  
ست و ہمیں ست مذہب معتزلہ و خوارج۔۔۔۔۔ و ہمیں ست مذہب  
بشر مرتضی و خالیدی و دیگر جابلان بیوقوف۔۔۔۔۔ مذہب صحیح کہ صحابہ تابعین  
از ائسر و کتابیان فرمودہ اند۔ و اہل ست و جماعت آنرا اختیار ننمودہ اند  
آنست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو ست اگر بے توبہ بمیرد او مانند سایر مسلمین  
در نماز جنازہ و استغفار و اعانت بصدقات و مبرات و در حق او شفاعت پیغمبر و رحمت  
الہی را امیدوار باندند۔ بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالیٰ بر رحمت بے غایت خود بابتفا  
پیغمبر از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود۔ و بعضے را از ایشان عذاب ہم کند  
و نیز یقین باید کرد کہ از یہا معذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت عذاب  
ابدی خاصہ کفر ست۔ ہمچہ گناہ مستحق آل ننیواں شد۔۔۔۔۔ بعضے از طرفداران  
معتزلہ در میں مقام میگویند کہ ہر چند مذہب اہلسنت اقرب بآب است زیرا کہ ایشان  
حق تعالیٰ را ہر نہ صفت جلال و جمال و عفو و انتقام و لطف و قہر ثابت می کنند  
و ہمچہ یک را از میں دو صفت در حق بندگان واجب نمی دانند و میگویند کہ او  
خداوند است بفعل ما ایشاء و محکم ما یرید الخ بلفظہ

و کہتہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فی خلعت و عید او رکذب با بتعلل  
کی کیسی جڑ کا کی ہے

(۷) تفسیر مہنباوی جلد اول صفحہ ۱۶۵۔ زیر آیت ومن اصدق  
من اللہ حدیثاً انکاران یکون احدا اکثر صدقا منه فانہ لا یطرق  
نقص۔ یعنی شکی نہ ہوا کہ انکاران یکون احدا اکثر صدقا منه فانہ لا یطرق  
یعنی ایہ انکار استغنامی ہے کہ کیا کوئی اللہ تعالیٰ کو سچ بولنے میں زیادہ ہے  
پس لازم ہے کہ اس پر کذب یا خلعت و عید کا دامن نہ لگایا جائے۔ کہ اس کی



خبر میں واقع ہو۔ کیونکہ یہ نقص ہے ذات باری میں اور یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۛ

(۸) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۷۳۔ وانا انصاح قون۔ فی اخبار  
والی عید والی عید۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں سچا ہوں اپنے اخبار  
یعنی وعدہ اور وعید میں ۛ

(۹) تفسیر خطیب شریانی صفحہ ۷۳۔ قولہ تعالیٰ فلن یخلف الله عهداً  
فیہ دلیل علی ان الخلف فی خبر اللہ محال بلفظ۔ یعنی خلف وعید  
اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۛ

(۱۰) تفسیر کشاف صفحہ ۲۳۱۔ زیر آیت۔ وانا انصاح قون فیما  
اوعدنا بہ انصاحاً لا تخافہ لئلا یخلف ما وعدناہ اهل الكتاب  
بلفظ۔ یعنی میں سچا ہوں وعید اور وعدہ میں جو اہل کتاب کے  
ساتھ کیا گیا ہے ۛ

(۱۱) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۱۷۲ سطر ۳۳۔ مصری۔ زیر آیت وظنوا  
انهم قتلوا کذباً یوسف الان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذاب  
بل یخرج بذلک عن الایمان۔ یعنی کسی مسلمان مؤمن کو جائز نہیں ہے کہ  
خدا پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے بلکہ ایسا کرنا ایمان کے خارج کر دیتا ہے ۛ

(۱۲) تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۲۷۹۔ سطر اخیر۔ مصری قولہ  
ومن اصدات من اللہ حدیثاً۔ استفہام علی الانکار والمقصود منه  
بیان انہ یجب کی نہ تعالیٰ صادقاً وادان الکذاب والخلف فی قولہ محال  
یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنی بات میں کون سچا زیادہ ہے۔ یہ قول استفہام انکاری  
ہے یعنی کوئی نہیں۔ مقصود اور مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے سچ کا اعتقاد  
کرنا واجب ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ کے قول میں جھوٹ اور خلف وعید  
محال ہے۔



(۱۳) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴ مصری سطر ۳۹ (الف) قال  
 اهل المعاني الكلمات معناها ما جاء من وعد وعيد وثواب وعقاب  
 فلا تبدل فيه ولا تغير له كما قال ما يبدل القول لذی بلفظ  
 ۱۳۲ سطر ۳۹ ۝

(ج) ان حکم اللہ تعالیٰ ہوا الذی حصل فی الازل ولا یحدث بعد  
 ذالک شیئی فذلک الذی حصل فی الازل هو التمام وزیادۃ علیہ  
 ممتنعۃ وھذا الوجه من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم جفت  
 القلم بما ہو کائن الی یوم القیامہ بلفظ صفحہ ۱۳۳ سطر ۱۲ ۝  
 (ج) من صفات کلمۃ اللہ صراحتاً والدلیل علیہ الذی بلفظ  
 والنقص علی اللہ محال صفحہ ۱۳۳ سطر ۱۳ ۝

(د) واعلم ان هذا الكلام يدل على ان الخلف في وعد الله تعالى  
 محال فهو ايضا يدل على ان الخلف في وعيد محال بلفظ  
 صفحہ ۱۳۲ سطر ۱۶ ۝

ترجمہ (الف) اہل معانی نے فرمایا ہے کہ یہ کلمات ان کے معنی یہ ہیں یعنی  
 جو کچھ وعدہ اور وعید اور ثواب اور عذاب میں خدا کا حکم ہے نہ اس میں  
 تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ تغیر ہو سکتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ  
 ہماری بات بدل نہیں سکتی ۝

(ج) جو حکم اللہ تعالیٰ کا روز ازل میں ہو چکا ہے اس کے بعد کچھ پیدا نہیں ہوگا  
 پس وہی چیز ہے جو ازل میں ہو چکی ہے۔ اس پر زیادتی اور کمی محال ہے۔ اور یہی  
 وجہ اور مراد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی ہے۔ جیسے فرمایا  
 ہے کہ قلم قدرت نے سب کچھ لکھ دیا ہے جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اور پھر  
 وہ خشک ہو ۝

(ج) سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ  
 جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور نقص کا ہونا اللہ تعالیٰ  
 پر محال ہے ۝



۱۵) جان لو کہ یہ کلام اسی دلیل سے خلف وعدہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس اسی دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالیٰ پر محال ہے :

۱۱۴) تفسیر جمل صفحہ ۲۲۹۔ زیر آیت ما یبدل القول اللہ المراد بالقول هو الوعد بتخلید الکافر فی النار بلفظ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بات نہیں بدلتی۔ اس بات سے وعید مراد ہے۔ اور وعید اس کو کہتے ہیں جو کافروں کو ہمیشہ نشتخ میں رہنے کا حکم ہے :

۱۵) تفسیر ابی السعود پر حاشیہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۴۶۱۔

رومن اصدق من اللہ حدیثاً انکار ان یکون احداً اصدق منه تعالیٰ فی وعدہ و سائر اخبارہ و بیان الاستحالة کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ بلفظ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے کون زیادہ سچا ہے انکاراً یعنی کوئی کریمہ سچا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدہ اور تمام خبروں میں بیان ہے جھوٹ کے محال ہونیکا اور کیسے نہ ہو گا حالانکہ جھوٹ اللہ پر محال ہے ہوا اس کے دوسرے کے اور پر محال ہے :

دیکھئے تفاسیر معتبرات کذب باری تعالیٰ اور خلف وعید کا استیصال فرما کر ایسے اعتقاد رکھنے والوں کو معترضہ اور کافر قرار دے رہی ہیں اب علم کلام اہل سنت و جماعت ملاحظہ کیجئے

فصل سوم کتب علم کلام اس بات کا ثبوت کہ کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے

(۱) شرح موافقت مطبوعہ نو لکشور صفحہ ۶۰۴۔ سطر ۱۳۔ تفسیر

علی ثبوت الکلام للہ تعالیٰ وهو انه یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً الخ بلفظ یعنی تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال ہے :

(۲) وانه اذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ ارتفع الوثوق عن اخبارہ بالثواب والعقاب وسائر ما خبر به من احوال الآخرة



والا اولیٰ ذی ذلک غفوات مصالح لا تحصد۔ یعنی اگر جھوٹ کا وقوع اللہ تعالیٰ کے کلام میں جائز سمجھا جائے تو تمام اعتبار اٹھ جائے گا۔ جو اس کی خبروں سے مثلاً ثواب اور عذاب اور تمام خبریں جو اس نے دنیا اور آخرت کی اپنے کلام میں فرمائی ہیں بے اعتبار ہو جائیں گی۔ اور اس میں بیشمار مصالح فوت ہو جائیں گے۔

۱۳ شرح مواقف باب ۱۰ صفحہ ۶۰۴ سطر ۱۹۔ واما امتناع الکذب علیہ عندنا بثلاثة اوجه۔ الاول انه نقص والنقص علی الله تعالیٰ محال۔ اجماعاً یعنی امتناع کذب خدا پر ہمارے نزدیک تین وجہ پر ہے۔ وجہ اول یہ ہے کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اجماعاً۔

وجہ دوم کا خلاصہ یہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت جھوٹ بولنا سمجھی جائے تو جھوٹ بولنا قدیم ہوگا۔ اور سچ بولنا امتنع ہوگا۔ کیونکہ یہ حادث ہوگا۔ اور نئی بات اللہ تعالیٰ میں پیدا ہونا محال ہے الخ۔

وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر صحت صدق کا احتمال کیا جاتا ہے۔ کلام نفی اور قطعی میں معہ خبر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بکلمہ سچ ہے۔ اگر اس کے خلاف سمجھا جائے تو سب اعتبار کلام کا جاتا رہیگا۔ اس لئے یہ محال ہے الخ۔

۱۴ شرح مواقف صفحہ ۷۱۰ سطر ۲۲۔ المقصود السادس فی تقریر المبحث الثانی اجمع المسلمون علی ان الکفار یخلدون فی النار ابداً لا ینقطع عذابہم۔ بلفظ۔ دوسری بحث یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کفار ابدالاً باد دوزخ میں رہیں گے ان کا عذاب منقطع نہ ہوگا۔

۱۵ شرح مواقف صفحہ ۷۰۰ لان امکان المحال محال۔ واقعی امکان محال کا بھی محال ہی ہے

۱۶ شرح عقائد جلالی۔ واماکان المحال محال اور امکان محال کا بھی محال ہی ہے۔



- (۷) شرح مقاصد بحث کلام۔ لکذب محال باجماع العلماء لان  
 الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال الخ ملخصاً۔
- شرح مقاصد کی بحث کلام میں ہے کہ جھوٹ باجماع علماء محال ہے کیونکہ جھوٹ باتفاق  
 عقلمندان الہدیت کے نقص ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔
- (۸) شرح مقاصد بحث تکلف بالمحال۔ محال جہلہ او کذابہ تعالیٰ عن  
 ذالک یعنی شرح مقاصد کی بحث تکلف بالمحال میں ہے کہ جہل اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال  
 ۹۔ عقائد العنصریہ صفحہ ۳۲۔ سطر ۱۵۔ متصف بجمیع صفات اکمال  
 ومنزلة عن سمات النقص اجمع عليه العقلاء كافة الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام  
 صفات کمال سے متصف ہے اور تمام نقصوں سے پاک ہے اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔
- (۱۰) عقائد العنصریہ صفحہ ۶۶۔ ۶۷۔ ولا يصح عليه الحركة والانتقال  
 ولا الجهل ولا الكذب لانها نقص والنقص عليه تعالى محال۔ بلفظ  
 یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت اور انتقال اور جہل اور جھوٹ صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ دو نقص  
 ہیں اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔
- (۱۱) عقائد العنصریہ صفحہ ۳۷۔ قلت الکذب نقص والنقص عليه محال  
 فلا يكون من الممكنات ولا تشملہ القدرات الخ بلفظ۔ یعنی میں کہتا  
 ہوں کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس ممکنات میں سے  
 بھی نہیں اور نہ قدرت خدا میں شامل ہے۔
- (۱۲) شرح مقاصد بحث کلام میں قد بینا فی بحث الکلام امتناع الکذب  
 علی شارب تعالیٰ ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔
- (۱۳) شرح مقاصد۔ الکذب فی اخبار الله تعالى فيه مفسد لا یجوز  
 ومطاع في الاسلام لا تحف منہا مقال الفلاسفة فی المعانی ومحال الملاحدة  
 فی العناد ومنہا بطلان ما علیه از جماع من القطع بجلود الکفار فی النار  
 مع صریح اخبار الله تعالى به فجی از عدم وقوع مضمون هذا الخبر محتمل و  
 کان هذا باطلا قطعاً علما ان القول بحی ان الکذب فی اخبار الله باطل  
 قطعاً ملقطاً۔ یعنی خبر الہی میں کذب پر بے شمار خسران برپا اور اسلام میں آشکارا



طعام آئینگی۔ فلاسفہ حشر میں گفتگو لا یکنک۔ یحدرین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے  
کفاروں نے آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے۔ اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے کہ اگر یہ  
خدا نے۔ یہی دین مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں۔ اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں تو  
ثابت ہوا کہ اپنی میں کذب کو ممکن کہتا باطل ہے ۛ

(۱۴) شرح عقائد نسفی کذب کلام تعالیٰ محال۔ محضاً۔ کلام الہی کا کذب  
محال ہے ۛ

(۱۵) طوالمح الا نوار (فرع متعلق بحث کلام میں ہے) الکذب نقص والنقص  
علا اللہ تعالیٰ محال۔ جھوٹ عیب اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۛ

(۱۶) شرح مواقف کی بحث معجزات میں ہے۔ قل فی مسئلۃ الکلام  
من موقف الالہیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ وتعالیٰ یعنی موقف الہیہ  
میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ہرگز ممکن نہیں ۛ  
(۱۷) مسائرہ میں امام محقق کمال الدین محمد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں یتجیل علیہ  
تعالیٰ سمات النقص والجمل والکذب یعنی جتنی نشانیوں عیب کی ہیں جیسے جمل  
اور کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۛ

(۱۸) علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی علیہ الرحمۃ شرح  
مسامرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ لا خلاف بین الاشعریۃ وغیرہم فی ان کل  
ماکان وصف نقص الباری تعالیٰ عنہ منزہ وهو محال علیہ تعالیٰ  
والکذب وصف نقص اہلخصاً۔ یعنی اشاعرہ وغیرہ اشاعرہ کسی کو اس میں خلا  
نہیں کہ جو کچھ صفت عیب باری تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال  
اور ناممکن ہے اور کذب صفت عیب ہے ۛ

(۱۹) علامہ سعد تفتازانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں :-  
صدیق کلامہ تعالیٰ لماکان عندنا ازلیاً امتنع کذبہ لان ما ثبت قدمہ  
امتنع عدمہ یعنی کلام خدا صدقاً جبکہ ہم اہل سنت کے نزدیک ازلی ہے تو اس کا کذب



محال ہوا کہ جین جی کا قدم ثابت ہے اس کا عدم محال ہے ۛ

(۲۰) شرح السنوسیہ میں ہے۔ الکذب علی اللہ تعالیٰ مح رافہ دناۃ اللہ تعالیٰ پر کذب محال کہ وہ کمینہ بن ہے ۛ

(۲۱) شرح عقائد جلالی میں ہے۔ الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکن من امکانات ولا تشملہ القدرۃ کسائر وجہ الانقص علیہ تعالیٰ کا الجہل والعجز۔ یعنی محصور ہے عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے تو کذب ممکنات الہیہ سے نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل ہے جیسے تمام اسباب مثل جہل اور عجز کے یعنی سب محال ہیں۔ اور صلاحیت قدرت سے غایب ۛ

(۲۲) شرح جلالی مذکور۔ لا یصح علیہ تعالیٰ الحوکہ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب لانہما نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔ اللہ تعالیٰ پر حرکت انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (۲۳) کنز الفوائد میں ہے۔ قدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعاً وعقلاً اذ هو قبیح یدارک العقل فبحہ من غیر توقف علی شرع فیکون محالاً فی حقہ تعالیٰ عقلاً وشرعاً کما حققہ ابن الہمام وغیرہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ بحکم شرع اور عقل کے ہر طرح کذب پاک ہے اس لئے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبیح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ اس کا پہچانا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً و شرعاً ہر طرح محال ہے۔ جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اسکی تحقیق افادہ فرمائی ہے ۛ

(۲۴) مسلم الثبوت میں ہے۔ المعتزلة قالوا لو لا کون الحکم عقلی لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلاً والجواب انہ نقص فیحب تنزیہ تعالیٰ عنہ کیف وقد رانہ عقلی باتفاق العقلا لان ما ینافی الوجوب الذاتی من جملة النقص فی حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ بمحایا نہ احد ملخصاً مع شرح یعنی معتزلہ نے اہلسنت سے کہا کہ اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال عقلی نہ رہے۔ حالانکہ ہم اور تم اسکی بال اتفاق محال عقلی مانتے ہیں لے سچن السیورج مؤلفہ علی حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی صفحہ ۱۹ منہ ۛ



ابہذت نے جواب دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ ہیں۔ اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔ وجہ یہ کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے عیب ہی اور اس کی شان میں محال عقلی ہے۔

(۲۵) شرح مسلم الثبوت میں مولانا نظام الدین سہبالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الکذب نقص لان ما ينافي الوجوب الذاتي من الاستحالات العقلية بذلك اثبت الحكماء الذين هم غير متشربين بشريعة الاستحالة المذكورة فان الوجوب والكذب لا يجتمعان كما بين في الكلام اهـ ملخصاً۔ یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے۔ اسی دلیل سے وہ حکماء تک اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے۔ کہ خدائی اور درونگی نہ جمع ہوں گے۔ جیسا کہ علم کلام میں ہے۔

(۲۶) فوائذ الرحمۃ میں ملک العلماء مولانا بکر اعظم عبدالعلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صادق قطعاً الاستحالة الکذب هناك۔ یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب محال ہے۔

## توضیح صحیح و نصح بر خلف معید

بعض کتب دینیہ میں خلف معید کو جائز لکھا ہے۔ سو اس کے معنی و مطلب یہ ہے کہ خلف و معید گنہگار مسلمانوں کے لئے ہے جو بطور فضل و عدل کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن وہاں بیہ اور معتزلہ کفار کی و معید کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے لئے بخلف معید کھتے ہیں۔ وہ خلف معید نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جیسے صفحہ ۱۲ میں لکھا جا چکا ہے مثلاً ایک بادشاہ اپنے ملک میں یہ حکم جاری کرے کہ جھوٹ بولنے والا آدمی چھ ماہ کے لئے جیل خانہ میں بھیجا جاوے گا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی حکم جاری کیا گیا ہے کہ ہم جسکو چاہیں گے معاف بھی کر دیں گے۔ تو بتلاؤ کہ اگر وہ بادشاہ جھوٹ بولنے والے کی سزا معاف کر دے تو کیا وہ جھوٹا سمجھا جائیگا۔ اور بادشاہ



کی قدر و منزلت کم ہو جائیگی۔ ہرگز نہیں۔ اہلسنت و جماعت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں بالکل سچا ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں کریگا۔ اور یہ قدرت کے بھی نیچے داخل نہیں۔ بلکہ وہ داخل ہونے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے۔ جیسے ظاہر ہو گا۔

(۲۷) تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی علیہ لکھتے ہیں :-

قال ابو عمر بن العلاء بن عبد ربه ما تقول في اصحاب الكبراء قال اقول ان الله منجز الوعد كما هو منجز وعده الا قال ابو عمرو انك رجل اعجمي لا اقول للسان ولكن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لماد عن الوعد كراما والمعتزلة حكوا ان ابا عمر بن العلاء لما قال هذا الكلام قال له عمر بن عبید یا ابا عمر فهل يسيئ الله منكذب نفسه قال لا قال فقد سقطت حججك قالوا فانقطع ابو عمر بن العلاء عندي انه كان لا ي عمر وان يحيب عن هذا السؤال ان هذا انما يلزم لو كان الوعيد ثابتاً جزماً من غير شرط وعند جميع الوعيدات مشروطة بعدم الحق فلا يلزم من تركه دخول الكذب في كلام الله تعالى اه ملخصاً۔ یعنی امام ابو عمرو بن العلاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عمر بن عبید پیشوا کے معتزلہ سے فرمایا کہ اہل کبار کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے۔ کہا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور پوری کرے گا۔ جیسے کہ اپنا وعدہ بیشک پورا فرمائے گا۔ امام نے فرمایا کہ عجیب ہے بلکہ دل کا عجیب ہے عربیہ سے رجوع کو نالائق جانتے ہیں اور وعید سے درگزر کو کرم۔ معتزلہ حکایت کرتے ہیں عمر بن عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانا ٹھیک ہے گا امام نے فرمایا نہ عمر نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہو گئی۔ اس پر امام بند ہو گئے اب امام رازی فرماتے ہیں (پیرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض توجب لازم آتا وعید یقینی بلا شرط ہوتی اور میرے مذہب میں سب وعیدین عدم عفو سے مشروط ہیں۔ تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الہی میں کذب کہاں لازم آیا :-



(۲۸) رد المحتار میں ہے۔ علیہ میں بعد ختم بحث کے لکھا ہے۔ وحاشا للہ ان یزاد بحوائز الخلف فی الوعد ان لا یشیع عذاب من اراد اللہ الاخبار بعد اذ ابہ فانہ محال علی اللہ تعالیٰ قطعاً کما ان عدم وقوع نغیم من اراد اللہ الاخبار عنہ بالنغیم محال علیہ قطعاً کف لا وقد قال تعالیٰ وَمَنْ أَضْدَاقُ مِنَ اللَّهِ قِيلَ لَهُ وَمَنْ أَضْدَاقُ مِنَ اللَّهِ حَدِّثْ بَشَاءَ نَمَتُ کَلِمَتِ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا لَا أَوْ مَبْدُولَ کَلِمَتِهِ ۝

یعنی حاشا للہ خلف وعید جائز ہونیکے یہ معنی نہیں۔ کہ اللہ عزوجل نے جسکے عذاب کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ تو اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال ہے۔ جس طرح یہ باتیں ممکن نہیں کہ اسنے جسکی نغیم کی خبر دینی چاہی اس کے لئے نغیم واقع نہ ہو اور کیونکر اس کی خبر کا کذب محال نہ ہو گا۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے اللہ سے کس کا قول زیادہ سچا ہے، اللہ سے کس کی بات زیادہ سچی ہے، تیسکر رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں ۝

توضیح جیسے میں پہلے امام الطائفہ و یابیہ کا قول نقل کر چکا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر نہ سمجھا جائے یا وہ جھوٹ نہ بول سکے تو انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائیگی۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح اس امام الطائفہ کے امام ابن حزم نے بھی اپنی کتاب الملل والنحل میں اس طرح لکھ دیا ہے کہ انہ تعالیٰ قادران یخزن ولدا اذ لولہ یقتار لکان عاجزاً یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے اور اگر وہ قادر نہ ہو عاجز ہو گا ۝

اس بات کا رد علامہ سید عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اس طرح فرماتے ہیں ۝  
(۲۹) مطالب فی فیہ میں حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ ابن حزم کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں۔ فانظر اختلاف هذا المتبدرع کیف غفل عما یلزم علی هذا المقالة الشنیعة من اللوازم التي لا تدخل تحت وهم وکیف فاتہ ان العجز انما یکون لو کان المقصود جاء من ناحية القدرة اما اذا کان بعدم قبول المستحیل تعلق القدرة فلا یتواہم علی ان هذا عجز۔ یعنی اس بدعتی را بن حزم کی بدعتی ویکیہو۔ کیونکہ غافل



ہو کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قبا حیتیں لازم آتی ہیں۔ جو کسی وہم میں نہ سما میں۔ اور اس کا وہم کس طرف گیا۔ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے ہو۔ اور جب یہ وجہ ہے کہ حال غور ہی تعلق قدرت کی قلبیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گذرے گا اس سے آگے اس طرح پر لکھا ہے۔ بالجملة فذلک التقدير الفاسد لایحیى الی الخ  
تخلیط عظیم لایبقی معه شیء من الایمان ولا من المعقولات اصلا۔ یعنی یہ تقدیر فاسد کہ اللہ عزوجل محالات پر قادر ہے، وہ سخت درہمی اور برہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان رہے نہ اصلا احکام عقلی کا نشان۔ پھر فرماتے ہیں۔ وقع ههنا  
لا بن حزم ههنا یان بین البطلان لیس له قدراً فی نفس الالشیخ الضلالة ابلیس  
یعنی مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ یہی یہی بات کھلی باطل واقع ہوئی۔ جس میں  
اس کا کوئی پیشوا نہ رہیں مگر سزا گرانی ابلیس۔ بلفظ سبحن السبوح عن عیب کذب  
مقبوح صفحہ ۴۶

۳۰) کنز القوائد میں اسی قول کے متعلق لکھا ہے۔ القدر لا یزال سراحه  
مغتات من شرکان والمستحیل لا یمکن ان یتاثر بهما اذ یلزم ح ان یجوز تعلیقا  
باعدام انفسهما واعدا الذات العالیة واشبات الالوہیہ لما لا یقتلہما من  
الحوادث وسلبہما عن مستحقہا جل وعلا قای قصور وفساد ونقص اعظم  
من هذ او هذ التقدير یؤدی الی تخلیط عظیم وتخریب جسیم لایبقی  
معه عقل ولا نقل ولا ایمان ولا کفر وجماعة بعض الالشیخاء من المبتدعة  
عن هذ امواج بنقیضه فانظر جماع هذ المبتدع کیف عمی عما یلزم علی  
هذ القول الشنیع من اللوازم المتی لا یطرق الیہا الوهم۔ یعنی قدرت  
اور ارادہ دونو صفتیں موثر ہیں۔ اور محال کا ان سے موثر ہونا ممکن نہیں۔ ورنہ لازم  
آئے گا کہ قدرت و ارادہ اپنے نفس کے عدم اور غر و اللہ کے عدم اور مخلوق کو خد  
بناوینے اور خالق سے خدائی پھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے۔ اس  
بڑھ کر کوئی ناقص و فساد و نقصان ہوگا۔ اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور  
غضب خرابی لازم آئے گی جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل نہ ایمان نہ کفر۔  
اور بعض اشقیاء بد مذہب کو عہدہ آخر نہ ہو جہا تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر



ہے۔ اب اس بدعتی کا اندھا پن دیکھو کیونکہ اسے نہ سوچیں وہ شناعیتیں جو اس بڑی قول پر لازم آئیگی جنکی طرف وہ ہم کو بھی راستہ نہیں۔ بلفظ سبحن السبوح مولفہ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ فاضل بریلوی :

(۳۱) علامہ محمد تاشی صاحب تنویر الالبصار کتاب معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں۔ ولا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم والفساد والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلة یقدر علیہ ولا یفعل یعنی حق تعالیٰ کا ظلم اور بے عقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا ناروا کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا ہے۔ اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔ بلفظ تقدیس ابوکیل عن توہین الرشید والخلیل مولفہ حضرت مولوی غلام دستگیر قسوری علیہ الرحمۃ مصدقہ علماء حرمین شریفین :

(۳۲) حاشیہ متن سنوسیہ میں علامہ ابراہیم باجوری لکھتے ہیں :-

القدرۃ لا تتعلق بالمستحیل فلا ضیغ فی ذلک، فالاضیغ فی ان یقال لا یقدر اللہ علی ان یتخذ لدا اور اوجہ او نحو ذلک۔

(۳۳) کفایۃ العوام فی علم الکلام۔ ومن الجہل قول من قال ان اللہ قادر علی ان یتخذ ولا الا لانہ لا تعلق للقدرۃ بالمستحیل واتخاذ الیہ مستحیل وایقال انہ اذالم یکن قادرا علی اتخاذ الی لدا کان عاجزا لانا نقول انما یلزم الحجر لو کان المستحیل من وظیفۃ القدرۃ ولما تعلق بہ مع انہ لیس من وظیفۃہا الا الممکن۔ اھ۔ یعنی یہ قول جہالت کا ہے کہ جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے یا درکھو کہ اس کا تعلق قدرت کیساتھ نہیں محال کی وجہ سے۔ اور اولاد پیدا کرنا خدا کے محال ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ جب اللہ تعالیٰ اولاد پیدا کرنے پر قادر نہ ہو تو عاجز ہوگا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عجز لازم نہیں آتا اگر محال قدرت کے لئے مقرر ہو تا لیکن وہ اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق صرف ممکن کے ساتھ ہے :



(۳۴) روا المختار شرح در مختار صفحہ ۵۱ سطر ۱۲ جلد اول مقبولہ عرب  
و عجم میں ہے هل يجوز خلف الوعيد افظا هر ما في المواقف والمقاصد  
ان الاشاعرة قائلون يجوز لانه لا بعد نقصا بل جودا وكراما - وصرح  
التفتازاني وغيره بان المحققين على عدم جوازه وصرح الشافعي بانه  
الصحيح لا يستحال له عليه تعالى لقوله وقد قامت عليكم بالوعيد ما  
يبدل القول لادى وقوله تعالى وَلَنْ يَخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ اى وَعْدُهُ بلفظ  
يعني کیا خلف وعيد جائز ہے - جیسا کہ موافق اور مقاصد میں لکھا ہے - کہ اشاعره  
اس کے جواز کے قائل ہیں - کیونکہ یہ عیب نہیں بلکہ بخشش اور کرم ہے - لیکن تفتازانی  
وغیرہ محققین نے تصریح کی ہے کہ خلف وعید جائز نہیں ہے اور امام شافعی نے بھی اس پر  
تصریح کی ہے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ پر محال ہے اور یہی صحیح ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا وَقَدْ قَامَتْ عَلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَىٰ اِيَّاهِ وَلَنْ يَخْلِفَ اللَّهُ  
وَعْدَهُ اى وَعْدُهُ یعنی بیشک ہم نے پہلے بھی سچی تمہاری طرف اپنی وعید اور  
نہیں بدلی جاوے گی میرے پاس سے کوئی بات - اور اللہ تعالیٰ ہرگز خلاف نہ کریگا  
اپنے وعدہ اور وعید کے ۔

(۳۵) حاشیہ شرح عقائد علامہ رمضان افندی علیہ الرحمۃ میں  
درج ہے - وزعم بعضهم من اهل السنة انه في الجواب عن تمسك المعتزله وهو ليس  
بمرفى عند الشافعي راحة الله تعالى ان الخلف كرم فيجوز من الله والمحققون على خلافه  
كيف اى كيف يجوز الخلف من الله تعالى في الوعيد وهو اى الخلف بتبديل للقول  
قال الله تعالى مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَىٰ اِيَّاهِ - بلفظ - من كتاب تقدیس الوکیل عن توفیق  
الرشید والخلیل مقبولہ حرین شریفین صفحہ ۳۱۸ - یعنی بعض اہل سنت  
نے معتزلہ کے جواب میں یہ زعم کیا ہے کہ خلف وعید کرم ہے یہ حق تعالیٰ  
پر روا ہے - حالانکہ یہ زعم خود امام شافعی کے نزدیک بھی ناپسند  
ہے اور محققین اس کے خلاف پر ہیں - حق تعالیٰ سے خلف وعید  
کیوں کر روا ہو کہ یہ تبدیل قول ہے - اور قرآن میں حکم ہے کہ  
خدا کے نزدیک بات نہیں بدلتی -



(۲۲۶) معین المفتی فی جواب المستفتی علامہ محمد بن عبداللہ الترمذی صاحب تنویر البصائر  
حنفی العفو عن الکفر لا یجوز عقلاً خلافاً لاشعری و تخلیلاً المؤمنین فی النار  
والکافرین فی الجنة یجوز عقلاً عندہم الا ان السمع و رد بخلافہ  
و عندنا لا یجوز۔ بلفظ تقدیس الوکیل صفحہ ۳۱۸۔ یعنی کفر کی بخشش عقلاً بھی جائز  
نہیں خلاف اشعری کے اور مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافروں کا بہشت میں  
ہونا اشعری کے نزدیک روا ہے۔ مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔ اور  
ہمارے نزدیک جائز نہیں۔

(۲۲۷) عمدة من الحنفیہ علامہ ابوالبرکات النسفی کی کتاب میں ہے۔  
تخلیلاً المؤمن فی النار والکافر فی الجنة یجوز عقلاً عندہم یعنی الاشاعرة  
الا ان السمع و رد بخلافہ و عندنا ما مشہور الحنفیۃ لا یجوز۔ بلفظ تقدیس الوکیل  
عن توبین الرشید والحلیل مقبولہ حررین زاوہما اللہ شرفاً وتعظیماً صفحہ ۳۱۸۔  
یعنی مومن کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافر کا بہشت میں ہمیشہ رہنا اشاعرہ کے نزدیک  
صرف عقلاً جائز ہے۔ مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔ اور ہم حنفیوں کے نزدیک  
عقلاً و سمعاً ناجائز ہے۔

یہی مولوی ججایہ ہے مذہب اہل سنت و جماعت کا علم کلام کی کتب  
سے۔ اور وہ مذہب مردود اور مطرود ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ خلف اوعیہ کے تمام  
اہل سنت قائل ہیں۔ اور آپ کا یہ مذہب کہ خداوند تعالیٰ تمام مشرکین اور کفار فرعون  
ہامان و نمرود وغیرہم کو بہشت میں داخل کریگا۔ یا کر سکتا ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام  
واصدقا و شہداء صلحا۔ اولیاء قطب و غوث اور سائر مسلمین مومنین کو دوزخ میں داخل  
کریگا یا کر سکتا ہے العیاذ باللہ۔ کیا خداوند کریم غفور الرحیم ایسا کرے گا یا کر سکتا ہے  
کہ جو فرمان بردار خاص و اکمل مقبول بندگان الہی ہیں ان کو دوزخ میں داخل کرے۔  
اور شر الافرار کفار ناہنجار مشرکین کبار ہیں ان کو بہشت میں داخل کرنے لاجول ولاقوة  
یہ صریح ظلم اور کذب قبیح ہے جو حق تعالیٰ پر محالی زیر قدرت کے قابل نہیں جس کا  
کوئی بھی مسلمان تمام مذاہب کا حتیٰ کوئی غیر مسلم بھی قائل نہیں۔ ہاں اگر قائل ہیں۔  
تو معتزلہ یا وہابیہ دیوبندیہ ہیں۔ دیکھو مذہب معتزلہ یہ ہے۔



المرحاریدہ هو ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح المرزہ ارہذا القبہ من باب الافتعال من الزیادۃ وهو تلمیذ بشیر اخذ العلم منه ویزہد حتنے سے راہب المعتزلۃ قال اللہ تعالیٰ قادر علی ان یکذب ویظلم یعنی مرزوار یہ وہ ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح ہے مرزوار اس کا لقب ہے۔ باب افتعال یہاں سے لفظ زیارت سے۔ اور بشیر کا شاگرد ہے۔ اس سے اس نے علم حاصل کیا اور اس نے ایسا زہد کیا کہ اس کا نام معتزلہ فرقہ کا رہا ہرب ہو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے۔ اس کے آگے شایع علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ولو فعل لکان اللہا کاذ با ظالمنا نقلے عما قال علو اکبیرا۔ بلفظ شرح مواقف صفحہ ۴۹۔ معتزلہ کا مذہب۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کام کرے تو وہ جھوٹا اور ظالم ہو گا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس سے جو اسے کہا پاک ہے۔

توضیح۔ اس جگہ پر ایک امر کا اظہار بھی قابل ذکر ہے کہ آپ کے بھائیوں نے کتاب شرح مواقف اپنے بھائی مرزائیوں کو وکیلۃ عدالت میں اس کی یہ عبارت صرف جملہ وہما من الممکنات تشملہا صفحہ ۹۰ کی لکھوائی۔ مگر اس کے معنی نہ لکھوائے اور میں نے کہا کہ اس کے آگے پیچھے سے بھی عبارت لکھوائی جو سمجھ میں آجائے کہ یہ کون لوگوں کا مذہب ہے۔ عدالت نے کہا کہ جو ملزمان لکھوائے ہیں اتنا ہی لکھوا دو۔ جب تمھاری باری آوے گی باقی اس وقت لکھوا دینا۔ مگر افسوس کہ جب میری باری آئی تو عدالت نے مکرر سوالات کو جو میرا قانونی حق تھا لکھنے سے انکار کیا۔ (انصاف عدالت) اب میں بتلاتا ہوں کہ اس جملہ سے ملزمان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ اور وعید دونوں کے برخلاف کرنے پر قادر ہے۔ اول تو یہ کہ یہ جملہ عبارت المقصد الخامس فی فروع للمعتزلۃ کے نیچے درج ہے۔ دوم یہ کہ جملہ مذکور تمام شرح عقائد کی عبارات کے جو میں لکھ چکا ہوں مخالف ہے۔ کیونکہ وہ بار بار اپنی کتاب میں فرما رہے ہیں، کہ الکذاب نقص والحق علی اللہ تعالیٰ محال اور مذہب معتزلہ کو بھی صاف فرما رہے ہیں۔ کہ وہ کذب اور ظلم پر اللہ تعالیٰ کو قادر جانتے ہیں۔ سوم اس جملہ کی تردید علامہ دوانی بھی فرما رہے ہیں۔ جنکی عبارت صفحہ ۳۳۔ فقرہ ۱۱ میں لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ ان وہابیوں کا مذہب معتزلہ کا مذہب ہے۔ اور انہیں کی کاسہ لیس ہے۔ اور بس۔



# فصل چہارم دیگر کتب فضیلت اہل سنت و جماعت کے خلاف

## یا کذب یا ریتعالیٰ کے ناجائز ہونے کا ثبوت

(۱) فتوح الغیب کی شرح فارسی شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مقالہ ۴۴ صفحہ ۲۵۵ اشکال وریں جا آیت کہ فرمودہ اندوعدہ کہ بشارت از درگاہ خداوندی میروزگاہے وفا کردہ نمی شود و آن موعود بالیشان رسانیدہ نمی شود پس این خلاف در وعدہ حق لازم می آید و آن باتفاق روایت و انحراف بلفظ ۴

## (۲) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰

اما الفصل الاول فیما لا یجوز اطلاقہ علی کبارہی عزوجل من الصفات و یستحیل الخ۔ یعنی پہلی فصل جس میں وہ باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنا جائز نہیں اور وہ اسکی صفات میں محال ہیں۔ اس میں بہت باتیں لکھ کر حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال ہے ۴

## (۳) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۶۵۱۔ قولہ اجیب واستجیب خبر و الخبر لا یعترض علیہ الشیخ لانہ اذا اثنی صارا بخبر کا

و تعالیٰ عن خالاک علی اکبیرا و خبر اللہ تعالیٰ لا یقع بخلاف الخبرۃ الخ بلفظ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قبول کرتا ہوں اور استجیب خبر ہے انشاء نہیں اور خبر پر نسخ عارض نہیں ہوتا کیونکہ اگر خبر منسوخ ہو جائے تو مخبر (خبر دینے والا) جھوٹا ہو جائے گا۔ اور خداوند تعالیٰ اس سے بزرگ اور بلند ہے پاک اور اللہ تعالیٰ کی خبر خلاف واقع نہیں ہو سکتی ۴

## (۴) مکتوبات حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی کا مکتوب نمبر ۲۶۶۔ عقائد اہل سنت و جماعت جلد اول میں فرماتے ہیں او تعالیٰ ان جمیع نقائص و سمات حدوثا منترہ و میرا است۔ بلفظ ۴

(۵) ایضاً۔ مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد اول۔ اردو ترجمہ یہ ہے۔ اور آیت کریمہ فَلَا تَحْسِبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفًا وَعْدًا رَّسُولُهُ غلط وعدہ کی خصوصیت پر دلالت نہیں کرتی ہو سکتا ہے کہ اس جگہ وعدہ خلافی کے نہ ہونے کا اقتضار و انحصار



اس سبب سے ہو کہ وعدہ سے اس جگہ مراد رسولوں کی نصرت اور فتح اور کفار پر ان کا غلبہ ہے اور یہ بات وعدہ اور وعید پر متضمن ہے یعنی رسولوں کیلئے وعدہ ہے۔ اور کفار کیلئے وعید پس گویا اس آیت میں خلف وعدہ کی بھی اور خلف وعید کی بھی نفی ہے۔ فالایۃ مستشہدا علیہ لہ نہ وعید میں خلاف ہونا وعدہ کی طرح کذب کو مستلزم ہے اور یہ بات حق تعالیٰ کی بلند بارگاہ کے مناسب نہیں یعنی حق تعالیٰ نے ازل میں جان لیا تھا کہ کفار کو ہمیشہ کا عذاب نہ دوں گا اور پھر باوجود اس بات کے کہ کسی مصلحت کے لئے اپنے علم کے خلاف کہہ دیا کہ ان کو ہمیشہ کا عذاب کروں گا۔

اس امر کا تجویز کرنا نہایت ہی عجیب ہے بلفظ اردو ترجمہ مکتوبات جلد اول صفحہ ۵۱۹ (۶) حسن العقیدہ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ولا یصح علیہ الحركۃ وان انتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا الجہل ولا الکذب۔ بلفظ صفحہ ۶۔ سطر ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت کا کرنا یا انتقال کرنا یا بدلتا صحیح نہیں ہے۔ نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ جہل اور نہ جھوٹ اس میں ہے۔

(۷) شرح فقہ اکبر بلا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری صفحہ ۱۴۸۔

مطبوعہ گلزار محمدی لاہور۔ ومنہا ان خلف الوعد کرم فیجوز من اللہ تعالیٰ والمحققون علی خلافہ کیف ہو تبدل الی القول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدائی ای بوقوع الخلف فیہ یعنی لا تبدل ولا خلف القول فلا یطعون ان ابدال وعیدی بلفظ، یعنی بعض کا قول ہے کہ خلف وعید کرم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا کرنا جائز ہے لیکن محققین اس کے خلاف ہیں یعنی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے قول کو تبدیل کرے۔ اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا یعنی اس میں خلاف وعدہ وعید و قوع میں نہیں آتا ہے۔ یعنی میری بات میں نہ تو خلاف ہے اور نہ تبدیلی اور یہ خیال مت کرو کہ میں اپنی وعید کو تبدیل کرتا ہوں یا کرنے والا ہوں۔

(۸) شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۹۔ ۱۔ نہ لای صفت اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعندا المعترۃ انه یقدر ولا



بفضل بلفظ یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے نیچے نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے کرتا نہیں ۛ

(۹) فتاویٰ عالمگیری اردو جلد دوم صفحہ ۸۳۵ تا ۸۳۷۔ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان الہی نہیں ہے۔۔۔ یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔ بلفظ ۛ

(۱۰) مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر جلد اول مصری صفحہ ۶۲۹ سطر ۳۔ (کلمات کفر) وانکر صفات اللہ وانکر وعدۃ اللہ وعیدۃ اللہ وجعل له شریکاً وولداً و زوجة او نسبتہ الی الجہل او العجز او النقص الخ نیکف بلفظ۔ یعنی یا انکار کرے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی ایک صفت کا یا انکار کرے وعدہ یا وعید کا یا اس کا شریک بنائے یا اولاد یا عورت بتائے یا اس کی نسبت جہل یا عاجزی یا کسی نقص کی طرف کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے ۛ

(۱۱) غایتہ الاوطار ترجمہ اردو درمختار جلد دوم صفحہ ۵۱۳ سطر ۱۲۔ جو شخص حق تعالیٰ کو بصفات ناقصہ موصوف کرے یا اس کے نام مقدس سے یا اس کے کسی حکم سے سخر اپن کرے یا اس کے وعدہ اور وعید کا انکار کرے یا اس کا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ٹھہرا دے یا اس علیم و قدیر کی طرف جہل یا عجز یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے۔ بلفظ ۛ

(۱۲) ضمان الفردوس مفتی عنایت احمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۳۱ سطر ۱۶۔ جس کلمہ میں بے ادبی ہو اللہ تعالیٰ کی جناب میں یا انکار ہو خدا تعالیٰ کی صفات کمال کا یا اثبات ہو کسی عیب و نقصان کا ایسا کلمہ یقیناً کفر ہے۔ بلفظ ۛ

(۱۳) خلاصہ رسالہ تقدیس الرحمن عن الکذب والنقصان مولوی محمد لودھیانوی جلد فاسد مولوی عبد اللہ معترض سکنہ بسی ریاست پٹیالہ اب میں آپ کے جَد فاسد مولوی محمد صاحب لودھیانوی کی کتاب تقدیس الرحمن عن الکذب والنقصان سے دکھلاتا ہوں اس کو کھول کر اپنے سامنے رکھئے اس کے صفحات ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶



جو آپ کے بازار میں بکتی ہے بلکہ اس شرم سے جو خداوند تعالیٰ نے جسم میں ودیعت فرمائی ہے۔ اور مذہب حق کو قبول کیجئے۔ وہ ہوا ہزار

### استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اصدق الصاقین کے کذب کا قائل ہے جیسا کہ مولوی اسماعیل صاحب کے رسالہ ایک روزی میں لکھا ہے کہ اگر مراد از محال متمنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست پس لا نسلم الخ صفحہ ۲۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عیب آیا جائز ہے یا نہیں۔ امکان کذب خلف و عیب کی فرع ہے الخ انتہی مختصر صفحہ ۳۔ سطر ۳۔ الجواب فریق اول کا دعویٰ کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں کذب ممکن ہے سخت جیسا

کیونکہ ممکن اس کو کہتے ہیں جسکا ہونا ہونا دونوں برابر ہوں الخ صفحہ ۳۔ سطر ۱۰۔ اور کذب جناب باری تعالیٰ کے کلام میں ممکنات سے ہے کیونکہ عدم اس کا برخلاف ممکن کے ضروری ہے۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے علماء اہل اسلام نے کذب کا امتناع ثابت کیا ہے کتب تفسیر و عقائد و اصول میں یہ مسئلہ مشروحاً موجود ہے الخ صفحہ ۳۔ اس کے آگے مولوی صاحب آپ کے جد فاسد نے قرآن شریف و تفسیر و علم عقائد سے دلائل مفصل لکھے ہیں اور اچھی روشنی اس مسئلہ پر ڈالی ہے اور اس کے آگے لکھتے ہیں :-

اس مسئلہ میں اسماعیل صاحب نے اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی کا رستہ حاصل کیا ہے۔ کیونکہ ادنیٰ درجہ کی غیر مقلدی تو صرف یہی ہے کہ ہم امان دین کی تقلید نہیں کرتے آیات و احادیث پر عمل بموجب فہم اپنے کے کرتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی بھی تقلید نہ کی جائے۔ جیسا کہ اپنے زعم میں آوے گویا آیات قطعہ اور جہو عقل کے مخالف ہو۔ درست ہے۔ جب مولوی اسماعیل صاحب کذب کا امکان کلام ربانی میں مخالف اولہ نقلیہ اور عقلیہ کے جائز رکھ کر متبعین موروثیت



شریف فمن اظلم دھنن افستوی علی اللہ کذباً لیکفر لک البشاس بخیر عہد  
ان اللہ لایمندی القوم اظلمین ۵  
کے ہوئے یعنی خدا کی ذات اور صفات میں افسر اگر نبی والا مستوجب سحت تر و عید شدید کا  
ہے اعادنا اللہ منہ ۶

اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان  
کذب کا مسئلہ جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں خلف و عید کا مسئلہ اختلافی قدیمی ہے۔  
اور امکان کذب خلف و عید کی فروع ہے انتہی ملخصاً بالکل بے بنیاد ہے۔  
متقدمین میں سے کوئی امکان کذب کا قائل نہیں ہوا۔ خلف و عید کے  
بعض اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن جمہور محققین نے بسبب استلزام کذب کے  
جو اجماعاً متقدمین کے نزدیک ممتنع ہے غیر جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض  
کی مخالفت کو جمہور کے مقابلہ میں اعتبار نہیں الخ صفحہ ۸ ۶

حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اول غلطی مولوی اسماعیل  
صاحب سے شاید زمانہ غیر مقلدی میں سرزد ہوئی اب مولوی خلیل احمد صاحب نے  
اس کو مسئلہ اختلافی قدیمی قرار دیکر آتش فتنہ کو از سر نو افروز کیا۔ جس میں مولوی  
رشید احمد صاحب بھی بسبب ثابت کرنے مہربانی کے اس زمرہ میں شمار کئے گئے  
الخ صفحہ ۱۳ ۶

لیجئے مولوی صاحب اس تمام تحریر جسے فاسد پر ایمان لا کر مولوی  
اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا غیر مقلد تصور کریں اور ان کو زیر و عید آیت شریف فمن اظلم  
الآیۃ میں داخل اور باقی مولوی رشید احمد و خلیل احمد صاحبان کو بھی شامل کریں۔  
اور نہ سبب اہلسنت و جماعت کو اختیار کریں۔ اور آئندہ کبھی یہ لفظ زبان پر نہ لائیں  
کہ تمام اہلسنت خلف و عید کے قائل ہیں۔ اگر آپ کسی اور کی بات نہیں مانتے تو خیر  
لیکن اپنے جسے فاسد ماحد کی تحریر پر ضرور ایمان لائیں۔ اور معتزلہ میں شمار  
نہ ہوں اور نہ خوارج میں ۶

(۱۲۷) فتاویٰ قادریہ مصنف مولوی محمد صاحب لو و مصیٰ نوئی جلد فاسد  
مولوی معترض میں مولوی رشید احمد صاحب دیوبندی



کی کیفیت اور مسئلہ کذب باری تعالیٰ۔

مولوی صاحب اب آپ ایک دوسری کتاب اپنے جَد فاسد کی اپنے ہاتھ میں لیکر اُس کے صفحہ ۹۴-۹۵ کو دیکھئے کہ وہ آپ کے دیوبندی بزرگ مولوی رشید احمد کی نسبت کیا کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ وہ ہوا خدا۔

در حقیقت مولوی رشید احمد صاحب اہل نظر نہیں (یعنی نابینا) ہیں۔ کیونکہ پہلا فتوے دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے وہ مرزا جس نے دعوائے کیا ہے کہ اسپر یہ حکم نازل ہوا ہے کہ ہم نے اوتارا اسکو قادیان کے قریب۔ پھر یہ فتوے دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے باوجودیکہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف بخار کا بیٹا کہتا ہے۔ لغو و باطل ہے۔ پھر مولوی صاحب نے یہ فتوے دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ سے زیادہ کوئی سچا نہیں۔ اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا الخ ۛ

دیکھئے یہاں پر بھی آپ کے جَد فاسد مرحوم نے مولوی رشید احمد صاحب کی کیفیت مسائل کیسی لکھی ہے۔ کہ وہ فتوے دیتے ہیں کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ ان کے حالات ایسے ہیں کہ کبھی کچھ لکھتے ہیں اور کبھی کچھ ۛ

(۱۵) قتل و قتل کا قادیانی مصنف مولوی محمد لودھیانوی جَد فاسد مولوی معترض میں ایک دوسرے جَد فاسد مولوی عبداللہ لودھیانوی کا اہتمام مولوی رشید احمد کی کتاب نسبت صفحہ ۱۲۰-۱۲۱ سطر ۱۲۔

اب آپ ذرا اس قتل و قتل کے صفحہ ۱۲۰ کو دیکھئے کہ آپ کے دوسرے جَد فاسد مولوی عبداللہ صاحب کا استخارہ خواب والہام مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ دیوبندی کی نسبت کیا کہ رہا ہے۔ وہ ہوا خدا۔

مولوی رشید احمد صاحب نے ۱۳۰۱ھ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو صلح تحریر کیا اس عاجز مولوی عبداللہ کو نہایت فکر تھی کہ ایسے شخص کو جو اپنے کلمات کے ضمن میں پیغمبری کا دعوائے کر رہا ہے مولوی صاحب کیسے سلمان صالح قرار دیا جناب ابھی میں دعا کر کے سو گیا۔ خواب میں یہ معلوم ہوا کہ تنبیہ شیعہ کا جاندہ شکر ہو گیا۔ پراغیب آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے اسی زمانہ میں فتوے ان کے متناقض



بادیکرے چیز وجود میں آئے۔ واللہ یقدری من یشاء الی صراط مستقیم

سلا اقم عبداللہ لودھیا لودی۔ بلفظہ

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی خبردار ہو جاؤ اور ہوش کرو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (اُس کے خلاف ہرگز نہ کریگا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے۔

اس میں ایک خاص نکتہ ہے وہ یہ کہ جملہ آیت شریفہ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ کے اعداد جمل (۱۱۰) گیارہ سو دس ہیں۔ اور ادرہ جماعت مجموع ہندو ہا بیہ نجدیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد جمل گیارہ سو دس (۱۱۰) ہیں۔ جو خلف وعید و وعدہ کے قائل ہیں۔

(۱۷) اب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال و کھلاتا ہوں جو آپ کے برادران کے برادر ہیں امن سبب آپ کے بھی بھائی ہوئے گو اس وقت کافر و مرتد ہیں۔ (الف) براہین احمدیہ مصنفہ قادیانی صفحہ ۱۲۴۔ باقی سب موجد اس قصور سے جو خدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اس کے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجھتے تھے۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۴۔ سطر ۷۔

(ب) براہین احمدیہ ایضاً صفحہ ۱۲۴ سطر ۳۰۔ خدا کے کلام کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ جیسے خدا اپنی ذات میں ہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر ایک نقصان اور نالائقی امر سے منزه ہے ایسا ہی اس کا کلام بھی ہر ایک میں ہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر طرح کے نقصان اور نالائقی حالت سے منزه اور پاک چاہئے۔ بلفظہ۔

(ج) مسرہ چشم آریہ صفحہ ۵۶۔ سطر ۲۱۔ خدا کی بزرگی اور عظمت کہ ہوا فتی یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ اس سے ہونا ثابت ہے وہ قبول کیا جائے اور جو کچھ آئندہ ثابت ہو اس کے قبول کرنے کے لئے آمادہ رہیں۔ اور بجز امور منافی صفات کمالیہ حضرت باری عزائمہ کے سب کامیوں پر اس کو قادر سمجھنا چاہئے۔ بلفظہ۔

(د) برکات الدعا قادیانی صفحہ ۳۳۔ سطر ۳۔ ہمارا خداوند تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے وہ تمام ذرات عالم اور ارجاء اور جمیع مخلوقات کو پیدا کر نیوالا اس کی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کرے تو بجز ان خاص باتوں کے جو اس کی صفات کاملہ اور مواہید



صادقہ کے ہوں باقی سب امور پر وہ قادر ہے۔

(۱۸) مختصر کیفیت مناظرہ درمیان مولانا حضرت غلام دستگیر علیہ الرحمۃ  
قصوری سنی حنفی قادیانی اور مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی۔

مقام ریاست اسلامیہ بہاولپور واقع <sup>۱۳۰۶</sup> شوال

کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل۔ اس کتاب کی مختصر  
کیفیت یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرف سے ایک استفتاء مولود شریف و فاتحہ خوانی وغیرہ  
مسائل میں شائع ہوا تھا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے مع دیگر مولویان دیوبند کے اس کے  
جواب دینے اور کفر پر فتویٰ دیا۔ اور مولود شریف و قیام تعظیمی کی تشبیہ اہل ہندو  
کے کھنڈیا کے جنم سے دی۔ اس پر مولوی عبد السمیع چشتی انداوی مرحوم نے ایک کتاب  
مسی النوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ نہایت تہذیب کے ساتھ لکھی۔ اور نہایت  
دلیل قرآن و حدیث و غیہ را دلہ سے جوابات دیگا اسکو بہت وسعت حاصل کیا اور  
اکثر علماء عرب و عجم نے اسکو پسند فرما کر تصدیق کیا۔ تب اس کے رد و جواب میں مولوی خلیل احمد  
اور مولوی رشید احمد صاحبان نے نہایت غضب اور عنیظ میں آکر خلاف تہذیب کتاب  
برائین قاطعہ لکھی ان دنوں میں مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاولپور میں اول مدرس  
عسری تھے۔ اس پر مولانا غلام دستگیر صاحب علیہ الرحمۃ نے کتاب دیکھ کر مولوی خلیل احمد  
صاحب ریاست بہاولپور پر تعاقب فرمایا۔ وہ مرد خدا کتاب کو لیکر ریاست بہاولپور میں  
ہنچے۔ بنظیری جناب نواب صاحب بہادر والے ریاست بہاولپور ماہ شوال  
۱۳۰۶ھ میں مناظرہ مسائل پر ہوا۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب مغلوب ہوئے اور سخت  
ذلت کے ساتھ ریاست موصوف سے نکال دئے گئے۔ اسی وقت علماء پنجاب نے یوں  
فتوے دیا کہ یہ شخص خلیل احمد مع معاونین کے وہابی ہے اور اہلسنت سے خارج ہے  
فتوے مذکور طبع ہو کر شائع ہو گیا۔

اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ تمام کاغذات بحث کو جو تحسیری  
ہوئی تھی لے کر حرمین شریفین زاد کما اللہ شرفاً و تعظیماً کو تشریف لے گئے۔ اور آخر ماہ  
شوال ۱۳۰۶ھ بحری میں بروقت اقامت مکہ معظمہ کے ان کاغذات بحث کا  
عربی میں ترجمہ کر کے رو برو علماء مکہ معظمہ کے پیش کیا۔ ان کی تصدیق کے بعد حجاب



یہ منورہ میں حاضر ہوئے تو وہاں کے علماء اور مفتیاں باوقار کے روبرو پیش کیا انہوں نے بھی نہایت خلوص سے تصدیق فرمائی۔ اور حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب کی تعریف اور مدح فرمائی۔

## برائین قاطعہ کے مسائل تحفہ جن پر مستطرہ

ہوا تھا وہ یہ ہیں

اول۔ امرکان کذب باری تعالیٰ کی ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا بول سکتا ہے۔

دوم۔ امرکان نظیر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح ہے۔ یعنی حضور کی طرح اور بھی ہو سکتا ہے۔

سوم۔ تمام نبی آدم بشریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہیں۔ چارم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کم ہے۔ پنجم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محفل میلاد و کھنیا کے جنم کے مشابہ ہے۔ ششم۔ فاتحہ خوانی برہمنوں کے اشلوک پڑھنے کی مانند ہے۔ ہفتم۔ حریم شریفین کے مفتیوں کا فتوے رشوت خوری کی وجہ سے نامعتبر ہے۔

ان سب مسائل کو سوائے مسئلہ ہفتم کے علماء حریم شریفین زائد سہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے روبرو پیش کیا۔ اور مولانا علیہ الرحمۃ نے نہایت دور اندیشی سے مسئلہ ہفتم کو پیش نہ کیا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ علماء و مفتیان ہر جہاں مذاہب ابقاہم اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا اشتعال طبع پیدا ہو گیا ہو۔ انہوں نے ہر شش مسائل کی تصدیق فرماتے ہوئے حسب ذیل تحریر فرمایا۔

(۱) خلاصہ مختصر مکہ معظمہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا ترجمہ۔

میں اپنے رب کو پاک جانتا ہوں اور دروغ گو ناشکرے کی گفتگو سے جسے اپنی کتاب کا نام برائین قاطعہ رکھا ہے اس کا حکم سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ جلا داس کے بدن سے گردن کاٹ دے۔ تاکہ کج رو جاہلوں کے لئے عبرت ہو۔ اختصاراً۔



(۲) مکہ معظمہ کے مفتی شافعی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

صاحب براہین اور اس کے شیطانوں اور اہل زلیغ و زندلیقوں سے ہیں :

(۳) مکہ معظمہ کے مفتی مالکی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

براہین والے بدعتی اور گمراہ ہیں :

(۴) مکہ معظمہ کے مفتی حنبلی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

تحقیق جو ذات پاک باری تعالیٰ کو کذب سے متصف کرے بیشک وہ راہ بھولا ہوا اور مخالف ہوا اجماع کا اور موصوف ہوا کفر سے اگر توبہ اور اس سے رجوع نہ کرے۔

مدینہ منورہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

بیشک میں نے مطالعہ کیا اس مضبوط رقا و اعتراضات کا جو لا غر اور فریب میں فسر ق

کرینے والا ہے وار وہیں۔ مولف براہین پر جو جنگل کی ریت پر راہ دکھائی گئی ہے۔ اور اس کی سخت بڑی باتیں کاذب کی کم عقلی پر دلیل ہیں۔ پس مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ صاحب براہین گمراہی کے دریاؤں میں گہرے غوطے لگا کر حق نقالے سے سختی رسوائی ہے۔ الخ :

مدینہ منورہ کے ایک بڑے مدرس کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

جو اس بزرگ مولف رسالہ تردید نے صاحب براہین اور اس کے بدکار مؤیدین سے

مقولہ نقل کئے ہیں صریح کفر اور زندقہ ہے :

پھر اس کے بعد ۱۳۱۲ھ ہجری میں یہ پاک کتاب مستطاب دیگر علماء کرام کی تقاریر

سے مکمل ہو کر ۳۲۴ صفحہ کے حجم سے مع ترجمہ اردو و صدیقی پریس قصور ضلع لاہور میں طبع ہو کر

شائع ہوئی اور اہلسنت و جماعت کے لئے فیض عام ہوئی۔ اس میں مولانا پاپہ حسر مین

شریفین حضرت مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی استاد الاستاذ

گروہ دیوبند یہ کی بھی مفصل و مشرّح تقریظ درج ہے جو قابل ملاحظہ و اطمینان

دل حسنین ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ نمبر ۱۹۔ مولود شریفین

میں درج ہوگی۔ وہاں ملاحظہ کیجئے تاکہ گروہ دیوبند یہ کی کیفیت واقعی معلوم ہو :

اس کے بعد حضرت حاجی حسین شریفین صوفی کامل، مرشد ارشد



گروہ دیوبندی یعنی حضرت محمد امداد اللہ فاروقی چشتی مہاجر ملی علیہ الرحمۃ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے :-

تحریر بالاصحیح اور درست ہے مطابق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تب کو جزا خیر دے۔  
بے سبب گر عز بامو صول نیت قدرت از عزل سبب عزول نیت

مہر (محمد امداد اللہ فاروقی)

یادداشت اس کتاب لاجواب کا جواب آج تک نہیں ہوا۔  
یادداشت دیگر۔ اس مسئلہ کذب باری تعالیٰ کے امکان میں نہایت مفصل و مدلل و مشرح و مکمل کتاب سجن البیوح عن عیب کذب مقبوح نام علی حضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل اہل نجد مائتہ حاضرہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی ابقاہ اللہ تعالیٰ نے لکھ کر شائع فرمائی جسے تمام گروہ دیوبندی کو مذکور کر دیا۔ اور جواب نہ ہو سکا۔ قابل دید کتاب ہے جزاۃ اللہ تعالیٰ خیر الجزا۔  
ایک عیسائی اور ایک دیوبندی مولوی دیوبندی کی گفتگو  
کذب مقبوح پر

عیسائی، ہم کہتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ اُن کا کوئی باپ نہیں اور خدا ہی اُن کا باپ ہے، مریم اُن کی ماں ہے، اگر خدا کے بیٹے نہیں ہیں تو کیوں؟

دیوبندی، ہمارے قرآن میں اسکی نفی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے :-  
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۔ نہ تو خدا کسی کا بیٹا ہے اور نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے۔ یہ دلیل کافی ہے۔

عیسائی، مولوی صاحب آپ کے مذہب میں یہ بھی ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے نیز یہ کہ خدا اپنی اولاد پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو عاجز ہے، اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی کہ انسان تو جھوٹ بولتا ہے اور بول سکتا ہے اگر خدا جھوٹ نہ بولے یا جھوٹ نہ بول سکے تو انسان خدا کی قدرت پر کامل ہوگا اور خدا ناقص، اور خدا ناقص نہیں ہو سکتا، انسان تو بیٹا پیدا کرے اور



خدا نہ کر سکے یہ کیسے ہو سکتا ہے، اور یہ بات بھی تم قرآن سے کہتے ہو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر کیا نہ خدا نے حضرت عیسیٰ اپنے بیٹے کو پیدا نہیں کیا؟ اور جو دلیل آپ نے قرآن سے دی ہے، ممکن ہے وہ جھوٹ ہو۔ جبکہ خدا جھوٹ پر قادر ہے۔ ❖

دیوبندی، یہ سب باتیں سچ ہیں لیکن ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے ہاں اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خدا کا کلام صحیح ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے۔ ❖

عیسائی، بس مولوی صاحب آپ نے مان لیا کہ خدا نقلے ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ تو حضرت عیسیٰ کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے، جب انسان اس کی مخلوق اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ خدا قادر مطلق کیونکر اپنا بیٹا پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر نہیں کر سکتا تو پھر انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔ اور یہ ممکن نہیں۔

دیوبندی، ہاں یہ بات تو صحیح ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ ❖  
عیسائی، اگر صحیح ہے تو حضرت مسیح بھی خدا کے بیٹے صحیح ہیں، فہو المراد۔  
دیوبندی، چپ۔ ❖

لیجئے۔ مولوی صاحب اب اس بحث کا خاتمہ ہے۔ اس سے زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ خدا کرے آپ کی سمجھ میں آجائے۔ اور آئندہ نہ کہیں کہ خلف و عید یا خدا کا جھوٹ بولنا جائز اور تمام اہل سنت کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے



# باب دوم

عقائد نمبر ۲، ۳، ۴ و بابیہ و یونہیہ

عقیدہ نمبر ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہئے۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصاً

قول۔ توضیح مطالبہ نمبر ۲۔ بر عقائد ۲، ۳، ۴۔ آپ نے و بابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۔ یہ لکھا ہے کہ تقویۃ الایمان میں مولوی اسماعیل شہید نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہئے۔ اور عقیدہ نمبر ۳ بھی اسی حوالے پر یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ اور نمبر ۴۔ یہ کہ اسی کتاب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

صاحبان! میں نے ان ہر سہ عبارات کی تلاش ساری تقویت میں کی۔ لیکن عبارات جن حروف سے آپ نے اکھیں لکھا ہے کہیں نقطہ نہ پڑیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ نے مخلوق خالق کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹ موٹ وضع کر کے مولوی اسماعیل صاحب مرحوم کے سر تھوپ دیا۔ الخ صفحہ ۱۲۔ سطر ۴۔ بلقطہ

اقول۔ مولوی صاحب افسوس! آپ نے میرے اشتہار کو غور سے نہیں پڑھا اور جواب کہنے بیٹھ گئے۔ ورنہ اشتہار کو بنظر غور دیکھا۔ کہ عبارات کو لفظاً لفظاً تلاش کر لے گئے۔ ادا نامہ اشتہار میں ہر عقیدہ کے عواذ اور مقابل ہیں لفظ ملخصاً لکھا ہوا۔



موجود ہے اور تقویت کے صفحات ۴-۱۲-۱۹-۵۵ کا حوالہ لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ نہایت افسوس اور تعجب ہے کہ آپ اردو عبارات کو بھی پڑھ نہیں سکتے۔ یا شاید لفظاً ملخصاً عربی ہے اس کے معنی آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں۔ سو میں بتاتا ہوں کہ مولوی صاحب ان عقائد کو میں نے بطور خلاصہ کے لکھا ہے۔ اور صفحوں کا حوالہ دے دیتا کہ دیکھنے والا ان صفحوں میں نظر اٹھا کر دیکھ لے کہ یہ مضمون سند درجہ اشتہار ان میں موجود اور درج ہے۔ تاہم آپ بعینہ عبارات کو لفظاً لفظاً تلاش کرتے ہیں۔ اور ظاہر عبارت کے خلاصہ کو بھی نہیں سمجھ سکتے لیجئے اصل عبارت تقویت الایمان کی دیکھ لیجئے۔ وہ یوں ہے۔

ف۔ یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سوا سکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء امام و امام زادے، پیرو شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے۔

ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں بلکہ صفحہ ۴ سطر ۲۔

کہیے مولوی صاحب! یہ عبارت آپ کو تقویت الایمان میں نظر نہیں آئی اب دوبارہ دیکھئے کہ یہ عبارت اس میں موجود ہے یا نہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ موجود ہے۔ پھر یہ آپ کی نظر کا قصور ہے یا نہیں۔ پھر میں نے مخلوق خالق کو دھوکا دیا ہے یا آپ نے۔ کیا اس میں الفاظ اولیاء، انبیاء و دج ہیں یا نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء میں داخل ہیں یا نہیں اور بندہ مقرب الہی ہیں یا نہیں اور جملہ بڑے بھائی ہوئے میں داخل ہوئے یا نہیں۔ اور بڑے بزرگ ہیں یا نہیں اور جملہ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے میں داخل ہوئے یا نہیں پھر جملہ سوا اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے میں داخل ہو گئے یا نہیں افسوس!! آپ کی سمجھ اور اردو دان پر کہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا مادہ بھی نہیں رکھتے۔ اور جواب لکھنے کا حوصلہ۔ علاوہ اس کے تمام علماء کرام عرب و عجم نے جو اس کو سمجھا ہے وہی ہے جو میں نے سمجھا ہے۔ بلکہ آپ کے وہابی بھائیوں نے بھی اسی



طرح سمجھا ہے جیسے میں نے سمجھا ہے۔ مگر انہوں نے اس سے انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کر کے تاویلات  
بے سود اور بے معنی کی ہیں تاکہ مولوی اسماعیل کی تحریر غلط ثابت نہ ہو۔ اس کے غلط اف  
غلاوت ہونے کی تحقیق آگے آئے گی۔ مگر معلوم نہیں کہ آپ کیوں انکار کرتے ہیں۔ جب کہ  
آپ کے امام نے حدیث شریف اکرموا احاکم کو پیش کیا ہے۔ علاوہ اس کے آپ اپنے  
بزرگ مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریر کو دیکھ لو وہ لکھتے ہیں :-

اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلافت  
نفس کہہ دیا۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳۰

نیچے آپ کا انکار کیونکر صحیح ہو۔ ذرا سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ ادھر ادھر یاؤں نہ ماریے  
عقیدہ نمبر ۳۰۔ کی پوری عبارت یوں ہے جس پر میرا خلاصہ  
مضمون ہے۔

والفنا اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ  
کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۲۔ سطر ۱۲  
دعا ہمارا جب خالق اللہ ہے۔ اور اس نے ہم کو پیدا کیا ہے تو ہم کو بھی چاہئے  
کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے  
جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا  
ہے دو سر بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہے چار کا تو  
کیا ذکر۔ بلفظ صفحہ ۱۹۔ سطر ۳۰

رجحان محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے  
لوگوں کو ثابت کیجئے۔ بلفظ صفحہ ۲۹۔ سطر ۱۷

فرمائیے۔ مولوی جی۔ ہر مخلوق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل  
ہیں یا نہیں اور ان کے تفصیلی فقرہ یعنی بڑا ہو یا چھوٹا میں بھی آتے ہیں یا نہیں۔ اللہ  
تعالیٰ کی شان کے سامنے چار کون ہیں اور چار سے بھی ذلیل کون ہیں۔  
ذرا ہوش کیجئے۔ اس عبارت کو قبول کر کے تاویلیں بھی لایعنی کی گئی ہیں۔ جیسے کہ اسی تقویت  
الایمان کے حاشیہ صفحہ ۱۳ میں کسی مجہول الاسم و حال نے تاویل بیعدیل اور ذلیل

۱۷ آپ کو الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۱۳۰ منہ



یہ کی ہے کہ چوٹے چارے سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں۔ پھر آپ نے بھی اس عبارت کو قبول کر کے گو پہلے انکار ہی یہی اس طرح پر لکھا ہے :-

فوائد الفوائد کے صفحہ ۱۰ پر ہے ”کہ ایمان کے تمام نشود تاہم مخلوق نزدیک او ہمہ چنانہ نمائند کہ شک شتر“

مولوی صاحب! یا تو آپ کہتے ہیں کہ یہ عبارتیں تقویۃ الایمان میں موجود ہی نہیں یا پھر ان کی تاویلیں۔ اور مولوی اسماعیل کی کتاب کی تائید کے لئے بے سمجھے سوچے۔ عبارتیں لاتے ہیں فرمائیے لفظ ہر اور ہمہ کے ایک ہی معنی ہیں ہرگز نہیں۔ وہاں تو جملہ لفظ ہر مخلوق بڑا ہو چھوٹا درج ہے اور یہاں آپ کی عبارت پیش کردہ میں ہمہ مخلوق درج ہے۔ اور وہاں لفظ چار ذی روح لکھا ہے اور یہاں لفظ لشک (سینگنی) غیر ذی روح تحریر ہے۔ یہ کتنا بڑا فرق زمین و آسمان کا ہے۔ اور آپ کی عبارت کے معنی یہ ہیں جو آپ نہیں سمجھے۔ یعنی

”ایمان کسی شخص کا کامل نہیں ہوتا ہے جب تک وہ تمام مال و متاع دنیا کو اونٹ کی سینگنی کے برابر نہ سمجھے۔“

فرمائیے اس عبارت سے آپ کا منشا پورا ہوتا ہے ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہاں فقرہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا۔ درج ہے۔ جس میں تمام انسان معہ انبیاء علیہم السلام داخل ہیں۔ اسی واسطے آپ کے امام الطائفہ ذی روح انسان ہونے کے لحاظ سے لفظ چار سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور یہی آپ لوگوں نے سمجھ کر اپنے امام کی حمایت کرنے میں سرگرمی کی خواہ ایمان رہے یا جائے۔ مگر اپنے امام پر کوئی حرف نہ آئے۔ اس لئے اپنے امام کا دھونا دھونے کے لئے کبھی آپ انکار کرتے ہیں اور کبھی اسکی تاویل بے دلیل کرتے ہیں۔ اور کبھی اسکی تائید میں اور کتابوں کی عبارت نافہمی سے پیش کرتے ہیں۔ فرمائیے کسی چوٹے چار کا تو کیا ذکر، کون ہیں کن سے مراد ہے یا بموجب حاشیہ تقویۃ الایمان کی تاویل فنون کے جملہ ”چوٹے چارے سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں“ سے مراد ہے۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے تمثیل سے سمجھا دیا کہ جب اللہ تعالیٰ سمقار اباد شاہ ہے پھر اور کسی سے تم کو کیا واسطہ۔ یا علاقہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا غلام ہو چکا تو پھر کسی نبی یا رسول یا ولی اور بزرگ وغیرہ بزرگانِ دین جو نعوذ باللہ منہا چوٹے یا چار



ہیں ان سے علاقہ نہیں رکھنا چاہئے۔ لیجئے پوری تشریح یوں ہوئی۔ جس کو آپ کے امام الطائفہ بیان کر رہے ہیں :

افسوس! آپ نے اس دوسری عبارت کو بھی دیانت سے خیانت میں رکھ دیا اور تیسری عبارت کو بھی آپ نے حذف کر دیا۔ جس میں ناکارہ لوگوں کا جملہ موجود ہے گویا توہین انبیاء میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ کتابہ تقویتہ الایمان نہایت اچھی اور ایمان کے قائم رکھنے والی کتاب ہے۔ اور یہ کتاب آیات و احادیث کا ترجمہ ہے اور اسے درجہ کی قابل عمل ہے۔ فرمائیے یہ عبارات۔ اور یہ یقین جان لیتا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے، اور بادشاہ کے مقابلہ میں کسی چوٹے چمار کا تو کیا ذکر۔ ناکارہ لوگ۔ کن آیات و احادیث کا ترجمہ ہیں اپنے امام الطائفہ یا کسی اور اپنے بزرگ دیوبندی سے دریافت کر کے بتلائیے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ تمام عمر تلاش کریں جواب نہیں دلیکیں گے خواہ امام الطائفہ کی روح سے بھی لیں۔ یا عبد الوہاب یا ابن عبد الوہاب یا ابن حزم ابن تیمیہ کی طرف رجوع کریں :

اور عقیدہ نمبر ۴ کی پوری اور اصل عبارت یہ ہے جو تقویت

الایمان میں ہے :-

اللہ کی بہت بڑی شان ہے کہ سب انبیاء اور اولیائے اسکے روٹرا ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں سارے آسمان اور زمین کو عرش اس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے۔ اور باوجود اس بڑائی کے اس شہنشاہ کی عظمت نہیں محکم سکتا بلکہ اس کی عظمت سے چرچہ بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت اس کی بڑائی کا بیان کر سکے بلفظ صفحہ ۵۵ سطر ۱۱ :

کہئے مولوی بھی اس جملہ سب انبیاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تو وہ کونسی آیت یا حدیث اسکی دلیل میں آپ کے یا آپ کے امام الطائفہ کے پاس ہے جس سے تقویتہ الایمان کی تصدیق ہو پھر عجب یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ساری تقویتہ میں یہ عبارت ہی نہیں۔ اور پھر خود ہی اقبال کیے کیوں اس عبارت کو لکھ دیا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے امام



نے یہاں پر بھی وہ لفظ مخلوق کا استعمال کیا ہے اور انسان ذی روح مراد ملی ہے اور عرش  
معلیٰ کا اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے چہرہ کی آواز سے بولنا خدا تعالیٰ کو  
جسم ثابت کر رہا ہے جو کسی مسلمان سنی کا عقیدہ نہیں۔ ہاں معتزلہ  
وہابیہ کا عقیدہ ضرور ہے۔ چونکہ یہ بات بحث سے غایب ہے۔ اس لئے  
اس کو ترک کیا جاتا ہے۔

اچھا مولوی۔ جی اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جو میں نے عقاید وہابیہ -  
نمبر ۲ - ۳ - ۴ - اپنے اشتہار میں لکھے ہیں وہ عبارات مستدرجہ بالا کا خلاصہ ہے۔  
اور صحیح ہے۔

اب میں ان ہر سہ عقاید کی جو آپ کے اور آپ کے امام کے خلاف قرآن و حدیث  
اور اہلسنت و جماعت کے ہیں اتنی تحقیق و برح کرتا ہوں تاکہ آپ کا اطمینان ہو سکنے اور  
آنکھ اور کان کھل کر دیکھنے

## فصل اول تحقیق اہل حق عقیدہ نمبر ۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا بھائی ہونا

پچھری میں۔ وہابیوں دیوبندیوں نے مرزا بیوں کے شکوۃ شریف کی حدیث  
پیش کروانی جو مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب نفوس الایمان میں منسوخ کی ہے فقال اعبدا  
ربکم واکرموا ائمتہم یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا کی بندگی  
کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ جب پچھری میں کہا کہ اس کا جواب لکھئے تو مجوز نے کہا کہ جتنا  
ملزمان کہتے ہیں وہ ہی لکھا جائے گا۔ جب وقت تمھارا وقت آئے گا اس وقت اس کا جواب  
لکھا جائے گا۔ مگر افسوس مجوز نے میرا جواب نہ لکھا۔ اب آپ نے اس کا مطالبہ کیا اور سالہ  
لکھا ہے۔ اس لئے جواب اس حدیث شریف کا سنئے :-

(۱) مجمع البحار لاوار محمد طاہر علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۰ سطر ۱۶

یہ کتاب شرح احادیث میں ہے اعبدا واکرموا ائمتہم واکرموا ائمتہم یعنی اعبدا واکرموا ائمتہم  
اللہ علیہ وآلہ وسلم ہضم النفسہ اے اکرموا من ہو بشر مثکم ما اکرم  
اللہ تعالیٰ بالحق بلقہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ



خدا کی عبادت کرو۔ اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ اس سے منشا اور ارادہ حضور سرور عالم  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تواضع اور کسر نفسی کا تھا جو بھائی کا لفظ فرمایا۔ یعنی تعظیم اور  
عزت کرو اسکی جو مثل تمھارے آدمی ہے۔ اور اس کو معزز و مکرم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے  
وحی بھیج کر ۛ

(۲) مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد سوم صفحہ ۲۷۱ -

یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے ۛ

(۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد سوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی

علیہ الرحمۃ - یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے ۛ

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے  
لئے تواضع اور کسر نفسی کے رو سے بھائی کا لفظ فرمایا۔ واقعی حقیقی بھائی سمجھ لینا دنیاویوں کا ہی مانع ہے۔  
دیکھو جس کوئی ابو الغم بادشاہ یا نواب یا وزیر یا میر رئیس عظم کسی اپنے غلام یا نوکر کو بھائی کہہ نہ سکتا کیونکہ بھائی ہوتا ہے اور اس  
غلام یا نوکر کو یہ حق حاصل کہ بادشاہ کو بھائی کہہ کر پکارے۔ ہرگز نہیں۔ اس بات کو کوئی بھی عقل مند  
قبول نہیں کر سکتا۔ ذرا غور کر کے سوچئے۔ اور بھی بتلائیے کہ اس حدیث شریف میں وہ کونسا  
لفظ ہے جس کا ترجمہ آپ کے امام الطائفہ نے بڑے بھائی کا کیا ہے۔ یا وہ کونسا  
الفاظ اس حدیث میں ہیں جن کا ترجمہ بڑے بھائی ہوا یا اس کی بڑے بھائی  
کی سی تعظیم کیجئے۔ کیا یہ تحریف معنوی یا لفظی حدیث شریف کی نہیں  
ہے۔ العیاذ باللہ ۛ

یہ بھی کہئے۔ خلفائے راشدین و صحابہ مہدیین رضی اللہ عنہم و

تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین و اولیائے کرام و صوفیاء عظام علیہم  
الرحمۃ اجمعین میں سے کبھی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کے  
خطاب سے مخاطب کیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ آج تک  
کسی فرد بشر نے ابتداء سے لب کر اب تک ایسا نہیں کیا تو اب کسی غیر  
مقلد یا وہابی دلیو بندی کا حق ہے کہ وہ ایسا لفظ کہہ کر حضور سرور  
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر کے ایمان کا ستیاناس کرے  
خدا نیک ہدایت دے ۛ



اور سنئے آپ کے امام الطائفہ نے تفویضۃ الایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی خلیل احمد صاحب اٹھتے انہوں نے اپنی برائین قاطعہ میں جملہ بنی آدم کے برابر لکھ دیا جیسے وہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں، "البتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل جملہ بنی آدم ہیں،، اور سہمہ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا کہ اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔"

اب فرمائیے۔ اگر یہ ہم یہ کہہ دیں کہ مولوی اسماعیل یا مولوی ارشد احمد یا مولوی خلیل احمد صاحبان فرعون، مکرود، ہامان، قارون کے بھائی ہیں یا نحقو، کحقو، سینڈھو۔ چوہڑوں چاروں کی مثال بھائی ہیں تو کیا خلاف نص ہے۔ اور آپ یا آپ کے دیوبندی بھائی اس پر خوش ہوں گے کیونکہ یہ بھی مماثل میں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے الفاظ تو ہیں و تحقیر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں تو بے محابا تحریکے جائیں۔ اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دیدیں۔ اور جب آپ کے بزرگوں کے حق میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے تو سوء ادبی ہو جائے۔ العجب !

اور سنئے۔ اگر کوئی وہابی اپنی بیوی کو بہن کہے یا اس کی بیوی اپنے خاوند کو بھائی کہے تو کیا خلاف نص ہے۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بباغث خوف بادشاہ ظالم کے اپنی زوجہ مطہرہ چچا زاد کو بہن کہا۔ یا تھا تو وہ صورتاً کذب قرار دیا گیا۔ جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

یقین کذب صادر ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بہن کہہ دیا تھا۔ اس لئے وہ قیامت کو شفاعت کرتے ہوئے شرمائیں گے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں صدور کذب ان سے ممتنع ہے۔ اس لئے علماء حقیقت ان کے بہن کہنے کو تو یہ اور تعسر نص پر محمول فرماتے ہیں۔ کسی نے بھی اسکو موافق نص نہیں فرمایا۔ اور نہ ان کو یہ وجہ سبب بھی مگر یہاں وہابیہ کلہی حصہ تھا جو نص کا حوالہ دے دیا۔ پس اس نص سے وہابیوں کو اپنی جو رو کو بہن کہنا اور وہابیات کو اپنے خاوندوں کو بھائی کہنا جائز ہو گا۔ مبارک ہے اس حدیث کے مطابق عمل کریں۔

وہابیہ کا قاعدہ کلیہ۔ یہ ہے کہ جہاں کہیں مسلمان لوگ اہلسنت و جماعت



حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور تعریف کرتے ہیں تو اُن کی آتش غضب و غیظ بھڑک اٹھتی ہے۔ اور قوراً الفاظ تو ہیں و کسر شان زبان سے نکالتے ہیں۔ حالانکہ تمام سلمان اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ و شان عظمت و منزلت خدا کے بعد ہے یعنی خدا کے بعد سب وہی افضل ہیں۔ تمام مخلوق سے اُن کا عالی مرتبہ ہے بمنزلہ بادشاہ اور وزیر کے۔ جیسے شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کی کوئی حد نہیں ہے جس قدر اُن کی تعریف انسان سے ہو سکے کرے صرف اتنا لحاظ رکھا جائے کہ خدا نہ کہا جائے۔ اور باقی جو کچھ تعریف ہو سکتی ہو کرے۔ یہی حضرت شیخ شرف الدین بن محمد البوصیری علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ بروہ میں تحریر فرماتے ہیں وہی ہونا

(۲) ۵

محمداً سيد الكونين والثقلين (۱) والفریقین من عرب ومن عجم  
هو الجيب الذي ترجى شفاعته (۲) لكل هول من الاله والموال مقتحم  
مع ما اوعته انصاره في بندهم (۳) وحکم بما شئت مدحاً وفيه حكمة  
وانسب الى ذاته ما شئت من شكر (۴) وانسب الى قدره ما شئت من عظيم  
فان فضل رسول الله ليس له (۵) حد فخير بعباده ناطق بغير  
ترجمہ (۱) یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہاں دین و دنیا اور  
جن و بشر ہر دو فریق عرب و عجم کے سرزاد ہیں :-  
(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کے وہ جیب ہیں جن کی شفاعت  
کی امداد ہر ناگہان مصیبت میں امید کی جاتی ہے :-  
مشائخ نے کہا ہے کہ یہ شعر مقبول و مستجاب ہے۔ جس کو حاجت دنیا و آخرت کی  
ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ بٹھک کر پڑھے اور درمیان میں بات چیت نہ  
کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور ہو جائیگی۔ محراب ہے۔ شرح :-  
(۳) قوم انصار اے جو اپنے پیغمبر کی نسبت ادعا کرتے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ باقی  
جو نیراجی چاہے حضور کی تعریف میں بیان کرے۔ اور خوب زور سے بیان کرے (یعنی خدا  
یا خدا کا بیٹا رت کہہ باقی سب کچھ کہو) :-



(۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کی طرف جس کمال کو تم چاہو اور رتبہ والا کی طرف جس بزرگی کو تم چاہو نسبت دو۔ خلاصہ یہ کہ ہر نوع کے کمالات اور حسنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اشرف اور رتبہ عظیم کی طرف منسوب کرینیکا ہر ایک کو وسیع اختیار ہے۔

(۵) (کیونکہ) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کی کوئی حد و نہایت نہیں جسکو کوئی گویا اپنی زبان سے بیان کر سکے۔

(۵) اسی طرح حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کمالات عزیزی صفحہ ۳۱ و تفسیر عزیزی میں ہے :-

یا صاحب الجہال و یا سید البشر من و جہاک المنیر لقد نزل القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی یا صاحب جمال (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور یا تمام جہانوں کے سرور و بزرگ کے چہرہ مبارک سے واقعی چاند نے روشنی پائی اور نور ملا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کی تعریف جیسے ہی ہے تعریف کا کسی سے ہو سکے۔ بات مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

اس سے بڑھکر اور سنئے کہ اللہ تعالیٰ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاک یا قسم یاد فرماتا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا رتبہ اور درجہ ہے چونکہ مدت سننی نہ کیجئے۔ منکر مہوت بیشک ہو جائیے لیکن گھرایئے نہیں سنئے!

(۶) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۳۸ جلد اول - مواہب الدنیہ میں مذکور ہے روایت

ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ بانی و امی یعنی میرے والدین آپ کے تصدق ہوں۔ یا رسول اللہ تحقیق پہنچی ہے فضیلت تمھاری خدا کے نزدیک اس کو کہ قسم کھاتا ہے تمھاری خاک پاکی۔ کہہتا ہے :-

لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ یعنی قسم کھانا بلدا کر کے جو عبارت ہے زمین سے جس پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں۔ سو گت کھانا اس پر گویا سو گت کھانا خاک پا کا ہے۔

بلفظ صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۸



لیجئے مفتی صاحب، کامل مفتی بنئے اور خداوند تعالیٰ کی قوت سے کفر لگائیے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَدًا وَلَا حَبْلًا وَلَا مِثْلًا شَيْئًا

وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَلِيقَتُهُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مختار سے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ فرمائیے آپ کے بڑے بھائی کیسے ہوئے۔

(۸) تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۲۰ سطرہ مصری مولانا امام رازی

علیہ الرحمۃ وَلَوْ شِئْنَا لَنَبْعَثَنَّ فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۚ وَجاء اولہا قوت ان المراد من ذلک تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلک لیس لہ وجہ واحد ۱۰۰۰ کا نہ تعالیٰ

بین لہ انہ مع القدرۃ علی بعثۃ رسول نذیر فی کل قریۃ خصہ بالرسالۃ وفضلہ بہا علی کل۔۔۔ (ثانیاً) المراد ولو شئنا لنخففنا عنہا عبادہ بالرسالۃ

الی کل العالمین ولبعثنا فی کل قریۃ نذیراً ولکن قصرنا الامام علیک واجللتہ وفضلناک علی سائر المرسل۔ بلفظ۔ یعنی خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہم اگر چاہتے

تہ ایک قریب بستی میں نذیر (نبی) مبعوث کرتے۔ اس سے مراد اُن حضرات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اسکی وجوہات ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک

بستی میں۔۔۔ پیدا کرنا قدرت میں ہے۔ مگر آنحضرت کی رسالت کی خصوصیت ہے کہ اسکی بزرگی تمام پر ہے (ختم رسالت کی وجہ سے) دوسری وجہ یہ کہ اگر ہم چاہتے ہوتے مراد

ہے کہ ہلکا کرتے ہم تم سے رسالت کا بوجہ تمام جہاں پر۔ لیکن ہم نے پسند کیا۔ کم۔ اور کوتاہ کیا ہم نے تم پر یہ کام (ختم رسالت کر کے) اور بزرگ کیا اور فضیلت دی ہم نے تم کو تمام

رسولوں پر ۛ

(۹) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۱۴۵۔ وَلَوْ شِئْنَا اَوْرَاکُمْ بِہِم جاہتے تو لَبَعَثْنَا

البتہ ہم بھیجتے فی کل قریۃ ہر گاؤں اور بستی میں نذیراً ۵ پیغمبر ڈرانے والا مگر اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختاری شان بڑی کرنے کو اور مرتبہ بلند کرنے کو ہم

نے نبوت تم پر ختم کر دی۔ اور تمہیں کو سب مسلمانوں اور سب لوگوں پر قیامت تک ہم پیغمبر کیا۔ بلفظ ۛ

دیکھیے! شان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مگر آپ لوگ ہیں کہ اُن کو بڑے بڑے بھائی کی برابر



کہ رہے اور لکھ رہے ہو یہ سخت توہین و تحقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے جیسے کہ آپ کے امام الطائفة تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں یعنی انسان اگر آپ میں سب بھائی نہیں جو بڑا بڑا لوگ ہو وہ بڑا بھائی ہے

اب فرمائیے کہ انسان میں کھروہ، فرعون، شاد، ہمار، قارون، اور الجاہل وغیرہ کافر و مشرک جو بڑے چار سب داخل ہیں تو کھرا نبی اور مرسلین علیہم السلام و صحابہ عظام و اولیاء کرام تابعین و تبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین الیٰ نعینوں بدوینوں، زندیقوں، ملحدوں، ذلیلوں، کمینوں، سفیہوں کے بھائی یا بڑے بھائی کیسے ہوئے کہ یہ سخت ترین توہین و کسر شان اور گستاخی انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور پر عالم سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو صریح کفر ہے حالانکہ کوئی بھی شخص اپنے بڑے بھائی کو قتل بھی کرے کافر نہیں اگر چیکتاہ کبیہ رہے لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا کسی یا مدنی کہے یا اشارتاً و کتاً بتا بھی بھی توہین کرے تو وہ کافر و مرتد ہے تو یہ بھی اُسکی منقول و قول نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کرے تو اُس کے تمام عمر کے اعمال ضبط و نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی شخص کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو امانت سے میلا لے تو وہ اسی وقت کافر ہو جاتا ہے و کھو کتب و یتیم کلمات کفر ہے

بڑا بھائی اگر فوت ہو جائے تو اُسکی بیوہ سے نکاح جائز ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح ابداً حرام ہے پس یہ نام تحریرات و ہدایہ سخت توہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور فحاشی و بیباکی یہ ہے کہ ہر ایک انسان کو برابر اور ہر آدمی کو خواہ وہ کیسا ہی بدگزیر ہو یکساں سمجھ لیا۔ مولانا رحم فرماتے ہیں :-

گر لہجہ و آدھی انسان بڑے  
 اچل و لو جہیل خود کیساں بدے  
 اس قدر و اس قدر فرقت رفت  
 اچل و لو جہیل و ریت خانہ رفت  
 اُن دما آید نہ نہت دما و ریتاں  
 ایں دما آید نہ نہت چوں امیتاں



## فصل دوم تحقیق اینق عقب در نمبر ۳

و مابہ کی گستاخی کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا خدا کی شان کے

آگے چھارے بھی ذلیل ہے

عبارت۔ تقویتہ الایمان کی پوری لکھی جا چکی ہے۔ جس میں آپ کے امام الطائفہ نے تمام انبیاء علیہم السلام و بزرگان دین کی توہین کی ہے۔ اب میں آیات قرآنی و احادیث حبیب رحمانی اور تفاسیر علماء ربانی سے دکھاتا ہوں کہ ایسا لکھنے اور اعتقاد رکھنے والا کون ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا وَ جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْبَرُ حَتَّىٰ عِنْدَ اللَّهِ وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ (سورہ توبہ) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد یا خدا کی راہ میں کوشش کی اپنے مالوں اور جانوں سے ان کے لئے بہت بڑے عظیم درجے میں خدا کے پاس۔ اور وہی لوگ مراد میں پانے والے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقٰكُمْ (سورہ حجرات) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا اور بزرگ وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا اور بہت پرہیزگار ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی متقی نہیں)۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (سورہ انفال) یعنی جن لوگوں مسلمانوں نے نماز کو قائم کیا اور جو کچھ رزق دیا ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس اعمال درجات ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ الْعَزِيزُ الرَّسُوْلُ (سورہ مہدیہ) یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عزت ہے اور مومنون مسلمانوں کیلئے بھی عزت ہے لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔

نکتہ۔ اس آیت شریفہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



اور مسلمانوں کی عزت کی تصدیق فرمائی۔ لیکن وہاں یہ کہتے ہیں کہ سب مخلوق خدا کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے۔ لیکن منافق لوگ اس سے بے خبر اور بے علم ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَیْسَ الْمُنَافِقُونَ بِالْعِزَّةِ جِبِ اس جملہ آیت شریفہ کے اعداد و جمل شمار کئے جاتے ہیں تو پورے سات سو چار (۷۰۴) ہوتے ہیں اور ادھر فقہ جماعت سبابہ و ہابیہ و یوہنہ یہ یا جملہ جماعت بدی آموز و ہابیہ و یوہنہ کے بھی وہی اعداد و جمل سات سو چار (۷۰۴) ہی برآمد ہوتے ہیں۔

گویا خداوند کریم نے ازل سے بطریق اعداد و جمل بھی اس جماعت یا گروہ کی خبر سے رکھی ہے الحمد للہ علی ذلک۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ (سورہ بقرہ یعنی یہ جماعت انبیاء علیہم السلام ہے۔ بعض کو بعض پر فضیلت دیا ہم نے بزرگ کیا یا افضل بنایا ہے درجہ میں)۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ فتح) یعنی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کیا ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَعَزَّزُوا بِحَرْبِكُمْ ۚ (سورہ فتح) یعنی اے مسلمانوں تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو اور بہت عزت کرو ان کی چٹائی پر۔ (۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ أَكْثَرْتُم مِّنَّا بُنْيَٰئًا ۚ (سورہ اسراء) ہم نے بنی آدم کو سب مخلوق پر بزرگ کیا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا بَنِي إِسْرَٰئِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَىٰ الْعَالَمِينَ ۚ (یعنی اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کو جو انعام کیا میں نے تم پر اور تحقیق فضیلت دی میں نے تم کو جہانوں پر)۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِّلنَّاسِ



رسورہ آل عمران) اے امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتم بہترین امتوں سے ہو جو پہلے پیدا ہوئی ہیں لوگوں میں ۛ

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوتی النبی الایہ یعنی ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ پکارو ان کو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو اور سوچو کہ کیا چھ کتے ہو۔

نکتہ۔ اس آیت شریفہ میں جملہ آیت شریفہ ان تحتوا اعمالکم آیا ہے ان لوگوں کے حق میں جو ایسی ایسی گستاخیاں کرتے ہیں۔ آیت شریفہ کے اعداد و جمل چھ سو بہتر (۶۷۲) ہیں۔ اور ادھر فقرہ اسمعیل دلیوی کے معنی فافہم و فافہم و فافہم کے بھی وہی اعداد و جمل سو بہتر (۶۷۲) پائے گئے۔ اس میں بھی وہی سترہ ہے جو جملہ آیت شریفہ میں ہے۔ فافہم۔

(۱۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۵۴۴۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ اور اللہ کی واسطے ہے عزت اور قدرت ربوبیت وَلِیُّ سُوْلِهِ اور اس کے رسول کے واسطے نبوت اور شفا کی عزت وَلِیُّ مَنِیْنٍ اور ایمان والوں کے واسطے ایمان اور اطاعت کی عزت وَلِیُّکُنْ اَمْنًا فقیہ لا یحکمون ۵ اور مگر منافق حقیقت عزت کو نہیں جانتے ۛ

نقل ہے کہ جب شکر ظفر پیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وادی عقیق میں پہنچا تو ابن ابی کا بیٹا عبد اللہ نام کہ موسیٰ تھا راستہ پر ٹھہر رہا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ بھی وہاں پہنچا عبد اللہ نے اس کے اذن سے بٹھایا۔ اور اونٹ کے ہاتھ پر پاؤں رکھ کر اپنے باپ سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم تجھے میں نہ چھوڑوں گا کہ تو مدینہ میں جاوے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے اذن نہ دیں گے۔ اور تو یہ بات خوب جان لے کہ بڑا ذلیل تو ہے اور بڑی عزت والے حضرت ہیں۔ جب حضرت کی سواری وہاں پہنچا تو آپ کو یہ حال معلوم ہوا آپ نے ابن ابی کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دی بلکہ یہ دیکھو! حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابن ابی کو فرمایا کیونکہ وہ منافق تھا۔ اس کو بڑا ذلیل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت



بری عزت والے کہا :

یہاں وہابیہ کی یہ صورت ہے کہ اپنے گستاخ بزرگوں کی حمایت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہ ہیں کر رہے ہیں :

اس جگہ بھی ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ وہ منافقین کے اعداد و جمل تین سو تیس (۳۳) ہیں۔ اور اصرار کلمہ اسمعیل و بلوی داوا دہانی کے بھی بھائی وہی تین سو تیس (۳۳) ہی عدد دیتے ہیں۔ فتیہ :

(۱۴) تفسیر عزیزی پارہ ۵ صفحہ ۲۱۹ سطر ۱۰۔ اول کسی کہ دروازہ جنت بکشا بدایشاں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باشند۔ و روز قیامت ایساں را بہ مرتبہ وسیلہ مشرق سازند و اُن مرتبہ البیت نہایت بلند کہ کسے راز مخلوقات میسر شدہ و حقیقت اُن آنت کہ ایساں در اُن روز بمنزلہ وزیران بادشاہ باشند۔ بلفظ :

دیکھئے مولوی جی! حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کے امام الطائفہ کے دادا پیر و مرشد یہ لکھ رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تعالیٰ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اُس کے بمنزلہ وزیر ہیں اور یہ خلاصہ ہے آیات و تفاسیر قرآنی کا۔ لیکن وہابیوں کی گستاخیوں کی کوئی حد نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے جیسے آدمی تھے۔ اور آیت شریفہ اَنْتُمْ اِلَآئِشَاوْ مِثْلُنَا پس کرتا ہے جو کفار کا قول ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ جہلمہ آدمیوں کے برابر ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے بھائی بڑے بھائی تھے۔ پس بڑے بھائی کے برابر وہی کیا چاہئے۔ کوئی دریدہ دین یہ کہہ رہا ہے کہ خدا کے سامنے وہ چارے بھی ذلیل ہیں۔ لغو و باطل منہا ہی من نہاد الخرافات و الخیر عبلا ت اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

(۱۵) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ فضایل سید المرسلین کے باب سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا اکرم الاولین و الاخرین میں تمام اولین و اخوت سے بزرگتر ہوں :

(۱۶) مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف، فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ



والہ وسلم نے افا سید و لد الام میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں :

(۱۶) ایضاً حدیث شریف۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

انا حبیب اللہ ربہ و رعی۔ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں :

(۱۸) ایضاً حدیث شریف فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین و خطیبہم و صاحب شفاعتہم  
یعنی جس دن قیامت ہوگی میں تمام انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور سب کی میں شفاعت  
کروں گا۔

(۱۹) منهاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۴۴۳

سے ۴۴۹ تک۔

(الف) جناب رسالت کی محبت کی علامتوں سے یہ ہے کہ آپ کا ذکر بہت سا  
کرے بہت ذکر کرنا محبت کو لازم ہے کیونکہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکھتا ہے  
اس کا ذکر بہت کرتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت وہی ہے کہ ہمیشہ حضرت  
کے ذکر میں مشغول رہے بلفظ صفحہ ۴۴۳۔

**یادداشت۔** وہابیوں کا عمل اس پر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کا ذکر جو میلاد شریف میں کیا جاتا ہے اور مسلمان لوگ نہایت محبت و فوق  
و شوق سے کرتے ہیں۔ اسکو بدعت شریک کفر کہتے ہیں۔ اور اس پر فتاویٰ لکھ کر مسلمان  
کو اس ذکر اور محبت کرنے سے روکتے ہیں۔ آفریں ہے :

(ج) جب آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آوے تو بہت آپ کی توقیر  
اور تعظیم کرے جس وقت نام مبارک سنے تو بہت عجز و انکسار اپنا ظاہر  
کرے بلفظ صفحہ ۴۴۳ :

(ج) اور فرمایا جو کوئی عرب کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے  
جس نے عرب میں کو دشمن رکھا وہ میرا دشمن ہے بلفظ صفحہ ۴۴۴۔

**یادداشت۔** اس پر وہابیہ کا یہ عمل ہے کہ عرب کے علما و دیگر لوگ غیر شرع  
فاسق و فاجر ہیں۔ اور علماء حرمین شریفین رشوت خور ہیں۔ ان کے فتاویٰ  
غیر معتبر ہیں۔ علماء دیوبند و بیداری میں ان سے افضل ہیں۔ لا حول و لا قوۃ :



(۱۵) اصحاب کرام حضرات کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جب آپ کے وضو کرتے اور منہ باغ و ہونے سے پانی گرتا تو اصحاب اس پانی کو تبرک سمجھ کر لینے کی خاطر جلدی کرتے اور بے اختیار ہو کر ایک پر ایک کرتے کہ اس کو لیکر اپنے منہ اور بدن پر ملیں :  
بلفظ صفحہ ۲۲۸

(۱۶) عمرہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں قیصر اور کسرنے اور بخاشی کے پاس گیا تھا قسم بخدا میں نے ان بادشاہوں کے یہاں ہرگز ایسی تعظیم نہیں دیکھی جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں بلفظ صفحہ ۲۲۹

(۱۷) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجماعت بنواتے تھے اور اصحاب اطراف حضرت کے پھرتے تھے اور موئے مبارک دست بدست لیتے تھے تاکہ ایک بال مبارک بھی زمین نہ پڑے۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت سے فراغت پائی تو موئے مبارک کو اصحابوں کے تئیں تقسیم فرمایا۔ بلفظ صفحہ ۲۳۰  
یہ ہے جو ایمان ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ۵

از خدا خواہم تو فیق ادب      بے ادب محروم باذن فضل رب  
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد      بلکہ آتش در سہمہ آفاق زد

## فصل سوم عقیدہ نمبر ۴

وہابیہ کہتے ہیں کہ اللہ شان کے آگے سب انبیا اولیا ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں، تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵

اس عقیدہ کی پوری عبارت صفحہ ۶۰ پر لکھی جا چکی ہے اسمیں تمام انبیا علیہم السلام کی توہین ہے۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں جو اب سنت نبوی میں کفر ہے جس سے تمامی کتب اسلامی پر ہیں۔ اسکی تحقیق اور جواب عقیدہ نمبر ۱ میں کافی سے زیادہ ہو چکا ہے جمیں آیات و احادیث و تفاسیر قرآنی سے انبیاء علیہم السلام کے فضائل بالخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان و مراتب و درجات کے آداب نبرج کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت



کے لوگ بھی تمام امتوں اور لوگوں سے افضل اور درجہ میں کامل ہیں۔ خداوند تعالیٰ وہابیہ کے شر سے بچائے ۛ

ہاں! ایک بات یاد آگئی۔ وہ یہ کہ آپ نے مولوی اسماعیل صاحب کو شہید تحریر فرمایا ہے پہلے آپ شہید کی تعریف کیجئے۔ لغوی اور اصطلاحی معنی بتلائیے۔ تب ان کو شہید فرمائیے۔ البتہ آپ کی مراد شہید لکھنے کی صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں دین کے لئے شہید ہوئے۔ یہ بات محض غلط اور یار لوگوں وہابیوں کی من گھڑت ہے کیا جو کوئی شخص بادشاہ وقت کی مخالفت اور بغاوت کر کے خود بادشاہ پنجاب اور ہندوستان کے بننے کے لئے الہاموں کی دھن پر جنگ کرے اور بند رعبہ و غلط لوگوں کو جہاد پر تیار کر کے مسلمانوں پر ہی ہاتھ صاف کرے اور ہزاروں مسلمانوں کو ہی قتل کرے یا کراوے ایسا شہید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ شہید تو درکنار وہ مسلمان بھی نہیں۔ پہلے اس کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ پھر شہید کا خطاب بھی دیں۔ یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے زیادہ وضاحت سے لکھا جائیگا ۛ

**قولہ** مولوی اسماعیل صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی محبت میں فتاویٰ حضرت مولانا مرحوم تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں الخ صفحہ ۱۲۔ نیز جلد دوم کے صفحہ ۵۴۔ ۵۶۔ ۶۶۔ ۶۷ پر لکھتے ہیں الخ صفحہ ۱۳ حضرت مولانا کی ان عبارتوں سے انکار رسول علیہ السلام کی محبت میں قتل ہوئے، ہونا ظاہر ہے الخ صفحہ ۱۳ سطر ۸ ۛ

**اقول** مفتی صاحب! آپ نے اپنے امام الطائفہ کی عبارت سے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فنا شدہ تھے۔ مگر یہ بات صرف ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہے۔ دیکھیے آپ کے امام اپنی اسی کتاب تقویۃ الایمان جلد دوم کے صفحہ ۱۹ پر یوں لکھتے ہیں۔ وہ ہوانداز ۛ

(الف) زیارت کیواسطے کسی مکان متبرک کو سفر کرنا درست نہیں۔ مگر کعبہ کو اور مسجد اقصیٰ کو مدینہ کی مسجد نبوی کی زیارت کیواسطے جانا درست ہے۔ عموماً ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کیواسطے سفر کر کے جانا منع ہے بلقضا ۛ

پھر عقائد نمبر ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴ میں جو کچھ لکھا ہے کہ تمام انبیاء خدا کے سامنے چارے ہیں زیادہ ذلیل ہیں۔ بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ سب ناکارہ ہیں۔ ایک ذرہ ناچر



سے بھی کمتر ہیں۔ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال لانا بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے لئے جانا ناجائز ہے۔ یہی محبت اور فنا ہونے کے نشان اور علامتیں ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من ذار قبری وجبت لہ شفاعتی وممن حج البیت ولم یزدنی فقد جفانی۔ من ذار قبری بعد مماتی فکامنہا ذارنی فی حیاتی ومن لم یزدنی فقد جفانی وغیرہ احادیث موجود ہیں۔ لیکن زیارت روضہ مطہرہ ناجائز ہے اور وہاں جانا منع ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ جس نے میری قبر کی زیارت حج کرنے کے بعد نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ کہتے آپ کے امام نے زیارت روضہ مطہرہ کی کبھی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنے والا فنا شدہ ہوا کرتا ہے۔ پھر آپ کے امام اس طرح پر بھی لکھتے ہیں :-

(ج) کسی قبر پر یا جگہ پر کسی حقان پر دور دور سے سفر کر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کھیلے ہو کر وہاں پہنچنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ صفحہ ۸۱۔

تقویتہ الایمان :

(ح) اکثر لوگ انبیاء اولیاء کی شفاعت پر پھول رہے ہیں صفحہ ۸۳ تقویتہ :

(د) اپنی زوجہ سے جماع کر نیک خیال اگر نماز میں آوے تو بہتر ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آوے تو وہ بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ صراط مستقیم مولوی السامعی و بلوئی صفحہ ۸۶ :

کہتے یہ محبت میں افنا ہونے کی علامتیں ہیں جو آپ کے امام و رفقاء فی سبیل اللہ ہیں۔ یا عداوت اور شقاوت کی :

قولہ (آپ کے لئے) خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ الخ کی نص موجود ہے اور چاہئے لئے وَمَا غَلَبَهُمْ بِمَصِیطٍ کی بلفظ صفحہ ۱۳۔ سطر ۱۱ :

اقول۔ مفتی صاحب آپ نے آیت شریفہ کو لکھا کہ پھر وہی الخ کی علامت لکھ دی اس آیت شریفہ کا میں مصداق نہیں بلکہ آپ ہی ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اس آیت شریفہ کے اعداد جمل بارہ سو ننانوے (۱۲۹۹) ہیں۔ اور یہی اعداد اس جملہ وہی و صغی



مفتی عبداللہ کے بھی بارہ سو ننانوے (۱۲۹۹) ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اس آیت شریف کے مصداق آپ ہی ہیں۔

اور دوسری آیت وَمَا عَلَيْنَهُمْ بِمَضْطَرٍ جو آپ نے لکھی وہ کوئی آیت قرآنی نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آپ علم قرآن سے بے بہرہ ہیں۔ اگر آیت قرآنی ہے تو وہ کُتِبَ عَلَيْهِنَّ بِمَضْطَرٍ ہے ذرا ہوش کیجئے اور اس کے معنی سمجھنے کی بھی سعی کریں۔ اس کے معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کفار پر درود غلط نہیں ہیں۔ اس آیت شریف کو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو بھی اسی درجہ تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کے اعتقاد میں ہے کہ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال یا نظیر اور بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے آپ کے بزرگ اشرف علی کایہ کلمہ کفر لا اِلهَ اِلاَ اللہ اشہد ان لا الهَ اِلاَ اللہ شائع ہو چکا ہے۔ پھر آپ ان سے کم کیوں ہیں العیاذ باللہ۔

قل اگر آپ کو اسی باعث سے مولانا کی تحریر پر اعتراض ہے کہ انہوں نے کلام عامہ خلائق کے ساتھ انبیاء کو شامل کیا۔ تو اس صورت میں آپ کے اعتراض سے کلام مجید بھی نہیں بچ سکیگا۔ کیونکہ کلام مجید میں اکثر جگہ انسانوں کا ایک ہی پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس امر کی تصدیق کے لئے آیات ذیل ملاحظہ ہوں صفحہ ۱۲۔

(۱) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ تَرْجُمَہ۔ لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ (سورہ بقرہ)

(۲) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ فَاحْشَىٰ لِي مَا أَلْخَ تَرْجُمَہ۔ لوگو اپنے پروردگار سے تم ڈرو اور خوف رکھو اس دن کا (ارتقاء)۔

(۳) يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِغْنُوا إِلَى اللَّهِ تَرْجُمَہ۔ لوگو تم فقیر ہو اللہ کے دروازے کے۔ بلفظ صفحہ ۱۲۔

مولوی صاحب ان آیات کے لکھنے میں اول تو رسم الخط قرآنی کی ہیں۔ جن کو آپ سمجھ نہیں سکے۔ بعد ازاں آپ نے اعمدہ لکھا ہے اور لکھ دیا ہے۔ اور سورہ بقرہ کو آپ نے سورہ بقرہ لکھا ہے۔ یہ آپ کی



علمیت کی دلیل ہے۔

دوم۔ ان آیات کے پیش کرنے سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح الناس کا لفظ قرآن شریف میں آیا ہے اسی طرح ہر مخلوق اور ہر مخلوق ہے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر سائر انبیاء علیہم السلام باہر نہیں ہیں۔ اور وہ لفظ الناس میں داخل ہیں۔ و اہ سبحان اللہ میں بار بار کہتا ہوں کہ آپ کو علم قرآن سے بالکل واقفیت نہیں۔ صرف لوگوں سے سنی سنائی باتیں دلائل میں پیش کرتے ہیں۔ دیکھئے سب سے اول قرآن شریف میں سورہ فاتحہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لکھا ہے تو کیا خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے فرماتا ہے۔ گویا خود اپنی حمد بیان کرتا ہے۔ لیکن آپ کو یاد رہے کہ تمام قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور تمہارے اللہ تعالیٰ ہے اور مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور لفظ قُلْ (کہو) اسمیں محذوف ہے۔ اسی طرح لفظ یا ایہا الناس میں بھی قُلْ محذوف ہے ورنہ قرآن شریف میں تو یہ بھی ہے کہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارُ یعنی ڈرو آگ و وزخ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس صورت میں آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس میں رسول اکرم سید الاولین و الآخرین شفیع المذنبین بھی داخل ہیں۔ العیاذ باللہ من لدہ العقیدۃ الکفریۃ :

اور کچھ بعض جگہ قرآن شریف میں لفظ قتل کو محذوف رکھا ہے اور بعض جگہ ظاہر بھی فرما دیا ہے جیسے فرمایا ہے۔

(۱) قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ رَّسُوْلِیْ (سورہ یونس) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے کہہ دیجئے۔ اے لوگوں اگر تم شک میں ہو۔

(۲) قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَکُمُ الْحَقُّ (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس حق آیا ہے (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (سورہ یونس)

(۳) قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْبَکِیْ (سورہ اعراف) (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم کو سبکی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول آیا ہوں (قیامت تک) :







انسان کی طرح سمجھ رہے ہیں۔

جن میں تمام کافر و مشرک جو ہڑے چار بھی داخل ہیں۔ خدا پناہ میں رکھے  
ایسی سو راہنمائی سے :

## فتوے علماء کرام صوبہ پنجاب عقائد بالاپر

کتاب عروة المتقدين بالہام القوی المبين مصنفہ مولانا مولوی غلام  
وستگیر علیہ الرحمۃ قصوری لاہوری صاحب کتاب تقدیس الکرسی  
عن توہین الکرشید و الخلیل مطبوعہ قادری مقام قصور  
واقع ۱۳۰۰ھ بحری صفحہ نمبر ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوال۔ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ باری تعالیٰ کا عرش پر مکان  
ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضاء جوارح ہیں۔ نیز یہ عقیدہ ہے کہ  
ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار بھی زیادہ نیل ہے اور یہ  
بھی عقیدہ ہے کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے  
چاہے تو کپڑوں نہی (علیہ السلام) اور ولی (رحمۃ اللہ علیہ) جن اور فرشتے تکبریل  
اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اور جو لوگ حروف صناد کو ظاہر مٹتے ہیں یعنی  
غیر المغضوب والنضالین کو غیر المغضوب والنضالین پڑھتے ہیں۔ اور جن  
کوئیں میں کتا۔ سور۔ یلی۔ چوہا وغیرہ مکرر گل جاکے تو اس پانی کو پاک  
جان کر پیئے اور اس سے وضو اور غسل کر لیتے ہیں۔ آیا ایسے عقیدہ والوں اور  
ایسے کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا کیا نہیں۔

الجواب واللہ هو المملوہ للصنۃ اب

ان تینوں عقیدوں والوں اور دونوں کام کرنے والوں کے پیچھے اہل  
سنت کی نماز روا نہیں۔ اس کتاب یا فتویٰ پر اٹھارہ (۱۸) کس علماء



کرام پنجاب کے دستخط و مواہیر ثبت ہیں :

نیز کہتا ہوں کہ عقیدہ نمبر اول مولوی اسماعیل دہلوی آپ کے امام الطائفہ کی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۵۵ اور ایضاً الحق کے صفحہ ۲۲ پر درج ہے :

عقیدہ دوم مولوی اسماعیل کی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۱۲، ۱۹ پر درج ہے ۔

عقیدہ سوم۔ اسی مولوی اسماعیل کی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۳۱ پر درج ہے

باقی دوم آپ کے بھائی غیر مقلدوں کی کتابوں میں موجود ہیں ۔ اور تین عقائد بالا میں آپ سے متفق :

پس اس فتوے سے بھی ثابت ہے کہ وہابیہ دیوبند یہ اور غیر مقلدوں کے پیچھے ہماری اہلسنت کی نماز جائز نہیں ۔ اگر دانستہ پڑھی جائے تو عاودہ کرنا فرض ہے مسلمان اہلسنت اس مسئلہ کو خوب یاد رکھیں ۔

قولہ ۔ حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فوائد الفوائد کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ ایمان کسے تمام نشو و نما ہمہ مخلوق نزدیک اور ہمہ حیاتا نمایند کہ بیشک شتر بلفظ ۱۲ اور ترجمہ اس کا صفحہ ۱۵ پر یوں کیا کہ اس وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے نزدیک تمام مخلوق اونٹ کی بینگنی کی مانند نہ ہو مولانا کے لفظ چار اور سلطان جی کے لفظ بینگنی کا مقابلہ کر کے فرمائیے کہ کیا آپ کے نزدیک سلطان جی بھی وہابی اور کفر یہ کلمہ نکھنے والے ہیں یا نہیں ۔ اگر نہیں تو کیوں ۔ بلفظ ۱۵ سطر ۷ :

اقول مولوی صاحب آپ نے عبارت کتاب بھی غلط لکھ دی جس کے معنی بھی صحیح نہیں بنتے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی رسالہ سے آپ نے غلط درغلط لکھ مارا اور معنی بھی فارسی عبارت کے سمجھ میں نہ آئے ۔ اصل عبارت صحیح یوں ہے ۔

ایمان کسے تمام ہمیشہ و ہمہ خلق نزدیک اور سمجھیں نہ نمایند کہ بیشک شتر ۔ بلفظ :

فارسی اور اردو کے سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے ۔ حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر تو کل کے بارہ میں ہے ۔ آگے پیچھے کی عبارت کو حذف



کے ایک سطر عبارت لکھ دی۔ اور اس کا ترجمہ بھی غلط لکھ دیا۔ اس کتاب فوائد  
الافراد کا اردو ترجمہ اہلسنت و جماعت کے ایک مولوی صاحب نے شائع کیا ہے وہ  
ترجمہ اس طرح ہے۔

اور یہ فرمایا کہ بندہ کا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک  
متاع دنیا اس کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ معلوم ہونے لگے۔ بلفو و صفو  
۱۳۵۔ سطر ۳

دیکھئے آپ نے خلق یا مخلوق کے معنی تمام انسانوں کے کئے ہیں۔ حالانکہ اس کے  
معنی مال و متاع دنیا کے ہیں۔ اور آپ کے امام الطائف و بابیہ نے ہر مخلوق  
لکھ کر رفع شبہ کے لئے چھوٹا ہوا یا بڑا تمام انسانوں کے لئے لکھ دیا۔ اب آپ کچھ  
یہ ہے مطلب حضرت سلطان نظام الدین علیہ الرحمتہ کا جو مال و متاع دنیا  
سے مراد ہے۔ اور واقعی وہ حنفی المذہب خالص مسی ہیں۔ اور وہابیوں کے دشمن  
اصحابین اولیاء میں سے۔ اُن کی زبان یا قلم سے کلمہ کفریہ و بابیہ کیسے نکل  
سکتا ہے جو سماع کے بھی سمحت شائق تھے۔ جس کو وہ بابیہ کفر اور شرک و حرام  
کہتے ہیں۔

## باب سوم

عقیدہ وہابیہ دلو بند یہ نمبر

شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۳ بر عقیدہ نمبر ۵۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵

یہ لکھا ہے کہ تقویۃ میں ہے اللہ تعالیٰ جسکو چاہے گا اپنے حکم سے اُس کا شفیع بنائے گا۔  
حضرت مولانا مرحوم نے شفاعت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اُس میں انہوں نے کلام مجید  
کی ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔

آیت نمبر ۱۔ هُوَ الَّذِي يَشْفَعُ عِبْدًا ۚ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ترجمہ کون ہے جو اس کے  
اذن بغیر اسکی جناب میں کسی کی سفارش کرے۔







(د) ریتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں۔ اور ان کا وسیلہ ٹھونڈتے ہیں۔۔۔ وہاں کسی کی ولایت کی حاجت نہیں۔ بلفظ تقویتہ الایمان صفحہ ۳۴ ۵

(ن) اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے۔ مانگ لے تجھے جتنا مال میرا چاہے تہ کام آؤنگا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ بلفظ صفحہ ۳۸ سطر ۱۵

ان عبارات کی مراد اور مطلب یہ ہے کہ وہابیہ کا کوئی شفیع نہیں ہے اگر کسی بنی یا ولی وغیرہ پر شفاعت کرنیکا بھروسہ کرے وہ مشرک ہے اور جاہل ہے۔ جبکو چاہے شفیع بناوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسمیں کوئی خصوصیت نہیں ہے اور نہ وہ ماذون شفاعت ہیں۔ اور نہ آپ کی آیات پیش کردہ کا ان عبارات میں کوئی ذکر ہے۔ اور امام الطائفہ وہابیہ نے چالاکی اور دھوکا دہی سے جگہ جگہ میں اس قسم کا شفیع کا جملہ لکھ دیا ۵

لیکن اہلسنت و جماعت مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ ہمارے شفیع دنیا و آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہم گنہگاروں کو انکی ہی شفاعت پر سب سے اول بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ضرور بالضرور انکی امت کے شفیع ہیں۔ حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم السلام انکی طرف رجوع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم شفاعت ہو چکا ہوا ہے آپ نے جو دو آیات نفی شفاعت میں پیش کی ہیں جنکی ترجمانی آپ کے امام نے یا آپ نے کی ہے اس کا مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے ان آیات میں کوئی نفی نہیں۔

(۱) تفسیر عزیزی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وادامرشد امام الطائفہ وہابیہ سورہ بقرہ صفحہ ۱۵۳۔ گوئیم آیات واحادیث بسیار و لادت بوقوع شفاعت میکنند پس تخصیص میں آیت لا یدعونکم الی اللہ بکافر تخصیص میں کنند و می گویند کہ معنی میں آیت آنست کہ شفاعت بے حکم الہی در اں روز مقبول نخواہد شد۔ بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت ائمہ علیہ السلام قید فرمودہ اند مانند یَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَاضِيَ لَهُ فَبِأَمْرِ الَّذِي تُشْفَعُ مِنْكُمْ إِلَّا لِمَنْ خُذَ مِنْكُمْ نَسِيبٌ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ و احادیث متواترہ بیان کردہ اند کہ غیر از کافر و مرتد ہمہ اہل معاصی حکم شفاعت نخواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است و پس۔ و مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است۔ الخ بلفظ ۵

(۲) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۳۔ زیر آیت وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ



درین جا باید دانست که معتزله باین آیت در نفی شفاعت تمسک میکنند و میگویند که روز قیامت  
شفاعت نخواهد شد. لیکن نمی فهمند که درین آیت نفی شفاعت از طرف کس است که هرگز شاکر نفی  
الهی نه کرده باشد و آن نیست مگر کافر و شفاعت در حق کافر باجماع مقبول نیست الخ بلفظ

(۴) تفسیر جامع العباد بر حاشیہ جلال الدین صفحہ ۳۷۔ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ ذَا الْعَرْشِ  
 اِنْ دَعَيْتَهُ وَجَدَكَ كَفِي لِرُحْمِ الْكَفَّارِ اِنَّ الْاَصْنَامَ شَفْعَاءُ بَلْفَقْدَ يَعْنِيهِ آيَةُ عِظَمِ وَجْهِ جَلَالِ الْهَيْ خَالِصِ كَرِيْمِ اَوْ كَلَامِ  
 اِي فِي مِثْلِ وَهُوَ زَعْمُ كَرْتِ تَقِي كَهْ جَارِ كَبِيْتِ جَارِ شَفِيعِ هِيَا زِيَرِ كَرِيْمِ

(۴) تفسیر جلالین سورۃ الباقہ صفحہ ۵۹۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَ الْاَیِّهِ۔ اللہ تعالیٰ نے بقولہم ان تَنْفَعُ عِنْدَہ یعنی اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ کفار کی تردید فرماتا ہے۔ اِنْ کَا قَوْلُ تَقَاکُمْ اَنْ کُمْ مِتُّ اَنْ کُمْ  
(۵) تفسیر جلالین سورۃ طہ صفحہ ۲۶۵۔ زَلَّیْہَا اَیُّتٌ لِّیُّ مَسِّدٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ (۱۱)

الْأَمَنُ إِذْنٌ لَهُ الرَّحْمَنُ - ان يشفع له ورضى له قول لا اله الا الله - بلفظه - يعنى اسرار  
قتيا کو شفاعت فائدہ نہ دیگی کسی کو بلکہ جسے کہ طیبہ لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھ لیا۔ اور جن کافروں کے

اب میں آیات و اعادیت سے شفاعت میں اسحضرت  
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ثبوت پیش کرتا ہوں

۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عسی ان لیجعلنک رابعاً مقاماً محضاً (سورہ بنی اسرائیل) عسی  
 قریب ہے کہ آپ کو (اے رسول) مقام محمود (شفاعت) میں کھڑا کیا جائیگا :-

(۲) وَلَسْتُ بِعَبْدِكَ رَجُلٌ مُتْرَضٍ یعنی قریب ہے کہ (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نیز ارب تمہکو (شفاغت) رتبہ عطا فرمائے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا :

(۱۲) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۶۱۰-۶۱۱ غسلی اَنْ یَبْعَثَ رَبُّكَ جِاسِیْہِ اور البتہ ایسا ہو گا کہ رکھے گا یہ انفرادی ہے۔ قائم الخ مودعہ ط مقام پستیدہ میں یعنی اس مقام پر کہ وہاں کھڑے ہوئے۔  
عرب تعریف کرتے ہیں اول سے تعریف کی ہو گی۔ اور وہ مقام شفاعت ہے۔

اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرض  
فرمایا: ادر لباب میں امیر المؤمنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ

علیہ السلام نے خود مقام محمود کی تفسیر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھے نزدیک کر لیا اور عرش پر بیٹھ گیا۔  
 بحوالہ نیرنگا۔ اور حدیث شریف کی عبارت یہ ہے یہاں نبی اللہ فیقعدہ فی العرش  
 ابن معانی میں لکھا ہے کہ مقام محمود و عرش میں سے ایک مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 و سلم کی نزدیکی سب سے ظاہر کریں گے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مقام محمود وہاں ہے جہاں



حضرت کے دست مبارک میں لوگ حمد دیں گے۔ اور کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام  
ہوں یا کوئی اور سب حضرت کے لوہے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ بیت

نے ہمیں زیرِ لکھ کے دولتیں مائیم و بس  
اے ذات تو درو کوں مقصود وجود  
آدم بن دو نہ تحت لوہے مصطفیٰ است  
نام تو محمد و مقامت محمود

(۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۶۳۶۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ اَوْ قَرِيبًا

فرمائے تیرا رب یعنی گنہگاروں کے باب میں شفاعت کا رتبہ فترضی پس تو راضی ہو جائے۔  
یعنی اس قدر عطا فرمائے کہ تم کہو بس میں راضی ہوا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل عراق تم کہتے

کہ قرآن کی سب آیتوں میں بڑی اُمید کی آیت یہ ہے کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ اَوْ رَحِمَ الْبَلِیَّتِ اس بارہ

پر ہیں کہ آیہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فترضی سے اسکی بہ نسبت اُمید بہت زیادہ ہے اس واسطے کہ

جب تک آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں نہ گیا ہرگز آپ راضی نہ ہونگے۔ ابیہ

نماند بدوزخ کسے در گرو کہ دار و چینیں سید پیش رو

عطاے شفاعت چنانچہ ہند کہ امت تاجی ز دوزخ رہند بلفظ

(۴) تفسیر جلالین صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۔ عَسَىٰ اَنْ يَّعْتَبَكَ۔ يقيمك ربك۔ فی الاخرۃ

مقاماً مختصراً۔ محمدك فيه الاولون والاخرون وهو مقام الشفاعۃ۔ بلفظ۔ یعنی قریب

کہ آپ کو بٹھا کر لگایا تیرا رب آخرت میں اور تعریف کریں گے تیری اسمیں تمام اولین اور آخرین۔ اور وہی مقام

شفاعت ہے۔

(۵) جامع البیان میں سی آیت کے نیچے اسی طرح درج ہے بطرح تفسیر جلالین میں ہے یعنی

مقام محمود وہی مقام ہے جہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

۶ تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی پارہ ۱ صفحہ ۲۱۸ زیر آیت شریف

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔۔۔ در حدیث شریف است کہ چون ایٹ نازل شد آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا آنکہ یک یک کس از امت خود

بہ بہشت داخل نکم۔ بلفظ۔

(۷) تفسیر عزیزی ایضاً صفحہ ۲۱۹۔ و بجانب است عرش بالائے کرسی ایشان را آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجاد ہند و بمقام محمود مشرف سازند و در دست ایشان لواء الحمد دہند

کہ حضرت آدم و تمام ذریت ایشان زیر آں نشان باشند و ہمہ انبیاء با نشان خود پس رو ایشان شوند بلفظ



(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۰۹ ترجمہ  
 حدیث طویل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان  
 لوگ قیامت کے دن تجسوس کئے جائیں گے اور وہ بہت تنگ ہوں گے۔ تب ارادہ کریں گے کہ کسی کو اپنا  
 شفیع بنادیں تب پہلے وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ سب آدمیوں  
 کے باپ ہیں۔ خدا نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور بہشت میں رکھا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ  
 کرایا۔ اور تمام اسماء آپ کو تعلیم کئے۔ آپ ہمارے لئے خدا کے پاس شفاعت فرمائیے تاکہ ہماری تکلیف  
 رفع ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام عذر کریں گے۔ اور نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گی ہدایت فرمائیں گے۔ اسی طرح  
 حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے پاس جاؤں گے۔ لیکن سب کے سب عذر کریں گے کہ ہم شفاعت  
 نہیں کر سکتے۔ ہاں تم سب سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو۔ آج کے  
 دن سوا ان کے اور کوئی شفاعت کر نہواں کہیں۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب میرے  
 پاس آویں گے میں انکی شفاعت جناب الہی میں کروں گا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت  
 پڑھی عَسَىٰ اَنْ يَّجْعَلَ لَكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا - وَهَذَا الْمَقَامُ الْمُحْمَدِيُّ الَّذِي وَعَدَكَ نَبِيِّكَ - یہ وہ  
 مقام ہے جس کا وعدہ تمہارے نبی کو دیا گیا ہے۔ بالخصوص :

(۹) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ ایضاً بعینہ صفحہ ۴۲۲ تا ۴۲۴۔

(۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ایضاً صفحہ ۲۹۳۔ ترجمہ حدیث شریف حضرت جابر  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں اللہ تعالیٰ نے  
 مجھے عنایت کی ہیں جو مجھے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں ان میں یہ ہے واعطیت الشفاعۃ وادع شارب  
 مرام تہ شفاعت عظمیٰ۔ الخ

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۵۰۳ وعن ابی کعب عن النبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم  
 فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کا روز قیامت کو امام اور  
 خطیب ہوں گا۔ اور مالک ان کی شفاعت کا ہوں گا۔

(۱۲) مناجات النبوت شرح مدارج النبوت صفحہ ۴۲۴۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا  
 کہ میں نے ایک روز حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے روز  
 میری شفاعت فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں تیری شفاعت کروں گا الخ بلفظ۔



(۱۳) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۰۔

والشفاعت حق شفاعت سچ ہے۔ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز اپنی اُمت کی فرمائیں گے الخ ملخصاً ۛ

مولوی صاحب آپ نے جو آیات نفی شفاعت میں پیش کر کے اپنے امام کی حمایت نامناسب اور بجا کی تھی اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ شفاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظہر من الشمس ہے جو چند آیات اور کتب تفاسیر وغیرہم سے کافی طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ تمام کتب اسلامیہ اس سے پرہیز منکرین کے لئے انکار مبارک ہو ۛ

یہ بات نہیں کہ جیسے آپ کے امام نے کہدیا کہ زمین و آسمان میں کوئی شفاعت کریں والا نہیں۔ یا یہ کہدیا کہ کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ یا یہ کہ کوئی کسی کا وکیل نہیں۔ یا یہ کہدیا کہ اگر کوئی کسی بنی یا ولی کو شفیع سمجھے وہ مشرک ہے۔ نحوذبا اللہ منہا۔ اس میں تمام مطالبات آپ کے گاؤ خور و ہو گئے اب ایک دو حدیث شریف اور بھی آپ کی تسلی کے لئے درج کی جاتی ہیں۔ باقی طوالت کی وجہ سے ترک کی جاتی ہیں۔

(۱۴) جامع ترمذی شریف و دارمی شریف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا اول الناس خراجا اذا بعثوا وانا قاعد ہم اذا اؤفدوا وانا خطیب ہم اذا انصتوا وانا مستشفع ہم اذا حبسوا وانا مبشروہم اذا اخلصوا الکرامۃ والمقاتلین یومئذ بیدی ولواء الحمد لی مئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ارضی بطوف علی العن خدام کانہم بیض مکنون الی وعلی منشور۔ یعنی میں سب سے پہلے اٹھوں نگاہ لوگ قبروں کے اٹھنے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے۔ اور میں انکا خطیب ہوؤنگا جب وہ دم خود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوؤنگا۔ جب وہ عرصہ عیش میں روکے جاویں گے۔ اور میں انہیں بشارت دوؤنگا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزاں رحمت کی گنجیاں اُس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ اور لواء الحمد اُس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خدام دوڑتے ہوں گے۔ گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔ بلفظ بحلی البقین ہاں نبینا مسیح الحرسین فلا یلی فی صفی ۛ

(۱۵) جامع ترمذی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مترجم مولوی بدیع الزمان بھٹی جلد دوم صفحہ ۲۵۷۔ سطر ۱۴ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ عسی ان یتبدل ربکم مقاماً محسن جاً۔ ووسائلہا قال ہی الشفاعۃ ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے



کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں اور کسی نے آپ سے پوچھا کہ عسیٰ اَنْ یُعَذِّبَکَ وَتَکَ مَقَامًا مَّحْمُودًا یعنی قریب ہے کہ اٹھائو لیگا تجھے اللہ تعالیٰ مقام محمود میں۔ معذو فرمایا آپ نے مراد اس سے شفاعت ہے۔ بلفظ بہ

(۱۱۴) صحیح مسلم صفحہ ۲۲۵ بطور جلد دوم قال انا سید ولد احم واول من یشق عنده  
الغیر واول شافع ومنتفع میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔ اور سب اول قبر سے تشریف  
لایہ والے ہوں۔ اور پہلا شافع ہوں۔

اب میں ایک عبارت ترجمہ فرمادی شریف سے لکھکر ایک ختم کرتا ہوں جو مولوی بدیع الزماں صاحب نے لکھی ہے وہ ہوندا ہے

(۱۷) جامع ترمذی مترجم مولوی بدیع الزماں صاحب بھوپالی جلد دوم صفحہ ۱۷۶  
 سطر ۱۔ اور روایات صحیحہ سے اس قدر ثبوت شفاعت میں وارد ہوئے ہیں کہ تو انہیں معنوی کو پہنچا سکتے  
 ہیں۔ اور اجماع بھی سلف صالحہ کا اس پر ہے اور انکار کیا بعض خوارج اور معتزلہ نے اس لئے  
 کہ ان کا مذہب ہے کہ مذنبین محمدی النار ہیں۔ اور استدلال کیا انہوں نے ان آیتوں سے مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ  
 حَسَنَةٍ وَلَا تَشْفِعُ إِلَّا بِإِذْنِهِ اور آیت فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ۔ اور جواب دیا ہے اجماع  
 نے کہ مراد آیت اول میں ظلم سے شرک ہے اور آیت ثانی کفار کے حق میں ہے۔ بلفظ :-  
 پس شفاعت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ جماعی اہل اسلام بالخصوص اہل سنت  
 و جماعت کا ہے اور منکر اسکے خوارج اور معتزلہ ہیں منکر یہاں تک کہ پیروں کو مبارک ہو مذہب خوارج و معتزلہ۔

باب چهارم

عقیدہ نمبر ۶ و ہامیہ ویوایس

آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر بیٹھی ہو گئے۔ !  
 قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۱۲ بر عقیدہ نمبر ۱۱ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ متبرک یہ لکھا ہے کہ مولوی محفل شہید نے  
 تقویت میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حیات النبی میں مر کر بیٹھی ہو گئے۔ صاحبان باگر آپ سلطان غلام  
 کالجینہ اس طرح لکھا ہوا دکھلاویں ہم آپ کے دعویٰ کو ماننے کیلئے تیار ہیں الخ مولانا نے تقویت کے صفحہ ۱۷ جلد اول  
 میں یہ ضرور لکھا ہے مشکوٰۃ کے باب عشرة النساء الخ فائدہ یعنی میں بھی ایک دن مر کر بیٹھی میں ملنے والا ہوں الخ الخ



**اقول مفتی صاحب افسوس** اپنے آپ لکھتے ہیں کہ تقویتیہ میں یہ بات ہی نوج نہیں پھر نہ لکھتے ہیں کہ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تقویتیہ کے صفحہ ۸۱ میں ضرور لکھا ہے۔ مانتے بھی ہیں اور کرتے بھی ہیں۔ کیہ میری تحریر کے محاذ بلفظ و خلاصاً لکھا ہوا نہیں ہے۔ یعنی یہ عقیدہ بلفظ بھی ہے اور بطور خلاصہ بھی۔ اچھا فرمایا جو آپ نے حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے اس حدیث کے کون سے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ اور یہ عبارت آپ کے امام نے کہاں سے پیدا کی۔ جب کہ حدیث شریف میں ایک حرف تک بھی موجود نہیں لیکن انہوں نے ہن فتنہ اوکا فساد کی لکھ کر اس جملہ عبارت کو لکھ مارا اور آتش فتنہ و فساد کو بھڑکایا۔ جو مادہ غضب و غیظ و عداوت کا ان کے قلب منقلب میں موجود تھا ظاہر فرمایا۔ کیا ادب اسی کا نام کہ لفظ مر کر مٹی میں ملنا، حضور پرورد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا جائے۔ دریا خالی کہ قرآن شریف میں شہدا کی نسبت حکم آیا ہے کہ ان کو مڑہ کے لفظ سے مرت پکارو بلکہ گمان بھی مرت کرو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولیٰ خادم ہیں۔ پھر حضور کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال کرنا قرآن شریف کا مخالفت ہے یا نہیں ضرور ہے۔ پھر تاویلاً بھی اولیٰ اور نئے دنیا داروں کی روز مڑہ کی بولچال ہے کہ فلاں بزرگ وصال فرما گئے، ارتحال فرما گئے، انتقال فرما گئے، وفات پا گئے یا گذر گئے، واصل باللہ ہو گئے، اس دنیا سے پوشیدہ ہو گئے، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مر کر مٹی میں مل گئے تو کوئی بھی با ادب شخص نہیں کہیگا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت۔ نعوذ باللہ منها۔

**دوسرا یہ جملہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں**، حدیث شریف میں داخل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عداوت پھیلانے کا یا کیا ہے اس صورت میں آپ کے امام الطائفہ مخالف حدیث شریف ہوئے۔ اور اس وعید میں داخل ہونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من کذب علی متعمداً فلیتبى أمقعداً من النار یعنی جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر کذب یا جھوٹ لگائے جو کہیں نہ فرمایا ہو اس کی نسبت میری طرف رجوع کرے پس اس کی جگہ ورنہ ہے کہیے مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں کے معنی مر کر مٹی ہو گئے ہوئے یا نہیں۔ باوصفیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جسم مبارک صلی دنیاوی سے حیات ہیں۔ ایسے ایسے الفاظ حضرت کی شان مبارک میں لکھنا سخت توہین اور گستاخی ہے۔

**قولہ** تو فرمایا کیا نبی علیہ السلام پر موت نہیں آئی اور جناب قبر مبارک میں مدفون نہیں ہوئے جو کہ مٹی میں ہوتی ہے صفحہ ۱۸۔

**اقول** اہلسنت و جماعت کے مسلمان کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



حیات النبی ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام بھی ان کو مردہ کہنا یا مر کر مٹی میں مل گئے مسخنت درجہ کی گستاخی قریب بکفر ہے جو خلاف آیات قرآنی و احادیث حبیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اگرچہ اس باب میں کثرت سے آیات و احادیث و کتب تفاسیر موجود ہیں۔ لیکن مختصراً تحریر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو تسکین ہو۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (سورہ بقرہ) (شہداء کے حق میں) جو لوگ خدا کے گئے ہیں مارے گئے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ شہداء کیلئے فرماتا ہے کہ تم ان کو مردہ مت کہو۔ مگر افسوس آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الاولین و آل آخرین کو مردہ کہہ رہے ہیں۔ اور مٹی میں ملا رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ (۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُحْيِيهِمْ قَوْلَ (سورہ آل عمران) یعنی مت گمان کرو ان لوگوں کو جو خدا کے راہ میں قتل کئے گئے ہیں۔ مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس روزی دے جاتے ہیں۔ دیکھئے یہاں بھی اللہ تعالیٰ شہداء کے حق میں فرما رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ درجہ کے خادم ہیں۔ کہ انکی نسبت دلیں گمان تک بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں۔ چہ جائیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اعلیٰ اور ارفع پر مردہ ہو نہی کا اطلاق کیا جاوے۔ العیاذ باللہ۔

(۳) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۳۸۔ وَلَا تَقُولُوا۔ نہ کہو مِلْحَ يُقْتَلُ اُس آدمی کو کہ قتل کیا جائے فی سبیل اللہ۔ راہ خدا میں یعنی جہاد میں اَمْوَاتٌ کہ وہ مَرے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم جنگ بدر کے بعد شہیدوں کا ذکر کرتے تھے اور حیرت سے کہتے تھے کہ بیچارے فلاں مسلمان نے جنگ کے دن جان شیریں نہی اور زندگی کی نعمت اور دنیا کی نعمتوں کی لذت سے محروم ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو مردہ نہ کہو۔ بَلْ أَحْيَاءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں ہماری جناب میں وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ اور لیکن تم نہیں جانتے ہو۔ اُس زندگی کی کیفیت اس واسطے کہ عقل سے اُس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا ممکن نہیں۔ بلفظ۔

مکملہ جملہ آیت شریفہ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ میں آپکی ہی جماعت حلقہ زن پائی جاتی ہے۔ جیسے کہ اس جملہ آیت کے اعداد حمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں اور اھل حلقہ فقرہ جماعت حلقہ زن کفر کردہ و باہیہ یوہندیہ کے بھی اعداد حمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں جماعت مجرورانہ اسمعیلیہ و باہیہ کے بھی وہی اعداد گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ کیا خوب مطابقت ہوئی ہے۔



(۴) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۳۹-۱۴۰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا مِنْكُمْ أَنْ يَكُونُوا كَمَا كُنْتُمْ فِي الْأَوَّلِ  
 نیت سے قتلُوا اِنِّی سَبَّیْتُ اللہ قتل کئے گئے بیچ راہ خدا کے اُمواتا کہ وہ مردے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ  
 عنہ سے منقول ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی مسلمان جنگ  
 احادیث شہید ہوئے حق تعالیٰ نے انکی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی کہ جنت کی ہوا میں  
 پھریں۔ اور طوفانی کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں۔ اور جنت کی نہروں کا پانی پییں الخ۔ بَلْ أَحْيَاءُ بَلْکَہ  
 وہ زندہ ہیں عند ربہم اپنے رب کے پاس کہ ہر سال جہاد کا ثواب انہیں پہنچتا ہے یا زمین انہیں نہیں  
 کھاتی۔ اور مردوں کی طرح غسل نہیں دیئے جاتے یا انہوں کے سلام کا جواب دینے میں زندگی  
 کی طرح یُزْنُونُ روزی دئے جاتے ہیں میوہائے جنت سے الخ دیگر تفاسیر میں بھی ایسا ہی لکھا  
 ہے ۛ

(۵) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ صفحہ  
 ۳۵۵ سطر ۱۴۔ وَیَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا یعنی باشد رسول شمار شاہ گواہ زیرا کہ او  
 مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان  
 و وصیت کہ حجابے کہ بدال از ترقی محجوب باندہ است کدام است پس او پیشنا سد گناہان شمارا و درجہ  
 ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق  
 امت مقبول و واجب العمل است و آنچه او را از فضائل و مناقب حُضْرَانِ خود مثل صحابہ و از و اج و اہلبیت  
 یا غائبان از زمان خود مثل اولیس صہیب و مہدی و مقتول و جال یا از معائب و مثالب حاضران  
 و غائبان ہی فرماید اعتقاد برال واجب است۔ بلفظ۔

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ابدی کو شاہ صاحب نے کیسے ثابت فرمایا ہے  
 کہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہے ہیں سب غائبین کے اعمال و درجات و گناہان پر مطلع ہو رہے ہیں۔ اسی  
 وجہ سے وہ سب پر شہید اور گواہ ہوں گے اور یہ ظاہر ہے کہ گواہی اسی گواہ کی ہو سکتی ہے جو اپنی  
 آنکھوں سے واقعا کو دیکھے اور دیکھنا اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثابت ہے۔ اور یہ سب باتیں حیات النبی

(۶) ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۲ حدیث شریف عن اوس رضی اللہ عنہ قال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرقم علی الارض ان یتاکل اجساد الانبیاء۔۔۔۔۔  
 یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ اجسام  
 انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔

ہو سکتی ہیں وکیل و محبت کہ قوی کردی ہیں



(۷) ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۸ حدیث شریف عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء فنبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھائے پس اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہمیشہ زندہ ہے۔ اسکو روزی کھانا دیا جاتا ہے۔

(۸) ابی داؤد جلد اول صفحہ ۲۲۱ سطر ۱۲ حدیث شریف اسی طرح ہے

(۹) نسائی جلد اول صفحہ ۹۷ سطر ۲۱ حدیث شریف اسی طرح ہے

ان حدیثوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن زیادہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ جب آپ اس دنیا سے تشریف لیجائیں گے اور قبر میں جسم نہ ہوگا تو درود شریف کیسے پہنچے گا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ ہرگز گمان مت کرو کہ قبر میں ہمارے اجسام میں کوئی تغیر آجاتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانکی سخت ممانعت کر کے حرام کر دیا ہے۔ ان کے جسموں کو قبر کی زمین چھوئی تک نہیں۔ بعینہ وہی اجسام جو دنیا میں تھے قائم رہتے ہیں اور انھیں اجسام حسی دنیاوی سے سب جگہ جہاں چاہیں سیر فرماتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔ صرف ہماری نظر سے غائب ہیں۔ اور شہداء اور اولیاء کرام کی بھی کسی قدر کمی کے ساتھ یہی صورت ہے

(۱۰) منهاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۷۵ سطر ۱ کہ اگر باب قلوب یعنی صاحب دل لوگ دیکھتے ہیں بیداری میں ملائک کے تئیں اور پیغمبروں کے ارواح کے تئیں۔ اور وہ سنتے ہیں ان سے آوازوں کو اور دیکھتے ہیں ان سے نوروں کو اور استفادہ کرتے ہیں ان سے بلفظ۔

(۱۱) منهاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۸۲ تا ۸۲ جان کہ حیات انبیاء متفق علیہ ہے درمیان علماء ملت کے کسی کو خلاف نہیں اس میں کامل تر وجود حیات سے شہیدوں کے الخ اور حیات انبیاء کی حسی دنیاوی ہے یعنی شہداء وغیرہ کو حیات ہے پر اس عالم میں ہے اور انبیاء اسی عالم میں محسوس اور زندہ ہیں۔ اور احادیث و آثار اسکے درمیان میں واقع ہوئے ہیں۔ جیسے کہ مذکور ہوتے ہیں ایک ان سے یہ حدیث ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون الحدیث یعنی تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔



ایک حدیث یہ ہے۔ ما من مسلم یسلم علی الادحیٰ علی اللہ روحی حتی ادحیٰ علیہ السلام۔ اور عالموں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فضیلت عام ہے واسطے ہر ایک اس شخص کے جو سید کائنات کی تسلیم کے شرف سے مشرف ہو۔۔۔ اور سلام کرنا خواہ زائر قبر شریف پر حاضر ہو یا غائب اس جناب جس مکان میں ہو اور ظاہر عموم ہے اور برہر تقدیر مفید دعا ہے جو حیات الخ

ایک اور حدیث دلالت کرتی ہے اور اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماع کرنے میں سلام کی آواز سنتے ہیں۔ اور یہ نفس نفیس اس کے رد سلام کے متکفل ہوتے ہیں۔ بلکہ بیشتر بندے کے سلام سے آپ مباہرت فرماتے ہیں اور سلام کے جملہ حالت شریف تھی جناب کی حاجیات کے درمیان الخ۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا بہت کہو جمع کے روز صلوٰۃ اور پیر کیونکہ درود تہنہ معروف ہوئے ہیں۔ مجھے عرض کی صحابہ کہ یا رسول اللہ کس طرح معروض ہوتی ہو درود تہنہ حضور ہیں اور پوشیدہ ہوں گے قبر کے درمیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام گردانا ہے زمین پر جو کھاوے انبیاء کے اجساد کے تیلے۔ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات انبیاء کی حیات حسی دنیاوی ہے نہ صرف بقا ارواح الخ۔ ہم اعتقاد رکھتے ہیں انبیاء کی حیات پر حضرت پروردگار جل جلالہ کے نزدیک وہ حیات کر کے جو اشرف اور اکمل ہے اس حیات متعارف سے الخ۔

یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور اس بات کے کہ اہل قبور کو اور اکت اور سماع حاصل یعنی پہچانتے ہیں اور سنتے ہیں اور شک نہیں کہ سمع یعنی شنوائی ان اعراض سے ہے جو مشروط ہیں۔ حیات پر پس سب حجتی زندہ ہیں لیکن حیات ان کی مرتبہ میں کم ہے شہیدوں کی حیات سے اور اور حیات انبیاء کی کامل تر ہے شہیدوں کی حیات سے الخ۔

حق تعالیٰ نے حضرت کے جسد شریف کے تین ایسی ایک حالت اور قدرت بخشی ہے کہ جہاں جس مکان میں چاہیں جاویں خواہ بعینہ ہوا یا مثال خواہ آسمان پر یا زمین پر خواہ قبر شریف میں یا دوسری۔ الخ

(۱۲) شرح امواہب اللدنیہ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ لا ینع رویۃ خاتہ علیہ السلام بحسبہ لا و بوجہ وذالک لانه و مسائل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم رحلت الیہما رواہم بعد ما قبضوا و اذن لہم فی الخروج من قبورہم و انصرف فی الملکوت العلوی والسفلی یعنی کوئی بات اس امر کو مانع ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک یا جسم نظر آجائیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نیز دیگر انبیاء علیہم السلام کی اشخاص



طبیات بعد وفات کے ان کے مقدس جسموں میں باذن الہی پھر دوبارہ واپس کر دی گئی ہیں اور ان کو رب العزت کی طرف سے تصرف اور عام اجازت عطا کی گئی ہے کہ اپنے مقدس مزارات سے نکل کر عالم بالا اور عالم دنیا میں جسم طرح چاہیں تصرف کرتے رہیں۔ بلفظ۔ کتاب تحقیق الحق مصنف مولانا محمد عسکری صاحب بنی الترمذی رئیس اودھ صفحہ ۶۰۔ سطر ۱۲۔

(۱۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۷۔ ۲۸ میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں اور زیارت کی روضہ مقدس کی آپ کی روح مبارک کو دیکھا ظاہر اور عیاں الخ۔۔۔ میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر امور میں اسی صورت مقدس میں جسمیں آپ تھے۔ بلفظ۔

(۱۴) ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی صفحہ ۹۱۔ سطر ۸ (عام مزارات کے ذکر میں) بزیارت مزارات متبرکہ باید رفت بواسیلہ ارواح پاک ایشان فتوحات ظاہری و باطنی باید طلبید و قاتلہ نیز بارواح ایشان ہر روز باید خواند کہ موجب برکات بسیار است و فتوحات بیشتر بلفظ۔

(۱۵) منتخب مکتوبات قدوسیہ۔ مصنف حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مجتہبی دہلی ۱۳۱۲ھ صفحہ ۳۰۔ ۳۱ حضرت زبدۃ الاولیاء ربانی شیخ عبدالستار سہارنپوری در ملفوظات حضرت قطب العالم میگویند کہ یوم پنجشنبہ بود و مردم کثیر برائے زیارت بدرگاہ آسمان جاہ حضرت شیخ احمد عبدالحق حاضر بودند قطب عالم شیخ عبدالقدوس تیریاٹن چبوترہ خواں اقدس نشستہ بودند کہ بیک ناگاہ مزار اقدس شق شدہ و حضرت مخدوم برحق شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ بھیں جسم ظاہری از مزار شریف بیرون آمدہ برچبوترہ نشستند و جانب قطب عالم مخاطب شدہ فرمودند بیت۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن ، من آکم بجان گزیند آئی بہ تن ، ، ، الخ بلفظ لہجے۔ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ تمام کتب دینیہ اہلسنت و جماعت اس مضمون سے پُر ہیں۔ طوالت کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ قرآن شریف و احادیث شریف و تفاسیر و کتب سیر سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر جگہ تصرف کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام و مومنین صالحین و شہداء مجتہبین زندہ ہیں جو شخص لکھتا یا کہتا یا اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ مر کر مٹی میں ملنے



ہیں مخالف قرآن و حدیث کا کاذب اور بہتہائی ہے جس آپ کے سب مطالبات ملیا میٹ ہو گئے۔

# باب پنجم

عقیدہ نمبر ۷ وہابیہ دیوبند

آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں

اور نہ وہ سنتے ہیں۔ ملخصاً صفحات ۶ - ۸ - ۳۳ - ۳۹ تقویت الایمان

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۵۔ بر عقیدہ نمبر ۷۔ عقیدہ نمبر ۷ کی یہ عبارت کہ مولوی صاحب

مردوم نے تقویت میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں

اگر آپ یہ عبارت بعینہ تقویت میں دکھلا دیں تو آپ کا منہ شکر سے بھر دیا جاوے ورنہ شکر کی

جگہ ... (گالی) ہم پیشگی کرتے ہیں کہ آپ یہ عبارت بعینہ تقویت میں ہرگز دکھلا نہیں

سکیں گے بلفظ صفحہ ۱۸

قولہ مفتی صاحب! نہایت افسوس ہے بار بار میں کہتا ہوں کہ آپ عبارت کے آگے

لفظ ملخصاً کو نہیں دیکھتے یا نظر نہیں آتا۔ اور بلفظ عبارت کو تلاش کرتے ہو۔ ذرا ہوش سر صفحات

حوالہ کو دیکھئے۔ آپ کو اس عبارت کا پتہ مل جائیگا۔ مرزا قادیانی کی طرح پیشگی سیاں کرنا بے سود

ہیں۔ اور گالیاں دینا نامسعود اور بے بہبود ہیں۔ اور تہذیب کے سامنے مردود اور مطرود ہیں۔

میں نے کتاب تقویت الایمان کے صفحات ۶ - ۸ - ۳۳ - ۳۹ کا حوالہ دیا ہوا ہے کہ یہ عبارت عقیدہ

وہابیہ کا خلاصہ ان صفحوں میں ہے۔ باوجود اس کے آپ کو یہ عقیدہ نہیں ملا۔ اور نہ نظر آیا۔ جو آپ کی قابلیت

بنیانی کی وجہ سے ہے لیجئے دیکھئے (الف) اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اماموں کو شہیدوں کو اور

فرشتوں کو اور پیروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے

کرتے ہیں ... سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء اور انبیاء سے اور اماموں اور شہیدوں

سے اور فرشتوں اور پیروں سے کر گزرتے ہیں۔ الخ اور دعویٰ مسلمانانہ کئے جاتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ

نے سورہ یوسف میں وَمَا يَرْجِي اَنْ يَكْفُرَ بِهِمْ بِاللّٰهِ اَكْثَرُ لَكُمْ مَشْرُكُوْكُمْ ط۔ ترجمہ اور نہیں مسلمان

ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں وہ شرک میں گرفتار ہیں۔



الخ۔ بلفظ صفحہ ۵ تقویۃ الایمان ۛ

(ج) جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء اور اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں الخ یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں اُن کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی صفحہ ۶ تقویۃ الایمان۔  
(ج) یعنی شرک کرینوالے بڑے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں اول تو وہ اُن کا پکارنا سنتے ہی نہیں دوسرے کچھ قدرت انھیں رکھتے۔ اگر کوئی اُن کو قیامت تک پکارتے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ بعض اگلے بزرگوں کو دوسرے پکارتے ہیں اور اتنا بھی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو۔۔۔۔۔ یہ سب شرک ہے بلفظ صفحہ ۲۳ سطر ۱۶ ۛ

آیت شریفہ جس کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ لَئِنْ لَمْ يَنْجِبْ لَهُ إِلهُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ۔ ترجمہ اور فرمایا اللہ صاحبِ سورہ احقاف میں۔ اور کون زیادہ گمراہ ہو گا اُس شخص سے کہ پکارتا ہے دوسرے اللہ سے اُن لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اُسکی بات قیامت کے دن تک اور وہ اُنکے پکارنے سے غافل ہیں بلفظ صفحہ ۲۳۔ سطر ۱۲۔ تقویۃ الایمان ۛ

(د) جو بعض عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء انبیاء کو یا امام و شہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت تو ہے۔۔۔۔۔ سو یہ بات غلط ہے بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے اور نہ اُسکی طاقت رکھتے ہیں بلفظ صفحہ ۲۹۔ تقویۃ الایمان ۛ

لیجئے مفتی جی اب وہ عقیدہ جسکو آپ بعینہ غلطی اور نا فہمی سے تلاش کرتے ہیں۔ ان عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے جو تقویۃ الایمان میں ہیں۔ کہئے الفاظ انبیاء علیہم السلام اور اگلے بزرگوں اور یا حضرت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں یا نہیں۔ ضرور داخل ہیں۔ تو بتائیے وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نہیں سنتے۔ ہاں ضرور قدرت بھی رکھتے ہیں اور اچھی طرح سے سنتے بھی ہیں۔ اور انھم یہاں پنجاب و ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارتے ہیں۔ اور درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں بلکہ اُنکے اولیاء و صلحاء رحمہم اللہ سے بھی استمداد کرتے ہیں۔ اور بموجب تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا عباد اللہ اعینونی اے خدا کے بند و میری مدد کرو و زور سے لے غافلون بموجب رسم الخط قرآنی غلط ہے غفلون لکھنا چاہئے فقہ یہ آپ کے امام کی ناواقفیا ہے ۛ



جب کبھی ضرورت ہوتی ہے پکارتے ہیں یا روج یا روج یا روج کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ اور قادری سلسلہ کے بزرگ  
یا شیخ عبد القادر جیلانی شیعہ اللہ کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہاں! آپ کے امام الطائفہ کی عادت ہے جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ تمام اہلسنت کے خلاف مسلمانوں کے حق میں لگاتے ہیں۔ یہاں ان عبارتوں میں دو آیات سورہ یوسف اور سورہ احقاف کی درج کی ہیں وہ دونوں کفار اور ان کے مہتموں کے حق میں ہیں۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے انکو کیسی دلیری اور جرأت سے انبیاء علیہم السلام اور مسلمانوں پر چپاں کیا ہے۔ اور ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ پہلی آیت سورہ یوسف کی یہ ہے:-

وَمَا يَوْ مِنْ أَكْثَرِهِمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ط

ترجمہ آپ کے امام کا۔ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں صفحہ ۵ تفویۃ الایمان  
ترجمہ فارسی شہادۃ علیہ الرحمۃ۔ وایمان نخی آرند اکثر ایشاں بجز اگر مگر شریک او مقرر کردہ اند  
ترجمہ شہادۃ رفیع الدینی علیہ الرحمۃ۔ اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے سامعۃ اللہ کے مگر وہ شریک

ترجمہ شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ۔ اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر ساعۃ شریک ٹھاکرتے ہیں +  
دیکھئے۔ مولوی جی! ان مشہور یقین ترجموں اور اپنے امام کے ترجمہ پر غور کیجئے اُن ہر سہ ترجموں  
میں صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ کہ وہ ایمان نہیں لاتے یعنی کافر  
ہیں اور شریک بھی اللہ تعالیٰ کا ٹھہرتے ہیں لیکن آپ کے امام لفظ مسلمان کا بجائے کافر کے اپنی  
طرف سے لگاتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی تحریف مصنوعی کرتے ہیں۔ اسکی تصدیق میں تفاسیر  
بھی موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک تفسیر دکھاتے ہیں۔

تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۵۱۵ وَمَنْ يُّؤْمِنْ أَكْثَرُ مِنْهُمْ اور انہیں ایمان لاتے اکثر  
 باللہ ساقی اللہ تعالیٰ کے اَلَا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ طے کر وہ شریک کہہ نہ لے ہیں کہتے ہیں کہ اس سے  
 عرب کے کافر مراد ہیں۔ کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اُس کے بعد کہنے لگے کہ ملائکہ اللہ  
 کی بیٹیاں ہیں۔ یا یہود و مراد ہیں کہ خدا پر ایمان لائے اور کہنے لگے عِزُّنِی اللہ کا بیٹا ہے۔ یا نصارا  
 مراد ہیں کہ خدا پر ایمان لائے اور یہ بات کہی کہ عیسیٰ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ بلفظ

اب مغللوں سے ہوا کہ یہ آیت شریف کفار عرب یا یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی۔ اور  
کیسی بے باکی سے مسلمانوں پر لگا دی۔ اسی طرح دوسری آیت کو دیکھتے جو سورہ احقاف کی ہے۔



وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنِ دَعْوَاهُمْ غَافِلُونَ۔ ترجمہ اس کا صفحہ ۹۶ پر لکھا جا چکا ہے۔

آپ کے امام نے جو نفاذِ دعا اور دعاء کے معنی پکارنے کے لئے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ چنانچہ تفاسیر معتبرات جلالین معالم التنزیل، مدارک، نیشاپوری، خازن وغیرہ میں دعا دعا کے معنی عباد کے لئے ہیں یعنی جو لوگ سوا خدا کے کسی اور کی عبادت کرتے ہیں یعنی بتوں کی اور دعائیں ہم سے بھی مراد عبادت ہی ہے پکارنا نہیں۔ جیسے اسی آیت شریف کا دوسرا حصہ فَإِذَا أَحْشَرَ النَّاسُ نَحْنُ كَأَنَّا الْهَمُّ أَعْدَاءُ وَكَأَنَّا الْعِبَادُ تَبْهَمُ كَفَرِيَّةً ط یعنی قیامت کو بت اپنی پرستش کرتی والوں کے دشمن ہو جائیں گے۔ اور اُن کی عبادت کا انکار کریں گے۔ پس صاف ثابت ہے کہ یہ آیت شریف کافروں، بت پرستوں اور بتوں کے حق میں ہے۔ اور پکارنے کے معنی کر کے تمام مسلمانوں درود شریف پڑھنے والوں اور یا رسول اللہ کہنے والوں کو کافر بنا دیا اور مشرک لکھ دیا اسکی مفصل تحقیق عقیدہ نمبر ۱-۱۱-۱۲ باب ہفتم و ہشتم میں ہوگی۔ لیکن ایک عبارت تفسیر قاری کی تائید میں لکھ دیتا ہوں:-

تفسیر قاری جلد دوم صفحہ ۴۲۶، سطر ۳۔ وَمَنْ أَضَلُّ اور کون ہے زیادہ گمراہ مِمَّنْ يَدْعُو اُس شخص سے جو پکارے اور پوچھے مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ خدا کے سوا مِمَّنْ لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ اس کو جو نہ جواب دے اور نہ قبول کرے اسکی دعا کو الی یوم الْقِيَمَةِ قیامت تک یعنی مشرک اپنے معبودِ باطل کو عمر دنیا کی مدت تک پکاریں تو اجابت کا اثر اُس سے نہ ظاہر ہوگا۔ وَهُمْ اور وہ بت عن دعائهم بت پرستوں کے پکارنے سے جو اُن بتوں کو پکارتے ہیں غَافِلُونَ غافل اور بے خبر ہیں۔ اور جب وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں تو جواب کیونکر دے سکیں پس بد بخت وہ ہے جو سنتے والے اور قبول کرنے والے خداوند کی عبادت سے دست بردار ہوا اور چند عین حال جو نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں اُن کی عبادت کی طرف متوجہ ہو۔ بہیت۔

بے بہرہ کسے کہ چشمہ آب حیات بگزار دور و نہد لبس و زینت ظلمات

وَإِذَا أَحْشَرَ النَّاسُ اور جب حشر کے جائیں گے لوگ تَوَكَّلُوا الْهَمُّ ہوں گے معبودِ باطل اپنی پرستش کرتی والوں کے اَعْدَاءُ دشمن۔ بخلاف اُس چیز کے جو گمان رکھتے تھے اُن سے شفاعت اور مدد گاری کا و کائنات اور ہوں گے معبودِ باطل بعبادتهم اپنے عابدوں کی عبادت کرتی والے کفر یعنی کافر اور منکر عبادت کرنے والے اُن کی پرستش سے منکر ہو جائیں گے۔ یعنی



بیت کہیں گے کہ انہوں نے ہماری پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا **يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ**  
**بَشْرُكُمْ يَا بَيْتُ پرست کہیں گے کہ ہم نے تو بتوں کی پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ**  
**فرمایا** **دَبْنًا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ۔** بلفظ یہ

یہ ہے آپ کے امام الطائفہ کی امانتداری کہ جو آیات کفار مشرکین بیت پرستوں کے حق میں نازل  
 شدہ ہیں وہ مسلمانوں کے حق میں لگائی گئی ہیں۔ تمام تقویۃ الایمان میں یہی حال ہے جس پر آپ کا ایمان  
 ہے یہ دو آیتیں وہی بطور نمونہ تحریر ہیں جن کو آپ کے امام الطائفہ نے اپنی تقویۃ الایمان میں درج کیا ہے۔  
**اب میں چند احادیث شریف و دیگر کتب معتبرات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا**  
**تصرف اور قدرت دیکھنا اور مستنا تحریر کرتا ہوں تاکہ آپ کا اور آپ کے امام کا افکار نمایا**  
**معلوم ہو جائے۔**

(۱) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۶۹ سطر ۲۔ مصری باب المیت سمع حنفی النحال  
 عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبرہ  
 وتولى عنه وذہب اصحابہ حتی ان یسمع قرع نعالہم۔ اناک ملک ان فاقعد الا فیقول  
 لہ ما کنت تقول فی ہذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقول اشہد ان عبد اللہ  
 ورسولہ فیقال انظر ائی مقعد اذ من النار ابذلک اللہ بہ مقعدا من الجنة قال النبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم فیواہا جمیعاً واما الکافر او المنافق فیقول لا احرای کنت اقول ما یقول  
 الناس فیقال لا حریت ولا تلبت ثم یرفہ مطرقة من حديد فخریۃ بین اذنبہ فیصح  
 صحیحة لیسیمعہا من علیہ الا الثقلین بلفظ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جائے  
 اور اس کے دوست جب اُس سے چلے جاتے ہیں تو وہ انکی جوتیوں کی آہٹ کو مستنا ہے۔ پھر دو فرشتے  
 اُس کے پاس آتے ہیں۔ اور اسکو قبر میں بٹھا دیتے ہیں۔ اور اُس سے کہتے ہیں کہ کیا کہتا ہے تو اس نے  
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں۔ تب وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ بندے  
 خاص اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ پھر کہتے ہیں فرشتے کہ دیکھ اپنی جگہ دوڑے ہیں۔ لیکن  
 بدل دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو بہشت سے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس دیکھتا ہے وہ  
 ان دونوں جگہوں کو۔ اور جب کا فر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
 بارہ میں) تو وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا وہی کہا کرتا تھا جو عوام کہتے تھے۔ پس کہا جاتا ہے (اُس



کافر یا منافق کو کہ کیا تو نہیں دیکھتا اور عقل رکھتا تھا اور نہ قرآن شریف پڑھتا تھا پھر مارتے ہیں اسکو فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے اسکے کانوں پر تباہ و چلاتا اور چھین مارتا ہے۔ اس چلاتے کو سب سنتے ہیں جو اس کے پاس ہیں سوا انسان و جن زندہ کے ۔

(۲) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۷۵۷-۷۵۸ سطر ۱۰-۱۱ حدیث شریف بعینہ حدیث بالا کیمطابق ہے۔ صرف ایک دو لفظوں کا فرق ہے۔ اسلئے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں مضمون واحد ہے۔

(۳) نسائی جلد اول صفحہ ۱۲۷-۱۲۸ سطر ۱۲-۱۳ وہی حدیث بالا بعینہ ہے۔

(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحات ۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹ میں بھی یہی حدیث شریف بخاری کی درج ہے جس میں الفاظ مختلفہ مثلاً ما کنت تقول فی هذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ما هذا الرجل الذی بعث فیکم - اور ما کنت تقول فی هذا الرجل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم - یعنی کیا کہا کرتا تھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں اور کیا ہے اور کون ہے یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمہارے میں رسول مبعوث کیا گیا اور تو کیا کہا کرتا اس شخص کے بارہ میں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔

پس ان احادیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عام مسلمان فوت شدہ اور کافر اور منافق مردے بھی قبروں میں سماع کی طاقت رکھتے ہیں۔ دوسرا خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا تصرف بخشا اور ایسی قدرت عطا فرمائی ۔

(۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۴۱ سطر ۶-۷ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری ممیتہ کسے کہ درود بفرستد بر من نزد قبر من یا شنوم من صلوٰۃ اور او من صلی علیا ابلغتہ کسے کہ درود بفرستد بر من از دور نہ در حضور قبر برسانید شوق صلوٰۃ اور اگر ملائکہ یا جن میرسانند بر ہر تقدیر و سلام میکنم و جواب سلام دے میگویم۔ از اینجا میتوان دانست کہ سلام بر آنحضرت بہ فضیلت دارد۔ و سلام گویندہ بر آن حضرت را خصوصاً بپارگویندہ را چہ شرف است اگر سلام تمام عمر را یک جواب آید سعادت چہ جائے آنکہ ہر سلام را جواب بشنود۔ بیت

ہر سلام من رجبہ در جواب ال لب کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

(۶) وظیفہ و لائل الخیرات افضائل درود شریف) وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادأیت صلوٰۃ المصلین علیا کعبہ من غاب عنک ومن یأتی بعدک ما حالہما عندک فقال مع صلوٰۃ اہل مجتہبی واعرفہم وتعرض علی صلوٰۃ غیرہم عرضاً بلفظ یعنی اور



عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں کہ خبر دیجئے اُن لوگوں کے درود سے جو حضور سے غائب اور دور ہیں اور جو آپ کے بعد ہوں گے۔ ان دونوں کے درودوں کے بھیجے کا کیا حال ہے آپ کے نزدیک۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں خود سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا اور اُن کو بھیجتا ہوں۔ اور پیش کے جلتے ہیں میرے پاس درود دو کر تمام لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے ۛ

دیکھئے۔ ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود بخود سنا اور سننے کی قدرت رکھنا خواہ کوئی مشرق کے پہلے سرے پر درود شریف پڑھے خواہ مغرب کے کنارہ پر پڑھے۔ غرضیکہ خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ پس درود ہے وہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں (مستدرجہ تقیہ الایمان)

(۷) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد دوم مکتوب نمبر ۵۵۵ الود ترجمہ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱ جن جو مختلف شکلیں بنجاتے ہیں اور مختلف جسدوں میں تجسد ہو جاتے ہیں۔ اسی وقت اُن اعمال عجیبہ جو ان شکلوں اور جسدوں کے مناسب ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ ان میں کوئی تنازع اور حلول نہیں۔ جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب غریب کام کریں تو اگر کالمیں کی ارواح کو یہ طاقت بخش دیں تو کوئی فتنی عجیب کی بات ہے۔ اسی قسم کی ہیں وہ حکایتیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور مختلف کام اُن سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی اُن لطائف مختلف جسدوں میں تجسد ہو کر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اُس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا۔ بعض لوگ جو حضرت مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا۔ بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اسکے درم میں دیکھا۔ بعض بغداد میں دیکھ کر آئے ہیں۔ یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہو سکے ہیں یہ بھی ان بزرگوں کے لطائف کی شکلیں ہیں کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہیں کبھی عالم مثال میں جس طرح رات کو ہزار آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتے ہیں مختلف صورتوں میں اور استفادہ حاصل کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتیں

۱۰ عزیز سے مراد حضرت امام علیہ الرحمۃ ہیں



سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ بلفظہ۔

دیکھئے مفتی جی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کس قدر قدرت ہے اور تمام جہاں میں اُن کا تصرف ہے۔ اور حضرت امام محمد والفت ثانی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام کا کیا کیا تصرف فرما رہے ہیں۔ اور حل مشکلات تحریر فرما رہے ہیں لیجئے فتویٰ کفر جو آپ کی بغل میں ہے دھر گھسیٹئے۔

## ابن ہشتم

عقیدہ نمبر ۹۰ وہابیہ و یوہانہ  
عقیدہ نمبر ۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا  
دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے بلخصوصاً

عقیدہ نمبر ۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی  
غیب دان جاننا شرک ہے بلخصوصاً

صفحات ۱۰-۲۶-۲۷-۵۸ تقویتہ الایمان

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۶۔ عقیدہ نمبر ۸۔ ۹ آپ نے عقیدہ نمبر ۸ پر لکھا ہے کہ تقویتہ میں ہے  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ اور اسی حوالہ پر عقیدہ  
نمبر ۹ یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ صاحبان  
یہ ہر دو عبارات بعینہ تقویت میں نہیں ہیں۔ یہ بہتان بندی ہے۔ وغیرہ وغیرہ الخ صفحہ ۱۸-۱۹۔

اقول مفتی جی! کیا کیا جائے آپ کو لفظ ملخصاً نظر ہی نہیں آتا۔ اور عبارت بعینہ ٹھوس پڑتی  
ہے۔ میں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ عبارات بلفظہ ہیں۔ یہ بہتان بندی آپ کی ہے۔ خلاصہ عبارات  
جو صفحات ۱۰-۲۶-۲۷-۵۸ میں لکھا ہوا ہے ان صفحات کو آپ نے دیکھا تک بھی نہیں اور خود  
اقرار نفی علم غیب آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلائل لا طائل شرع کر دئے۔ لیجئے وہ عبارات  
جن کا خلاصہ میں نے نقل کیا ہے آپ کی تقویتہ الایمان سے نکال کر دکھلاتا ہوں۔ اور پھر آپ کے  
دلائل کی طرف توجہ کرونگا۔ دیکھئے!!!



(الف) اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے۔ خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ مجتہدات اور پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے عرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظ تقویتہ الايمان صفحہ ۱۰-۹۔

(ب) کسی انبیا اولیا امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے۔ اور نہ انکی تعریف میں ایسی بات کہے۔ بلفظ صفحہ ۲۶۔ تقویتہ الايمان۔

(ج) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے سو وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کسی کوئی جانتا ہی نہیں۔ بلفظ صفحہ ۲۷۔ تقویتہ الايمان۔

(د) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ بلفظ صفحہ ۵۸۔ سطر ۳۔ تقویتہ الايمان۔  
(هـ) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ بلفظ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۲۔ سطر ۱۔

(و) اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کہ فر ہے۔ بلفظ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۲۔

(ز) اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب جمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ بلفظ فتاویٰ رشیدیہ۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۲۔ سطر ۸۔  
یہ سب مولوی جی! ان ہر سہ عبارات میں بعینہ عبارات بھی موجود ہیں۔ جن سے ہر دو عقیدے وہابیہ دیوبندیہ کے ثابت ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ آپ کی بہتان بندی ہے۔ کہ تقویتہ میں عبارات موجود نہیں۔ واہ نظر۔

قولہ۔ صاحبان اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا غیب دان کوئی نہیں۔ خواہ وہ نبی ہو یا ولی اور آیات ذیل اس عقیدہ کی تعلیم دیتی ہیں: (۱) لَا يَكُنْ لَكُمْ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ۔ ترجمہ نہیں جانتا ہی غیب کی بات کوئی سوا اللہ کے نہ (۲) وَ عِندَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ۔ ترجمہ اس کے پاس میں غیب کی کنجیاں جسکو اسکے سوا کوئی نہیں جانتا سورہ انفعام (۳) ذَلِكُمْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ فَسْتَكْرِهْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْتَوِي الشَّيْءُ ترجمہ اگر میں جانا کرتا غیب کی باتیں تو بہت خوبیاں لیتا اور تم کو برائی بھی



نہیں ہے (سورہ اعراف) (۴) قل لا یحکم من فی السموات والارض الا اللہ ترجمہ: جو غیر لوگوں سے کہہ دے کہ جتنی مخلوق آسمان و زمین میں ہے ان میں سے غیب کی بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔  
صفحہ ۱۹: اقول مفتی صاحب ایہ عقیدہ وہابیہ کا ہے۔ اہلسنت وجماعت کا نہیں۔ اہلسنت وجماعت کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور انحصار حضرت افضلی الانبیاء و المرسلین خدایہ کے فضل سے بے شمار باتیں غیب کی جانتے ہیں کوئی بات ان سے چھپی نہیں۔ بلکہ اولیاء کرام اور نفاذ ومان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خدا کی عنایت سے علم غیب سے مشرف ہیں۔ ہاں وہابیہ اس کے منکر ہیں بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔  
دیکھئے۔ آپ کے امام اپنی تقویت الایمان میں کیا ورفشا فی کرتے ہیں۔ وہ ہوا ہوا۔

غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے الخ بلفظ صفحہ ۲۰۔ تقویت الایمان۔ (پوری عبارت حاشیہ پر درج کی گئی ہے)  
اس سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت علم غیب کا نہیں۔ جب وہ چاہتا ہے کہ غیب کی بات کو دریافت کرے تو وہ اپنے اختیار سے دریافت کر لیتا ہے جب کبھی چاہتا ہے اور جب دریافت کرنا نہ چاہے تو نہ سہی لیکن پہلے اس دریافت سے وہ علم غیب یا غیب کی بات نہیں جانتا اور نہ دریافت کرنے سے پہلے اسکو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے۔ دریافت کرنا ضرور ہے مگر یہ پتہ نہیں کہ وہ دریافت کس سے کرتا ہے اور کون اسکو بتلاتا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہاں آپ کے امام نے خداوند کریم کو جہل یا جہالت سے موصوف کیا۔ یہ اس لئے کہ یہ فعل انسان کا ہے۔ جب انسان ایسا کر سکتا ہے تو خدا کیوں نہیں کر سکتا۔ ورنہ انسانی قدرت ربانی قدرت سے الید ہو جائیگی۔ یہ صریح کفر ہے جیسے فتاویٰ عالمگیری کے صفحہ ۲۵۸ جلد دوم میں ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص الخ۔ بلفظ صفحہ ۲۰

۱۔ پوری عبارت یہ ہے۔ ... اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کر میں جب چاہیں نہ کریں۔ سو اب غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی کو وحی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو محبوبت و پیری کو اللہ صاحب کی طاقت نہیں بخشی۔ کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلفظ تقویت الایمان صفحہ ۲۰



یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسکو جہل یا عجز یہ کسی عیب کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ اور اسی طرح دیگر کتب فقہ میں درج ہے جن میں سے تین دیگر کتب فقہ کا حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۲) بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ - مصری - ولو وصف الله تعالى بما لا يليق به كفر  
یعنی اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں تو وہ کافر ہو گیا :-  
(۳) فتاویٰ بزاز یہ جلد ۳ - صفحہ ۳۲۳ - مصری - عبارت مندرجہ بالا درج ہے :-  
(۴) جامع الفصولین جلد ۲ - صفحہ ۲۹۸ - مصری - بعینہ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔  
لیجئے اب میں آپ کے دلائل کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ میں بار بار کہتا چلا آ رہا ہوں کہ مفتی جی آپ کو علم قرآن سے محسوس نہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن شریف کو کسی استاد سے نہیں پڑھا اور نہ کبھی آپ کی تلاوت میں ہے :-

آپ نے علم غیب کی نفی میں چار آیات نقل فرمائی ہیں۔ ان میں سے سب پہلی آیت کا لفظ الغیب الا الله درج کی ہے لیکن پتہ نہیں دیا کہ یہ آیت شریفہ قرآن شریف کے کون سے پارہ یا سورہ میں ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ آیات قرآنی بتلا کر لکھتے چلے آئے ہیں جو مسلمانوں کے قرآن شریف میں تو موجود نہیں ہاں آپ کا کوئی قرآن مولوی اشرف علی صاحب پراٹھا ہوا آپ کے پاس ہوا اور اس میں یہ آیت موجود ہو تو ہو۔ جسکی ہمیں پرواہ نہیں۔ لیکن آپ ہمارے مسلمانوں کے قرآن شریف سے نکال کر دکھلائیے یا پتہ دیجئے کہ کہاں کس پارہ یا سورہ میں ہے۔ تب آپ کی قرآن دانی مانی جاسکتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ آپ قرآن شریف سے گورے ہیں۔ ہمیں ایک تخت درمخت قرآن شریف میں برخلاف حکم خداوندی اِقَالَهُ لِحِفْظُوْنَ کے یہ زیادتی کر دی ہے کہ ایک آیت تھا اپنی طرف سے داخل کر دی۔ اس سے بڑھکر اور کیا بہتان ہو سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تو بہتان پر بہتان اور کذب لگاتے چلے ہی آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک قرآن شریف کی بھی تحریف پورے طور پر کر دی دوسری آیت شریفہ میں آپ نے ایک یہ غلطی کی ہے کہ لفظ مفتح کو مفتح لکھ دیا ہے۔ یہ بھی آپ کی قرآن دانی کی دلیل ہے۔ اور تحریف قرآنی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا جاتا ہے اس سے کوئی خوف نہیں تو آیات بنا کر قرآن میں داخل کر دینا کونسی بڑی بات ہے۔ مگر ہمارے مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کے مذہب میں بہت بڑا کفر ہے :-



چوتھی آیت شریفہ کا بھی اپنے پتہ نہیں لکھا مگر چونکہ وہ آیت قرآنی ہے اس لئے تلاش سے سورہ نمل میں ملگئی گویا چار آیات کے شمار صرف تین آیات باقی رہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ ہر سہ آیات محولہ آپ کی مکتی ہیں۔ یعنی مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھیں۔

## فصل اول علم غیب کی تعریف میں

اس بات کو پہلے بیان کرنا ضروری ہے کہ علم غیب کس کو کہتے ہیں۔ اور اسکی تعریف علماء کرام نے کیا کی ہے۔ سنئے۔

(۱) تفسیر کبیر جلد اول مصری صفحہ ۱۶۵۔ سطر ۲۔ ان الغیب هو الذی بكون غائبا عن الحواس یعنی غیب اسکو کہتے ہیں جو حاسہ سے باہر ہو یعنی جو اس خمسہ سے الگ ہو سنئے۔ سو ننگے چکھتے۔ چھونے سے جدا ہو۔

(۲) منتخب اللغات صفحہ ۱۲۰۔ سطر ۱۳۔ جو اس۔ بہ تشدید سین قوتہ تہائے دریاں جمع حاسہ و آل سمع است و بصر و شتم و ذوق و لمس۔ بلفظ یعنی حاسہ (کان۔ آنکھ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ سم۔ بصر۔ شتم۔ ذوق۔ لمس)۔

(۳) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ جلد اول سورہ بقرہ صفحہ ۵۔ سطر ۲۸۔ غیب نام آل چیز است کہ از ادراک جو اس ظاہرہ و باطنہ تہایج باشد۔ بلفظ۔

(۴) تفسیر عزیزی جلد دوم تبارک الذی صفحہ ۲۰۵۔ سطر اول۔ غیب نام چیز نیست کہ از ادراک جو اس ظاہرہ و باطنہ غائب باشند نہ حاضر بلفظ۔

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اس طرح ہے کہ علم غیب دو قسم پر ہے اول حقیقی یا استقلال کی یا ذاتی۔ دوسرا اضافی یا وہبی یا تعلیمی

اول قسم کا علم غیب جو بلا کسی وسیلہ یا ذریعہ کے ہے بالاستقلال ذاتی ہے وہ خاص اللہ تبارک و تعالیٰ کی واسطے ہے۔ اور دوسرا علم غیب جو اضافی وہبی یا تعلیمی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیار کرام کو ثابت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام علوم غیب لوح محفوظ جو ہو چکا یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا قیامت تک کے عالات سب اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دیا

ہیں۔ کوئی بھی علم ان سے پوشیدہ نہیں۔ یہ عقیدہ بطور اجمال کے ہے تفصیل اسکی شروع کی جاتی ہے۔ اور آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب سنئے۔

(۱) تفسیر روح البیان زیر آیت عندہ مفاتح الغیب الآیہ کے لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے



معلوم ہوا کہ علم غیب حق تعالیٰ سے خاص ہے۔ اور جو انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ میں خیر و بری مروی ہیں وہ خدا کی تعلیم ہیں یا بطریق وحی یا بطور الہام اور کشف کے۔ پس جس علم پر سوا انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ کے کوئی اطلاع نہیں ہوتا وہ حق تعالیٰ ہی سے خاص ہے جیسا کہ آیت علم الغیب فلا یظہو علی غیبہ احد الا من ارضا من رسول

(۲) تفسیر روح البیان زیر آیت ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب کے لکھا ہے۔ ترجمہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ کافروں سے ان کی عقل کے موافق باتیں کریں (الی قولہ) اور میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے ہنی اور مستقبل کی خبریں دیتے تھے۔ اور شرب معراج کے واقع میں آپ نے واقعی فرمایا ہے کہ میرے خلق میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے میں نے معلوم کر لیا جو ہوا اور جو ہونے ہے اور جو ہو گا پس جو کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں وہ راستہ سے بھولا ہوا ہے ختم ہوا ترجمہ

(۳) تفسیر محل بر حاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت علم الغیب فلا یظہر الا یہ ترجمہ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کسی جاگہ علم غیب کی نفی اپنے نفس شریف سے فرمائی ہے تو یہ حق تعالیٰ سے تو اضع ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔۔۔ اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا۔ مگر حق تعالیٰ مجھے غیب پر اطلاع دیدیتا ہے۔ الخ ترجمہ ختم ہوا

(۴) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۲۷ سطر ۲۔ قل لا اقول۔۔۔ ولا اعلم الغیب ان المراد منه ان یظہر الرسول من نفسه التواضع للہ والخضوع لہ والاعتراض بحجج حتی لا یعتقد فیہ اعتقاد النصارى فی المسیح علیہ السلام بقطرہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ کہہ دیا کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ تعالیٰ کے اور میں غیب نہیں جانتا۔ تحقیق آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد تو اضع اور کشف نفسی کی ہے اور خضوع کی اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرنا ہے تاکہ لوگ مسلمان قوم نصاریٰ کی طرح ایسا اعتقاد نہ کریں جیسا کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا (کہ وہ خدا ہیں)۔

(۵) تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۶۔ زیر آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب الا یہ وانما نفی عن نفسه الشیء فیہ هذا الا شیء اضع اللہ تعالیٰ واعتراضا بالعبودیۃ وان لا تقترحا علیہ الا یات۔ یعنی اس آیت سے مراد تو اضع و کسر



کس نفسی اور اعتزاف عبودیت ہے ورنہ دیگر آیات علم غیب پر کیوں آتیں۔

(۶) تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۷۱ (لباب التاویل) فان قلت قد اخبر النبي صلى الله عليه وسلم عن المغيبات وقد جاءت احاديث في الصحيح بهذا اللہ وهو من اعظم معجزاته صلى الله عليه وسلم فكيف الجمع بينهما وبين قوله تعالى لو كنت اعلم الغيب لا ستكثر من الخير قلت يحتمل ان يكون قاله صلى الله عليه وسلم على سبيل التواضع والاحتشام والمعنى لا اعلم الغيب الا ان يطلعني الله تعالى ويقدر اهلى ويحتمل ان يكون قاله قبل ان يطلع الله تعالى على الغيب فلما اطلعه الله عز وجل اخبر كما قال علم الغيب فلا يظهر على غيبه احد الا من ارتضى من رسول الاية۔ بلفظ یعنی اگر تو کہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں دی ہیں جو بہت سی صحیح حدیثوں میں آئی ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عظیمہ میں سے ہیں۔ پھر کیوں نہ تطبیق ہو سکتی ہے ان میں اور قول اللہ تعالیٰ لو كنت اعلم الغيب الا من ارتضى من رسول الاية میں کہتا ہوں ہمیں احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو۔ اور معنی اس آیت کے یہ کہ اطلاع کرو دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ انھیں اس کی قدرت دیدیتا ہے۔ اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا قبل اسکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو غیب کا علم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے علم الغيب فلا يظهر على غيبه احد الا من ارتضى من رسول الاية یعنی عالم الغيب اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو ظاہر نہیں فرماتا کسی پر بھی مگر اپنے رسول پر ظاہر فرماتا ہے۔

(۷) شرح نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ (زیر آیت مندرجہ بالا) وهذا الاينافى الايات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله لو كنت اعلم الغيب لا مستكثر من الخيرات ان النفي علمه من غير واسطة واما اطلعه عليه باعلام الله تعالى فامر متحقق قال الله تعالى علم الغيب فلا يظهر على غيبه احد الا من ارتضى من رسول انتفى۔ یعنی یہ آیات منافی نہیں ہیں جو دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لو كنت الاية تحقیق ہمیں ان کے علم غیر واسطہ کی نفی ہے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے اعلام سے ان کو اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے اور یہ امر متحقق ہو چکا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہے (یعنی اپنے علم غیب پر جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے) پھر اپنے حبیب پاک صلی اللہ



علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرما دیا ہے) ۛ

پس۔ ان تحریرات سے ثابت ہے کہ جن آیات میں نفی علم غیب کے لئے کی گئی ہے وہ علم غیب ذاتی و استقلالی ہے اور ان آیات و دیگر آیات جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا ہو چکا ہے اور کثرت سے احادیث و روایات میں تطبیق یوں ہے کہ جن آیات میں نفی ہی وہ علم غیب ذاتی ہے اور باقی تمام علم غیب بالواسطہ عطیۃ اللہ تعالیٰ کا ہے و علم غیب اضافی ہے جس کا وہابیہ انکار کرتے ہیں لیجئے آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب اب تو ہو چکا۔ اب علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثبوت کو ملاحظہ کیجئے۔

## فصل دوم آیات قرآن شریف سے علم غیب کے عطا ہونے کا ثبوت

(۱) علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول الایہ۔  
(سورہ جن مکیہ) یعنی وہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے ظاہر نہیں کرتا اپنے علم غیب کو کسی پر۔ لیکن اپنے پسندیدہ رسول کو ۛ

(۲) تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک (سورہ ہود مکیہ) یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری طرف وحی بھیجتے ہیں ۛ

(۳) علمہ البیان (سورہ الرحمن مکیہ) یعنی تعلیم کر دیا اسکو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) سب بیان ۛ

(۴) فادھی الی عبدہ ما دھی (سورہ النجم مکیہ) یعنی پس وحی کی اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف جو کچھ وحی کی ۛ

(۵) وما هو علی الغیب بضئین (سورہ تکویر مکیہ) اور نہیں وہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی باتیں بتلا نہیں بخیل۔ یعنی علم غیب کے بتلانے میں کچھ چھپا نہیں رکھتے ۛ

۱۔ علم الغیب الایہ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۳۹۲ ۛ  
۲۔ وما هو الا وما محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب علی ما أخبرنا من الیہ وغیرہ من الغیب الایہ۔ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۴۱۲۔ سطر ۱۵۔ ۛ







وجودت برہا بدین تدریجی تعلیمت علم الاولین والاخرین و فی روایہ علم ماکان و مہیکون  
 بلفظ ترجمہ آیکا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہو گیا جیسا کہ حدیث  
 بحث ملائکہ میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنا کف (قدرت) میکہ نشانوں میں رکھا۔  
 پس اسکی خفگی میکہ پر نشانوں میں آجی۔ پس جان لیا میں نے علم اولین و آخرین کا۔ اور ایک روایت  
 میں ہے علم اس چیز کا جو ہو چکی اور وہ چیز جو آئندہ ہو گی۔

(۳) تفسیر کبیر مصری جلد سوم صفحہ ۳۱۰، سطر ۳۱۔ زیر آیت وکان فضل اللہ علیک  
 عظیما۔ وھذا من اعظم الدلائل علی ان العلم اشرف الفضائل والمناقب وذلک  
 لان اللہ تعالیٰ ما اعطی الخلق من العلم الا القلیل کما قال وما اوتیتہ من العلم  
 الا قلیلا ونصیب الشخص الواحد من علوم جمیع الخلق یکون قلیلا ثم انه سمي ذلک القلیل  
 عظیما حیث قال وکان فضل اللہ علیک عظیما وسمی جمیع الدنیا قلیلا حیث قال قل  
 متاع الدنیا قلیل وذلک یدل علی غایۃ شرف العلم۔ بلفظ یعنی اور یہ بزرگتر دلائل  
 سے ہے علم کے اشرف فضائل اور مناقب ہونے پر بدین وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو حقوڑا سا علم  
 دیا جیسا کہ فرمایا کہ تم حقوڑا سا علم دے گئے ہو۔ اور ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ساری  
 مخلوق کے علموں سے جو حصہ ملا تو وہ بھی حقوڑا ہی ہے۔ پھر اس حقوڑے کو اللہ تعالیٰ نے بہت فرمایا  
 آیت وکان فضل اللہ علیک عظیما میں اور ساری دنیا کا نام بھی خدا نے حقوڑا رکھا ہے جو فرمایا  
 کہدے سامان دنیا حقوڑا ہے۔ اور یہ بات علم کی نہایت درجہ کی فضیلت پر دلیل ہے۔

(۴) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۱۱۷، سطر ۱۲۔ ہفت کس را از انبیا ہفت علم مرحمت  
 تفصیل وادہ حضرت آدم را بعلم لغت کہ وعلما آدم الاسماء کلہا و حضرت خضر را بعلم  
 فراست و علمناہ من کلام العلماء و حضرت یوسف را بعلم تعبیر کہ و علمنی من تاویل الاحادیث  
 و حضرت داؤد را بعلم صنعت و علمناہ صنعت لبوس لکیر و حضرت سلیمان را بدانتن زبان جانوران  
 کہ علمناہ منطق الطیر و حضرت عیسیٰ را بعلم تورات و انجیل کہ و علمناہ الکتب والحکمۃ  
 والنقراۃ والانجیل و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را علم اسرار کہ علمک مالہ تکن  
 تعلم۔ بلفظ۔

(۵) تفسیر جلالین صفحہ ۸۵، سطر ۴ علمک مالہ تکن تعلم۔ من الاحکام والغیب  
 یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ سکھادیا اے رسول تم کو جو کچھ آپ انہیں جانتے تھے۔ وہ تمام احکام اور



و نو ایسی اور غیب کے علوم ہیں :

(۶) تفسیر معالم التنزیل زیر آیت خلق الانسان علمہ البیان۔ قال ابن کثیر ان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ماکان و ما سیکون اھ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا کیا انسان کو اور سکھلا یا اسکو بیان۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سکھلا یا ان کو بیان یعنی بیان اور بیان ہے جو کچھ ہو چکا اور آئندہ ہوگا۔ سب کچھ بتا دیا :

(۷) تفسیر جامع البیان بر حاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۸۵ و علمک مالک تکن تعلم۔ قبل نزول ذلک من خفیات الامور۔ بلفظہ یہ آیت شریف محفی امور کی تعلیم کے متعلق ہے :

(۸) تفسیر مدارک علمک مالک تکن تعلم۔ من امور الدین والشرائع ومن خفیات الامور و ضمائر القلوب۔ بلفظہ یعنی یہ آیت شریف کہ اے رسول سب کچھ تم کو سکھلا دیا جسکو آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام امور دین اور شریعت کے اور تمام غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھید اور اندرونی حالات ہیں :

(۹) تفسیر برضاوی جلد اول صفحہ ۲۰۱ سطر ۱۲ و علمک مالک تکن من خفیات الامور و امور الدین والشرائع و الاحکام اس آیت شریف میں تمام غیب کی باتیں یا تمام دین اور شریعت و احکام و امور دنیوی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرمائے گئے ہیں۔

(۱۰) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۹۲ و علمک اور تعلیم کر دیا مجھے مالک تکن تعلم جو نہ تھا تو کہ آپ سے جان لیتا بھی ہوئی باتیں اور دلوں کے بھید اور بہت علمائے کہا ہے کہ وہ علم ہے ربوبیت حق اور اس کے جلال کا۔ اور بیجا ننا عبودیت نفس اور اس کے حال کا اور ذکر الحقائق میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا یہ اسکا علم ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں ڈال دیا۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہو نیوالا ہے۔ بلفظہ :

(۱۱) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۲۶۵۔ تلک یہ قصہ جو مذکور ہوا من انباء الغیب غیب کی خبروں میں سے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے نوحیہا الیک وحی کی ہم نے تیری طرف۔ بلفظہ۔

(۱۲) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۲۹۰ (سورہ الرحمن) خلق الانسان پیدا کی خدا نے آدمیوں کی جنس علمہ البیان تعلیم کر دیا اسکو بیان یعنی جو کچھ اس کے دلیں ہے اسے کہہ کر یا لکھ کر ظاہر



کرنا یا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور علم ہما انہیں تعلیم کر دیا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہو گا سب ان کو تعلیم کر دیا۔ چنانچہ علمت علماء اولین و آخرین حدیث ان مضمون اسکی خبر دیتا ہے۔ بلفظ :-

(۱۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۵۸۲ علم الغیب وہ جانتے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا فلا یظہر تو ظاہر نہیں کرتا اور مطلع نہیں فرماتا علی الغیبہ اس غیب پر جو مخصوص ہے اس کے علم کے ساتھ احد کسی الامن ارتضیٰ مگر جسے پسند کر لیتا ہے من رسول اپنے رسول میں سے کہ اسے ان میں سے بعض پر اطلاع دیتا ہے تاکہ اس رسول کا معجزہ ہو اور یہاں رسول سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ بلفظ :-

(۱۴) تفسیر جلالین صفحہ ۲۹۰ وَمَا هُوَ إِلَّا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْغَيْبِ بظننہم مبتہم فی قرأۃ باضاد ای بخیل فینقص شیئاً منہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب کے بتلانہیں متہم نہیں۔ اور قرأۃ ضاد (بظننہ) سے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی باقیں بتلانہیں بخیل نہیں اور نہ کسی چیز کی کمی کرتے ہیں :-

(۱۵) تفسیر جامع البیان بر حاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۲۹۰۔ وَمَا هُوَ إِلَّا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْغَيْبِ۔ عَلَى كُلِّ مَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ هَا كَانَ غَائِبًا عَنْهُ بظننہم مبتہم ومن قرأۃ باضاد فمحتاہ لیس بخیل علیہ بل یبذالہ لعل واحد وعلیمہ۔ بلفظ :- یعنی آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی خبروں کو جو ان کو اطلاع ہوتی ہے بتلانے میں متہم نہیں ہیں۔ اور حرف ضاد کی قرأۃ میں اس کے معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی تمام باتوں کے بتلانہیں بخیل نہیں ہیں۔ بلکہ بخشش کر دیتے ہیں ہر ایک کو اور سکھلا دیتے ہیں ہر شخص کو :-

(۱۶) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ والظاہر انہا اسرار وحقا ومعارف لا یعلمہا الا اللہ ورسولہ وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ فیہ دلیل ظاہر علی شرف العلم حیث مملأہ عظیمات وسمی متاع الدنیا باسما قلیلک۔ بلفظ :-

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس میں نے وحی کی اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو کچھ

۱۔ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۲۱۸ سطر ۱۵۔ وَمَا هُوَ إِلَّا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْغَيْبِ عَلَى مَا يَخْبُرُهُ مِنَ الْوَحْيِ إِلَيْهِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْغُيُوبِ بظننہم مبتہم من الظننہ وہی الرقعة وقرء نافع وعام وحمزة وابن عامر بظننہم من الظننہ وہی البخل لے لا یبخل بالتبلیغ والتعلیم۔ بلفظ :-



کہ وحی کی جو کچھ چاہا۔ اسکی تفسیر حضرت نیشاپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام ہزار اور عیسید مخفی ہیں۔ اور تمام حقیقتیں اور ماہیتیں شیاری اور ان کے معارف اور شناختیں ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا یعنی ذرہ ذرہ بتلادیا۔ وکان فضل اللہ عظیم ما میں ظاہر دلیل ہے علم کی شرافت پر کہ خدا نے اسکو بزرگ عظیم فرمایا۔ اور ساری دنیا کو قلیل یعنی تھوڑا سا ہے۔

(۱۷) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۲۲ سطر ۱۴ ماکان اللہ نہیں ہے اللہ اس بات پر کہ لینا من المؤمنین چھوڑ دے مسلمانوں کو علی ما انتہم علیہ اوپر اس چیز کے کہ تم اے منافقوں اس چیز پر ہو یعنی تم جو مسلمان بنے ہو اور ظاہر میں تم اُن پر ہستے ہو بلکہ حق تعالیٰ اپنی حکمت سے تمہارا امتحان کرتا ہے حتیٰ یبذل الخبیث یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو جو نفاق میں آلودہ ہے من الطیب پاک یعنی مومن نخلص سے اور یہ جدا کرنا یا تو جہاد کے سبب سے ہو تا ہے کہ مخالف لوگ خلافت کر کے اعداء دین سے لڑائی نہ کریں جیسا کہ جنگ اُحد میں ہوا یا اُن کے دلوں میں جو باتیں بھری ہوئی ہیں وہ وحی سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس پر گواہ ہو جائیں۔ اور منافقوں کی باتوں میں سے ایک بات تھی کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب طرح حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے ان کی ذریت دکھائی تھی اسی طرح میری تمام اُمت کی صورت و شکل سب مجھے دکھا دی ہے اور مجھے الہام الہی کے رو سے معلوم ہو گیا ہے کہ اُن میں کون شخص سلام قبول کریگا۔ اور کون کون نہیں کریگا۔ منہ بھنسا رہیگا۔ منافق یہ بات کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علانیہ یہ دعویٰ کرتے ہیں اور ہمارے دل متزلزل کے خال سے غافل ہیں اگر سچ کہتے ہیں تو کہہ دینا چاہیے کہ ایک ایک کا حال ہم سے بیان کر دیں کہ کون شخص نخلص ہے اور کون منافق۔ تب یہ اگلی آیت نازل ہوئی وماکان اللہ لیطالعکم علی الغیب ولکن اللہ یحبی من رسلہ من یشاء

(۱۸) تفسیر معالم التنزیل و نشان نزول آیت وماکان اللہ لینا من المؤمنین الا یہ قال السدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی فی صمدی الطین کا عرضت علی اہم واعلمت من یومن بہ ومن یکفر فبلغ ذالک المنافقین فقالوا استہزاء

اعلم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ یعلم من یومن بہ ومن یکفر من یخلق



بعد ونحن معه وما يعرفنا مبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام على المنبر  
 فحمد الله وأثنى عليه ثم قال ما بال أقام طعتوا في علمي لا تسلموني عن شيئي فمما بينكم  
 وبين الساعة إلا أنبئكم فإمام عبد الله بن حذافة فقال من ابني يا رسول الله قال حذافة  
 فقال عمر فقال يا رسول الله رضينا بالله رباً وبالله ديناً وبالقُرآن إماماً وبك نبياً فاعف  
 عنا عفا الله عنك فقال النبي صلى الله عليه وسلم فهل أنتم منتهون ثم نزل عن المنبر فأنزل  
 الله هذا الآية ما كان الله ليعذر المؤمنين الآية بلفظ ترجمہ کہا سُدی نے جو کبار مفسرین تابعین  
 ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے روبرو پیش کی گئی میری اپنی آواز ضرور تو نہیں جوئی  
 نہیں تھی۔ جیسے کہ پیش کی گئی تھی حضرت آدم کے روبرو۔ تب میں نے جان لیا ہر شخص کو جو مجھ پر ایمان  
 لایا۔ اور جو ایمان نہ لا کر کافر رہ گیا۔ پس یہ بات منافقین کو پہنچی تب انہوں نے ہنسی اور مسخرے  
 کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعویٰ کرتے کہ میں جانتا ہوں اُس شخص کو جو میرے پر ایمان لانا  
 ہے اور جو کافر رہتا ہے اگرچہ وہ اب تک پیدا بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ہم اُن کے ساتھ رہتے ہیں  
 ہم کو بھی پہچان نہیں سکتے اور نہ اب تک ہم کو انہوں نے جاننا ہے پس منافقین کی اس گفتگو کی خبر  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں پہنچی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 فوراً منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کے فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم  
 (غیب) پر طعن کرتے ہیں۔ پوچھیں مجھ سے جو کچھ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات  
 اور میں اُن کو سب بتلاؤں۔ پس کھڑا ہوا عبد اللہ بن حذافہ کہ بعض لوگ اسکے باپ کے  
 بارے میں شک کرتے تھے) اُس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم نے تیرا باپ حذافہ ہے۔ اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی  
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم راضی ہیں اللہ تعالیٰ سے جو ہمارا رب ہے اور اسلام سے  
 جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا کلام ہے اور حضور سے کہ ہمارے بنی اور رسول ہیں۔ پس معاف  
 فرمایے ہمیں اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے۔ تب فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کیا تم نہیں  
 پہچنتے اور بس کر دی پوچھنے سے تب منبر سے حضور اتر آئے تو اسی وقت یہ آیت شریف و ما  
 کان الله ليعذر المؤمنين الآية نازل ہوئی ۛ

۱۹ تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی  
 سورہ بقرہ صفحہ ۵۵ سطر ۱۷۔ ویکون الرسول علیکم شہداً۔ یعنی باشد رسول



زیر کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابی کہ بدال از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و این شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است و آنچه او از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس و عیسی و مہدی و مقتول بھال یا از معائب و مثالب حاضران و غائبان می فرماید اعتقاد بر آن واجب است و ازین است کہ در روایات آمدہ کہ ہر مہمی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کہ فلانے امروز چنین می کند و فلانے چنان تا روز قیامت او را شہادت تواند کرد الخ۔ بلفظ۔

## فصل چہارم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

### علم غیب کا احادیث صحیحہ سے ثبوت

(۱) صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق صفحہ ۱۲۹ سطر ۲۵

مصری۔ قال سمعت عمر رضی اللہ عنہ یقول قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقامًا فخرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذالک من حفظہ و نسئہ من نسئہ بلفظ عن طارق بن شہاب) قال سمعت عمر۔ یعنی طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے صحابہ میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہم کو خبر دیدی تمام ابتداء دنیا سے لیکر قیامت تک کی یہاں تک کہ بہشتی اپنی جگہوں میں داخل ہوں اور روزی اپنی جگہوں میں یاد رکھا اس بات کو جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا ۛ

(۲) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن صفحہ ۱۶۱ سطر ۳۵ مصری۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال سئلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی احقوا بالمسئلة فضعف النبی صلی اللہ علیہ وسلم خافت یوم المنبر فقال لا تسألونی عن شیء الا بنیت لکم فعملت

لہ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۲۲ سطر ۲۷ و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء و ما کان اللہ لیؤتی احدکم علم الغیب فیطلع علی ما فی القلوب عن کفر و ایمان و لکن اللہ یجتبی لرسالہ من یشاء فیؤتی الیہ و یخبرہ ببعض المغیبات او ینصب لہ ما یدل علیہا۔ بلفظ۔



النظر بمینا و شمالا فاذا كل رجل راسه في ثوبه يبكي فانشأ رجل كان اذا رآه جى يدعى  
الى غير ابيه فقال يا بنى الله من ابى فقال ابوك حذافه ثم انشأ عمر فقال رضينا  
بالله ربنا و بالاسلام ديننا و بحمد رسولنا نعوذ بالله من سوء الفتن فقال النبى صلى  
عليه وسلم ما دأبت فى الخير و الشكر كاليوم قط انه صورته الى الجنة و النار حتى رآتهما  
دون الحائط - بفظايعه حضرت انس رضى الله عنه سے روایت ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم سے علم غیب کی بابت پوچھا اور سوال کرنے میں بہت اصرار کیا۔ تب آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو تاکہ میں  
بیان کروں ادھر ادھر واپسے یا میں نے غلطی کی تو معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر  
رو رہا ہے۔ اتنے میں کھڑا ہوا ایک آدمی جسکو جھگڑے کے وقت اسکے باپ کے سوا اور کبھی قنبت  
کرتے تھے۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیے میرا باپ کون ہے۔ تب فرمایا  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے  
ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم راضی ہوئے اللہ پر جو سہارا رب ہے اور اسلام  
پر جو سہارا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو سہارا رسول ہے۔ ہم پناہ مانگتے ہیں بُرے  
فتن سے۔ پس فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے نہیں دیکھا آج کے دن کا  
سایہ اور شر تحقیق وہ مشکل دکھائی دیتے بہشت و دوزخ یہاں تک کہ میں نے دونوں کو اس  
دیوار کے ادھر دیکھا۔

(۳) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۴ مصری۔

عن ابن عمر قال ذكر النبي صلى الله عليه وسلم اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك  
لنا في مينا - قالوا يا رسول الله وفي مجدنا قال اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك  
لنا في مينا - قالوا يا رسول الله وفي مجدنا فاظنه قال في الثالثه - هناك الزلازل و  
الفتن و بها بطلع قرن الشيطان - بفظ - ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور اے اللہ برکت دے  
ہمارے ملک مین میں۔ اور کہا (مجد والوں نے) کہ ہمارے ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمائیے کہ برکت  
ہو۔ پھر دوبارہ فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور یا اللہ برکت دے ہمارے ملک  
مین میں۔ پھر نجدی لوگ کہ ہمارے نجد میں بھی برکت ہو پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دعائیں دفعہ



مانگی گئی۔ اور نجدیوں کے حق میں فرمایا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور نیز وہاں ایک شیطان نکلیگا۔ یا شیطان کا سینک نکلیگا۔

یہ حدیث شریف پیشگوئی علم غیب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے جو ۱۲۰ھ میں پوری ہوئی جب کہ شیخ عبد الوہاب شیخ نجدی نے وہاں ظہور کیا تمام محدثین علماء اس میں متفق ہیں۔ اور کتاب بروا المختار شامی کے باب النقات میں اسکا حال درج ہے۔

(۴۷) صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۵۰۵ سطر ۱۹ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة عن المنہجی اخبرنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج حین ذاعت الشمس فصلی الظہر فلما سلم قام علی المنبر فذکر الساعة وذكر ان بین ین بیہا اعظاما انه قال من احب ان یسأول عن شیئی فلیسأل عنہ فی اللہ لا تسألونی عن شیئی الا اخبرتکم بہ ما حمت فی مقامی هذا قال انس فاکثر الناس البكاء واكثر رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان یقول سلونی فقال انس فقام الیہ رجل فقال ابن مدخلی یا رسول اللہ قال النار فقام عبد اللہ بن حذافہ فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابوک حذافہ قال ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی فبرک عمر علی وکبتہ فقال رضینا باللہ ربنا الحدیث ترجمہ حضرت ظہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر دی انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وقت سوچ ڈھلا اپنے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر پڑھی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کے آنیکا حال بیان فرمایا اور فرمایا اس سے پہلے بڑے بڑے اہم امور ہوئے ہوں گے ہیں۔ پھر فرمایا کہ کوئی شخص ہے کہ مجھے کسی چیز کا سوال کرے۔ پس پوچھ لے مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو کچھ خبر بھی پوچھو گے میں بتلاؤں گا۔ جب تک میں یہاں کھڑا ہوں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ لوگ بہت روئے اور بہت دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوچ کر مجھے حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا۔ اسنے پوچھا کہ میرے داخل ہونیکا جگہ کہاں ہے فرمایا کہ تیری جگہ دوزخ میں ہے پھر اٹھا عبد اللہ بن حذافہ اسنے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے پھر فرمایا کہ اور پوچھو اور پوچھو مجھے آخر حدیث تک۔

(۴۸) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹۰ سطر ۴۴ کتاب الفتن عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ذوی الارض فرایت مشارقہا ومغاربہا وان امتی



سیبیل ملکھا مازوی الی منها واعطیت اکثر بنی الا حم وکالا بیض۔ الحدیث یعنی حضرت  
 ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے  
 زمین کو میرے لئے بقرض ملاحظہ پیش کیا۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔  
 اور قریب کیا کہ میری اُمت کی سلطنت ان تمام مقامات میں پہنچے اور مجھے دونوں خزانے سرخ و سفید  
 دے گئے ہیں۔ (جاندی اور سونے کے یا ملک شام و عراق یا عرب و عجم)

(۷) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۸ عن حذیفۃ قال قال فیما رسول اللہ علیہ  
 والہ وسلم ما ترک لشیء یكون فی مقامہ خالک الی قیام الساعة لا حدث به حفظہ  
 من حفظ و تشبیہ من تشبیہ الحدیث یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے  
 میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (منبر پر خطبہ کے لئے) تشریف فرما ہوئے کہ کوئی چیز بیان کرے  
 نہیں چھوڑی قیامت تک یعنی سب کچھ جو ہونے والا تھا قیامت کے لئے بیان فرمایا۔ یاد رکھنا  
 یاد رکھا اور بھلا دیا جائے بھلا دیا ۛ

(۸) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۲۱ عن حذیفۃ انه قال اخبرنی رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن الی ان تقوم الساعة یوم القیمة فاما منہ شیء الا قد  
 سألته الحدیث یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق آگاہ فرما دیا مجھے رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء سے لیکر قیامت تک جو کچھ ہو نیوالا ہے باقی کوئی چیز نہیں ہے  
 (۹) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۲۷ حدیث ابو زید (عمر بن الخطاب) قال صلی  
 بنارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل  
 فیصل ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و بما ہو کائن فاعلمنا  
 (حفظنا۔ بلفظ۔ یعنی حدیث بیان کی مجھے ابو زید (عمر بن الخطاب) رضی اللہ عنہ نے کہا فجر کی نماز  
 پڑھی ہم نے (صحابہ نے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے  
 اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھی  
 عصر کی۔ اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا پس خبر  
 دی ہم کو ان تمام امور کی جو پہلے ہو چکے تھے اور وہ جو آئندہ ہونے والے تھے پس زیادہ  
 عالم اسکو ہے جسے زیادہ یاد دیا ۛ

(۱۰) مشکوٰۃ السمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث و ہادی



جلد چارم صفحہ ۲۹۶ سطر ۱۰۔ عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال روایت از حذیفہ کہ گفت قائم  
 فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ایستاد و در آنحضرت یعنی خطبہ خواند و وعظ  
 گفت ایستادنی کہ ما ترک شیئاً یكون نہ گذاشت چسبکہ باشد و قیوم یا بدنی مقامہ خدا را  
 قیام الساعۃ در آن مقامیکہ ایستادہ بود تا روز قیامت یعنی نگذاشت در بین مقام چسبکہ را از  
 او قانع کہ شدنی است تا روز قیامت الحدیث متفق علیہ

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد چہارم  
 صفحہ ۲۶۸ سطر ۲۲۔ عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم مقاماً گفت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کہ ایستادہ در میان ما از بہت ما و مو عظمت ما  
 آنحضرت ایستادنی یا در مقام ایستادنی یعنی خطبہ خواند فاخبرنا عن بدء الخلق پس خبر داد ما را  
 از آفرینش حتی دخل الجنة منازلہم و اهل النار منازلہم تا آخر روز قیامت کہ و بآیند  
 بہشت را و دوزخیان دوزخ را یعنی احوال مبداء و معاد از اول تا آخر ہمہ را بیان  
 کرد۔ بلفظ الحدیث

(۱۲) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد  
 اول صفحہ ۳۵ سطر ۶ عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 راایت دینی دیدیم پروردگار خود را عزوجل۔۔۔ در شب معراج۔۔۔ فی احسن صورۃ در نیکی  
 .... قال فیم تختصم الملاء الاعلی گفت پروردگار تعالی و پر سید از من کہ در جمیع معصومیت  
 می کنند ملائکہ و ملا جماعت از اکابر و اشراف قوم را گویند۔۔۔ قلت می فرماید آنحضرت کہ گفتیم  
 من در برابر این سوال انت اعلم تو داناتری۔ قال گفت آنحضرت فوضع کفہ بین کتفی پس  
 ہما و پروردگار تعالی دست قدرت و انعام خود را در میان دو شانہ من۔ فجدت بوجہا  
 بین ثدای پس یافتیم من سروی دست مولی تعالی در میان دو پستان خود و کنایت است از  
 وصول اثر فیض بقلب شریف و حصول برویقین۔۔۔ فرمود فعلمت ما فی السموات  
 و الارض پس دانستم ہر چہ در آسمان بود و ہر چہ در زمین بود و عبارت است از حصول تمامہ  
 علوم جزوی و کلی و احاطہ آل و تدبیر و خواند آنحضرت مناسب این حال این آیت را و فرمود  
 ابراہیم ملکوت السموات و الارض و یحییٰ بنویم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را  
 ملائک عظیم تمامہ آسمانہا و زمین را و لیكون من الملقین و تا آنکہ گرد و ابراہیم از یقین کشندگان بوجود



ذات و صفات و توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت سرت در میان این دو زرتیت کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید و حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر چہ در آسمان و زمین بود حالے از ذوات و صفات و ظوہر و باطن ہمہ را دید۔ بلفظ ۵

(۱۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۳۶۶ سطر ۱۱۔

ایک طویل حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے جو اسی حدیث مندرجہ بالا کی مطابق ہے اس میں حدیث شریف کا خاص حملہ یہ ہے فتحی الی کل شیء و عرفت پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم مرا ۵

اس حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے۔ کوئی بھی چیز ان سے پوشیدہ نہیں اور سب کو پہچانتے ہیں (وہا بہر کے لئے ماتم)

(۱۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ایضاً جلد چارم صفحہ ۵۹۹ باب معجزات فصل ثانی (شہادت گرگ) عن ابی ہریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منها شاة فطلبہ الراعی حتی انتزعها منه قال فصعد ذئب علی تل فاقفی واستشفو قال وقد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ فاخذتہ ثم انترعہ منی فقال الرجل تاللہ ان ما دایت کالیوم فانا یتکلم فقال ذئب اعجب من هذا رجل فی النخلات بین الحریثین یخبرکم بما مضی وما هو کائن بعد کم قال فکان الرجل یهودی فاجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اخبرہ و اسلم فصداقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث بلفظ۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑ یا ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور اس نے ایک بکری کو بکڑ لیا۔ اور چرواہے نے اس کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ پس بھیڑ یا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور بیٹھ گیا۔ اور اپنی دم کو چوڑو گھن کر لیا اور بولا کہ میں نے قصد کیا اس روزی کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے روزی دی اور میں نے اس کو لے لیا۔ تو نے (اے چرواہے) وہ روزی مجھ سے چھین لی۔ چرواہے نے بھیڑیے سے یہ بات سنا کر نہایت تعجب سے کہا کہ قسم خدا کی کہ نہیں دیکھا میں نے آج تک کسی بھیڑیے کو جو گفتگو کرتا ہو۔ تب بھیڑیے نے کہا کہ اس سے تعجب انگیز وہ بات ہے جو ایک شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخشتا ہے کہ وہ مدینہ میں رہتا ہے وہ خبر دیتا ہے جو چھ گذر چکا ہے اور جو کچھ تھا اسے بعد میں بتاتا ہے۔







سطر ۱۸ میں ہے جو صفحہ ۱۷۸ میں درج کی گئی ہے۔

(۱۸) شرح سفر السعادت شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۲۲۷ بالجلد نوے استقنا

می کروا ابو لبابہ بن عبد اللہ کے از مشاہیر صحابہ بوداھ بر خاست و گفت یا رسول اللہ خرمادر مرید

اھد و رآب باران خراب خواہد شد بر غم ابی لبابہ فرمود اللھم اسقنا حتی یقوم ابو لبابہ عن یانا

فیستأ ثعلب مریدہ بازارہ فامطرت فاجتمعوا الی ابی لبابہ فقالوا انھان تفلح حتی

تقوم عویانا فتسد مریدان بازارک لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففعل

فاستھلت السماء اھ یعنی اے اللہ ہم پر پانی برسایاں تک کہ ابو لبابہ ننگا کھڑا ہوا اور اپنے مرید

کے راستہ کو اپنے ازار سے بند کرے۔ پس مینہ برسایا لوگ ابو لبابہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا جنتک

تم مطابق فرمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننگے کھڑے ہو کر اپنے ازار سے مرید کو بند نہ کرو

تک بارش بند نہ ہوگی۔ ابو لبابہ نے ویسا ہی کیا۔ آسمان صاف ہو گیا۔

(۱۹) مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۵، جلد اول

از بعض صلحا از اہل فضل شنیدہ شدہ کہ بعضی از عرفا کتبے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آنحضرت

راتماہ علوم الہی معلوم ساختہ بودند انتہای معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے جس کتاب کی

تصنیف کا ذکر فرمایا وہ غالباً یہ کتاب ہے جس کا نام المدلول بالمنقول فی بیان

شمول علم الرسول ہے جو حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ کی جسکی عبارت ذیل میں

درج کی جاتی ہے جو دوسری کتاب فوائد النفیہ کے نام سے ہے انہیں درج ہے۔

(۲۰) فوائد نفیہ حضرت شیخ ابواسحاق علیہ الرحمۃ وکل واحد من قوله تعالیٰ وعلماک

ما لم تکن تعلم وقوله ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یحب من رسلہ من یشاء

فیطلعہ علی الغیب والغیب اسم الجنس فهو یفید العموم كما تقر فی اصول الفقہ و حیثین

یکون معناه فیطلعہ علی جمیع الغیوب وقوله صلی اللہ علیہ وسلم علمت ما کان وما

سیکون فی ما رواہ البخاری وقوله صلی اللہ علیہ وسلم فیما رواہ احمد والترمذی

وصحیہ البخاری۔ خلاصہ یہ کہ جہاں کہیں رب العزت جل جلالہ نے وعلماک ما لم تکن تعلم

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الا یہ فرمایا ہے اس سے تمام جنس مراد ہے۔ اور نفیہ اسم

جنس ہے وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ والوں نے مقرر کیا ہے تو یہ معنی ہوں گے۔

کہ اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے تمام غیبوں پر۔ اور فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے ثعلب، بارش کے پانی ٹپکنے کی جگہ مرید۔ وہ جگہ جہاں اونٹ بٹھائے جاتے ہیں یا غرما خشک کی جاتی ہیں۔



کا کہ علمت ماکان وما سبکون کہ جان لیا میں نے جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہو گا جیسے کہ بخاری نے  
 روایت کیا ہے اور فرمانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا کہ احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور بخاری  
 نے اسکو صحیح کہا ہے انی قمت من اللیل فتوضات و صلیت ما شاء اللہ فغسست فی صلائی فانا  
 ستثقلت فاذا اناب ربی تبارک وتعالیٰ فقال یا محمد فیم یختصم الملاء الا علی قلت  
 لا ادری قالہا ثلاثا قلت لا ادری فراستہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برحاً فاملہ  
 بین تدری فی تمحالی کل شیئی وعرفت خاص من حیث شخص النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 عام من حیث المعلوم فان المعلوم فی الآیۃ الاولیٰ جمیع المعلومات و فی الآیۃ  
 الثانیۃ جمیع الغیوب و فی الحدیث الاول جمیع الموجودات والمعدومات و فی الحدیث  
 الثانی جمیع الاشیاء ای جمیع المعلومات و کل واحد من ہذا المعلومات الاربعۃ اہم  
 من الغیوب الخمسۃ وغیرہا ونحن بعون اللہ وحسن توفیقہ وتائیدنا بسبعۃ  
 حلال کل تعلق علمہ صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع المعلومات فضلہ عن ہذا الغیوب الخمسۃ  
 فی کتابنا المدلول بالمنقول والمعقول فی بیان شمول علم الرسول وهو کتاب  
 صنفنا فی ہذا الشان انتہی۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا تحقیق ایک رات کو  
 میں اٹھا اور وضو کیا اور نماز پڑھی۔ جب تک اللہ پاک نے چاہا۔ پس اونکھ گیا میں اپنی نماز میں پس  
 بو بھل ہو گیا پس یکا یک گویا میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا محمد  
 (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس بات میں ملا و اعلیٰ کے فرشتے جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا  
 الیہ اللہ تعالیٰ نے تین بار فرمایا میں نے یہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔ پس دیکھا میں نے کہ رکھا ہاتھ قدرت  
 اپنا میسر دونوں مونڈھوں کے درمیان۔ یہاں تک کہ پایا میں نے ٹھنڈک اسکی انگلیوں کی درمیان  
 اپنی چھاتی کے پس روشن ہوئیں میرے لئے کل چیزیں اور جانا میں نے اُنکو۔ یہ خاص ہے اس  
 حیثیت سے کہ اس میں خاص کئے گئے ہیں بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عام ہے بحیثیت معلوم  
 کے پس تحقیق معلوم ہوا کہ پہلی آیت جامع ہے معلومات کے لئے اور دوسری آیت  
 غیوبات کے لئے اور پہلی حدیث میں تمام موجودات اور معدومات اور دوسری حدیث  
 میں تمام اشیا یعنی تمام معلومات اور ہر ایک ان چاروں معلومات سے زیادہ عام ہے  
 پانچ غیبوں سے۔ اور انکے غیر کو۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اچھی توفیق وتائید سے ثابت  
 کیا دلیلوں کے ساتھ اپنی کتاب المدلول بالمنقول والمعقول فی بیان شمول علم الرسول



میں اور ثابت کر دیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلومات میں ان پانچ غیبیوں سے کوئی علم غیب باقی نہیں تھا اور تمام غیبیوں کو شامل ہے۔ اور وہ کتاب ہم نے اسی ہی تجت میں تصنیف کی ہے۔ بلفظ کتاب منیر الدین مولانا محمد بشیر الدین صاحب مطبوعہ مصطفائی بیٹم پریس نل بازار بمبئی نمبر ۱۳۳۷ء

(۲۱) یعنی شرح صحیح بخاری جلد رابع صفحہ ۲۲۱۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة فقال اخرج یا فلاح فانک منافق فخرج یا فلاح فانک منافق فخرج منهم ناسا ففهم الحدیث بلفظ یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے روز خطبہ میں فرمایا کہ اے فلاں نکل جا یہاں سے تو واقعی منافق ہے۔ اے فلاں نکلا یہاں سے کہ تو واقعی منافق ہے پس نکال دیے بہت آدمی اور انکی فضیلت ہوئی یعنی ان کی رسوائی ہوئی۔

(۲۲) شرح شفا حضرت ملا علی قاری جلد اول صفحہ ۲۲۱ قال ابن عباس رضی اللہ عنہ کان المنفقون من الرجال ثلث مائة ومن النساء مائة وسبعین بلفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (مبوجب ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتلایا منافق مرد تین سو تھے اور عورتیں منافقات ایک سو ستر تھیں

یہاں یہ بات بھی صاف ہو گئی جیسا کہ منافق کہتے تھے کہ ہم حضرت کے پاس رہتے ہیں لیکن ہم کو نہیں پہچانتے اور اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں مگر بموجب حکم اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمانوں سے جدا کر کے رکھ دیا۔ اور تعداد بھی بتلا دی وہ حکم اللہ تعالیٰ کا ماکان اللہ لبذر المؤمنین الا لیت میں ہے جو فصل دوم میں لکھا جا چکا ہے

(۲۳) مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی جلد دوم صفحہ ۹۷ سطر ۲۔ سوائے اسکے ہزار ہا دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چنانچہ جواب سوال عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ چاند آپ کے ساتھ کیا معامہ کرتا تھا اور آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا اسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔



اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں انکی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا بلکہ اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتداء خلق سے علم غیب حاصل ہے لوح محفوظان کے روبرو لکھی گئی۔ شکم مادر میں ہی علم غیب حاصل تھا۔

## فصل پنجم کتب سیر وغیرہ سے علم غیب کا ثبوت

(۱) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد اول صفحہ ۱۲۔ یعنی چھ طرفیں جن کو فوق، تحت، یمن، شمال، قبل، بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور میں ایک جہت کی مانند گردانے سے قطعاً

اے برگزیدہ حق عالی ہے تیرا پایا خالق نے شمش جہت کو تیرے لیے بنایا

تیرا مقام والا ہے شمش جہت سے اعلیٰ سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایا

پیش نظر ہے تجھ کو افضال ایزد حق سے تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے، پیچھے، نیچے، اوپر، دائیں، بائیں چھ اطراف کو یکساں دیکھتے تھے۔ گو یا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے فضل سے تمام اطراف پر محیط ہیں اور سب کچھ ان کی نظر کے سامنے ہے۔

(۲) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۲۔ ایک بار ناقہ سرور

عالم کا گم ہوا تھا منافقوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان کی خبر دیتے ہیں اور نہیں پاسکتے کہ ناقہ ان کا کہاں ہے۔ جب یہ بات منافقوں کی حضرت کو پہنچی۔ فرمایا میں جانتا اور نہیں جانتا مگر وہ جو کچھ بتلا دے اور معلوم کرا دے مجھے پروردگار میرا اور بے درپے ہی فرمایا۔ یعنی اسی وقت کہ تحقیق رہنمائی کی مجھے پروردگار نے اور اس ناقہ کے وہ ایک جگہ میں ہے اٹکی ہے مہار اسکی ایک دست میں پس گئے لوگ وہاں اور پایا اسے اسی طرح جس طرح خبر دی تھی حضرت نے الخ بلفظ۔

(۳) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت صفحہ ۱۷۔ ۱۸ جلد اول ۵

نہ مکتب میں گیا وہ سرور آزاد معلم کی رہا منت سے آزاد

زہے علم و زہے عقل و زہے فر تعالیٰ شانہ اللہ اکبر

وہ اُتقی عالم علم لدنی، بمعنی عالم ظاہر میں اُتقی

ہے علام الغیوب اس کا معلم وہ آپ عالم کے عالم کا معلم، بلفظ۔



(۴) تفسیر حسینی سورہ جمعہ نہایت عوالذی بعث فی الامم رسولاً کالایہا بیات فیض ام الکتاب پرورش

لقب اُمّی ازاں خدا کردش

ہمہ زاسرار لوح داود خبر

لوح تعلیم ناگرفتہ بر

برخط اوست انس و جان را سر

(۵) مناج النبوت ترجمہ مباح النبوت جلد اول صفحہ ۷۲

جو کوئی مطالعہ کرے اس جناب کے احوال شریف کے تیئں ابتدا سے انتہا تک اور دیکھے تعلیم فرمائی ہے حضرت حق نے اسکی۔ اور کیا اضافہ فرمایا ہے اور پر اس سرور کے ماکان و مہا یکن کے علوم اور اسرار کے تیئیں۔ یعنی جو علوم اور اسرار کائن اور موجود ہیں اور جو بعد میں ہو تو بضرورت حاصل ہوا سے۔ یعنی اسے دیکھنے والے کو علم نبوت اس سرور کا بیشک و شبہ قولہ تعالیٰ۔

و علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیماً۔ بلفظ ۴

(۶) مناج النبوت ترجمہ مباح النبوت جلد اول صفحہ ۷۲ سطر ۱۳

را احادیث معراجیہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پوچھا کچھ میرے پروردگار نے مجھ سے پس میں جواب نہ دے سکا۔ پس رکھا اپنے دست قدرت کے تیئیں میرے دونوں شانوں کے درمیان بدون تکلیف و تخید کے پس پایا میں نے اس کے برو کے تیئیں یعنی دست قدرت کی خنکی کے تیئیں اپنے سینہ کے درمیان اور عطا فرمایا مجھے پروردگار نے علم الاولین اور آخرین اور تعلیم کیا یعنی سکھایا طح طح کے علم کے تیئیں۔ ایک علم ایسا تھا کہ عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اس کے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہوں اور کوئی اس کے تیئیں اٹھانی کی طاقت نہیں رکھتا سوا میرے اور دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا اس کے اظہار اور کتمان کے درمیان ..... اور ایک علم ایسا تھا کہ امر کیا مجھ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے پہنچانے پر طرقت خاص اور عام کے میری امت کے بلفظ ۴

(۷) ایضاً جلد اول صفحہ ۷۳ سطر ۱۸۔ اور اٹھایا گیا میں یہاں تک کہ پہنچا

میں عرش کو پس دیکھا میں نے ایک ایسے امر عظیم کے تیئیں جس کے وصف نہ ادا کر سکیں زبانیں۔ پس نزدیک ہوا مجھ سے ایک قطرہ عرش سے اور لپٹا میری زبان پر پس چکھا میں نے ایسی چیز کو کہ نہیں چکھا کسی چکھنے والے نے ہرگز کسی چیز کو شیریں تر اس سے اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین کی اور آخرین کی۔ اور روشن گردانا میرے دل کو اور ڈھانپا عرش کے نور نے میرے بصر کے تیئیں۔ پس دیکھا میں نے تمام چیزوں کے تیئیں اپنے دل سے۔ اور دیکھا میں نے اپنے پیچھے



حسب طرح دیکھتا ہوں اپنے آگے سے بلفظ

(۸) منایح النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۳۴۶ سطر ۵

اور فرمایا فادحی الی عبدہ ما ادحی لیغنی وحی کیا پروردگار نے طرف اپنے بندے کے جو کچھ وحی کیا بطریق الہام کے یعنی وحی کیا سو کیا خدا جانتا ہے اور اس کا رسول۔ دوسرا کیا یا سکتا ہے تمام علوم اور معارف اور حقائق بشارات اور اشارات اور اخبار اور اثمار اور کرامات اور کمالات اس الہام کے احاطے میں داخل ہیں۔ اور تمام کو یہ شامل ہے اور کثرت اور عظمت سے اس کے ہے جو مبہم لایا اور بیان نہ کیا ان اشارات کے تئیں اوپر اس بات کے کہ سوائے علام الغیوب کے اور رسول محبوب کے کوئی اس پر احاطہ کر نہیوالا نہیں ہو سکتا الخ بلفظ

(۹) ایضاً جلد اول صفحہ ۳۷۷ سطر ۱۲۔ وصل یہ بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے معجزوں سے ہے کہ آپ غیب کا حال جانتے تھے۔ اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونیوالی ہیں انکی خبر دیتے تھے آگاہ ہو کہ علم غیب کا خاص اللہ تعالیٰ کو ہے اور غیب کی خبریں جو زبان مبارک سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور زبان سے بعضے ولیوں کی ظاہر ہوئیں سو وحی یا الہام سے چنانچہ آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں مگر اس چیز کو کہ میرے پروردگار نے مجھ کو سکھایا۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنی حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں مانتہ دریا کے بے انتہا کے ہیں بلفظ

(۱۰) نفحات الانس حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۴۹ حضرت خواجہ

بہار الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں، می فرمودند کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان می گفتہ اند کہ زمین در نظر این طائف چوں سفرہ البیت و مامی گویم چوں کوئی ناخن است ہمچو چیز از نظر ایشان غائب نیست۔ بلفظ (از سیف المسلول صفحہ ۲۱)

(۱۱) مصلح الہدایت ترجمہ عوارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۶۵ فصل سوم در آداب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس باید کہ بندہ یحیٰ نہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ پیوستہ بہ جمیع احوال خود ظاہر و باطناً واقف و مطلع ہند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن خود مطلع و حاضر و اندتا مطلقاً صورت تعظیم و وقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود و از مخالفت او ستر او اعلاناً



شرم دارد و بیج و قیقہ از دقالت آداب صحبت او فرو نگذار و معظم آداب آنست که در  
خاطر خود مجال ندید که بیج آفریده را آن بکمال منزلت و علو مرتبت که اورا بود ممکن  
باشد الخ بلفظ

لیج مفتی جی الایے اپنا فتوے کفر و شرک کا۔ اور رکھ دیجے زیر پائی بزرگان  
(۱۲) قصیدہ برودہ حضرت شرف الدین بن محمد بوسیری علیہ الرحمۃ  
فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم  
یعنی پس تحقیق دنیا و آخرت آپ کے بحر عطا سے ایک قطرہ کے برابر ہے اور لوح و  
قلم کا علم آپ کے علموں میں سے ایک شے ہے۔

توضیح۔ لوح وہ تختہ قدرت ہے جس پر ماکان و ماسیكون کا علم سب کچھ لکھا ہوا موجود  
ہے۔ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں کا ایک ذرہ ہے۔ کیونکہ لوح محفوظ تبارک و تعالیٰ  
خادمان اولیاء کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر وقت پیش نظر رہتی ہے جیسے مولانا  
روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لوح محفوظ است پیش اولیا از چہ محفوظ است محفوظ از خطا  
(۱۳) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ۔ دفتر اول صفحہ ۶  
بمبئی۔ حضرت مولانا نے بوجہل بعین کافقہ نقل فرمایا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کی مسکھٹی بند کر کے آسمیں نگر رہے  
لایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھڑا ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ بتا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم ہمیں کیا ہے۔ آسمانوں کی خبر تو دیتے ہو لیکن بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے اس پر  
حضور فرماتے ہیں جسکو مولانا علیہ الرحمۃ نے اس طرح لکھا ہے

گفت اے احمد بگو ناچیت نہ بود	سنگھا اندر کف بوجہل بود
چوں خبر داری ز راز آسماں	گر رسولی خیت دروغم نہاں
یا بگو نیند آنکہ ما حقیم در راست	گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاں
گفت آئے حق ازاں قادر ترست	گفت بوجہل این دو کھنادر ترست
بشنو از ہر یک تو سبھی درست	گفت شش پارہ جبر و دست
در شہادت گفتن آمد بے درنگ	از میان کشت او بہ بارہ سنگ
کہ ہر احمد رسول اللہ مسفت	لا الہ گفت والا اللہ گفت



چون شنید از سنگها بوجہل این  
گفت بنود مثل تو ساحر و گر  
خاک بر فرقتش کہ بد کور لعین  
معجزہ او دید شد بد بخت رفت

ز درخشم آں سنگها را بر زمین  
ساحراں را سر توئی و تاج سر  
چشم او ابلیس آمد خاک میں  
سوئے کفر و زندقہ سر تیز رفت - بلفظ

و کہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی بات کیسے زور سے  
فرمائی اس تنہی بھی بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ خادم کیسی غیبی پیشگوئی فرماتے  
ہیں اسکو بھی حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اس طرح فرماتے ہیں:-

(۱۴) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ و فرجیہارم  
صفحہ ۵۲-۵۳ بمبئی۔ اس میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ حضرت بابزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی  
ایک پیشگوئی جو حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش کی نسبت ہے فرماتے ہیں جو علم غیب  
کو کیسے ظاہر کیا ہے ۵

ایں طیبان بدن و انشورند  
تازہ قارورہ ہمے بیند حال  
ہم ز سبقت و ہم ز رنگ و ہم ز دم  
پس طیبان اہی و در جہاں  
کاملاں از دور نامت بشنوند  
حال تو و اند یک یک موبہو  
بلکہ پیش از زادن تو ساہا  
آں شنیدی داستان بابزید  
روزے آں سلطان تقویٰ می گذشت  
بوئے خوش را عاشقانہ می کشید  
بوئے خوش آمد مرا و ناگہاں  
ہم بد آنجا نالہ مشتاق کرد  
چوں در و آثار مستی شد پدید  
پس پیر رسیدش کہ این احوال خوش

بر مقام تو ز تو واقف تر اند  
کہ بدائی تو از اں رواعتدال  
بو برندان تو بہر گو نہ نسقم  
چوں ندانند از تو بے گفت و ہاں  
تا بقہر تار و پودت در روند  
زانکہ پیر ہستند از اسرار ہو  
ویدہ باشندت بچند میں حالہا  
کہ ز حال بو الحسن پیشین چہ دید  
با مریدان جانب صحر او دشت  
جان او از باد بادہ می چشید  
در سوادے ز حد خارقتاں  
بوئے را از باد استنشاق کرد  
یک مرید او را در اندم در رسید  
کہ بردنست از حجاب پنج و شش



گہ سنج و گہ زرد و گہ سفید  
می کشی بوئے و ظاہر نیست گل  
قطرہ بر ریز بر مازاں سب  
گفت این دم بوئے یارے میرسد  
بعد چندین سال می زائد شے  
روکش از گلزار حق گلگوں بود  
چسیت نامش گفت نامش بواحسن  
قد و رنگ او و شکل او ،  
بر نبشتند آن زمان تا رخ را  
چوں رسید آن وقت آن تاریخ راست  
از پس آن سالها آمد پدید  
جمله خواب کے اواز اساک و جود  
لوح محفوظ است پیش او لیا  
نہ نجوم است نہ رمل است نہ خواب  
مومننا ینظر بنور اللہ شدے

می شود روست چه حال مست و نوید  
بیشک از غیب است از گلزار گل  
شمه زان گلستان ما بگو  
کاندریں ده شهر یارے میرسد  
برزند بر آسمان با خرگه  
از من و اندر مقام افزوں بود  
حلیه شش و گفت ز ابر و ذوق  
یک بیک و گفت از گیسو و رو  
از کباب آراستند آن سنج را  
زاده شد آن شاه و نرو ملک باخت  
بواحسن بعد وفات بایزید  
آن چنان آمد که آن شاه گفته بود  
از چه محفوظ است محفوظ از خط  
وحی حق و اللہ اعلم بالصواب  
از خط او سہوا یمین آمدے

دیکھئے! حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے خادمان خادم اور خادمان خادم ہیں کیسی زبردست و بایہ کش پیشگوئی حضرت ابوالحسن  
خرقانی علیہ الرحمۃ کی بیدارش سے پہلے فرماتے ہیں۔ نام۔ سکونت۔ پتہ۔ حلیہ بال بال  
فرہ فرہ۔ قد۔ شکل۔ رنگ و عیش سب کچھ فرما دیا۔ اور اس پیشگوئی کو اسی وقت لکھ  
لیا گیا جو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے وصال کے ۳۹ سال بعد حضرت  
ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ اور یہ اسلئے فرمایا کہ لوح محفوظ ہمارا قلم  
قدرت نے سب کچھ ہو بیوا لکھا ہے وہ اولیاء کرام کے پیش نظر رہی ہے

۵ مومننا ینظر الخ یہ مضمون حدیث شریف اتقوا فراسة المی من فانه ینظر بنور اللہ  
کا ہے۔ یعنی مومن کی فراست صفائی قلب سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے  
سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔



اور بموجب حدیث شریف مشہورہ اتفقاً فراست المؤمن فانه ينظر بنور الله وه سب کچھ  
 دیکھتے ہیں کتب تواریخ و سیرتین اس طرح لکھا ہے کہ حضرت بائزید بسطامی علیہ الرحمۃ ۱۳۶  
 میں پیدا ہوئے اور ۵۱۰ شعبان ۲۶۹ھ میں وفات پائی عمر آپ کی ۱۳۳ سال ہوئی۔ اور حضرت  
 ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ ۳۰۸ھ کو پیدا ہوئے یعنی ۳۹ سال حضرت بائزید  
 علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد ہوئے۔ اور ۲۶۹ھ یا ۲۷۵ھ بقول مختلف عاشورہ کے  
 دن وفات پائی۔ اللہ باریک بین و باریک نظر خدا مقبول بارگاہ خالق ارض و سما کیسے رتبہ و شان  
 کے گذرے ہیں جو علوم غیبی کے دریا تھے دریا خالی کہ وہ اگلے سے اگلے۔۔۔۔۔ خادم حضور صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور ان کے مقابلہ میں ان کا علم ایک قطرہ کے برابر ہے ۛ

قولہ کلام مجیب سے محقق کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے ہوتے تو حضرت عائشہ  
 کو جب منافقین نے تہمت لگائی تھی آپ مترود نہ ہوتے۔ دریا خالی کہ جس وقت تک حضرت  
 عائشہ کی بریت کے لئے وحی نہ آئی اس وقت آپ اس میں سخت مترود رہے الخ بلفظ صفحہ ۱۹ ۛ  
 اقول۔ مولوی جی! ہوش میں آئیے۔ قرآن کریم و احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 و دیگر کتب سیرت علم غیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیرج کی طرح روشن کر کے  
 دکھلا چکا ہوں۔ اگر آپ کی آنکھیں روشنی حاصل کرنے کے قابل ہوئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ  
 ظلمت کی نور کی طرف رجوع کریں گے ورنہ چند مہیا ضرور جائیں گے۔ پھر یہ ہو گا ۛ  
 گر نہ بعینہ بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین  
 اس وقت کے منافقین نے بہتان اور افک قائم کیا تھا۔ اسی افک کو اس وقت کے منافقین نے  
 زور سے لگاتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ مطہرہ  
 کی سخت توہین کرتے ہیں۔ ورنہ کسی مسلمان کا یہ حوصلہ اور زہرہ نہیں کہ اپنی زبان سے اپنے قلم سے  
 اپنے دل سے یہ لگا کر صفحہ قرطاس پر لائے کسی یہودی یا نصرانی یا کسی دشمن اہلبیت کا یہی کام ہے  
 میرا تو کلیجہ کا پتہ ہے۔ آپ کے ان فقرات کو نقل کرتے ہوئے بھی۔ اسی واسطے اسکے لکھنے  
 سے پہلے توبہ و استغفار کرتا ہوں الفاظ نقل کفر کفر نباشد بھی لکھ دیتا ہوں۔ اور خدا علیکم بذات  
 الصدور ہے۔ وہ خود جانتا ہے کہ کون توہین کرتا ہے اور کون دفع توہین اور ازالہ مہین کر کے  
 صبح و توصیف و تعریف لطیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے توہین اور گستاخیوں کے کام شیطان لعین



نے جن لوگوں کے حصہ میں کر رکھے ہیں ان کو مبارک ہوں ۛ

**ہمارا ایمان** ہے کہ اس تہمت و بہتان اور افک کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابھی طرح سے معلوم تھا کہ منافقین کی طرف سے محض افتراء ہے۔ اور ان کو کیونکر معلوم نہ ہوتا جبکہ خداوند کریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پائی اور عزت کا ایسا لحاظ تھا کہ نماز کی ہی حالت میں اپنی جوتی کی ناپاکی کو معلوم کر کے اتار ڈالا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے نکاح میں ایسی بیوی دیتا کہ قابل الزام ہو۔ بات یہ ہے کہ لوگوں کے سر پر شیطان سوار ہے اور ان کو خدا کی مار ہے جو ایسے ایسے بنیاد اور لغو امانت آمیز اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت و جماعت اس پر اوردیے اظہار کرنے والوں پر تبرا بھیجتے ہیں۔

**اول میں** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چند مناقب یہاں لکھتا ہوں۔ پھر آپ کے اعتراض کی طرف توجہ کرونگا اور ثابت کرونگا کہ اس افک کا علم حضور کو پہلے ہی سے تھا۔

(۱) مشکوٰۃ شریف عن ابی سلمہ ان عائشہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشہ ہذا جبریل یقرئک السلام قالت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ و ہدی ما لا یرى۔ یعنی حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے عائشہ یہ جبریل ہیں تجھ کو سلام کرتے ہیں۔ کہا حضرت عائشہ نے جبریل پر سلام اور رحمت اللہ کی ہو۔ اور حضور دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ بلفظ جامع المناقب صفحہ ۱۵۸ ۛ

(۲) حدیث شریف عن عائشہ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربیتک فی المنام ثلاث لیل مجئ بک المملک فی خرقۃ من حریر فقال لی ہذا امرأتک فلکشف عن وجهک الثوب فاذا انت ہی فقلت ان ینک هذا من عند اللہ یمضہ ترجمہ۔ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ کو نو خواب میں دکھلائی گئی تین رات تجھ کو فرشتہ میکرباں لے آتا تھا ریشمی ٹکڑے میں پس یوں کہتا تھا کہ یہ حضور کی زوجہ ہے۔ پس جب میں نے تیسرے چہرے سے کپڑے کو ہٹایا تو کہا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے پس کہا میں نے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ یونہی کہ لگاؤ تو میرے نکاح میں آویگی۔ بلفظ جامع المناقب صفحہ ۱۵۸۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ آپ صاحبزادی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت آپکی ام عبد اللہ ہے۔ مروی ہے آپ کے عرض کیا میں نے یا رسول اللہ تمام عورتیں کنیت رکھتی ہیں میری کنیت

(۳) کیا ہوگی۔ فرمایا آپ نے تو اپنی کنیت اپنی بہن کے لڑکے عبد اللہ بن زبیر کے نام سے مقرر کر دیہاں بھی علم غیب ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔



عہدہ کے بطن مبارک سے کوئی بچہ پیدا ہوا نہیں تھا۔ اسلئے آپ کی کنیت ہی ان کی بہن کے  
 لڑکے عبد اللہ کے نام سے مقرر کر دی گئی آپ کی ام رومان بنت عامر قبیلہ دہان سے  
 ہیں۔ اور بعد انتقال حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا چھ برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور نو برس کی عمر میں زفاف واقع ہوا۔ فرماتی ہیں آپ کہ میرے  
 ولیمہ میں اونٹ بکری وغیرہ کچھ فتح نہیں ہوا بلکہ ایک پیالہ دودھ کا سعد بن عبادہ کے یہاں  
 سے آیا تھا۔ اور آپ بڑی فصیح بلیغ مفتی فقیہ تھیں۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ  
 احکام شریعہ آپ سے معلوم ہوئے ہیں۔ عروہ ابن زبیر مروی ہے کہ کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ  
 جاننے والا حضرت عائشہ سے معافی قرآن اور فرائض و احکام حلال و حرام اور شعر عربی  
 اور علم نسب میں۔

اور مروی ہے آپ سے کہ مجھ کو تمام ازواج مطہرات میں دس چیزوں کے ساتھ نفیست  
 اور خصوصیت ہے :-

اول - باکرہ عورت سوا کے میرے آپ کی بیبیوں میں کوئی نہ تھی ۔

دوم - کسی بی بی کے باپ اور ماں دونوں نے ہجرت فی سبیل اللہ نہیں کی سوا کے میرے ۔  
 سوم - قبل اسکے کہ میں آپ کے نکاح میں آؤں جبرائیل علیہ السلام نے پارہ حریر میں میری  
 صورت آپ کو دکھلائی اور کہا کہ اس عورت سے نکاح کیجئے ۔

چہارم - ایک طرف سے میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کیا۔

پنجم - کسی بی بی کے اوڑھنے بچہ نہیں دیا مائل نہیں ہوئی سوا کے میرے

ششم - میری پاکی آسمان سے نازل ہوئی ۔

ہفتم - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال میری گود میں ہوا ۔

ہشتم - وفات آپ کی میرے مکان میں میری باری کے دن ہوئی ۔

نہم - وقت ارتحال سرور عالم میرا تاب دہن بسبب اس مسواک کے جو میں نے

اپنے دانتوں سے جبا کر آپ کو دی تھی آپ کے منہ میں رہا۔

دسہم - میرے ہی حجرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوئے ۔ بلفظہ جامع

المناقب صفحہ ۱۵۹۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں تمام اہل بیت المؤمنین کے



مصارف کیواسطے دس ہزار درہم مقرر کئے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تنہا کیواسطے بارہ ہزار۔ اور فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق کہ وہ محبوبہ رسول خدا ہیں۔

**حضرت مسروق رضی اللہ عنہ** اکابر تابعین سے ہیں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث روایت کرتے تو یوں کہتے حدیثی الصدایقۃ بنت الصدایق حبیبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حدیث بیان کی جیسے بڑی سچی بی بی نے جو بڑے سچے کی بیٹی ہے۔ اور محبوب ہیں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ بلفظ جامع المناقب صفحہ ۱۶۰

**آپ فرماتی ہیں** کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو میرے درجہ میں ہونا اور میری نزدیکی چاہتی ہے تو دنیا میں اس طرح بسر کر کہ سامان دنیا مقدار زادراہ ایک مسافر کے جھکو کافی ہے۔ اور کسی کپڑے کو پیرانا نہ سمجھنا وقتیکہ تمہیں پیوند نہ لگے۔ اور پرہیزگرا میروں اور دولت مندوں کی مجلس سے رکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت حضرت صدیقہ کو ایسی موثر ہوئی کہ آپ نے کبھی تو نگری کو فقر پرست نہیں کیا اور ایک جبہ جمع نہ کیا۔ چنانچہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ کے پیراہن میں پیوند لگا ہوا تھا۔ اور ستر ہزار درہم فی سبیل اللہ خرچ کر دیے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی حکومت کے زمانہ میں سو ہزار درہم آپ کیواسطے بھیجے۔ آپ نے جلسہ واحد میں ان سب کو اقارب اور فقرا پر تقسیم کر دیا۔ اور اس روز صائم تھے اور وقت، افطار لونڈی سے کھانا طلب کیا چند خرچے اور حقوڑی سی روٹی وہ لے آئی۔ اسوقت ایک ضیعفہ موبوڑ تھی۔ یہ حالت دیکھ کر اسنے عرض کیا یا ام المؤمنین اسقدر درہم آپ نے خیرات کر دیئے اور ایک درہم کا گوشت نہ منگایا کہ جس سے افطار کر لیتیں۔ فرمایا اگر تو پہلے سے یاد دلاتی تو ایسا کرتی۔ سبحان اللہ کیا ہمت ہے اور کیا سخاوت آپ کی روایت سے دو ہزار دوسو دس حدیثیں ہیں۔

ایک خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین سے روایت کی ہیں۔

**آپ کے انتقال کے وقت** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا بشارت ہو تم کو اے عائشہ کہ تم زوجہ رسول تھیں اور سوائے محقرے کسی باپ سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ اور پاکی تمہاری آسمان سے نازل ہوئی۔ بعد ازاں کہ عبداللہ بن زبیر آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابن عباس نے میری تعریف کی اور میں دوست



نہیں رکھتی ہوں کہ کوئی میری تعریف کرے۔ کاش کے میں ایک درخت ہوتی تو جھکو کاٹنے۔ کاش میں ایک پتھر ہوتی کاش میں ایسی ہوتی کہ میرا کوئی ذکر نہ کرتا۔ اچھا ہوتا کہ میں مخلوق نہ ہوتی۔ اور وصیت فرمائی کہ قبر میں مجھ کو ذکوان میرا غلام آتا رہے۔ اور قبر کو راست کرے بعد اس کے وہ آزاد ہے۔

منقول ہے کہ بعد انتقال آپ کے گھر سے آواز نالہ و فریاد کی پیدا ہوئی اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو خبر کے واسطے بھیجا۔ اس نے آکر آپ کے انتقال کی خبر دی ام سلمہ گریاں ہوئیں اور کہا رحمت حق تعالیٰ کی عائشہ پر ہو کہ وہ دوسرے ترین مردم تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بعد اپنے باپ یعنی حضرت ابوبکر صدیق کے یہ واقعہ شنبہ شنبہ سترھویں رمضان ۵۸ھ ہجری کو پھر چھ یا سٹھ سال کے ہوا۔ اور نماز جنازہ حضرت ابوبکر پرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر نے قبر میں انار انا للہ وانا الیہ راجعون بلفظ جامع المناقب صفحہ ۱۶۱ ۛ

یہ ہے ایک شہ حالات و مناقبات حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو محبوبہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں۔ جن پر منافقین نابکار جنموں نے افک اور بہتان لگایا تھا انھیں کی سنت کے مطابق اس وقت کے منافقین بھی کتابوں میں بطور یادگار اس کا احیا کر رہے ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم ۛ

اب میں آپ کے اعتراض کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہمت کی وجہ سے متردور ہے۔ اگر علم غیب ہوتا تو سخت متزلزل کیوں ہوتے۔ یہ آپ کا اعتراض ہے ۛ

میں کہتا ہوں کہ جو اقوال و بابہ آپ نے کسی رسالہ سے غلط و لٹ و یکھ لئے اسی پر آپ کا وارہ مدار ہے۔ مادہ تحقیق حاصل نہیں۔ مولوی جی! آپ کو لازم تھا کہ قرآن شریف کو ٹھہک دیکھتے۔ پھر شریف پر نظر کرتے۔ پھر دیگر سیر کی کتب کو دیکھتے تو ایسا اعتراض نہ کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنج کرنا یا متردور ہونا اس بات سے نہیں تھا کہ حضرت ام المومنین پر منافقین نے افک یا بہتان لگایا تھا بلکہ اس سبب تھا جو وہ لوگ طعن اور استہزا کرتے تھے دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اِنَّكَ يٰحَبِيبُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُوْنَ یعنی تحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ انکی باتوں سے آزرہ دل ہوتے ہو۔ اسکی تحقیق ۛ

تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۳۷۵ سے ہوتی ہے۔ یہ آیت قولہ ان الذین جاءوا بالافک



عصبة الایة والحواجب عن الثانی انه علیه السلام کثیرا ما کان یضیق قلبه

من اقبال الکفار مع علمه بفساد قلب الاقوال قال الله تعالی ولقد نعلم انک یضیق صدقہ  
بما یقولون الایة الخ یعنی جواب دوسرے اعتراض کا کہ اکثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی طعنہ زنی اور  
بدکامی سے رنجیدہ دل رہتے تھے۔ باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ قول ان کے لغویات سے ہیں۔  
اور فرمان خداوندی کہ ہم جانتے ہیں کہ تم رنجیدہ خاطر یا آزرہ دل ہو گے یا رہتے ہو۔ منافقوں  
یا کافروں کے کہنے سے۔ یا ان کی باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس معاملہ میں خاموش <sup>سُلی</sup>  
تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اسکا فیصلہ فرمایگا میں خود فیصلہ کرنا نہیں چاہتا۔ جس میں منافقین  
کے کہنے کی جگہ باقی رہے۔ اسکی تصدیق اس طرح ہوئی ہے :-

شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فتح الباری جلد ہشتم  
صفحہ ۳۶۸۔ وفيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يحكم لنفسه الا بعد  
نزل الوحي لانه صلى الله عليه وسلم لم يحزم في القصة بشئ قبل الوحي الخ بلفظ  
یعنی ہمیں یہ بات ہے کہ حضور اپنے نفس کے بارہ میں بلا نزول وحی حکم نہیں فرماتے تھے۔ نہ یہ  
کہ حضور نے قصہ رافک میں اقبل وحی کسی امر کا جزم نہیں کیا۔ اسلئے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا علم پورا پورا تھا کہ یہ منافقین کی طرف سے محض افک اور بہتان ہے اللہ  
چاہتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حکم سے اسکا فیصلہ کرے اور یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ  
اس کا فیصلہ احسن طور پر کریگا۔ اسی عرصہ انتظار میں جب کفار منافقین کی طرف سے  
طعنہ زنی اور ایذا بڑھ گئی۔ تو آپ نے خطبہ فرمایا کہ یوں ارشاد فرمایا :-

صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۷ سطر ۳۲۔ مصری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء  
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من بعد ذی من رجل بلغنی اذاعة فی اهل فی الله  
ما علمت علی اهل الا خیر او قد اذکر ارجلا ما علمت علیہ الا خیر بلفظہ۔ یعنی فرمایا  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون ہے یا کوئی ایسا ہے جو اس کا بدلہ لے اس آدمی کو  
جنے میری اہل (بیوی) کی بابت مجھے ایذا دی ہے۔ پس قسم ہے اللہ کی کہ مجھے اپنی بیوی کی  
بابت علم ہے کہ وہ نیک اور پاک ہے۔ اور جس مرد (صفوان) کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی پاک  
ہے۔



مشارق الانوار میں بھی اس حدیث شریف کو اس طرح پر لکھا ہے عن عائشہ قالت  
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعذر ذی من رجل قد بلغنی اخاک فی اہل بیت  
 فواللہ ما علمت علی اہل الا خیر متفق علیہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں  
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون شخص ہے بدلہ لینے والا یا میری طرف سے اس  
 اس عذر کو مستثنیٰ والا اس شخص سے جو مجھے خبر پہنچا ہے کہ اس شخص نے میرے اہلبیت کی ایذا  
 رسانی کی ہے۔ پس قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔  
 تیسرا ایک حدیث شریف صحیحین میں اس طرح ہے:۔ عن عائشہ فقالت رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر المسلمین من یعذر ذی من رجل قد بلغنی اخاک فی  
 اہل بیتی واللہ ما علمت علی اہل الا خیر وقد اذکرہ ارجلہ ما علمت علیہ الا خیر  
 وما کان یدخل علی <sup>اہل</sup> الا معی۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے جو میرا عذر دریافت  
 کر کے بدلہ لیوے اس مرد سے جسکی ایذا اور تکلیف میرے اہلبیت کو یعنی میری گھر والی کو پہنچی ہو  
 قسم خدا کی نہیں جانتا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور پاک۔ اور البتہ لوگوں نے ذکر  
 کیا ہے ایسے مرد کا جسکو میں جانتا ہوں۔ اور نہیں جانتا وہ کبھی میرے گھر میں مگر میرے ساتھ۔  
 ف۔ یہ حدیث ایک ٹکڑا بڑی طویل حدیث بخاری کا ہے جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہجرت کے پانچویں سال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم جنگ بنی مصطلق کو تشریف لے گئے۔ اور میں آپ کے ساتھ تھی۔ وقت واپسی مدینہ کے  
 قریب قیام تھا پھر شرب کو کوچ کی خبر ہوئی۔ اُس وقت میں رفع حاجت کی واسطے لشکر کے  
 باہر چلی گئی تھی اور جب واپس آئی تو معلوم ہوا کہ میرا گلے کا ہار وہیں گر پڑا ہے۔ میں اُس کے  
 ٹھونڈنے کو گئی اور یہاں سے لشکر کوچ کر گیا۔ اور جو شخص میرے کچا وے اٹھانے پر مقرر تھا  
 اُس نے اُسے اٹھا کر اونٹ پر کس دیا اور یہ سبب اس کے کہ میں اُس وقت پتلی اور دہلی لاغری تھی  
 کچھ اُسکو تیز نہ ہوا کہ ہمیں کوئی ہے یا نہیں۔ پھر جب میں ہار کو تلاش کر کے آئی تو یہاں کسی کو نہ پایا۔  
 ناچار میں اُسی جگہ بیٹھ گئی بدیں خیال کہ جب میرا حال معلوم ہوگا تو لوگ لینے کو آویں گے۔ پھر صفوان  
 بن معطل جو لشکر کے پیچھے تھکے ماندوں کو لانے کی واسطے رہا کرتے تھے اُس مقام پر پہنچے اور جھکو  
 سوتا دیکھا اور پہچانا۔ بدیں سبب کہ نزول آیت حجاب قبیل انہوں نے جھکو دیکھا ہوا تھا۔



بھرنے کا بیت افسوس اور تعجب سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ یہ پیغمبر کی بی بی ہیں۔ میں جاگ پڑی اور انکی اور بات میں نے نہیں سنی۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور میں ہوا ہو گئی وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کے روانہ ہوئے۔ ظہر کے وقت لشکر میں پہنچی تو ہمت کرنے والوں نے بھیر تہمت باندھی کہ بہت لمبی حدیث ہے (بھیر حضرت امیر پر تشریف فرما ہوئے اور حدیث فرمائی۔ اور فرمایا کہ اے گروہ مسلمان کوئی اس منافق سے۔ یعنی عبداللہ بن سول سے میرا بدلہ لیوے کہ ناحق میں گھر کے لوگوں کو ہمت لگائی۔ اس وقت سعد بن معاذ رضی عنہ جو قوم اوس کے سردار تھے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ کا بدلہ لینے کو تیار ہوں اگر ہمت کرنے والا میری قوم یعنی اس سے ہو تو میں اسکی گردن ماروں۔ اور اگر دوسری قوم بھی یعنی حندہ سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا میں کروں اس وقت سعد بن عبادہ قوم خزیمہ کے سردار نے اپنی قوم کی بیچ سے کہا کہ اے ابن معاذ تو زیادہ گوئی کرتا ہے ہماری قوم والوں پر تیرا کچھ مقدور نہیں۔ اور اپنی قوم کی بھی تو حمایت کر لیا۔ پھر سید بن حضیر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حجرے بھائی نے کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہے قسم خدا کی ہم ہمت کرنے والے کو قتل کرینگے۔ کیا تو منافق ہے جو ہمت کرنے والوں کی حمایت کرتا ہے۔ غرض قریب تھا کہ کشت و خون ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو چپ کیا۔ الخ

اسکے بعد قرآن شریف میں سورہ نور کا نزول ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ کی ہریت کا ذکر ہے اور افک لگانے والوں کو شر شرعی دیگی کیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی پائی کا علم پہلے ہی سے تھا۔ آخر میں وہابیہ غلط اور جھوٹ ہے۔

اور سنئے اگر دل میں وسوسہ ہو کہ اس بارہ میں صحابہ کرام سے مشورہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تو اس سے علم علمیت غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمایاں ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بموجب حکم خداوندی مشاورہ میں الا مشورہ صحابہ کرام سے ضرور فرمایا۔ جس سے علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بھی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مشورہ فرمایا اور صحابہ کرام



رضی اللہ عنہم کو اس امر سے آگاہ کیا کہ منافقین کی طرف سے جھکوا اور میرے اہلبیت کو انڈیا  
 پہنچائی گئی ہے۔ اس شخص سے جس نے یہ افک بریا کہا ہے بدلائنا جاتے ہیں۔ تب صحابہ میں سخت  
 شور مچا ہوا تھا۔ اور پھر مشورہ بھی کیا گیا کہ افک لگانے والے کو کیا سزا ملنی چاہئے اور یہ مشورہ بھی  
 اس قسم کا نہیں تھا کہ خاص طور پر صحابہ کرام کو بلایا گیا ہو۔ بلکہ جسے جسے  
 حضور کی خدمت میں حاضر ہونے رہے ان سے بات چیت ہوئی رہی اور اس بات میں بھی حضرت  
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اولوالعزمی اور طہارت ثابت ہوتی رہی اور علم غیب کی تقویت۔ اگر  
 مشورہ نہ ہوتا تو صحابہ کرام کے خیالات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور حضرت  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت اور عصمت پر معلوم نہ ہوتے۔ سُنئے وہ مشورہ جس کا ذکر ہے وہ یوں  
 (۱) تفسیر مدارک التنزیل روى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان في الايام  
 اكثر اوقاته في البيت فدخل عليه عمر فاستشاره في تلك الواقعة الحديث را ساقی  
 اور عام فہم ہونے کے لئے صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے) یعنی مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم ان دنوں میں اکثر اوقات مکان میں اشریف رکھتے تھے۔ پس آپ کے پاس حضرت عمر  
 رضی اللہ عنہ حاضر آئے۔ پس علم عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ  
 کیا اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں  
 یقین کرتا ہوں منافقوں کے جھوٹ پر اس لئے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسد مبارک پر  
 مکھیوں کے بیٹھنے کو روک رکھا ہے کیونکہ یہ مکھیاں ناپاکیوں پر بیٹھتی ہیں۔ اور ہمیں  
 نظر آ جاتی ہیں۔ پس جبکہ اللہ پاک نے اس قدر معمولی نجاست سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو  
 کیونکر آپ کو محفوظ نہ رکھیں گے ایسے کی صحبت سے جو کہ اس قسم کے فحش کے ساتھ ملوث ہو۔  
 اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپ کا سایہ مبارک زمین  
 پر گرنے نہیں دیا اس لحاظ سے کہ شاید کوئی شخص اس پر اپنا قدم رکھ دے یا کہیں زمین  
 ناپاک ہو۔ پس اللہ پاک نے اتنی بھی قدرت کسی کو نہیں دی کہ جو آپ کے سایہ مبارک  
 پر اپنا قدم رکھے تو کیونکر وہ قدرت دے سکتا ہے کسی کو جو آپ کے زوجہ مطہرہ سے سوئے  
 ظن کرے۔ اور حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ پس اچانک آپ نے غار کے درمیان اپنا جوتا  
 مبارک اتار دیا۔ پس جب کہ جناب نے نماز تمام کی تو ہم سے جوتا اتار دینے کا سبب دریافت  
 فرمایا۔ ہم نے جواب میں عرض کیا کہ اتباع جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا گیا۔ یعنی جب آپ نے



تعلین مبارک آتا تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے لئے اتار دیا یہ سُنکر  
 اہل کتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے اُنکے اتارنے کے لئے کہا  
 کہ اُن میں کمالِ نفاذ نہیں۔ قدرے ریٹ لگی ہوئی ہے پس جب اللہ پاک نے اس امر  
 پر آپ کو خبردار کیا کہ آپ کے تعلین مبارک پر کچھ ریٹ ہے اُن کے اتار دینے کا حکم دیا ان  
 دونوں کی آلودگی کی وجہ سے۔ تو پھر وہ کس طرح حکم نہ دیکھا جبکہ وہ بُرائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔  
 (منیر الدین صفحہ ۱۷۵) ✽

## (۲) مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوم صفحہ ۲۲۱

آجہ مذکور است و صحیح بخاری میں است کہ از علی و اسامہ و بریرہ رضی اللہ عنہم پرسید و ایشان این  
 جواب گفتند اما بعض علماء سیر قصہ عمر بن خطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما و مشاورت اُن  
 حضرت علیہ السلام بالایشان و جواب دادن ایشان ذکر کرده اند و در آنجا علی رضی اللہ عنہ نیز موافق  
 ایشان گفته اما عمر رضی اللہ عنہ گفت یا رسول اللہ مگر بر اندام تو نمی نشیند بخت آنکہ مگر  
 بر نجاست و مستقذرات می افتد و پامالے او آلودہ بآن میگرد و و خدائی تعالیٰ ازاں نگاه میدارد  
 پس چگونه ترا از کسی کہ بہ بدترین چیز یا آلودہ باشد نگاه ندارد و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ  
 گفت کہ سایہ شریف تو بر زمین نمی افتد کہ مبارک زمین نجس افتد و حق تعالیٰ چوں صیانت  
 سایہ تو بدین مشابہ می کند چگونه صیانت حرم محترم تو از ناشائستہ نکند و علی مرتضیٰ  
 رضی اللہ عنہ گفت حق تعالیٰ روانداشت کہ تعلین ملوث در نماز دریائے مبارک تو باشد  
 و خبر کرد ترا تا بکشی اُن را از پامالے مبارک خود۔ اگر این امر واقع بودے خبر کردے ترا بدار  
 خاطر جمع دار کہ بحقیقت حال ترا خبر خواہند کرد۔ چوں آنحضرت این سخنان را شنید بسجده  
 و خطبہ خواند و گفت کیست کہ نصرت دہم را و انتقام کشد از بلفظ۔ منیر الدین صفحہ ۱۷۶ ✽  
 یہ مشورہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گفتگو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سببِ حال معلوم تھا۔ لیکن چاہتے تھے کہ خداوند کریم خود اسکا  
 احسن وجوہ پر فرماتے گا۔ اور اُس پر اُن کو یقین کامل تھا۔ اسی واسطے آپ نے خود حکم  
 نہیں دیا۔ اور حکم سزا بھی ایسے افک لگانیوالوں کے لئے نازل ہوئی والا تھا۔  
 جس کے مطابق منافقوں اور بااُمیاں ملائیوں کے لئے سزا دی جاتی لیکن مسلمانوں میں اس وقت منافق لوگ موجود  
 ہیں اگر وہ اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہیں تو اُن کو لازم تھا اس  
 بات کو زبان پر نہ لائے اور اعتراض اور توہین کرمیوں کو جو نصرتِ خاصیت رکھتے ہیں



اس طرح جواب دیتے جیسے ایک مسلمان خالص نے ایک نصرانی معترض کو دیا تھا جس کا ذکر اس طرح پر ہے۔ سنئے

(۱۳) شاید الساری جلد چہارم صفحہ ۳۸۲ میں امام قسطلانی تحریر فرماتے ہیں ترجمہ صفیری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن خلکان کی تحریر میں دیکھا ایک مسلمان نے ایک نصرانی سے مناظرہ شروع کیا پس نصرانی نے اشنا و گفتگو میں بوجہ کالا دل ہو نیکے اور بغض و کینہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہو نیکے طنزاً اور طعناً یہ کہا کہ اے مسلم کیا صورت تھی مختارے بنی کی زوجہ عائشہ (علیہ السلام) کی اتنی سواری کے پیچھے رہ جانے میں مختارے بنی کے نزدیک جس حال میں کہ وہ (عائشہ رضی اللہ عنہ) اپنے بار کے گم کر نیکا عذر پیش کرتی تھیں۔ پس کہا اس نصرانی سے مسلم نے اے نصرانی اسکی صورت مریم بنت عمران (سلام اللہ علیہا) کے صورت کے مانند تھی۔ جبکہ وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کو اٹھائے ہوئے لائیں بغیر خاوند کے۔ پس جبکہ اعتقاد رکھتا ہے تو اپنے دین میں برائت مریم کا تو ہم بھی مثل اسکے اعتقاد رکھتے ہیں اپنے دین میں برائت عائشہ (سلام اللہ علیہا) کا زوجہ بنی اپنے سے۔ پس خاموش ہو گیا نصرانی اور کچھ جواب اس سے نہ بن پڑا ختم ہوا

ترجمہ منیر الدین صفحہ ۱۷۷) یہی ہے اب ایک عام فہم اردو زبان کی ایک تحریر دکھلاتا ہوں جس سے آپ کی سمجھ میں بخوبی آجائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت از بیتان کا حال پہلے ہی معلوم تھا۔ وہو ہذا۔

(۱۴) وسیلہ جلیلہ مصنفہ حضرت مولانا وکیل احمد صاحب صفحہ ۱۶۶ جو عقاشیہ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بالعرض ماکان وما یكون کا تسلیم کیا گیا تو پھر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں آپ کو کیوں تردد رہا۔ جب وحی نازل ہوئی آپ کو اطمینان ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس بحث میں یہ بڑا شبہ خیال کیا جاتا ہے شاید مشرکین مکہ بھی اس سے بڑھکر حجت پیش نہ کر سکے۔ مولوی خرم علی (روہابی) نے یہ شبہ پیش کیا ہے نصیحت المسلمین میں ہے۔ اور کافروں نے حضرت عائشہ پر بہت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر چھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی۔ اگر آگے سے معلوم ہوا ہوتا تو ہم کیوں ہوتا فقط ہم کہتے ہیں کہ یہ شبہ اصل واقعہ کی جہالت یا شسم پوشی سے ناشی ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصل واقعہ میں سر مو تردد نہیں تھا منافقین کی



شہرت سے البتہ آپ کو رنج تھا۔ اس امر میں وحی کے قبل جو کچھ آپ نے تفتیش فرمائی اس میں محض تشریح منظور تھی۔ وحی سے آپ برائے چاہتے تھے تاکہ منافقین کی زبان بند ہو۔ ایسی صورت میں کہ کفار طرح طرح سے اپنے دل کے پھپھو لے توڑتے ہوں۔ اور ہرزہ سرانی میں مشغول ہوں بدوں تمسک وحی کے مقتضائے مصلحت نہ تھا کہ آپ بطور خود اپنے علم کی بنا پر برائے تراویح نہ کہ وحی میں توقف ہوا اور منافقین کی زبان ٹھہتی چلی۔ آپ کو زیادہ تردد ہوا۔ اگر آپ کو نفس معاملہ میں اطمینان نہ ہوتا اور صرف منافقین کی یادہ گوئی سے ملال نہ ہوتا تو منبر پر رونق افروز ہو کر یہ نہ فرماتے۔ یا معشیر المسلمین من بعد ادنی من رجل قد بلغنی اذا فی اہلی و اللہ ما علمت علی اہل او خیر یعنی اے گروہ مسلمانان کے کون شخص بھٹے معذرت کر لیا ایسے شخص جسے ہمارے اہل کو اذیت پہنچائی۔ خدا کی قسم ہم کو اپنے اہل پر بجز خیر کے کسی قسم کی بدگمانی نہیں۔ یہاں علم بمعنی اذعان ہے۔ تو اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں اطمینان کلی تھا صرف منافقین کے بہتان سے تردد تھا انتہی۔ بلقظہ۔

ای طرح اہلسنت و جماعت کے مسلمانوں کا عقیدہ اور کتب میں بھی جو ہے۔ زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ اور خلاصہ یہ ہے :-

سب زیادہ قول قاطع یہ ہے کہ محال ہے کہ کسی بنی کے جسم یا ثوب یا اہل یا عیال کسی متعلق میں ایسی بات ہو جو اس بنی سے موجب نفرت ہو اور عوام کے نزدیک معاذ اللہ عیال ذلت ہو تو تمام انبیاء علیہم السلام کا ایسی باتوں سے منزہ ہونا واجب ہے۔ اور ہر بنی قبل از طہوت نبوت بھی بالیقین ان تمام باتوں کو جاننا ہے جو اللہ عز و جل یا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے واجب یا جائز یا ممتنع ہو۔ بنی کا ان باتوں میں سے کسی بات کا جہل محال ہے۔ سو یقیناً قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین صدیقہ و تمام ازواج مطہرات و بنات مکرات کی برائے و طہارت یقیناً جانتے تھے۔ اور اس میں شک و شبہ سے مبرا اور منزہ تھے۔

قولہ حنفیوں کے نزدیک وہ کافر ہے جو بنی علیہ السلام کو غیب داں اعتقاد کرے۔ فتاویٰ برازیہ میں ہے لو تزوج بلا شہود و قال خیر و رسول و فرشتگان را گواہ کر دم بیکفر نہ اعتقاد ان الرسول و الملک یعلمان الغیب خدا اور رسول اور فرشتوں کی شہادت پر نکاح



کرنے والا کافر ہے۔ کیونکہ اس نے نبی علیہ السلام اور فرشتوں کو غیب دال جانا۔ اور بحر الرائق میں ہے۔ الخ صفحہ ۲۰

### قول مفتی جی! آپ نے فتاویٰ بزازیہ اور بحر الرائق کی عبارت کسی و یا بہ رسالہ سے

نقل کی ہے مگر اصل کتابوں کا ملاحظہ نہیں کیا۔ دراصل یہ عبارت فتاویٰ قاضیخان علیہ الرحمۃ کی ہے جو قطع و برید کر کے لکھی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت قاضیخان علیہ الرحمۃ چھٹی صدی میں ہوئے اور فتویٰ بزازیہ والے صاحب محمد بن محمد بن شہاب علیہ الرحمۃ نوی صدی میں تین سو سال کے بعد گزرے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں فتاویٰ قاضیخان سے لکھا گیا جسکی اصل عبارت درجہ کے پر اس طرح ہے:-

### اول۔ فتاویٰ قاضیخان جلد اول صفحہ ۱۵، ۱۶ فصل فی شرائط النکاح، وجہ

تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ و رسولہ کان باطلا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکح الا بشہود کل نکاح یکن بشہادۃ و بعضہم جعلوا ذلک کفرا لانه یعتقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب و هو کفر۔ انتہی بلفظہ۔ یعنی ایک آدمی نے ایک عورت کی نکاح کیا اللہ اور اس کے رسول کی گواہی پر یہ باطل ہے بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح بغیر شہادت گواہان کے نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک نکاح میں گواہان ہونے چاہئیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ کفر ہے (لیکن اکثر اسکو کفر نہیں جانتے) اس لئے کہ اس بات کا اعتقاد کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بخود و علم غیب جانتے تھے۔

دیکھئے اس عبارت میں بعض علماء کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ اعتقاد کفر ہے۔ لیکن اکثر علماء اس کے خلاف ہیں کہ یہ اعتقاد کفر نہیں گو نکاح باطل ہو اور آپ نے سب حنفیوں کا عقیدہ لکھ دیا :-

### دوم۔ فتاویٰ قاضیخان جلد چہارم صفحہ ۲۶۸ کتاب السیر باب ما یكون کفرا

الا یكون رجل تزوج امرأة بغیر شہود فقال الرجل والمرأة خدائے را و پیغمبر را گواہ کریم قالوا یكون کفرا لانه اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب و هو ما کان یعلم الغیب۔ الخ بلفظہ۔

یعنی ایک شخص نے ایک عورت کیسے نکاح کیا اور عورت اور مرد دونوں نے کہا کہ ہم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ کرتے ہیں کہا بعض فقہانے کہ ایسا



کہنا کہ کیونکہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا اعتقاد کیا ہے  
 دیکھیے۔ اپنی دیانت کو کہ آپ نے فوہوں عبارت کو پورا پورا نقل نہیں کیا۔ بلکہ لفظ بعضهم  
 کو پہلی عبارت سے اور لفظ قالو کو اُس دوسری عبارت سے نکال دیا جو آپ کے خلاف تھا۔ اور  
 لفظ فرشتگان اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔ ایمان داری اور فتوے نگاری ہو تو ایسی ہی ہو جو  
 اب میں لفظ قالو کہ جبکہ آپ نے کسی استاد کے مشورہ سے عبارت میں سے نکال  
 ڈالا ہے بتلاتا ہوں اس کا سبب معلوم کیجئے۔ اور یہ بھی کہ خدا و رسول کے گواہ کریں اور  
 کافر نہیں ہوتا۔ اہلسنت و جماعت کا یہ مذہب نہیں ہے۔ اس کا ثبوت بھی ملاحظہ کیجئے۔  
 (۱) رد المختار حاشیہ در مختار جلد پنجم صفحہ ۲۲۵ مقبولہ و مسلمہ عرب و عجم  
 (معروف بہ شامی) الف لفظہ قالو اتذکر فیما فیہ خلاف مکاتیب حواہیہ اہل یمن لفظ  
 قالو کا ذکر اس میں کیا جاتا ہے جس میں علماء کا باہمی خلاف ہوتا ہے جسکی تصریح کی گئی ہے۔  
 (۲) عقود الدریہ بہ تنقیح الحامد یہ جلد دوم صفحہ ۳۶۶ (مصنفہ حضرت محمد امین  
 شہور بابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ) (ب)

فائدہ۔ لفظ قالو ایستعمل فیما فیہ اختلاف المشائخ کذا فی النہایہ فی کتاب  
 الغصب ان فی لفظ قالو اشارۃ الی ضعف ما قالوا۔ اہل یمن فائدہ کہ لکھا ہے کہ لفظ  
 قالو کا استعمال اُس وقت کیا جاتا ہے جبکہ مشائخ میں کسی مسئلہ کا اختلاف ہوتا ہے اسی طرح  
 نہایت کی کتاب الغصب میں ہے تحقیق لفظ قالو اس اشارہ اس بات کا ہے کہ جو کچھ بیان  
 کیا گیا ہے اس میں ضعف ہے۔ یعنی روایت ضعیف ہے۔

(۳) فوائد البہیہ فی تراجم حنفیہ صفحہ ۱۰۱۔ فائدہ۔ لفظ قالو ایستعمل فیما  
 فیہ اختلاف المشائخ کذا فی النہایہ کتاب الغصب و فی العنایہ والبتایہ فی باب  
 ما یفسد الصلوۃ و ذکر ابن الہمام فی فتح القدر فی باب ما یوجب القضاء و الکفارة  
 من کتاب الصوم۔۔۔۔۔ و کذا ذکر سعد الدین تفتازانی فی حواشی الکشاف ان فی لفظ  
 قالو اشارۃ الی ضعف ما قالوا۔ اہل یمن لفظ قالو کا استعمال کیا جاتا ہے اس مضمون  
 میں جس میں کہ مشائخ کا اختلاف ہوتا ہے اسی طرح نہایت کی کتاب الغصب میں ہے۔ اور عنایہ  
 والبتایہ کے باب ما یفسد الصلوۃ میں ہے۔ اگر ذکر کیا ہے ابن الہمام نے فتح القدر فی باب ما یوجب القضاء  
 و الکفارة کتاب الصوم میں۔ اور اسی طرح ذکر کیا ہے سعد الدین تفتازانی نے حواشی کشاف میں  
 ۔۔۔۔۔ کہ تحقیق لفظ قالو اس اشارہ ضعف کا ہے



یعنی یہ قول ضعیف ہے ۔

(۴۷) غنیۃ المستملی شرح نئیۃ المصلی صفحہ ۲۰۲ (آخر بحث قنوت) حضرت قاضیخان علیہ الرحمۃ کی عبارت اس طرح درج ہے ۔ وکلام قاضیخان یشیر الی عدم اختیارہ لحدیث قال واذا صلی علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علی القعدۃ الا خبیۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ والی انہ غیر مروی عن الامۃ الخ بلفظہ ۔ یعنی کلام قاضیخان میں اشارہ ہے ۔ اس کے عدم اختیار کرنے کی طرح جیسے کہا ہے اور جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود و سلام پڑھا جائے ۔ قنوت میں کہا اہل بیت (یعنی فقہائے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قعدہ اخیر میں درود و سلام نہ پڑھا جائے پس اس کے قول میں لفظ قالو عدم استحسان کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ یہ بات آئمہ سے مروی نہیں ہے ۔

پس ان تمام روایات کتب معتبرات سے ثابت ہو گیا کہ قاضیخان علیہ الرحمۃ کی تحریر میں لفظ قالو درج ہے جو ضعف پر دلالت کرتا ہے ۔ اور اس پر کوئی فتویٰ نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ یہ قول ضعیف اور مرجوح ہے جبکی بابۃ در مختار میں لکھا ہے ان الحکم والفتا بالقول المرجوح جہل و خرق للاجماع ۔ یعنی حکم اور فتویٰ قول مرجوح پر دنیا جہل اور اجماع کا توڑنا ہے یعنی خلاف اجماع ہے ۔ رور ہو گیا یہ آپ کا کہنا کہ تمام حنفیہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہے جس نے خدا اور رسول کی شہادت پر نکاح کیا ۔

اچھا کہیے اور ذرہ سوچکر کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ویکون الرسول علیکم شہیدا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تم پر اسے لوگو گواہ ہیں ۔ تفسیر عزیزی کی مفصل عبارت یہ ہے کہ چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبوت سے سب حالات نیک و بد اور تمہارے سارے اعمال روزمرہ دیکھ رہے ہیں جس پر وہ گواہ ہیں اور گواہی دیں گے ۔ اور وہ گواہی مقبول ہے تو کیا اس مرد عورت کے نکاح کی شہادت یا گواہی نہیں دینگے جبکہ ان کے نکاح کی خبر رکھتے ہیں اور ان کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ضرور اور بالضرور شہادت دیں گے ۔ اور انہیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بلا دیکھے وہ گواہی نہیں دیں گے نتیجہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں ۔ اس لئے ضرور ہے کہ گواہی دیں گے ۔ البتہ اس سے انکار کرینوا لا ضرور کافر ہے اس لئے کہ وہ نص کا منکر ہے ۔



اب اور لیجئے۔ اسی نکاح کی بابت کتب فقہ معتبرات کو دیکھئے

(۵) درمختار کتاب النکاح تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم  
لم یجز قیل یکفر۔ یعنی اگر نکاح کیا کسی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی شہادت پر تو جائز نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب اس کا حاشیہ  
شامی دیکھئے۔

(۶) درالمختار شامی حاشیہ ۱۱ درمختار جلد دوم صفحہ ۲۷۶ سطر ۲۱

مطبوعہ مجتہدانی نہیلی (قولہ قیل یکفر) لانه اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
عالم الغیب۔ قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انه لا یکفر لان الاشیاء  
یعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال  
تعالی علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من ارضی من رسول۔ قلت بل ذکر فی  
کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المعنیات وروحانی  
المعتزلة المستدلین الخ بلفظ ترجمہ۔ یعنی یہ قول ضعیف (قیل یکفر) اس واسطے کہ اس  
نے اعتقاد کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب خود بخود جانتے ہیں۔ کہا فتاویٰ  
تاتارخانیہ اور حجتہ میں اور ذکر کیا کتاب ملتقط میں کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوگا  
کیونکہ تمام اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔ اور تحقیق پیغمبران  
علیہم السلام بعض غیب جانتے ہیں جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ عالم الغیب ہے وہ اللہ تعالیٰ  
نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب کو کسی شخص پر لیکن جس کسی بنی یا رسول کو پند فرماتا ہے۔ اس کو  
علم غیب عطا فرماتا ہے (حضرت شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں۔ بلکہ کتب  
عقائد میں لکھا ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات میں سے ہے بعض غیب پر اطلاع پانا۔ اور یہ  
امر معتزلہ فرقہ کا رسم ہے۔

(۷) معدن الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب النکاح، والصیحح انه لا یکفر

لان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام یعلمون الغیب وبعرض علیہم الاشیاء  
یعنی صحیح یہی ہے کہ خدا اور رسول کی شہادت پر گواہ نکاح میں کرنا والا وہ کافر نہیں ہوتا  
کیونکہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اور تمام اشیاء ان کے روبرو  
پیش کی جاتی ہیں۔



(۸) خزائن الروایات (باب النکاح) وفي المضمومات والصحيح انه لا يكفر لان النبي عليه الصلوة والسلام يعلمون الغيب ويعرض عليهم الاشياء فلا يكون كفرًا. ا. ه. یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہی ہے کہ وہ نکاح کر نیوالا کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام والسلام علم غیب جانتے ہیں۔ اور تمام چیزیں ان کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔

(۹) مجموعہ خانی جلد ثانی صفحہ ۶۔ در فتاویٰ حجتہ می گوید صحیح آنست کہ آل مرد کافر نمی شود زیرا کہ اعمال بندگان بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض می کنند۔ پس غیب نباشد بل فقط لیسے۔ مفتی جی! ان تمام عبارات کتب معتبرات سے آفتاب کی طرح روشن اور صاف ہو گیا کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی پر نکاح کرے وہ ہرگز مرگ کافر نہیں ہوتا اور یہی صحیح ہے۔ اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اور یہی عقیدہ مذہب اہلسنت و جماعت احناف کا ہے۔ اور جن علماء یعنی قاضیخان و بزازی علیہ الرحمۃ نے کفر کا لفظ تحریر کیا ہے۔ وہ خود اس کو ضعیف اور مرجوح فرما رہے ہیں۔ اور وجہ اس کی ظاہر اور صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تاکید یہ ہے کہ نکاح کی وقت دو آدمی گواہ ہونے چاہئیں۔ جو شخص اس کے خلاف کریگا یا اس سے انکار کریگا وہ واقعی کافر ہو جائیگا لیکن یہ وجہ نہیں کہ کسی شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب سمجھا دیکھنے اسکی تصدیق کی ہے۔

(۱۰) طحاوی حاشیہ در مختار میں اسی مسئلہ کو اس طرح پر لکھا ہے :-

قوله يكفر لعل وجهه انه حلال ما حرم الله تعالى لان الله تعالى لم يحل النكاح الا بشهود من الجنس فاذا اعتقد الحلال بخير من ذلك فقد خالف. ا. ه. یعنی یہ قول کہ نکاح کر نیوالا کافر ہو جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسنے حلال اعتقاد کیا اس چیز کو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نکاح جائز نہیں ہوتا جب تک دو گواہ آدمی اس کی جنس کے موجود اور حاضر نہ ہوں۔ پس جبکہ اسنے اعتقاد کیا۔ اس بات کا کہ نکاح بغیر شہادت دو گواہان جنس خود کے حلال ہے پس اسنے مخالفت کی حکم خداوندی کی اسلئے وہ کافر ہو گیا۔

ایک بات اور بھی آپ نے تحریر فرمائی ہے کہ جو فرشتوں علیہم السلام کو عالم الغیب کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے



حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کر نیکا ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں دنیا میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔  
 تو فوراً فرشتوں نے یوں کہا۔ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَرَسُولُهُ  
 بقرہ، یعنی فرشتوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جو  
 زمین میں فساد اور خونریزی کریگا۔ فرمائیے یہ غیب کی بات فرشتوں نے کیسے کہی۔ اور  
 کہاں سے کہی۔ یہ خبر ان کو کسے بتلائی۔ اور خداوند تعالیٰ نے بھی ان سے پوچھا نہیں کہ تم یہ  
 غیب کی بات کیسے کہتے ہو۔ میرے سوا تو کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ تم تو کافر ہو گے  
 تم نے غیب کی بات کہی۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے ان کے غیب کی بات کا انکار فرمایا۔ صرف  
 اتنا فرمایا۔ کہ جو جو اسرار آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے اور خلیفہ بنانے کے میں جانتا ہوں۔ وہ  
 تم نہیں جانتے یعنی جو بات تم کہتے ہو۔ وہ بھی صحیح ہے۔ لیکن آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا اور  
 آخر دنیا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ اللعالمین کا ظہور کرنا میری مشیت میں ہے۔  
 کیا کہتے۔ مولوی جی! یہ فرشتے بھی سبکے سب آپ کے فتویٰ کفر کے نیچے ہیں۔ العیاذ باللہ  
 اگر آپ یہ کہیں کہ کسی مرتد و عورت کے نکاح کی خبر فرشتوں کو کس طرح ہوئی۔ اور وہ حاضر  
 کیسے ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ ہر انسان کے ساتھ کم سے کم دو فرشتے  
 تو ضرور ہر وقت ہر لمحہ ہر لمحہ حاضر رہتے ہیں۔ یا یہ کہ آپ کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ اور قرآن شریف  
 کی آیات وَإِنْ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ لِكُلِّ مَثَاكِبَةٍ لَا يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝۵۔ سورہ انفطار  
 (یعنی تمہارے پر محافظ مقرر ہیں ہر مژدہ لکھنے والے وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ جو تم کرتے ہو) پر  
 بھی ایمان و ایقان نہیں ہے۔

یہاں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں کے غیب کو فرما رہا ہے۔ کہ وہ فرشتے جو کچھ  
 تم کرتے ہو وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ پس اس صورت میں نکاح کرنا اور عورت کیساتھ دود و دو فرشتے  
 ہر وقت حاضر و ناظر رہتے ہیں اور حاضر رکھے جائے دو گواہوں کے جاری گواہ موجود ہوئے۔ تو پھر کیونکر انکا نکاح  
 نہ ہوا۔ آپ کا اعتقاد ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ  
 وہ نکاح کے وقت حاضر نہ تھے۔ یا یہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب نہیں جانتے جو نکاح  
 کے وقت حاضر ہوں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا خداوند تعالیٰ بھی آپ کے اعتقاد میں نکاح  
 کے وقت حاضر نہیں ہوتا یا وہ علم غیب نہیں جانتا کہ نکاح کے وقت حاضر ہو سکے۔ لیکن ہمارے  
 اہل سنت و جماعت کا اعتقاد ہے کہ نکاح کے وقت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی حاضری میں یا فرشتوں کی حاضری میں نکاح نہ ہونے



یا ناجائز ہونے کی وجہ انکی حاضری یا غیر حاضری یا علم غیب کا ہونا یا نہ ہونا انہیں ہے۔ بلکہ اسکی وجہ یہ ہے جو میں صفحہ ۴۸ کے نمبر پر عبارت طحاوی حاشیہ درختار کی نقل کر چکا ہوں۔ یعنی دو گواہان کا جنس انسان سے وقت نکاح بموجب حکم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اگر کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مرد و عورت میں ناجائز یا شکر زنجی کی صورت پیدا ہو اور ان میں سے کوئی ایک نکاح سے انکار کرے یا مہر مقررہ سے منکر ہو یا خدا نخواستہ کچھری حکام میں مقدمہ دائر ہو جائے تو اس جگہ یہ دونوں گواہ حاضر ہو سکیں اور شہادت ادا کریں کیونکہ خداوند تعالیٰ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فرشتگان کو کچھری غیر کچھری میں کسی فرد بشر یا حاکم کو طلب کرنے کی مجال اور طاقت اور قدرت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دو گواہان کا نکاح کے وقت موجود اور حاضر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نکاح ہی نہ ہوگا۔ یہ شریعت کا حکم ہے۔ مگر افسوس آپ نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا۔ اور نہ تمام کتب دینیہ کو مطالعہ کیا۔ ایک دو عبارتیں بے سمجھی سے لکھ دیں۔ خیر اب بھی اُمید نہیں کہ اپنے عقیدہ کو صاف کریں۔ غالباً ویسے کے ویسے ہی رہیں۔ بقول شخصے ۵

باز گردیدن ندارد سو و جاہل راز چہل  
قلب ناواں گر کنی صد بار ناواں میشود

اب ایک اور امر کا اظہار ضروری ہے جس کا تعلق غلام غیب کے ساتھ ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب ادہام غلام قادریانی مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم کے رد میں لکھی تو میں نے اسکی کتاب ازالہ ادہام کے صفحات ۶۸۹-۶۹۱ کے حوالہ سے لکھا کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی غلط نکلی بلکہ تب آپ کے بھائیوں دیوبندیوں نے ایک حدیث شریف کچھری میں نکال کر مرزا بیوں کو دی۔ اور انہوں نے کچھری میں پیش کی۔ وہ حدیث یہ ہے۔ وعن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام اتی اہا جرم من مکة الی اکادریض بھا منخل فذا وھلی انھا الیمامة او محرقا ذھاھی المدینة یثرب الحدیث بات یہ تھی کہ مسلمان نے جب قادیانی پر اعتراضات کئے کہ تمام الہام تمھارے غلط اور جھوٹ ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔ اور اسکی تائید میں ازالہ ادہام کے صفحہ ۶۲۹ میں لکھا کہ چار سو نبیوں نے بھی جھوٹ بولا تھا۔ کہ ایک بادشاہ کی فتح کی انہوں نے پیشگوئی کی تھی۔ جو جھوٹی نکلی تھی۔ اور بادشاہ مذکور اسی میدان میں مارا



گیا۔ اور قصہ حدیبیہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلطی کھائی۔ ایسی ایسی عبارتیں دھوکا دینے کی غرض سے اُسے لکھی تھیں۔ مرزا قادیانی کی تائید اور تصدیق میں آپ کے بھائیوں نے بڑے زور سے اس حدیث شریف کو کچہری میں پیش کر دیا۔

ترجمہ حدیث شریف کیا جاتا ہے۔ جو کچہری میں نہیں کیا گیا۔ صرف یہ کہا گیا کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا مقام وہ جانا کہ جہاں کھجوروں کے درخت ہیں۔ وہ یما مکہ ہجیر ہے۔ مگر دراصل وہ مدینہ تھا۔ یہ اسکی اجتہادی غلطی تھی۔

اس پر میں نے کہا کہ اس حدیث کا یہ مطلب اور معنی نہیں ہیں۔ میں اس کے معنی اور مطلب بتاتا ہوں۔ لیکن مجوز نے فرمایا کہ جب قدر ملزمان چاہتے ہیں اسنا ہی لکھا جائیگا۔ جسوقت نقاری باری آئیگی۔ اُسوقت تم اس کا مطلب بیان کرنا۔ آخر یہ ہوا کہ مہربان منصف نے جب میری باری جواب دینے اور سوالات کے صاف کر دینا وقت آیا تو لکھنے سے انکار کر دیا۔ جیسے مثل کچہری مقدمہ اور فیصلہ مجوز سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی بدلہ لیگا۔ انشاء اللہ قلے۔

چونکہ اس کا جواب بھی اسی باب علم غیب کے متعلق ہے جو ہو جانا ضروری ہے۔ تاکہ آپ اور آپ کے وہابی بھائی اور مرزائی دونوں بھائی آپس میں سمجھ لیں۔ جن کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔

ترجمہ حدیث شریف بالا کا یہ ہے یعنی ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں ہجرت کر رہا ہوں مکہ شریف سے ایک ایسی جگہ کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال ہوا کہ وہ یما مکہ ہے یا ہجیر۔ پس ناگہاں وہ مدینہ شریف ہے۔ ترجمہ ختم ہوا اس حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ سارا واقعہ خواب ہی کا ہے۔ اس حدیث

شریف میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک وہلی۔ دوسرا فاذا۔ لفظ وہل کے معنی دل کا کسی جگہ جانا۔ جو مرد اسکی نہ ہو۔ یا نزل میں کسی چیز کا بے قصد آنا دیکھو منتخب اللغات صفحہ ۶۹ اور لفظ فاذا یا اذا کے معنی ناگہاں، فوراً اور اسی وقت کے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جادو گروں کے جادو چلانے کے وقت اپنے عصا شریف کو بحکم خدا تعالیٰ پھینکا۔ تب فاذا ہی شعبان مبین پس فوراً ناگہاں اسی وقت وہ عصا شریف



سانب یا اثر دہا بنگنیا۔ یا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو معجزہ کے طور پر باہر نکالا تو  
 فاذا ہی بیضا علی النظرین پس فوراً اسی وقت وہ ہاتھ نورانی سفید ہو گیا۔ اور یہی الفاظ حدیث  
 کے فاذا ہی یعنی اسی وقت خواب ہی میں مدینہ شریف معلوم ہو گیا یہ دھوکا نہیں جو مرزا قادیانی  
 نے دیا۔ اور مطلب نکالا ہے کہ پیامہ اور ہجر مقامات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا۔  
 اور پھر کئی روز بعد آپ کو پتہ لگا کہ وہ مدینہ شریف ہے۔ قرآن شریف میں فاذا۔ اذا کثرت  
 سے آیات میں موجود ہے جسکے معنی فوراً۔ ناگہاں، اسی وقت کے ہیں۔ اور لفظ وھل کے  
 معنی صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ پیامہ اور ہجر کا خیال جو دل میں آیا۔ وہ اصل مقصد نہیں تھا  
 بلکہ مدینہ شریف جو عین خواب ہی میں معلوم ہو گیا تھا۔ وہی تھا۔  
 غرضیکہ یہ حدیث شریف کلمہ خواب ہی کے حالات فرما رہی ہے اس میں بیداری کا مطلب  
 ذکر نہیں بد مذہبوں کا دھوکا ہے۔

اب باقی یہ بات ہے کہ مرزائیوں اور وہابیوں کا اعتقاد ہے۔ آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہاد غلطی ہوتی رہی ہے۔ سو۔  
 جواب اس کا یہ ہے کہ یہ ان کا کہنا سر اسر بہتان اور دھوکا اور کسر شان  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جس کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں۔ بوجوابت ذیل۔  
**اول۔** اگر پیغمبران علیہم السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان سے اجتہاد غلطی  
 ہوتی رہی ہے۔ تو تمام سلسلہ نبوت اور شریعت ہدایت و اخبار کا درہم برہم ہو جائیگا۔ جب کوئی  
 بات ہوئی یہ کہہ دیا کہ یہ انکی اجتہاد غلطی ہوگی۔ اور انکے صدق کلام میں سحت رخنہ ہوگا۔  
 دیکھو میکے بیان کی تصدیق ذیل میں ہے۔

**دوم۔** انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی میں داخل ہے اور اولیاء کرام کی خواب الہام  
 میں داخل ہے۔

**سوم۔** انبیاء علیہم السلام کا اجتہاد وحی کے ساتھ مشتمل یقینی ہے اور اولیائے کرام کا اجتہاد  
 ظنی ہے۔

**چہارم۔** مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ احمد مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد  
 ثانی نمبر ۳۴ صفحہ ۹۰۔ سطر ۶۔ حصہ ششم۔ مطبوعہ امرتسر۔  
 احکام اجتہاد یہ در ثانی الحال احکام منزلہ سماوی گشتہ است زیرا کہ برخلاف مقررہ



انبیاء و ارجاء نہیں۔ علی نبینا وعلیم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ پس از احکام اجتہاد یہ بعد از ثبوت اجتہاد  
مستنبطان و اختلاف رائے ایشان حکم از نزد حق جل و علا نازل می گردد کہ صواب را از خطا جدا آورد  
و امتیاز حق از مبطل نماید۔ پس احکام اجتہاد یہ نیز در زمان آنسر و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از  
نزول وحی تمیز صواب از خطا نمود قطعی الثبوت بودند و احتمال خطا نداشتند۔ الخ بلفظ  
پنجم۔ حجتہ اللہ البالغہ ترجمہ اردو حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی  
صفحہ ۱۹۹۔ سطر ۱۳۔

ان علوم میں سے بعض وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض آنحضرت صلی  
علیہ وسلم کے اجتہاد سے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی کے درجہ میں ہی  
خدا تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا ہے۔ کہ آپ کی رائے خطا پر زحم سکے۔ الخ بلفظ۔  
ششم۔ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۱۲۰  
سطر ۱۲ تا شیر نور القدس در قوت نظریہ او بوجہ واقع میشود کہ غلط و اشتباہ در معلومات اورا  
نمی یابد۔ بلفظ۔

ہفتم۔ مناجات النبوة ترجمہ مباح النبوة شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی  
جلد دوم صفحہ ۶۹۔ سطر ۸

وصل۔ جان اس بات کو کہ عالموں نے وحی کے مراتب عدیدہ ذکر کئے ہیں۔  
یعنی کئی وجہ سے اول روایا صالحہ ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں  
آیہ۔ اول ما بدعی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الدیاع الصالحہ۔ یعنی اول  
جس چیز سے کہ ابتداء وحی کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ روایا صالحہ ہے  
وفی روایۃ الصادقہ کان لابیہ روایا الا جائت مثل فلق الصبح۔ فلق یعنی شگات ہونا۔  
اور فلق یعنی پو پھٹنا صبح کا اور مراد اس سے نور صبح ہے یعنی وحی کے مراتب سے ایک روایا  
ہے۔ لفظ صالحہ کیو اسطے کہ خواب میں اکثر چیزیں نظر پڑتی ہیں کہ محمول ہوتی ہیں وے او پر اہمال  
کے اور فساد کے۔ لیکن انبیا کو یہ نہیں بلکہ وہی روایا ہے انبیا کا بمنزلہ وحی ہو۔ اسید اسطے کہا  
روایاے صالحہ اور بعض روایت میں آیا ہے روایا صادقہ پس نہیں دیکھتا روایا کے تئیں مگر آہی  
روایا مثل فلق صبح یعنی نور صبح۔ بعضی کتابوں میں واقع ہوا ہے روایا چھ پہننے تک تھا۔ اور ثبوت  
میں اس مدت کے کلام ہے۔ واللہ اعلم۔ بلفظ۔



ہشتم۔ مناجات النبوت اور ترجمہ مدارج النبوت ایضاً صفحہ ۸۶۔ سطر ۶۔ جلد دوم وما  
ینطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی ہے  
صاحب ما ینطق عن الہوی  
سے مراد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے یعنی جو کلام کرتا ہے پیغمبر نہیں ہے وہ کلام مگر وحی  
اپنی طرف سے نہیں۔ الخ بلفظہ

پس ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی الہی ہے اس میں  
کسی قسم کی غلطی کو راہ نہیں اور مردود ہے کلام قادیانی کا اور سائنس پر ہی وہابیہ دیوبندیہ  
اب میں قصہ حدیبیہ کا بھی مختصر حال لکھ دیتا ہوں جس پر قادیانک اور وہابیوں کو غلطی  
کا گمان ہے

مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ روایت  
کرتے ہیں کہ حدیبیہ کی صلح کے روز اصحاب رضی اللہ عنہم نہایت اندوہناک اور محزون ہوئے۔  
ایک تو اس جہت سے کہ انہوں نے تصور میں یہ بات آئی تھی کہ یہی سال میں اس جناب کی خواب  
نتیجہ ظاہر ہوگا۔ اور مکہ کی فتح میسر ہوگی۔ اور اہل اسلام مسجد الحرام میں داخل ہوں گے۔  
نقل ہے عمر ابن الخطاب سے کہ ایک روز میرے دل میں ایک امر عظیم آیا۔ اور مراجعت کی  
میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ ہرگز اس کے مانند نہیں کی تھی۔ اور کہا میں نے  
کیا پیغمبر برحق نہیں ہیں۔ فرمایا۔ ہوں پھر کہا میں نے کہ ہم برحق نہیں ہیں۔ اور مخالفت باطل پر  
فرمایا۔ ہاں۔ کہا میں نے پس کس واسطے یہ ذلت اور حقارت کھینچیں ہم۔ اور اس طور سے صلح کر کے  
پھر یہ ہم۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بیٹے خطاب کے تحقیق کہ میں فرستادہ خدا  
ہوں۔ اور بے فرمانی اسکی نہیں کرتا ہوں۔ اور وہ میرا ناصر اور معین ہے۔ وہ مجھے ضائع نہ چھوڑے گا  
یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ صلح وحی سے واقع ہوئی۔ نہ رائے اور اجتہاد سے

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے وعدہ نہیں کیا  
کہ جلد ہو کہ مکہ میں جاویں ہم۔ اور بیت اللہ کا طواف بجالائیں ہم۔ فرمایا۔ ہاں۔ وعدہ کیا میں  
لیکن یہ نہیں کہا کہ اسی برس اسے عمر غم نہ کھا کہ تو کعبہ کی زیارت کو پہنچے گا۔ پس ویسا ہی  
اندوہین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سے اٹھائیں۔ اور ابو بکر صدیق کے نزدیک  
کہا میں۔ اور وہی حکایت جو حضرت سے بلین نے عرض کی تھی۔ اس سے بھی کہی میں نے اور وہی  
جو میں نے حضرت سے سنا تھا صدیق سے بھی سنا میں نے ایک روایت میں ہے کہ صدیق



رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے مرد جا اور ہاتھ اُسکی رکاب میں مار۔ اور کچھ عمر ہنست کر۔ کہ وہ فرستادہ خدا ہے جو کرتا ہے وحی سے یعنی پیغام خدا سے کرتا ہے۔ اور مصلحت اس میں ہے اور خدا ناصر ہے اُس کا۔

اور یہ قول عمر خطاب رضی اللہ عنہ بر سبیل اشکشاف اور استفسار تھا نہ بر سبیل شک و انکار۔ اور ساتھ اُسکے عمر خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک عمر گزری ہے کہ شیطان کے وسوسوں اور کبید نفس سے جو اُس روز میری خاطر میں گذرا تھا استغفار کرتا ہوں۔ اور اعمال صالحہ سے صوم و صلوٰۃ اور اور اعتقاد و تصدیقات سے تو سل ڈھونڈتا ہوں تاکہ میری اس جرأت کی کفالت ہو۔

نقل ہے کہ حدیبیہ کی صلح کی مدت میں مشرکین اتنے مسلمان ہوئے کہ برابر کی کر کے تھے ابتداء بعثت سے جین مصالحات تک۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی فتح اہل اسلام میں حدیبیہ کی کے برابر نہ تھی۔ لیکن ادراک عقل اس معنی پر نہیں پہنچتا۔ وہ ایک ستر تھا ورمیان اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اُس کے پروردگار کے۔ لیکن بندے تعجیل کرتے تھے۔ اور خداوند عز و علا عجلت یعنی جلدی کرنے سے متبر اور منتر ہے یعنی پاک ہے۔

اور جب واقع ہوئی حدیبیہ کی صلح تب محتاط ہوئے کفار مسلمانوں سے اور اُسے مدینہ میں اور مطلع ہوئے احوال شریف پر اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے کہ پڑھتے تھے قرآن کو کفار کے سامنے بے تحاشے۔ اور مباحثہ اور مناظرہ کرتے تھے بلا ملاحظہ اور گئے اہل اسلام مکہ میں۔ اور خلوت و جلوت کی انہوں نے اپنے اہل و عیال سے، اور اپنے یاروں سے، اور دوستوں سے، اور نصیحت کی انہوں کے تبکیں۔ اور سنا اہل مکہ نے احوال شریف اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور معجزات ظاہرہ، اور آثار ربیہ۔ یعنی روشن۔ اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اعلام نبوت۔ اور حسن سیرت یعنی ظاہر کرنا نبوت کا۔ اور نیکی خصلت کی۔ اور جمال طریقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس پیدا ہوئی اُن کے دلوں میں محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور مائل ہوئے بواطن جمع باطن کی طرف ایمان کے اور اُسکے احکام کے۔ اور یہ وہی لوگ تھے کہ اس کے آگے نہیں سننے تھے سدا اہل کفر کے افتراءوں کے افتراء بے ہتھان اور طغیان اور مخترعات نفس کے۔ اور شیطان کے



مخترعات اختراع سے آیہ ہے۔ یعنی نو پیدا کرنا کسی بات کا خیر ہو یا شر۔ پس ایمان لائے حدیبیہ کی صلح کے بعد میں اور مکے کی فتح میں بہت لوگ۔ اور حائل کی میل یعنی رغبت طرف اسلام کے اور اہل اسلام کے۔ یہاں تک کہ طلوع ہوا اور مکے کی فتح کا۔ یعنی مکے کی فتح ہوئی۔ اور ساطح ہوا ابراہان دین یعنی روشن ہوئی تحت دین کی۔ ان میں کہتا ہوں کہ سلیج النبوت میں بہت مفصل حالات قصہ حدیبیہ کے درج ہیں۔ یہ ہے کہ یہ سفر حدیبیہ بموجب وحی الہی تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وما یطق عن الہدیٰ ان ہوا لا یجیٰ یوحیٰ سے نافرمان ہونا پڑیگا ان لوگوں کو جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلطی کر دیا۔ ارام لگاتے ہیں اور کسر شان اور توہین کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اب میں پھر اصل مطلب پر آتا ہوں۔ اور یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا علم کتنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب کس قدر ہے اور اوہیاء کرام کو علم غیب کہاں تک ہے۔ تاکہ ان لوگوں کے شک اور وہم کا ازالہ ہو جائے جو کہتے ہیں کہ سنیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کے برابر کر دیا ہے۔

## اول علم اللہ تبارک وتعالیٰ

(۱) شرح عقائد علامہ افتخار زانی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۷۔ معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدار دراتہ مع کتنا ہیہما۔ اھ یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات مقدرات سے بہت زیادہ ہیں۔ باوجود اس کے کہ دونوں کی کوئی انتہا نہیں (یعنی معلومات اور مقدرات کی) (۲) شرح مواقف۔ موقف ثانی علامہ جرجانی علیہ الرحمۃ۔ واعلم ان معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدار دراتہ مع ان کل واحد منہما غیر متناہیہ۔ اھ یعنی جان تو تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات بہت زیادہ ہیں۔ اسکی تقدیر کئے ہوئے سے باوجود اس کے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے غیر منتہی ہیں۔

(۳) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۷۶۔ سطر ۴۔ مصری رقصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام، فلما ركباني السفينة جاء عصفور فوق علي احرف السفينة فنقر في البحر نفرة او نفرتين قال له الخضر مني ما نقص علمي وعلمك من علم الله الا مثل ما نقص هذا العصفور بمنقاره من البحر الحديث بلفظ یعنی ایک چڑیا کشتی کے کنارہ



پر اگر بیٹھی۔ اور اس نے اپنی چوہنج کو سمندر میں ڈبو دیا۔ پس حضرت موسیٰ علی نبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ تمہارا علم اور میرا علم اور سارے جہانوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا چڑیا نے اپنی چوہنج میں لیا ہے۔

(۴) علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ حاشیہ بیضاوی میں ہے۔ ان معلومات اللہ تعالیٰ لانہایہ لہا وغیب السموات والارض وما یبدونہ وما یمتو نہ قطرة منہا یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات کی انتہا نہیں ہے اور غیب آسمانوں اور زمینوں، اور جو کہ ظاہر کرتے ہیں اسکو اور جو کہ چھپاتے ہیں اسکو ایک قطرہ ہے اس سے۔

(۵) کیمیائے سعادت امام غزالی علیہ الرحمۃ۔ وہیچ سلیم دل بنو کہ اس قدر نماند کہ علم فرشتگان و آدمیان در جنب علم حق نا چیز است و ہمہ را گفتہ کہ و ما اوتیتہم من العلم الا قلیلا۔ اھ۔

## دوم علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او اولیاء کے کرام علیہم الرحمۃ

(۱) روح البیان تفسیر۔ (لبایۃ الاسری) وقد قال کلمۃ اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی خلقی قطرة علمت ما کان وما سیکون۔ اھ یعنی تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ معراج کی رات کو میرے خلق میں قطرہ ٹپکا یا گیا۔ تب جانا میں نے جو کچھ ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ آئندہ ہوگا۔

(۲) تفسیر حسینی باب معراج۔ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرة خلق من رختند فعلمت ما کان۔۔۔۔۔ وما سیکون۔ اھ بلفظ۔

(۳) تفسیر روح البیان صفحہ ۳۷۵ قال شیخنا العلامة ابقاۃ اللہ بالسلامۃ فی الرسالة الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ الحرفانیۃ علم الاولیاء من علم الانبیاء علی بمنزلة قطرة من سبعة البحار و علم الانبیاء من نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ المنزلة و علم نبینا من علم الحق سبحانہ بہذہ المنزلة۔ اھ فی قصیدۃ البرجۃ ۵

وکلہم من رسول اللہ ملتئم غر فام البحر و در شفا من الدائم



واقفون لہ ید عند حدہم من نقطۃ العلم ومن شکلة الحکم حاصلہ ان علوم الکائنات وان کثر بالنسبۃ الی علم اللہ تعالیٰ بمنزلۃ نقطۃ شکلة ومشوبہا بحر روحانۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکل نبی ورسول وولی اخذون بقدر القابلیۃ والاستعداد احد ممالدا یدہ ولس لاحد ان یحذوہ او یتقدام علیہ انتھی ۛ یعنی کہا ہمارے شیخ علامہ نے باقی رکھے اللہ تعالیٰ اس کو ساتھ سلامتی کے اپنے رسالہ رحمانیہ فی بیان کلمۃ العرفانیہ میں۔ علم اولیا کا انبیاء علیہم السلام کے علم کے مقابلہ میں سات سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔ اور علم تمام انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ میں علم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا ہی ہے اور علم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم الہی سبحانہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے ۛ

اور قصیدہ بروہ میں ہے اور تمام انبیاء کرام سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے امید رکھنے والے ہیں کہ چلو دریائے فضل سے یا ایک قطرہ بارش جود سے ملے۔ اور کھڑے ہو ہیں دربار مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تاکہ بلجا و عری ایک نقطہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام سے۔ یا ایک شکل شکلوں سے حکمت کے ۛ

حاصل ان تمام کا یہ ہے کہ تحقیق علوم کل کائنات اگرچہ بہت ہیں۔ مگر علم الہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے قائم مقام ایک نقطہ یا ایک شکل کے ہے۔ اور اس علم حاصل کرنے کی جگہ سمندر ہے۔ روح محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس ہر رسول و نبی و ولی اس دریا سے اپنی اپنی قابلیت اور استعداد کے موافق پاتے ہیں۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اُسکی برابری کرے۔ یا اُس سے بڑھ جائے ۛ

کافی الا بریز صفحہ ۲۶۲۔ او عاش جبرئیل مائۃ الف عام الی مائۃ الف عام الی مالا نہایۃ لہ ما احدرک ربعا من معرفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا من علمہ بریہ تعالیٰ و کیف یکن ان یکون سیدنا جبرئیل اعلم و هو امنّا خلق من نورہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ وقد کان الحبيب صلی اللہ علیہ وسلم مع حبیبہ عز وجل حیث لا جبرئیل ولا غیرہ واستمد صلی اللہ علیہ وسلم من ربہ تعالیٰ الخ قال ما یلیق بعظیۃ الکریم وجلالہ وعظمتہ مع حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اخر ما افادوا جاح فلینظر مثہ من اراد۔ یعنی پس کہا تحقیق اگر زندہ رہیں جبرائیل علیہ السلام ایک لاکھ برس سے۔ دوسرے لاکھ برس تک۔ یا اس قدر زندہ رہیں کہ جسکی حدود نہیں۔ تو بھی معرفت







اور مسلمانوں کے لئے رحمت اور ہدایت کی خوشخبری ہے ❖

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ (سورہ یوسف) یعنی قرآن شریف ایسی بات نہیں جو افترا بنا یا جائے۔ بلکہ یہ انکی کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور اس میں ہر شے کا مفصل بیان ہے ❖

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا فَطَنَّا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (سورہ انفصاف) ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز لکھنے سے نہیں چھوڑی۔ یعنی سب کچھ لکھ دیا ہے ❖

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا حَبَّةَ فِي ظِلْمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (سورہ انفصاف) کوئی دانہ نہیں ہے زمین کی اندھیروں میں۔ اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک، مگر یہ کہ وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے ❖

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (سورہ یسین) یعنی ہر چیز کو ہم نے روشن پیشوا میں جمع کر دیا ہے۔ یعنی قرآن شریف میں ہر شے کا ذکر فرما دیا ہے ❖

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَقَرٌّ (سورہ قمر) یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز کو (لوح محفوظ میں) لکھ دیا ہے۔ یعنی لوح محفوظ میں سب کچھ جو ہو نیوالا ہے۔ درج کر دیا ہے۔ دیکھئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف کل کے لفظ سے فرما رہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں ہر شے کا علم دیا گیا۔ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اور لوح محفوظ جو کچھ درج ہے۔ ان سب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔ اور لوح محفوظ کا علم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں میں سے ایک شے ہے۔ جیسے کہ اس بحث میں ثابت کر چکا ہوں۔ بلکہ لوح محفوظ تو اوتیٰ خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اولیاء کرام کے بھی ہر وقت پیش نظر ہے جیسے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ۵

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا  
منکرین علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر قرآن شریف اور احادیث شریف کے ہیں۔ اور اور مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود کافر بلکہ کفر ہیں۔ نتیجہ کامل خیر بحث پر درج ہو گا ❖

اب میں چند عقائد آپ کے امام الطائفہ کے انکی صراطِ مستقیم سے دکھاتا ہوں۔



تاکہ اُن کی نسبت بھی فتویٰ کفر عائد ہو۔

(دیکھو صراطِ مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی)

(الف) وہ یحییٰ اصحابِ اہل مراتبِ عالیہ و اربابِ اہل مناصب رفیعہ مافوقِ مطلق در تصرفِ عالمِ مثال و شہادتِ محی باشند۔ ابنِ کبارِ اوقالی الایدی و الالبصار را میرسد کہ تمامی کلیات را بسوی خود نسبت نمایند۔ مثلاً ایشان را می رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرشِ سلطنت ما است۔ الخ۔ بلفظِ صفحہ ۱۰۱۔ سطر ۲۔

(ب) افادہ۔ ۱۔ برائے انکشافِ حالاتِ سموات و ملاقاتِ ارواح و ملائکہ و جنت و نار و اطلاع بر حقائقِ آن مقام و دریافتِ امکانہ آنجا و انکشافِ امرِ لوح محفوظ ذکرِ یاسی یا قیوم است۔ الخ بلفظِ صفحہ ۱۱۳۔ سطر ۷۔

(ج) افادہ دیگر برائے کشفِ ارواح و ملائکہ و مقاماتِ آہنا و سیرِ امکانہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغلِ دورہ کند۔ و طریقش در فصلِ اول مفصلاً مذکور شد۔ الخ۔ بلفظِ صفحہ ۱۱۷۔ سطر ۸۔

لیجئے اپنے امامِ الطائفہ کی تحریری دستاویز کو ملاحظہ کیجئے کہ اولیاءِ کرام علیہ الرحمۃ کے کیسے مراتب لکھ رہے ہیں۔ اور تمام آسمانوں زمینوں کے حالات اور دوزخ و بہشت کے سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع پاتا اُن کا ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی استحقاقِ لکھنے ہیں۔ کہ اُن کو جائز ہے۔ کہ وہ یہ بات بھی صاف کہہ دیں کہ عرش سے لے کر فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔ اور وظیفہ بھی یا حتی یا قیوم کا بتلا رہے ہیں۔

دیکھو واجبِ اولیاءِ کرام کا تمام جہانوں پر تصرف اور علمِ غیب لوح محفوظ پر اطلاع ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کا بھی مقدار نہیں ہے۔ تو پھر ان کے تصرف اور علم کا اندازہ سوائے خدا کے کون کر سکتا ہے اللہ غنی!!

اب میں ایک فتوے علمائے کرامِ ہندوستان کا علمِ غیب پر لکھتا ہوں اسکو بغور پڑھیے (از کتاب انوار المصطفیٰ بحال ستر و خفا (فاصل بریلوی))



مسئله استفتاء

از ویلی چاندنی چوک موتی بازار مرسله بعضی علمای هندت ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۸ هـ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

حضرات علماء کرام اہلسنت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید دعوے کرتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہو گا۔ حتیٰ کہ بدر الحلق سے لے کر دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر و شر یا تفصیل جانتے ہیں۔ اور جمع اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح انہی کفہ مبارک کو اور اس دعوے کے ثبوت میں آیات و احادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔ مگر اس عقیدے کو شرک اور کفر کہتا ہے اور یکمال درستی دعوے کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نہیں جانتے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہ تھا۔ اور اپنے اس دعوے کے اثبات میں تقویتہ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا۔ خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمایا تھا۔ دونوں طرح شرک ہے۔

اب علما و ربانی کی جناب میں التماس ہے۔ کہ ان دونوں میں کون برسر حق موافق عقیدہ  
سلف صالحین، اور کون بد مذہب جہتی ہے۔ عمر و کا دعویٰ ہے۔ کہ شیطان کا علم رمعاذ اللہ  
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس گنگو، ہی مرشد اپنی کتاب براسین  
نماطہ کے صفحہ ۷۴ پر اس کا بیان یوں لکھا ہے "وہ کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔  
تو فخر عالم کی وسعت علم کی کو نسبی نص قطعی ہے" اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

## الجواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَصْلًا وَسَلَامٌ وَبَارِكْ عَلَى مَنْ عَلِمَتْهُ الْغَيْبُ وَنَزَهَتْهُ



من عل عیب و علی آلہ و صحبہ ابداً ادب انی اعوذ بک من ہمزات الشیطن و اعوذ بک  
 رب ان یحضر دنہ زید کا قول حق و صحیح۔ اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بیشک حضرت  
 عزت عظمیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا  
 علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب۔ عرش تا فرش سب اکھنیں دکھایا ملکوت السموات و الارض  
 کا شاہد بنایا۔ روز اول سے آخر تک کا سب کا فادما کیوں! ہمیں بتلایا شیاء مذکورہ سے  
 کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو  
 غیپ ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر ہر طب و یابس، جو پتا کرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں  
 جو دانہ کہیں پڑا ہے، سب کو جدا جدا تفصلاً جان لیا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔ بلکہ جو کچھ بیان ہوا۔ ہرگز ہرگز  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا پورا علم نہیں صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔ بلکہ علم  
 حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے۔ ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار سجد و بی کناں سمندر ہزار ہا ہزار  
 جنکی حقیقت وہ جانیں۔ یا ان کا عطا کرنے والا۔ ان کا مالک و مولیٰ اجل و علا و الحمد للہ العلی الاعلیٰ کہ سب  
 حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اسکے دلائل کا بیٹ شافی مجیان وافی ہے۔ اور اگر کچھ نہ ہو۔  
 تو محمد اللہ قرآن عظیم خود شاہ عدل و حکم فصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ و نزلنا علیک الکتب تنبیانا  
 لکل شیئی و ہدی و بشیراً للمسلمین۔ اتاری ہم نے کتاب تم پر ہر چیز کا روشن بیان ہے۔  
 اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت و بشارت و قال اللہ تعالیٰ ما کان حدیثاً یفتی  
 و لکن تصدیق الذی بین یدایہ و تفصیل کل شیئی۔ قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے۔ بلکہ کلی  
 کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان۔ و قال اللہ تعالیٰ ما غرطنا فی الکتب من  
 شیئی۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھانے رکھی۔ الخ بلفظہ کتاب منیر الدین مصنفہ مولانا بشیر الدین۔

صفحہ ۲۶۱

اس کے آگے اس فتوے میں قرآن شریف و احادیث شریف و تفاسیر و کتب سیر و اقوال علماء  
 مہج کر کے زید کے دعوے کو کامل و اکمل طور سے ثابت کیا ہے۔ اور دعوے بکر و عمر و کو مردود و ظاہر  
 کیا ہے۔







لیجئے مولوی با علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات و احادیث تفاسیر و کتب سیر و احوال و اقوال علمائے متقدمین و متاخرین سے کامل طور پر ثابت کر دیا گیا۔ اور آپ کے اعتراضات کا جو غلط فہمی یا دھوکہ دہی سے کئے گئے تھے۔ ان کا بھی دندان شکن جواب ہو چکا۔ اب ماننا نہ ماننا آپ لوگوں کے اختیار میں۔ جب تک خداوند تعالیٰ کی مہربانی نہ ہو۔ تب تک کچھ نہیں بتا سکتے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم صراطِ مستقیم عطا کرے۔ اب علم غیب کو مختصر آخری نتیجہ پر ختم کرتا ہوں۔ وہ نتیجہ قرآن شریف سے اس طرح ہے :-

## نتیجہ اخیر علم غیب کا

یہ ہے۔ کہ جو کوئی شخص علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً انکار کرے وہ بموجب حکم خداوندی منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح ہے :-  
اگرچہ اصولاً بالعموم کوئی شخص قرآن شریف اور احادیث شریف کا استہزاء کرے، یا انکار کرے۔ وہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔ لیکن یہاں پر بالخصوص جو شخص علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً استہزاء انکار کرے وہ بموجب حکم خداوند تعالیٰ منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح ہے :-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبَا اللَّهِ وَآيَتُهُ وَرَسُولُهُ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۚ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (سورہ توبہ) ترجمہ۔ اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو۔ تو وہ (منافقین) ضرور کہیں گے۔ ہم تو بے نیازی کھیل میں تھے (مے میسر جدید) آپ فرما دیجئے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اسکی آیتوں اور اسکی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہٹھا کرتے تھے۔ پس پہلے مت بناؤ۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے (یعنی مرتد) :-

- (۱) تفسیر امام ابن جریر علیہ الرحمۃ مطبوعہ مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵۔
- (۲) تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ جلد سوم صفحہ ۲۵۲۔

حضرت ابن شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد ظہیر غاٹھ حضرت سیدنا ۱۵ تفسیر بیضاوی جلد اول سورہ توبہ صفحہ ۳۳۹۔ سطر ۲۸ :- اور تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۹۹



عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے اور شان نزول اس آیت شریفہ کا یوں فرماتے ہیں  
 انه قال فی قوله لا الی واللہ سئلتم لیقولن انما کنا نحوض وقلع بالایہ قال جمل  
 من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا وکذا اما یدادیہ بالغیب۔ کہا امام  
 مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں: "اور اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو تو وہ (منافقین  
 کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی اور کھیل کرتے جاتے تھے (آخر آیت تک) (وہ منافقین استہزاء یہ کہتے جاتے  
 تھے) جبکہ ایک شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ فلاں شخص  
 کی اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے۔ اس پر ایک منافق بولا: کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
 بتاتے ہیں۔ کہ اونٹنی فلاں فلاں جگہ میں ہے وہ غیب کی بات کیا جانیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے  
 یہ آیت شریفہ اتاری کہ تم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھٹکھا کرتے ہو، بہانہ مروت  
 بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کو کیا جانیں کہ  
 کہنے سے کافر ہو گئے۔

دیکھئے۔ اس وقت کے منافقین کی مطابقت اس وقت کے منافقین کے ساتھ کیسی ہے  
 وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کیا جانیں اور اس وقت بھی  
 منافقین کا یہی قول ہے کہ "غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر" بلفظہ تقویتہ الا یکان  
 صفحہ ۵۸ سطر ۳ فرق اس قدر ہے کہ اس وقت کے منافقین اس عقیدہ علم غیب کو کفر نہیں  
 کہتے تھے۔ یا اس عقیدہ والے مسلمان کو کافر نہیں کہتے تھے۔ لیکن اس وقت اور اس زمانہ  
 کے ان کے سکے بھائی مسلمانوں کو جو قرآن شریف کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ بڑے زور سے  
 علی الاعلان کافر کہتے اور انہی کتابوں اور رسالوں میں کافر لکھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گویا  
 یہ ان سے بھی اعلیٰ درجہ کے عالی مرتبت کافر ہیں۔ جزاک اللہ تعالیٰ۔

نکتہ منکرین علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دلائل سے مرنا فوق اور  
 کافر ہیں۔ ایک تو یہی آیت شریفہ ظاہرہ قد کفرت بما یمنون کہ ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے  
 قد کفرت بما یمنون یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکروں کو فرمایا  
 کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ صریح طور پر یوں ہے کہ اس آیت شریفہ کے اعداد و جمل  
 ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ اور ادھر جملہ یا فقرہ۔ برآدہ یعنی فرقہ زنادقہ بخاریہ اسماعیلیہ  
 وہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد و جمل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ گویا خداوند کریم نے پہلے



ہی سے اس آیت میں اس فرقہ زنا و قہ کو داخل کر دیا۔ علاوہ اسکے اگرچہ اعداد و جل الفاظ بلغنی اور اعلای کے بھی وہی اعداد (۱۰۸۲) ہیں۔ لیکن مجھے ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔  
 لیجئے مولوی جی با علم غیب کی بحث مختصر لیکن مسکتا ختم ہوئی۔ زیادہ لکھنا طوالت میں ہے۔

## باب ہفتم

عقیدہ نمبر ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصاً تقویتۃ الایمان صفحہ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔  
 عقیدہ نمبر ۱۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً۔ تقویتۃ الایمان صفحہ نمبر ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔

قولہ۔ توضیح۔ مطالبہ نمبر ۱۰۔ ۱۱۔ آپ نے تقویتہ کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۰ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے اور عقیدہ نمبر ۱۱ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کیلئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ساری تقویت کے تلاش کرنے کے بعد یہی واضح ہوا۔ کہ ان ہر دو عقیدوں کی عبارات بھی سوائے بہتان اور افترا ہونے کے کوئی صلیت نہیں رکھتی بلفظہ صفحہ ۲۰۔

اقول۔ مفتی جی! معلوم ہو گیا ہے۔ کہ آپ کو اردو عبارات کے پڑھنے کی بھی قوت نہیں۔ میری عبارت میں کہیں کبھی یہ بات درج نہیں۔ کہ یہ عبارات بلفظہ ہی ہیں۔ بلکہ لفظ ملخصاً لکھ کر تقویت کے صفحات ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ کا حوالہ دیا ہوا ہے۔ آپ ان صفحات کو پڑھتے نہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ ساری تقویتہ میں یہ مضمون ہی نہیں۔ اور بہتان و افترا کا الزام لگاتے ہیں۔ اور اسی طرح کرتے چلے آتے ہیں۔ اور اسپر ہنسی اور حیرانی کی بات یہ ہے۔ کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں اسکا جواب بھی لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندہ خدا اگر وہ عبارات یا مضمون تقویتہ میں نہیں ہے۔ تو پھر اسکی حمایت میں جواب کس بات کا لکھتے ہیں اور کیوں؟ صرف یہ لکھنا کافی تھا۔ کہ یہ مضمون ہی تقویت میں نہیں ہے۔ اس لئے اس کا جواب بھی نہیں ہے۔ واہ عجیب۔ لیجئے میں ان عبارات کو پورے طور پر لکھتا ہوں۔ جو آپ کو نظر نہیں آتیں۔ جن کا خلاصہ میں نے لکھا ہے۔ وہ یہ ہذا۔  
 (الف) تیسری بات یہ ہے کہ بعضے کام اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ اور رکوع اور با حقہ باندھ کر کھڑے ہونا۔ اور اس کے گھر کی طرف دوڑ کر



قصد کر کے سفر کرنا الخ بلفظ صفحہ ۱۰۔ تقویتۃ الایمان۔

(ج) پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے چہلہ کو یا کسی کے مکان کو یا کسی تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے، یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے، یا جانور چھڑائے، یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے لٹے پاؤں چلے، یا ان کی قبر کو بوسہ دے، مور چھل جھلے، اور اس پر شامیانہ کھڑا کرے یا ہاتھ باندھ کر التجا کرے، دعا مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے، وہاں کے گرویش جنگل کا ادب کرے ایسی قسم کی باتیں کرے۔ سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے بلفظ تقویتۃ الایمان ص ۱۱

(ج) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑ ہونا اور اس کو پکارنا، اور اس کا نام جینا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے کھڑائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ بلفظ تقویتۃ الایمان صفحہ ۲۰۔

(د) اور کسی کی قبر پر یا چہلہ پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کے رنج اور تکلیف اٹھا کر، وہاں پہنچنا، یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ بلفظ صفحہ ۲۱۔

(ه) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑا رہنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے کھڑائے ہیں۔ سو اور کسی کے لئے نہ کیا جاوے بلفظ تقویتۃ الایمان صفحہ ۲۳۔

دیکھیے مفتی جی! یہ عبارات مندرجہ بالا تقویتۃ الایمان میں موجود ہیں۔ جن کا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے جو آپ کو نظر نہیں آئیں۔ کیا مسلمان لوگ دور دور سے قصد کر کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لئے نہیں جاتے۔ اور حاضر ہو کر ہاتھ باندھ کر حضور میں کھڑے نہیں ہوتے۔ اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ انہیں پکارتے۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت بموجب کم خداوند تعالیٰ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤا الایہ نہیں مانگتے ضرور ضرور مسلمان لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور کریں گے، اور تاقیامت کرتے رہیں گے۔ اس لئے کہ ایسا کرنا خدا کریم، اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ لیکن وہابیوں کے گھر میں یہ سب شرک ہے۔ ابعیاد باللہ۔

قولہ۔ البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے، بعضے کام اللہ نے تعظیم کے اپنے لئے



خاص کئے ہیں۔ اُن کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ کرنا۔ رکوع اور یا تمہ باندھ کر کھڑا ہونا۔ وغیرہ  
وغیرہ الخ۔ بلفظ صفحہ ۲۱۔ سطر ۲۱۔

اقول۔ مفتی جی! شاباش اور آفریں یا تو ایسی سختی سے انکار تھا۔ کہ ساری تقویٰ میں  
دیکھا۔ یہ عبارات ہی نہیں۔ نہ افترا اور بہتان ہے۔ یا یہ کہ اسی وقت اعلیٰ حیا سے فوراً اقرار بھی  
کر لیا۔ اور البتہ کر کے یوں لکھ دیا۔ البتہ تقویٰ میں یہ عبارت ضرور ہے۔ سبحان اللہ سجدہ۔  
جادو وہ جو سر پر چڑھ کر لو لے۔

اچھا فرمائیے! یہ کام جو آپ کے امام الطائفہ نے خاص خدا کے لئے مقرر کئے ہیں صحیح ہیں۔  
اور انکی صحت پر کیا دلائل ہیں۔ وہ کام یہ ہیں :-

وہ کام جو مولوی اسماعیل دہلوی  
نے خاص خدا کیلئے مقرر کئے ہیں  
اُن کا جواب میری طرف سے بموجب مذہب اہلسنت :-

(۱) یا تمہ باندھ کر کسی سامنے کھڑا  
ہونا۔  
(۱) یہ خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے روضہ مطہرہ کے سامنے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے  
ہیں ایسے ہی وہاں تعظیم کیلئے کھڑا ہونا کتب دینیہ اور تعامل صحابہ و اہل  
سنت سے ثابت ہے۔

(۲) کسی کی قبر کی طرف  
دور دور سے قصد کر کے  
سفر کرنا۔  
(۲) یہ کام بھی خاص خدا کے لئے نہیں۔ کیا نعوذ باللہ خدا کی بھی کوئی قبر ہے۔  
جس کے لئے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا چاہئے۔ ہاں حضرت رسول  
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روزہ منورہ ہے۔ جسکی زیارت کے لئے دور  
دور سے قصد لوگ بموجب ارشاد لازم الانقیاد حضور صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے جاتے ہیں۔ اور احادیث شریفہ میں درج ہے کہ جس نے حج  
بیت اللہ کا کیا۔ اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے میرے پر ظلم کیا۔ جس نے  
زیارت کی میری قبر کی اسکی شفاعت میرے پر واجب ہو گئی۔ کیا آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم شرک کی فرمائی۔ العباد باللہ۔

(۳) اس پر غلاف ڈالنا۔  
(۳) کیا کوئی علات خدا پر ڈالا جاتا ہے۔ یا کوئی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ  
کی قبر ہے جس پر غلاف ڈالا جاتا ہے یہ کام کیونکر اللہ تعالیٰ کے لئے



خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت قیمتی ازربار  
غلاف موجود ہے جو جائز ہے ۔

(۴) کیا خدا کی بھی کوئی چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہو کر پکارنا چاہیے  
یہ کام خدا کے لئے کیونکر ہوا ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
روضہ مبارکہ کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہو کر الصلوٰۃ والسلام  
علیک یا رسول اللہ ضرور پکارا جاتا ہے۔ اور دعائے مغفرت بھی مانگی  
جاتی ہے۔ جو حضور کے لئے خاص ہے۔

(۵) کیا خداوند تعالیٰ کے گرد بھی کہیں روشنی کی جاتی ہے۔ یہ کام خدا  
کے لئے کیسے خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کے گرد نہایت عمدہ خوشبودار روشنی و بابیہ سوز کی جاتی ہے  
جس سے وہابیہ کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اس لئے وہاں جانا  
ہی نہیں۔ خدا نصیب نہ کرے ۔

(۶) کیا کوئی فرش بھی نعوذ باللہ منہا خدا کے بیٹھنے کے لئے بچھایا جاتا ہے  
یہ کام خاص خدا کے لئے کیسا ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم پر نہایت عمدہ عمدہ قیمتی قالینیں بچھی ہوئی ہیں۔ کافی  
زینت بغرض تعظیم حضور انور کے ہے قل من حرم زینۃ اللہ  
الایہ حکم خداوندی کے مطابق ہے۔ وہابیہ! جلو، بھنو۔ مگر کسی کی  
مت سنو! ۔

(۷) یہ بھی خوب کہی۔ پانی پلانا بھی خدا کو ہی چاہئے۔ ورنہ شرک ہے  
اگر اور کسی کو پلا دیا۔ یہ بھی خاصہ خدا ہے۔ العیاذ باللہ ۔

(۸) کیا یہ کام بھی خاص خدا کے لئے ہے۔ خدا کو بھی غسل اور وضو کی  
ضرورت ہے۔ شایاش۔ یا آپ کے امام الطائفہ یہ جانتے ہیں۔ سب  
لوگ بے غسل اور بے وضو نماز پڑھیں۔ یا یہ کہ جس شخص نے نمازیوں  
کے لئے یہ سامان کیا وہ مشرک ہے۔ العیاذ باللہ ۔

(۹) یہ کام بھی خاص خدا کو کیونکر ہے۔ کیا کوئی گنواں بھی خداوند تعالیٰ کا

(۴) اسکی چوکھٹ کے آگے  
کھڑے ہو کر پکارنا یا دعا مانگنا

(۵) اسکے گرد روشنی کرنی۔

(۶) فرش بچھانا

(۷) پانی پلانا

(۸) وضو اور غسل کا لوگوں  
کے لئے سامان کرنا۔

(۹) اور اسکے کنوئیں کا پانی



تبرک بھکر پینا اور بانٹنا ہے۔ آب زمزم مکہ شریف میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا۔ اور آب اور غائبوں کے لئے لیجانا۔ کوثر مدینہ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہ مبارک کا پینا اور بانٹنا اور غائبوں کے لئے لیجانا شرک ہوا اور اس پانی کے لیجانے والا مشرک ہوا۔ العیاذ باللہ۔

(۱۰) رخصت ہوتے وقت (۱۰) یہ کام بھی خاص خدا کے لئے کیونکر ہوا۔ خدا سے بھی کوئی رخصت لکے پاؤں چلنا اور اسکے ہو کر سیدھے پاؤں چلنا یا خدا کے جنگل کا بھی ادب کیا جاتا ہے۔ کیا گرد و پیش جنگل کا ادب کیا۔ وہابیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی کی طرف پشت کر کے چلنا چاہئے۔ حالانکہ روزہ مسطرہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونیکا حکم ہے اور کعبہ کی طرف پشت کرینیکا حکم ہے اور مدینہ طیبہ بھی کعبہ کی طرح جم ہے۔ ان سب کاشتات آگے ہوگا۔

(۱۱) اُن کی قبر کو بوسہ سے (۱۱) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کیونکر ہوا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی بھی کوئی نعوذ باللہ قبر ہے۔ جس کے بوسہ دینے کا حکم ہے۔ عام لوگوں کی قبر کو بوسہ دینا جائز ہے۔ تو اگر کسی نے نہایت محبت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مسطرہ کو بوسہ دیا۔ تو وہ مشرک کیسے ہو گیا۔ وہابیوں کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے والدین کی قبر کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ تو کیا وہ مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ منہا۔

(۱۲) مورچیل جھلے (۱۲) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کو کیونکر خاص ہے۔ کیا کوئی مورچیل اللہ تعالیٰ کو بھی جھلا جاتا ہے گو یا خدا کو مورچیل جھلنا چاہئے۔

(۱۳) اسپر شامپا کھڑا کر (۱۳) یہ شامیانہ بھی نعوذ باللہ خدا کی قبر پر کھڑا کرنا چاہئے ورنہ شرک (۱۴) بجاور بنکر بیٹھ رہے۔ (۱۴) چونکہ یہ کام بھی خاص خدا کے لئے ہے۔ تو خدا کی قبر (نعوذ باللہ) پر بجا اور بنکر بیٹھے۔ اور بقیل اُن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مسطرہ کے سب بجاور مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔

لیجئے مفتی جی! یہ چودہ کام جو اپنے اپنے امام الطائفہ کی کتاب تقویمۃ الایمان سے اپنے رسالہ کے



صفحہ ۲۱-۲۲ میں سے نقل کئے ہیں۔ پیش کر کے ساتھ ہی مختصر سا جواب بھی دیدیا ہے۔ اب آپ فرمائیے اور اپنے اماموں سے پوچھ کر جواب دیجئے۔ کہ یہ کن کن آیات و احادیث کا ترجمہ ہیں۔ اُن کو پیش کیجئے ورنہ سخت متعصب و ہابی ہونا قبول کیجئے۔ جسکی آپ کو بظاہر بڑی چڑ ہے۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ و ہابیوں کی تعریف جداگانہ باب میں لکھوں گا۔ انتظار کریں۔

## فصل اول

اب میں چن آیات و احادیث و دیگر کتب معتبرات کی عبارات مختصر آپ کے اطمینان کے لئے نقل کرتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوگا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لئے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا قریب واجب ہے۔ نیز مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ اسی واسطے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ دونوں کو حریم شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اور قبر کو بوسہ دینا، غلاف چڑھانا شامیہ کھڑا کرنا وغیرہ وغیرہ سب درست ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ** **الرَّسُولَ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا** (سورہ النصار) یعنی جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کریں تیس کے لئے صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پاس آویں۔ اور اللہ سے معافی مانگیں۔ اور معافی مانگے اُن کے واسطے۔ رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تو البتہ وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کر نیوالا اور رحیم پاویں گے یعنی گناہ بخشے جاویں گے۔

(۲) مواہب اللدنیہ جلد ثانی مصری صفحہ ۳۸۳-۳۸۴ سطر ۲۸۔

(الفصل فی زیارۃ قبرہ الشریف و مسجد لمینف) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زارنی محتسباً الی المدینۃ کان فی جوارۃ یوم القیمۃ رواہ البیہقی۔ ایضاً قال علامہ زین الدین بن الحسین المراغی وینسخی کل مسلم اعتقاداً کون زیارۃ صلی علیہ وسلم قریۃ للاحادیث الواردة فی ذلک وبقولہ تعالیٰ **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ الرَّسُولَ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا** یعنی فرمایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص (مسلمان) دلی قصد سے مدینہ شریف میں میری زیارت کے لئے آیا۔ وہ قیامت کے دن میری پناہ اور پُرس میں ہوگا۔ اور علامہ زین الدین بن حسین مراغی نے فرمایا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو لازم ہے



کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو باعث قربت الہیہ کا اعتقاد رکھے۔ کیونکہ اس میں بہت احادیث وارد ہیں۔ اور بموجب قول اللہ تعالیٰ کے کہ اور اگر وہ لوگ جو گناہ کریں۔ اور تیکر پاس آویں اور استغفار کریں اللہ سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے بخشش مانگیں (تو اللہ ان کو بخش دے گا) لان تعظیم صلی اللہ علیہ وسلم لا ینقطع بموتہ یہ اسلئے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ وہ ان کے وصال سے قطع نہیں ہوتی۔ الخ: حیات و ممات برابر ہیں :

(۳۷) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۲۱۳

سطر ۱۸۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جس پر سب کا اجماع ہے۔ اور وہ فضیلت ہے جس میں سبکی رغبت ہے۔ اور بعض علماء اسکو واجب کہتے ہیں۔ اور دوسرے اس قول کی تاویل سنن و احادیث کی کرتے ہیں۔ اور گویا کہ مراد سنن واجب سے سنت مؤکدہ نہایت تاکید کر۔ بلفظ۔

(۳۸) ایضاً حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہے۔ اور سارے مستحبات سے مؤکدہ قریب بدرجہ واجبات ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۱۴ :

(۵) ایضاً بعض کہتے ہیں۔ اگر مدینہ منورہ حج کی راہ میں پڑے تو اولیٰ یہ ہے کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے۔ اور بعض سلف باوجود اس بات کے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف نہ ہو تو بھی اس پر زیارت مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے۔ بلفظ صفحہ ۲۱۴۔ فضیلت (۶) ایضاً۔ اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی

کو یا اصول اربعہ بیان کیا ہے چنانچہ کتاب اللہ پس حق تعالیٰ کے قول سے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جادوا الا یہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔ درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اس بات کی ترغیب کہ اس آستانہ شریف پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ استغفار مانگیں اور یہ بڑی بڑی عظیمہ ہے۔ کہ منقطع ہو نیوالا نہیں۔ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات برابر ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۱۴ :

(۶) ایضاً سارے علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات کا



برابر ہونا اس آیت مجیدہ سے سمجھ کر آداب زیارت میں حکم دیا۔ بلفظ صفحہ ۲۱۴ :

(۸) ایضاً المکہ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہ شریف میں حاضر تھا کہ اعرابی نے آکر زیارت قبر مطہرہ کی کی۔ اور عرض کیا کہ یا خیر المرسل حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک سچی کتاب آپ پر اتاری ہے اور اس میں فرمایا ہے ولو انهم اخطلمو انفسهم جلد فاستغفروا اللہ الا یہ اور میں آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ اپنے گناہوں۔ استغفار مانگتا ہوں۔ اور آپ کی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہوں۔ پھر اعرابی نے رو کر بیت پڑھے، پھر وہ اعرابی چلا گیا۔ بعد اُس کے جانے کے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ تو اس اعرابی کے پاس جا۔ اور اُسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اُسکی مغفرت کی۔ اور اُس کے گناہوں کو بخش دیا۔ بلفظ صفحہ ۲۱۵۔

(۹) ایضاً حافظ ابو عبد اللہ مصباح الانلام میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئیں قبر شریف پر گرا دیا۔ اور خاک میں لوٹنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے خدا سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ اور اُن جملہ اُس کے کہ آپ پر اترا ہے۔ یہ آیت ہے ولو انهم اخطلمو انفسهم جلد فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدا واللہ تو ابنا رحیماء میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اور آپ کی جناب میں آیا ہوں۔ کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجئے۔ قبر میں سے آواز آئی قد غفر لک تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے بلفظ صفحہ ۲۱۵ :

## فصل دوم احادیث در زیارت روضہ مطہرہ

۱) احادیث شریف من زاد قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی۔ اُس کے واسطے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ ترجمہ جذبات القلوب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۹۶ سطر ۳ :



(۲) حدیث شریف من زاد قبری حلت له شفاعتی - یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی مسلمان نے زیارت کی میری قبر کی - اُس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی - ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث صفحہ ۱۹۶ - سطر ۱۴ ۝

(۳) حدیث شریف من حج فزاد قبری بعد وفاتی کان من زادنی فی حیاتی - بلفظ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج کیا - اور پھر میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی - تو گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی - ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۶ سطر ۱۹ ۝

(۴) حدیث شریف - من حج البیت ولم یزرنی فقد جفائی - بلفظ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج بیت اللہ شریف کا کیا - اور اس نے میری زیارت نہ کی - پس تحقیق اس نے میرے پر ظلم کیا جذب القلوب کا ترجمہ اردو صفحہ ۱۹۷ سطر ۶ (۵) حدیث شریف من زاد قبری کنت له شفیعاً وشہیداً - بلفظ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے زیارت کی میری قبر کی - تو میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا - ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۷ - سطر ۱۰ -

(۶) حدیث - حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں من زاد قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جفائی - یعنی فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے میرے انتقال دنیا کے بعد میری قبر کی زیارت کی - پس گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی - پس تحقیق اس نے مجھ پر ظلم کیا - ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۸ - سطر ۳ ۝

دیکھئے کہ یہ چھ احادیث ایسی ہیں جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر کی زیارت کے لئے فرمایا ہے - اگرچہ اور بھی احادیث موجود ہیں - لیکن قبول کرنے والے کیلئے یہ کافی سے زیادہ ہیں - اور نہ ماننے والے کے لئے قرآن شریف بھی ناکافی ہے - ان میں یہ بھی وعید موجود ہے - کہ اگر کوئی مسلمان میری قبر کی زیارت نہ کرے گا تو اُس نے فی الواقعہ مجھ پر ظلم کیا - پس یہ شخص جو منکر ہے یا مانع ہے ظالم ہے - ظالم بھی ایسا ظالم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کر رہا ہے - اس ظالم کے برابر دنیا و آخرت میں بڑھاکہ کون ہو سکتا ہے - العیا فی اللہ جسکی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ - یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی لعنت ظالموں پر ہے اور وہی جگہ فرماتا ہے وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظّٰلِمُونَ -



(سورہ بقرہ) یعنی جو لوگ کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔ پس کیا حال ہے اُن اشد ظالموں کا۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کر نیکی و علی الاعلان شرک کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور زیارت کر نیوالے مسلمانوں پر شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ جو تمام دنیا پر ہیں۔ (راحول ولاقۃ الاہ باللہ العلی العظیم)

## فصل سوم آداب زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں (کتاب سیر و فقہ)

(۱) غایتہ الاوطار ترجمہ در مختار جلد اول صفحہ ۶۲۳ سطر ۴ (کتاب الحج)۔

(الف) فصل ثانی قبر شریف کے آداب زیارت میں: سنن ابو داؤد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوئی ایسا نہیں جو سلام کرے مجھ کو۔ مگر حق تعالیٰ میری روح کو پھر دیتا ہے۔ تا اُنیکہ میں اسکو سلام کا جواب دیتا ہوں۔ روح پھیرنے سے مراد یہ ہے کہ نہ بجز سلام کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں سلام کے جواب دینے کی واسطے۔ اور ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو زور و ڈر بھیگا میری قبر کے پاس میں اسکو سنتا ہوں۔ اور جو در و زور پڑھتا ہے زور تو مجھ کو پہنچتا ہے۔ یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں۔ دارقطنی اور ابو بکر بن راز نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا۔ میری شفاعت اُس کے واسطے واجب ہوگی۔ یعنی بالضرورت ثابت ہوگی۔ مخبر صادق کے وعدہ صادق سے۔ اور دارقطنی نے امالی میں، اور ابو بکر مفری نے اپنے مجمع میں، اور طبرانی نے معجم کبیر اور واسط میں بند محمد بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو میری زیارت کرنے کو آویگا اُس طرح کہ اُس کا کچھ مطلب اور حاجت نہ ہو سوا میری زیارت کے۔ تو مجھ پر لازم ہے کہ میں اُس کا شفیع ہوں گا قیامت کے دن۔ مگر حضرت کی زیارت عام ہے حیات میں یا بعد ممات کے۔ چنانچہ اگلی حدیث میں مقرر ہے۔ دارقطنی اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے







(۲) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبد الحق  
علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۴۱-۲۴۲۔ اور جقدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن میں  
خضوع و خشوع عجز و انکسار سے ایک ذرہ فرو گذاشت نہ کرے۔۔۔۔۔ اور سلام کے  
وقت اپنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوا کر کے  
ہیں۔ چنانچہ کربانی نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بلفظ۔  
بہر حال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو یا دور، ادب کو ہاتھ سے نہ کرے۔ اور یقین رکھے  
اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع  
ہیں۔ اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو اور نہ بہت پست بہ صفت حیا و وقار سلام  
عرض کرے السلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر تین بار کہے السلام علیک  
یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا نبی اللہ۔ السلام علیک یا سید المرسلین۔ السلام  
علیک یا خاتم النبیین۔ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے۔ بلفظ  
صفحہ ۲۴۱ سے ۲۴۲ تک

(۳) کتاب حاشیہ مناسک خطیب شریعی باب زیارت روضہ مطہرہ  
فلا ولی لہ وضع یمینہ علی السیارة کا الصلاۃ الخ بلفظ یعنی زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بہتر یہ ہے کہ اپنا دایہ ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے۔  
جیسے نماز میں رکھے جاتے ہیں۔

(۴) فتاویٰ عالمگیری باب زیارت قبر شریف و یقف کما یقف فی الصلاۃ۔  
یعنی زیارت کرنے والا ایسا کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

(۵) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۳ سطر ۱ مطبوعہ مصر۔ اعلام  
زیارت قبرہ الشریف من اعظم الایات وارجی الطاعات والسبیل الی الاعمال  
الدرجات۔ من اعتقد غیر ہذا فقد اخلع من ربقة الاسلام وخالف اللہ  
وراسولہ وجماعۃ العلماء الاعلام بلفظ یعنی جان لے کہ زیارت قبر مطہرہ حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عظیم آیات سے ہے۔ اور تمام طاعتوں سے ثواب زیادہ دلاتی ہے  
اور اعلیٰ درجات کی طرف راستہ ہے۔ اور جو کوئی اسکے خلاف عقیدہ رکھے یعنی زیارت  
کر نہ کرے (یعنی ہوں) اس نے اپنی گردن پر سے اسلام کا قلاب اتار ڈالا۔ (یعنی اسلام سے نکل گیا) اور



اس نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور ایک جماعت علماء  
السلام کی راغبیہ بالشم

(۱۶) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۸۷ سطر ۱۸ مصری و مینبی ان یقف عند  
محافظات اربع اذرع و یلازم الادب و الخشوع و التواضع غاثن البصر فی مقام الہیبة  
کما کان یفعل بین یدایہ فی حیاتہ و لیست تحضر علمہ بوقوفہ بین یدایہ و سماعہ لسلام  
کما ہونے حال حیاتہ۔ اختلف فرق بین موتہ و حیاتہ فی مشاہدۃ الامۃ و معرفتہ  
بالحالہم و نیاتہم و عنائتہم و خواطرہم و ذلک عندہ جلی لا یمتد۔ بلفظ  
یعنی زیارت کر نیوالے کو لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے  
چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔ اور لازم کر لے ادب اور عاجزی کو آنکھیں نیچے کئے ہوئے ہدیت از  
جیسے کہ ان کی حیات میں کرتا۔ اور یقین جانے اپنے و امیں یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
میں کھڑے ہونے کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اور میرے سلام کو سنتے ہیں۔ جیسے کہ زندگی  
کی حالتیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور حیات میں بالکل فرق  
نہیں۔ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور سب کو پہچانتے ہیں۔ ان کے حالات اور ان کے  
دلوں کی نیتیں اور ان کے مقاصد و مرادات اور ان کے دلوں کے بھید سب کچھ ان کے سامنے  
روشن ہیں۔ ان سے کچھ بھی چھپا نہیں۔

(۱۷) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۸۷ سطر ۱۸ مصری لشد یقول اللہ  
بحضور قلب و غرض طرقت و صوت و سکون جوارح و اطراق۔ السلام علیک یا  
رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ۔ الخ بلفظ یعنی زیارت کر نیوالا روضہ مطہرہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے دل کو حاضر کرے۔ اور اپنی آنکھوں کو نیچے کرے۔  
اور آواز کو نرم کرے۔ اور تمام اعضا کو ساکن کرے۔ اور سر کو جھکا کر  
یوں کہے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر سلام سے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ پر سلام۔  
اسی طرح آخر تک

یہ سب مافی جی اسی قدر کافی ہے۔ اور تمام السنن و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ اس سے  
ظاہر و باہر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف اور روضہ مطہرہ کی زیارت  
کے لئے دور دور سے سفر کر کے جانا واجبات سے ہے مسلمانوں کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ



علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہاتھ باندھ کر جیسے نماز میں خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کوڑے ہوتا  
ہیں نہایت عجز و انکساری خشوع اور خضوع سے کھڑا ہونا چاہئے اور ان کو اپنے سامنے  
حاضر و ناظر سمجھنا چاہئے۔ اور ایتھا النبیؐ اور یا رسول اللہ یا نبی اللہ بکارنا چاہئے  
ایسا کہ نبیوالاعین مسلمان اور بیکادیندار دوست خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے  
میں کو مشرک کہنے والا خود بڑیل مشرک ہے۔ مبارک ہو ۛ

## فصل چہارم مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے

یہ صحیح بخاری سے دو ایک احادیث نقل کی جاتی ہیں جس کو وہابیہ بعض مسائل  
میں قرآن شریف سے بھی مزح سمجھتے ہیں۔ یا کم سے کم قرآن شریف کے بعد ہی کتاب لکھ  
نزدیک صحیح اور قابل عمل اور دوسری صحیح مسلم ۛ

(۱) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۸ مصری (باب حرم المدینہ) عن  
النس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المداینۃ حرم من کذا  
الی کذا لا یقطع شجرھا ولا یحداث فیھا حدثا من احدث فیھا حدثا فعلیہ  
لعنة الله والملائکة والناس اجمعین۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مدینہ  
منورہ حرم ہے اس جگہ سے لیکر اس جگہ تک اسمیں سے کوئی درخت نہ کاٹا جائے اور  
نہ اس میں کسی قسم کی نئی بات خلاف شرع پیدا کی جاوے۔ اور جو کوئی شخص ایسا کرے  
اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے ۛ

(۲) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۳۵ سطر ۲۸ مصری۔ عن علی رضی اللہ  
عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المداینۃ حرم ما بین عاتر الی کذا امن احدث  
فیھا حدثا وادی محدثا فعلیہ لعنة الله والملائکة والناس اجمعین الحدیث۔ یعنی حضرت  
علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا (رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے) کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔ اور میان عاتر (پہاڑ جگہ ہے) کے اس جگہ تک  
جو کوئی شخص اسمیں نئی بات خلاف شرع کرے یا اس میں ایسے پلید شخص کو پناہ دے تو اس پر  
اللہ تعالیٰ اور فرشتوں و تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ ۛ



۴۰ صحیح بخاری جلد اول مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۱۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب الہی میں دعا کی اللھم انی احرم ما بین جبلین مائلین ما حرم بہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ۔ یعنی الہی میں دو نوہاڑوں کے درمیان مدینہ منورہ کو حرم کرتا ہوں مانند حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسے انہوں نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔

(۴) صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۲۱۔ سطر ۶۔ مطابق حدیث بالا صحیح بخاری ہے۔  
(۵) صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۲۰۔ سطر ۱۲۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابراہیم حرم مکہ وانی حرمت المدینۃ ما بین لابیتھما یقطع مضاہھا ولا یصاں صیدھا۔ باقظہ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا۔ اور میں نے بھی اسی طرح مدینہ کو حرم بنایا ہے اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔ اور نہ اس میں شکار کیا جائے۔

دیکھئے مفتی جی! مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ کیسی سخت تاکید احادیث میں۔ آپ کے امام الطائفہ کا یہ قول کہ اسکے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا بھی شرک ہے آپ کے عقیدہ نمبر ۱۔ ۱۱ کا رد پورے طور سے کافی ہو چکا ہے۔ یعنی دور دورے قصد کر کے روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے جانا۔ اور روضہ منورہ کے آگے کھڑے ہونا۔ اور نہایت تعظیم اور خشوع اور انکساری اور عجز سے دست بستہ دونوں ہاتھ باندھ کر جیسے نماز پڑھنے کے وقت باندھے جاتے ہیں کھڑے ہونا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا۔ ان سے نجات مانگنا، استغفار کرنا، دعا مانگنا۔ اور مدینہ منورہ کو حرم جان کر اسکے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا، درختوں کو نہ کاٹنا۔ شکار نہ کرنا۔ آیات و احادیث سے ثابت کر دیا گیا۔ اب آپ کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہیں اور باقی آپ کے امام الطائفہ کے اقوال جن پر آپ کا بھی ایمان ہے۔ مثلاً غلاف ڈالنا۔ اسکے گرد و پیش کھڑا۔ فرش بچھانا۔ پانی پلانا۔ وضو و غسل کا لوگوں کے لئے سامان کرنا۔ کوئیں کے پانی کو تبرک جان کر پینا، یا غائبوں کے لئے لیجانا۔ قبر کو بوسہ دینا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ مجاور بنکر بیٹھنا وغیرہ۔ یہ سب افعال اہل سنت و جماعت کے نزدیک حلال و جائز ہیں۔ وہابیہ کے پاس کوئی دلیل



آیت اور حدیث سے ان کے خلاف نہیں ہے۔ یہ باتیں میری بحث سے خارج ہیں۔ اس لئے ان کا جواب دینا ترک کیا گیا۔ یہ سب عقاید و ہابیہ کے ہیں۔ جو اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں۔ اور بس

لیجئے آپ کے سب کے مطالبہ جو اس بحث کے نیچے تھے گا و خور و ہو گئے۔ اب ایک مطالبہ باقی ہے۔ جو میری بحث سے خارج ہے۔ اور آپ کا نیا سوال ہے جس کا جواب دینا میرے لئے ضروری نہیں۔ مگر چونکہ آپ سائل ہیں۔ اس لئے جواب دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اس خط سے بھی کہ شرک مسئلہ آپ کے گھروں میں بہت بڑا ہے جس کو ورنہ سمجھا ہی نہیں کہ شرک کیا چیز ہے۔ یہ بتا دیا کہ سوال لکھ لوں وہ یہ ہے قول۔ مطالبہ۔ سن مطالبہ میرے۔ شرک کسے کہتے ہیں۔ بلفظ صفحہ ۲۳۔ سطر ۳۔

**اقول۔** شرک کے لغوی معنی شریک کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں خدا کے ساتھ کسی کو مخلوق میں سے شریک کرنا۔ سا جھی، برابر بنانا ہے۔ عبارت ایک کتاب معتبر لغت درج کی جاتی ہے۔ منتخب اللغات صفحہ ۲۶۹۔ شرک بالکسر انباز شدن و اعتقاد انباز بخدا کے بے نیاز لغو و باللہ۔ و شریک با کسے۔ بلفظ۔ یعنی لفظ شرک شیعین کی زیر سے شرک کرنا۔ ہمتا۔ برابر کا ساتھی۔ اور اعتقاد خدا کے ساتھ شریک کرنا خدا پناہ دے اور کسی کے ساتھ شریک یا سا جھی علم عقاید کی کتاب شرح عقائد نسفی میں اس طرح لکھا ہے جس کا ترجمہ یوں ہے (شرک کے معنی) شرک اسکو کہتے ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرنا۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود ٹھہنا۔ یا جس طرح خدا تعالیٰ کو مستحق عبادت جانتے ہیں۔ کسی دوسرے کو بھی مستحق عبادت جاننا۔ انہی ترجمہ ختم ہوا۔ یہ شرک ہے یا درکھئے۔ لیکن آپ اور آپ کے امام الطائفہ یا جماعت و ہابیہ نے شرک کو یوں سمجھ کر ستا کر دیا ہے۔

(۱) اگر کسی نے مولود شریف کیا۔ وہ مشرک ہو گیا۔  
(۲) اگر کسی نے مولود شریف میں تعلیم کی، ذکر و تلاوت پر اسے قیام کر دیا تو مشرک ہو گیا۔  
(۳) اگر کسی نے فائزہ خوانی کسی بزرگ یا فوت شدگان اقرام کی کی تو وہ مشرک ہو گیا۔  
(۴) اگر کسی نے طعام و آب و شیرینیا سامنے رکھ کر قرآن شریف میں سے کوئی سورۃ پڑھی مشرک ہو گیا۔

(۵) اگر کسی نے بعد دفن میت قبر پر آذان بہ نیت تلقین مسنونہ کہی۔ تو وہ بھی مشرک ہو گیا۔



(۷) اگر کسی بزرگ سلسلہ قادریہ نے وظیفہ مقررہ یا شیخ عبد القادر جیلانی  
 ثبٹا اللہ فرماوہ مشرک ہو گیا ۔

(۸) اگر کسی نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا وہ مشرک ہو گیا ۔

(۹) اگر کسی نے درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ تو وہ بھی مشرک ہو گیا ۔

(۱۰) اگر کسی نے درود تاج پر چارہ بھی مشرک ہو گیا ۔

(۱۱) اگر کسی نے کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم غیب تھا ۔

مشرک ہو گیا ۔

(۱۲) اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شفیع جانا تو وہ بھی مشرک ہو گیا ۔

(۱۳) اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات النبی کہا تو مشرک ہو گیا ۔

(۱۴) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود شریف پڑھنا سنتے ہیں

مشرک ہو گیا ۔

(۱۵) اگر کسی امتی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اعمال دیکھتے ہیں تو مشرک

ہو گیا ۔

(۱۶) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر یا مثل پیدا نہیں ہو سکتا تو

مشرک ہو گیا ۔

(۱۷) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو مکان و چھت سے منزہ سمجھا تو وہ بدعتی ہو گیا بلکہ حقیقی بدعتی

(۱۸) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا تو ہین ہے تو وہ خلاف نص کہا

کے مشرک ہو گیا ۔

(۱۹) اگر کسی نے کہا کہ مولود شریف کی تشبیہ کنھیا کے حجم کے ساتھ دینا تو ہین ہے تو

وہ مشرک ہو گیا ۔

(۲۰) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شیطان سے کم علم کہنا تو ہین ہے

تو خلاف نص کہا کہ مشرک ہو گیا ۔

(۲۱) اگر کسی نے کہا کہ اللہ اپنے وعدہ میں سچا ہے کذب کا بہتان لگانا کفر ہے تو وہ مشرک

ہو گیا وغیرہ وغیرہ ۔

یہ آپ کے شرک کی تعریف پوری ہو گئی مسلمانوں کے نزدیک کا شرک اور وہاں تک

مشرک جدا جدا معلوم ہوا ۔



# باب ہشتم

عقیدہ نمبر ۱۲۔ و ہابہ داوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے بلخصوصاً تقویت الایمان صفحہ ۲۳

قولہ۔ توضیح مطالعہ نمبر ۸۔ بر عقیدہ نمبر ۱۲۔ آپ تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۲ یہ لکھا ہے کہ کتاب مذکور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول کہنا شرک ہے۔ یہ عبارت بعینہ تقویت میں کہیں نہیں۔ لیکن یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ اہلسنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں فتاویٰ بزاز یہ ہیں ہے۔ من قال ارواح المشائخ حاضرین یعلمون یکفر۔ جو کہے بزرگوں کی رو میں حاضر و ناظر ہیں۔ اور ہمارے حالات جانتے ہیں ہر وقت کافر ہو جاتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۳۔ سطر ۸۔

اقول مفتی جی کی عادت میں داخل ہے کہ میری عبارت بلخصوصاً لکھی ہوئی کا ضرور انکار کرینگے صفحہ محولہ پر نظر نہیں کرتے۔ یا کرتے ہیں تب اسکی فوراً تاویل کر کے جواب لکھنے لگ جاتے ہیں کیا میں نے یہ بات کہیں لکھی ہے کہ یہ عبارت آپ کی تقویت میں بعینہ لکھی ہوئی ہے۔ جب یہ بات نہیں ہے۔ تو پھر آپ عبارت بعینہ کیوں تلاش کرتے ہیں۔ اور جب صریحاً لفظ بلخصوصاً لکھا ہوا موجود ہے۔ تو پھر یہ اغماض کیوں ہے۔ لیکن ساتھ ہی میرے اعتراض کا جواب بھی عبارت کے قبول کر کے لکھنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ عجب حالت ہے۔ انکار بھی ہے اور ساتھ ہی اقرار بھی آپ لکھتے ہیں کہ اہل سنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر و ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں یہ عبارت آپ کی کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے۔ کیا کراما کا تبیین فرشتگان ہر وقت ہر انسان کے پاس حاضر و ناظر نہیں یا شیطان لعین سب جگہ موجود نہیں۔ یا جانور اور سوچ بیز وقت حاضر و ناظر نہیں۔ اگر آپ کا ایمان اس بات پر ہے کہ یہ ضرور حاضر و ناظر ہیں تو آپ شرک ہیں کیونکہ خدا کی ذات کے سوا اوروں کو حاضر و ناظر سمجھا۔ اور اگر آپ کا ایمان یہ نہیں کہ ہر وقت ہر انسان لکھتے سمجھتے ہوئے جگہ جگہ چلتے پھرتے کسی وقت بھی کراما کا تبیین ہمارے پاس حاضر و ناظر نہیں۔ تو آپ قرآن شریف کا انکار اور احادیث سے روگردانی کر کے کافر ہوتے ہیں۔ اب تو آپ کے لئے کوئی راستہ نہیں نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن۔ یہ آپ کا تفقہ فی الدین ہے۔

آپ نے یہ عبارت فتاویٰ بزاز یہ کو کسی و ہابہ کے رسالہ سے غلط نقل کر دیا۔ اور اسکے







(۲) شفاء حضرت قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما -  
صفحہ ۱۱۷ - جلد ثانی - ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ  
وبرکاتہ لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل الا سلام یعنی اگر کسی  
کی ملاقات کو جاؤ وہ گھر میں موجود نہ ہو تو کہو کہ میرا سلام و رحمت و برکت آنحضرت صلی علیہ  
وآلہ وسلم پر ہے۔ یہ اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک ہر اہل اسلام کے  
گھر میں حاضر رہتی ہے۔ اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے۔

(۳) شفاء قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ان عبدا للہ بن عمر خدرت رجلہ فقیل لہ ان  
حب الناس الیک ینزل عنک فصاح یا محمد اھ بلفظہ شرح ملا علی قاری۔ اخی فتاویٰ  
یا علی صوتہ سوکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ - قصد بہ - اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثۃ  
یعنی تحقیق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا۔ اُن کو کہا گیا کہ یاد کرو آدمیوں میں سے  
اُس شخص کو جو سب سے زیادہ پیارا ہے آپ کو۔ تب انہوں نے زور سے پکارا یا محمد صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم اس کے شراح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر  
رضی اللہ عنہما نے اظہار محبت کا قصد کر کے استغاثہ یاد فریاد کے ضمن سے پکارا تھا۔

(۴) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ  
الرحمۃ جلد اول صفحہ ۴۴۳ - سطر ۱۴ روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کا  
پاؤں سن ہو گیا تھا۔ لوگوں اُن کو کہا یاد کرو اُسے جو تم سے سب سے زیادہ محبوب  
تاکہ یہ آفت جاتی رہے۔ تب انہوں نے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر کے پکارا۔ پاؤں اُن کا  
اچھا ہو گیا۔ بلفظہ ۵

(۵) ظہر جلیل ترجمہ حصن حصین مطبوعہ نامی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۰۱ - سطر ۲۸  
اور حبیب سو جائے پاؤں) اور اخذ خدرت رجلہ فلیذکر احب الناس الیہ - اور حب  
سو جائے پاؤں کسی کا پس چاہتے کہ یاد کرے بہت پیارے کو آدمیوں میں سے طرف اپنے  
نقل کی یہ حدیث موقوفہ ابن سنی نے سنائی کہ یاد کرے محبوب کو تاکہ حاصل ہو خوشی و نریک  
اس کے پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہیں بلفظہ (یہ حدیث شریف بہت











اس وقت کے چند وہابی دیوبندی۔ آفرین ہے مفتی جی! آپ کو شاید آپ کو وہ حدیث یاد نہیں۔ کہ جو شخص کسی ایک مسلمان کو کافر یا مشرک کہتا ہے۔ وہ کفر اور شرک اسی کے گلے کا بار ہوتا ہے اور جو شخص تمام مسلمانان کو ابتدا سے آخر تک حتیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ چھوڑے اس کا کیا حال۔ اس کے گلے میں کتنے کفر کے بار پڑنے چاہئیں۔ اچھا اسکو خدا کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ظاہر و شریعت یا علماء کرام ابقا ہم اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نسبت جو فتویٰ صادر فرمائیں گے وہ آخر بری ظاہر ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہاں! ایک بات یاد آگئی۔ وہ یہ کہ حصن حصین کے اس ترجمہ ظفر جلیل کے وقت اس حدیث سند وجہ بالا کے لکھتے ہوئے ایک آپ جیسے وہابی بہت سٹ پٹا ہے۔ اور وہاہریت کے رنگ میں آئے۔ اور یہ بات جھوٹ اپنے منہ پر الحاق لائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مولفہ نواب قطب الدین صاحب دہلوی کا صفحہ ۷۵) مگر افسوس! ہنوں نے اسی کتاب کا دیباچہ نہیں دیکھا۔ ورنہ اس الحاق کر نیکاً موقع نہ ملتا۔ اور نہ راست اٹھانی نہ پڑتی۔ کیونکہ حضرت مؤلف حصن حصین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو احادیث اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں۔ وہ سب صحیح احادیث کا مجموعہ ہے۔ اسمیں کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے۔ اور یہ الحاقی وہابی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ دیکھئے حضرت مولف علیہ الرحمۃ شروع میں اس طرح ہیں سرع۔ واخرجتہ من الاحادیث الصحیحۃ ابرزتہ۔

عَدَّةٌ عِنْدَ كُلِّ شِدَاةٍ وَجَزَاءٌ تَهْجُنَةُ تَقَىٰ مِنْ شَرِّ النَّاسِ وَالْجَنَّةِ۔ یعنی اور نکالائیں اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے۔ ظاہر کیا میں نے اسکو دور حالیکہ سامان ہے نزدیک ہر صحیح کے۔ اور خلاص کیا میں نے اسکو دور حالیکہ سپر (وہاں) ہے کہ بچاتی ہے بُرائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ بلفظ ۛ

دیکھئے مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں سب احادیث صحیح جمع کی ہیں۔ کوئی ضعیف حدیث اسمیں نہیں ہے۔ لیکن وہابی صاحب ترجمہ میں یہ الحاق کرتے ہیں۔ کہ یہ حدیث استمدادی یا عباد اللہ اعدین فی ضعیف ہے اس شخص نے نہ تو مؤلف علامہ اور بزرگ فہامہ کے کلام کو دیکھا۔ اور نہ مترجم کے وظیفہ کو دیکھا۔ اور نہ ان کے اساتذہ



کی اجازت پر خیال کیا۔ اور ضعیف لکھ دیا۔ الا حول ولا قوۃ چلئے اسی کتاب سے ایک اور ضعیف  
المسلول کو دیکھیے۔

(۱۰) ظفر جلیل ترجمہ حصین منزل دوشنبہ صفحہ ۹۰۔ سطر ۳۔

ومن كانت له ضرورة فليتوضأ فيحسن وضوءه. ت. س. ق. مس. ویصلی رکعتیں  
لتعید عن اللہ انی اسئلك واتوجه الیک بنبیك محمد بنی الرحمۃ یا محمد انی  
اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ہذا لتقضی لی، اللہم فشفعہ فی ت. س. ق. مس.  
اور جس کو ہووے کوئی ضرورت یعنی حاجت (اللہ تعالیٰ کی طرف) یا آدمی کی طرف پس وضو  
کرے۔ اور اچھا کرے وضو اپنا۔ نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے اور پڑھے  
دو رکعتیں نقل کی یہ نسائی نے۔ فقط نسائی کی روایت میں ہے۔ اور باقی سب متفق  
ہیں۔ پھر دعا کرے یہ اللہ تحقیق مانگتا ہوں مجھے حاجت اپنی۔ اور متوجہ ہوتا ہوں اس  
طرف تیری ساتھ وسیلے بنی تیرے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی حمت  
ہیں۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں۔ ساتھ وسیلے  
تیرے کے طرف پروردگار اپنے کے بیچ اس حاجت اپنی کے۔ تو کہ روای کی جاوے حاجت و سطر  
میرے۔ یا اللہ اس شفاعت قبول کر میرے حق میں نقل کی یہ ترمذی۔ نسائی، ابن ماجہ  
نے۔ و حدیث شریفین میں آیا ہے کہ ایک اندھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
پاس حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ دعا کرو اللہ تعالیٰ سے کہ مجھ کو عافیت دے اس مرض سے  
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر چاہے تو، تو دعا کروں میں۔ اور چاہے تو صبر کر  
بہتر ہے تیرے لئے۔ اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کیجئے۔ پس اسکو وضو کے لئے حکم فرمایا۔ اور فرمایا۔  
کہ یہ دعا پڑھے۔ پس اس نے پڑھی۔ اور سمجھا ہوا کہ ذاتی مشکوۃ۔ بلفظ  
فرمائیے تسلی ہوئی یا نہیں۔ یا آپ کا فتویٰ جاری ہے۔ اور کیجئے۔

(۱۱) فتوح شام صفحہ ۲۹۸۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے قنسرین سے کعب بن عمرو  
کو بار بارہ حرب روانہ کیا۔ ایک ہزار سوار دیکر۔ اور کعب بن عمرو کی لڑائی یوقنا سے پڑی۔  
اسکے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ اور یہ لڑائی ہو رہی تھی۔ کہ پانچ ہزار سپاہ یوقنا کی اور دوسری طرف



مسلمانوں پر آپری۔ اس کے پانچزار سپاہی تھے۔ غرضیکہ دس ہزار کا مقابلہ ٹھیکر کیا۔ مسلمان  
جانبازیاں کر رہے تھے۔ اور کعب بن خمرہ نہایت ہنسینہ بے آرام اور بچپن گردانہ دیتے تھے۔  
اور پکارتے تھے یا محمد یا محمد یا نصیر اللہ انزل۔ اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے  
تھے یا معاشر المسلمین اشدتو الہم فاماہی ساعة وانتم الاعلون بلفظہ یعنی اے  
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے اللہ تعالیٰ کی مدد آنزول فرما  
اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدمی دکھلاؤ۔ پس جان لو یہی گھڑی ہے اور تم غالب ہو نہو لے  
(۱۲) حضرت شیخ مصلح الدین معروف سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ متوفی ۷۹۸ھ  
ولی کامل۔ جنکی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ کتاب بوستان میں فرماتے ہیں ۵

چہ کم گروہ اے صدر فرخندے  
ز قہر رفعت بدر گاہ ہے  
کہ بائند شے گدایان خیل  
بہمان وار السلامت طفیل  
چہ و صفت کند سعدی ناکام  
علیک الصلوۃ اے نبی والسلام

(۱۳) حضرت شمس التبریزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی  
برگزیدہ ذوالجلال پاکت بہتا توئی  
نازنین حضرت حق صدر بدر کارنا  
نور چشم انبیاء چشم و چہر اغما توئی  
در شرب معراج بودت جبریل اندر کنا  
پا ہنوادہ بر سر یگنبد خضر اتوئی  
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز ہند  
عاجزاں رار ہنما و جملہ راماولے توئی  
شمس تبریزی چہ دم در نعمت الالیت ہند  
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید اعلیٰ توئی

(۱۴) حضرت مولانا قاضی نیر علیہ الرحمۃ جو سلطان امیر تیمور کے زمانہ میں فاضل

اور بزرگ گزے ہیں۔ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں ۵

یا حیوئی و یاروحی و یا جسدی  
و یا فواہی و یا ظہری و یا عضدی  
مالی الیک بقطع البیداع من قبل  
ولیس لی باصطبار عندک من مددی

(۱۵) حضرت مولانا عبد الرحمن ابن احمد جامی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۹۸ھ

۵ سمکھا ہوا۔ ہندی لفظ ہے۔ یعنی وہ نابینا بنیا ہو گیا ہے۔ منہ۔



صاحب شرح کلام و شرح فصوص الحکم و شرح عقاید و شرح لمعات وغیرہ کتب۔ اس طرح لکھتے ہیں  
 زہجوری برآمد جان عالم،  
 نہ آخر رحمتہ للعالمین،  
 شہب اندوہ مارا روز گرداں  
 تو ابر رحمتی آل بہ کہ گاہے  
 ترجم یا بنی اللہ ترجم،  
 زہجور راں چار فلغ نشینی،  
 زروست روز ما فیروز گرداں  
 کنی بر حال لب خشکان نگاہے  
 (۱۶) شیخ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث و ہلوی صوفی کامل محدث فقیہ  
 حنفی۔ جن کی ایک سو بیس کتابیں عربی فارسی کی تصنیف ہیں۔ تاریخ ولادت آپ کی شیخ  
 اولیاء ۹۵۸ھ اور تاریخ وفات ۱۰۵۲ھ ہے۔ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں یوں تصنیف  
 لکھتے ہیں ۵

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کریم فرما  
 محبت آل اصحاب تو ام کارن حیراں  
 بطفت خود و شرفاں جمع بے شریاکن  
 بطفت خویش ہم امروز ہم در روز فرداکن  
 (۱۷) حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵  
 گریہ وے یا رسول اللہ ذات پاک  
 (۱۸) حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث و ہلوی اپنے قصیدہ عرفی طیب  
 انعم میں لکھتے ہیں ۵

وصلی علیک اللہ یا خیر خلق  
 و یا من یزحی کشف رزق  
 و یا خیر مامول و یا خیر اہب  
 و من جوجہ قدا فاق جودا المسحابة  
 ترجمہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے اے سب خلقت سے اچھے اور اچھے امیدوار  
 اور اچھے بخشش کرنے والے، اور اچھے امید کئے گئے واسطے کشف مصیبت اور بخشش آپ کی  
 فائق ہے بارشوں والے ابر کی بخشش سے  
 (۱۹) حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ متوفی ۹۲۵ھ اس طرح خطاب  
 کرتے ہیں ۵

من از کمترین امتان خاک تو، بدین لاغری صید فتراک تو،،،



نظمی کہ در گنج شد پایے بند مباد از سلام تو نا بہتر مند

(۲۰) حضرت عارف باللہ حاجی حافظ شاہ محمد امداد اللہ علیہ الرحمتہ  
تمام دیوبندیوں کے پیروں میں شہسپائی نظم نعتیہ میں کیا اچھی غزل دہا بہیہ سوز رقم فرماتے ہیں  
ذرا چہرہ سے پردہ کو اکھاؤ یا رسول اللہ  
کہ روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی  
اگرچہ نیک ہوں یا بدتھار ہو چکا ہوں  
بھینسا ہوں کچھ گرو غم میں ناخدا ہو کہ  
اگرچہ ہوں ناقابل وہاں پر امید ہے تم سے  
بھینسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو  
مجھے دیدار تم اپنا دیکھاؤ یا رسول اللہ  
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ  
بس اب جا ہوں ہنسناؤ یا رسول اللہ  
میری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ  
کہ چہر تجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ  
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

(۲۱) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ محمد عبد الحق  
محدث دہلوی صفحہ ۱۲ جلد اول۔ اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے۔  
کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی قدرت اور طاقت بخشی ہے کہ  
شش جہت دہنے، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر آن کے سامنے ایک ہی جہت ہے۔  
اور وہ اپنے سامنے ہر ایک چیز کو برابر دیکھ رہے ہیں۔ اور سب پر محیط ہیں وہ ہوا ہذا بہ  
یعنی نیک اور پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرور کے دل مبارک  
کو ایک احاطہ اور کشاکش دریافت میں اور جاننے میں مقولات کے ارتقا رکھا۔ اسی طرح اس جناب  
کے جو اس لطیف کے تین حکم میں ایک جہت کے گردانا واللہ اعلم یعنی چھ طرفین جن کو فوق، تحت،  
میں، شمال، قبل، بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور ایک جہت کی مانند گردانا  
قطعہ۔ اسے برگزیدہ حق عالی ہے تیرا یا یا  
تیرا مقام بالا ہے شش جہت اعلیٰ  
پیش نظر ہے تجھ کو افضال انبوی سے  
خالق نے شش جہت کو تیرے بنایا  
سو کے نصیب بالا چاروں طرف کو سایا  
تو ہے محیط سب پر یا انوار البرا

(۲۲) در مختار مقبول عرب و عجم کے باب اذان میں لکھا ہے۔

مسئلہ فقہی



سونے سے بہتر ہے۔ تو سامعین کو چاہئے کہ اس کا جواب اس طرح دیں صد اُقت و بد اُقت یعنی کو  
کہا۔ اور اچھی بات کہی۔ اس پر علامہ شذائی علیہ الرحمۃ حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں کہ  
حدیث میں آیا ہے :

و یُکَلِّمُ مُؤَذِّنُ مَسْجِدٍ اِذَا كَانَ كَهْرًا هَیْ۔ اور اذان سننے والا اذان کا جواب اپنے گھر  
میں بطور ندا حاضر کے دیتا ہے۔ اور ایسا جواب دینے کا حکم حدیث شریف میں ہے۔ جیسے  
صاحب در مختار اور رد المحتار فرما رہے ہیں اگر آپ ان کو نہیں مانتے۔ تو لیجئے آپ کے بزرگ  
اور آپ کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھ چکے ہیں  
اس پر ہی ایمان لائیے۔ اب تو کچھ عذر نہیں ہونا چاہئے۔ وہ یوں لکھتے ہیں :-

سوال رستم صواں صبح کی اذان میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی خَیْرِ مَنِ الْبَنُوْم کے جواب میں صد اُقت  
و بد اُقت کہنا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں ؟

الجواب یہ کہنا چاہئے ثابت ہے۔ بغلط فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۸ سطر ۶  
یہاں پر اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
حاضر و ناظر جاننے کی زیادہ تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ ۲۰ میں لکھی جائیگی۔ انتظار  
کیجئے۔ ایک آدمی جو سکھوں کا پیشوا تھا۔ اُنکے کلام سے رسالت کا بھی اقرار ثابت ہوتا ہے  
جیسے وہ کہتے ہیں کہ با محمد محمد مجتہد جائیں۔ یعنی بغیر تابعداری حضرت محمد صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے عبادت کرنا ضائع اور بے سود ہے۔ اگرچہ بظاہر اُن کا اسلام لا تا ثابت نہیں  
کون ہیں وہ ؟ گورونانک صاحب ہیں۔ جو ملک پنجاب ضلع گوروا سپور میں ساڑھے  
چار سو سال کے قریب عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے۔ جو راقم حروف کا وطن اور ضلع ہے۔ وہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اہام سے اپنے حسن عقیدت سے ہر ایک چیز میں  
موجود ہونا ثابت کرتے ہیں۔ یعنی ہر ایک چیز میں نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا  
ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اُن کا کلام ایک رباعی میں اُنکی زبان میں مبرج ہے وہ یوں ہے۔  
رباعی گورونانک صاحب بانی مذہب سکھی۔







اس تمام تحقیق میں آپ کے لئے کوئی راہ نہیں ہے

قولہ۔ تو شیخ میں ہے الذین یدعون الانیاء واکا ولیاء عند الحوائج خالک  
شکران قبیلہ و جہل صریح۔ ترجمہ وہ لوگ جو پکارتے ہیں انبیاء اور اولیاء کو اپنی حاجتوں کے  
وقت یہ شرک ہے برا۔ اور جہل ہے کلمہ کھلا بلفظ صفحہ ۳۳ سطر ۱۲۔

اقول اپنے عبارت تو شیخ کی اور اس کا غلط ترجمہ دھوکہ دہی کے لئے لکھ دیا ہے۔  
امیں نے فقط یدعون کا ترجمہ پکارتے کا کیا ہے جو غلط ہے۔ یدعون کے معنی عبادت کرنے کے  
ہیں۔ یعنی جو لوگ اپنی حاجتوں کے وقت انبیاء اور اولیاء کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پوجتے  
ہیں۔ وہ شرک ہے۔ اور ضرور شرک ہے۔ لیکن محض پکارنا جیسے کہ میں اوپر کافی سے زیادہ  
ثبوت سے پکارتوں امیں داخل نہیں۔ تمام مسلمانوں کا قول اور فعل یا محمد یا محمد یا  
عباد اللہ اعدینونی یہ تعلیم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہے۔ اس کے اثبات میں  
قرآن شریف کی اکثر آیات ہیں۔ جن میں یدعوا یا یدعون کے معنی یعبدا کے آئے ہیں۔  
جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تستبوا الذین یدعون من دون اللہ الا یہ یعنی اور گالیاں  
مت دو ان کو جنہیں وہ پوجتے یا عبادت کرتے ہیں خدا کے سوا۔ اسی طرح اللہ فرماتا ہے وہ شیخ منسل  
تمت یدعوا من دون اللہ الا یہ یعنی کسی مخلوق کی عبادت کرنا بہت گمراہی ہے۔ یا ایسا کرنے  
والا بہت گمراہ ہے۔ چنانچہ تفاسیر جہاں خازن۔ معالم التنزیل۔ مدارک۔ نیشاپوری وغیرہ  
میں یدعوا کے معنی یعبدا کے لکھے ہیں عبادت کا لکھنا جو باطلات ترک کیا گیا۔ خود نبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم صحیح حدیث میں فرماتے ہیں الداعی الی العبادۃ دعا بمعنی عبادت ہے۔ پکارنا کے  
معنی کرنا سوائے اہل سنت و جماعت کے دہا بیہ کا ہی الم اور کام ہے۔ جو دیوبند اور دیوبند  
جن کے اعدا و جہل بھی نسبتاً ایک کی کمی اور زیادتی سے دھتارے ہیں۔ یعنی دیوبند کے  
دیوبند کے ہیں۔ قدرتی ارتباط و اتحاد ہے مبارک ہو۔

## باب ہشتم

عقیدہ نمبر ۱۳ و بابیہ دیوبندیہ



عقیدہ نمبر ۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ بلخصوصاً تقویت الایمان صفحہ نمبر ۳۱۔

قولہ تو ضیح مطالبہ نمبر ۸۔ بر عقیدہ نمبر ۱۳۔ آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۳ یہ لکھا ہے کہ تمہیں لکھا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ بعینہ عبارت تقویت میں نہیں۔ غالباً آپ نے عبارت ذیل کو تحریف کر کے لکھا ہے: اُس شہنشاہ کی تویہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں بنی اور ولی اور جن اور فرشتے ہر ایک اور محمد صلعم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹا کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اُسکی جگہ قائم کر دے۔ اُس کے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے بلفظ صفحہ ۲۲۔ سطر اول

اقول۔ آپ کی عادت ستمرہ یہ ہے کہ پہلے میرے کراشتہار کی عبارت یا مضمون کا انکار کرنا۔ اور پھر خود ہی اقرار کر کے اُس عبارت یا مضمون کو پیش کر دینا۔ اور پھر اپنے امام اطائفہ کی حمایت کر کے جواب بے جوڑ بھی لکھ دینا۔ جواب کیا دیا۔ وہ یہ کہ کیا خدا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا کرنے پر یا اُن کی نظیر پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ یا اب اُسکی قدرت سلب ہو گئی ہے۔ حضرت شرف الدین سحیحی منیری اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارات بے ربط جن میں لفظ اگر خواہد کا بھی درج ہے لکھ دیں۔ جن کا جواب باب اول عقیدہ نمبر اول میں پورے طور پر ہو چکا ہے

اقول تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مفتی جی لکھا کرتے ہیں کہ مولانا اسماعیل دہلوی نے قرآن کی آیات کی ترجمانی کی ہے۔ فرمائیے یہ عبارت جو تقویت الایمان کے صفحہ ۳۱ پر ہے جسکی آپ نے نقل کی ہے کس آیت قرآنی کی ترجمانی ہے۔ یا یہ مضمون کس حدیث شریف رسول رحمانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ ذرا اسکا پتہ تو دیجئے کہ آپ کی علمیت کا اندازہ ہو جائے بات یہ ہے کہ گستاخی بھری طبیعت ہے۔ جو چاہا، جو دلیا، لکھ مارا۔ خوف خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل میں ہو تو ایسا کب ہو سکتا ہے۔ یوں تو علماء شیعہ و حرم و رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ سارے القاب مزیدوں کی طرف سے عنایت و عطاشہ



ہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کے فرمان انتہا بخشی اللہ من عبادہ العلمیۃ کی پوسٹ تک بھی نہیں۔ تو یہ درجے اور رتبے اور القاب کیسے ؟

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کتاب نفویۃ الایمان میں ایسے ہی اناپ شتاب باتیں و فتنہ اور فساد کی لکھ کر بھری پڑی ہیں۔ تو ہیں انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے یہ کتاب مملو ہے۔ اسی وجہ سے تمام عرب اور عجم کے فتاویٰ کفر کتاب اور مؤلف کتاب پر ہونے لگے موجود ہیں۔ لیکن وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ اسکو صحیفہ آسمانی اور اپنے ایمان کی نشانی جانتے ہیں۔ اس کا حال بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئینگا ؟

آپ کے اور آپ کے امام الطائفہ و تمام جماعت وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد میں ہے کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اور اپنے حکم اور وعدہ اور خبر کے برخلاف گو کیوں نہ ہو۔ اور اب اس پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔ اور ہونا چاہئے۔ جب گروہ وہابیہ نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر بھی خاتم اور بنی ہو سکتے ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے فوراً اپنے آپ کو بنی بنا کر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ تب آپ کی آنکھیں کھلیں۔ کہ ہم تو ابھی تجاویز سوچ ہی رہے تھے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بازی لے گیا۔ اس پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور اضغاث احلام کے ذریعہ رسالت کا دعویٰ کر کے بجائے کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اپنا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ نعوذ باللہ منہا گھڑ لیا۔ اور ساتھ ہی درود شریف بھی اپنا جڑ لیا۔ لا حول ولا قوۃ۔ جسکو رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۲ھ میں دیج کر کے شائع بھی کر دیا۔ وانا الیہ راجعون ؟

فصل اول در بیان عدم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

آیات قرآنی سے اثبات

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کان محمد ابداً من رجالکم ولکن رسول اللہ



وخالق التبتیین الا یہ۔ یعنی ہمیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باب کسی مرد کے تم میں  
لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور ختم کرنے والے تمام پیغمبروں کے ہیں۔ تمام اہل  
اسلام کا اجماع و اتفاق ہے اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کر دیئے ہیں تمام  
انبیاء علیہم السلام کے ان کے بعد قیامت تک کوئی بنی پیدا نہیں ہوگا۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا  
کامل و مکمل و اٹل حکم ہے۔ اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کریگا۔ پھر نظیر کیسے ہو سکتا ہے۔  
ہمارا خدا و مہمیبوں کا خدا نہیں ہے۔ جو جھوٹ بولے۔ یا وعدہ خلافی کرے۔ اسکی بحث باب اول  
میں کامل ہو چکی ہے۔ زیادہ ضرورت نہیں۔

(۱۲) آیت شریف قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (سورہ اعراف)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام جہاں کے لوگوں کو کہہ دیجئے کہ میں اللہ  
تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور تم سبکی طرف قیامت تک کیوں سے بھیجا گیا ہوں۔  
کیا خداوند کریم کسی اور کو بھی بھیجے ایسا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح پیدا  
کریگا۔ ہرگز نہیں۔ اگر پیدا کرے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیوں کی طرف  
رسول کب ہوئے۔ اور اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس نئے بنی کی طرف بھی رسول ہوں۔  
اور وہ حضور کا امتی ہو۔ تو وہ حضور کا نظیر کب ہوا۔ امتی حضور کا نظیر کب ہو سکتا ہے۔ اگر یہ کہو  
کہ حضور تمام آدمیوں کی طرف رسول ہیں کہ ان میں فرض کردہ بنی بھی داخل ہے۔ اور وہ فرض  
کردہ بنی بھی تمام آدمیوں کی طرف رسول ہے۔ جن میں حضور بھی داخل ہیں۔ تو وہ حضور کا امتی  
ہوا۔ اور حضور معاذ اللہ اس کے امتی ہوئے۔ اور یہ قطعاً محال ہے۔ لہذا حضور کا نظیر ہونا محال ہے۔

(۱۳) آیت شریف وما ادرسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔ (سورہ  
اسبا) یعنی اور ہمیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے آپ کو لیکن تمام جہاں کے لوگوں کے لئے قیامت  
تک بشارت دینے والا بہشت کی اور ڈرنے والا عذاب دہن سے۔

(۱۴) آیت شریف وادرسلناک للناس رسولاً (سورہ النساء) یعنی ہم نے آپ کو  
تمام جہاں کے لوگوں کی طرف قیامت تک رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۱۵) آیت شریف الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الا یہ سورۃ



یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج کامل کر دیا۔ ہم نے تمھارے لئے دین تمھارا رکھی سنو خ ہونگا اور تمام کر دی ہیں نے اوپر تمھارے اپنی نعمت ۔

کیا خداوند تعالیٰ اس اپنے حکم کے برخلاف اس دین کو ناقض کرے گا۔ اور اپنی نعمت کو پھیرے گا۔ ہرگز نہیں۔ اگر کہو کہ مانا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا مگر قادر تو ہے۔ اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر قرآن میں موجود ہے۔ اس کا جواب عقیدہ نمبر اول میں کافی وافی ہو چکا ہے۔

## فصل دوم عدم نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثبات احادیث سے

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۹۲۔ سطر ۲۳۔ مصری عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء کرجل بنی داؤد فاکملھا واحسنھا الاموضع لبنة فجعل الناس یدخلونھا وتخرجون ویقولون لولاموضع اللبنة۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری مثال اور انبیاء کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک آدمی نے ایک گھر بنایا اور اسکو اچھی طرح مکمل کیا۔ مگر ایک امینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پھر اُسکے آدمی داخل ہوئے۔ انہوں نے تعجب سے کہا۔ کہ یہ ایک امینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی۔ یعنی یہ امینٹ کی جگہ میں ہوں۔ جسے گھر کو مکمل کرنا تھا۔ کیا خداوند تعالیٰ اب اس گھر میں ایک فالتو امینٹ یا کئی اینٹیں یوں ہی ڈالے گا۔ ہرگز نہیں۔

(۲) حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۹۲۔ سطر ۲۷۔

(باب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجملہ الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون بہ وتعجبون لہ ویقولون ہلا وضعت ہذا لبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین بلفظہ۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دی مثال اور انبیاء کی مثال جو مجھے پہلے گذرے ہیں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اور



اسکو اچھی طرح خوب سجایا مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس کے گرد پھرتے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں یقینوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(۳۳) حدیث شریف صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۲۹۔ سطر ۲۸۔ مصری۔

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یبق من النبوة الا المشرقة قال او ما المشرقات قال الودیاء الصالحۃ بلفظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے نبوت ختم ہو گئی ہے۔ ابھی کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر صرف بشرات، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی بشرات کیا ہیں فرمایا انکشاف (۳۴) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۲۸۔ سطر ۱۱ تا ۲۰ مطابق صحیح بخاری کے ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) جامع ترمذی جلد دوم ترجمہ اردو صفحہ ۲۸۱ روایت ہے ابی بن کعب سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری مثال پیغمبروں میں ایسی ہے کہ جیسے کسی نے ایک محل بہت خوبصورت اور اچھا اور پورا بنایا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اور لوگ اس میں پھرتے تھے اور تعجب کرتے تھے اسکی خوبی کو دیکھ کر اور کہتے تھے کاش کہ یہ جگہ ایک اینٹ کی بھی پوری ہو جاتی۔ پس پیغمبروں میں ایسا ہوں اور اسی اسناد میں مروی ہے کہ آپ فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میں امام ہونگا پیغمبروں کا اور خطیب ہونگا ان کا۔ اور صاحب شفاعت ہونگا ان کا۔ الخ بلفظ :-

ان تمام احادیث صحیحین و جامع ترمذی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین اور خطیب الانبیاء اور صاحب شفاعت الانبیاء علیہم السلام بوجہ آیات قرآنی کے ثابت ہے۔ علاوہ ان کے کثرت سے احادیث صحیحہ وارد ہیں جن پر تمام اہل اسلام کا اجماع قائم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کوئی نبی ان کے بعد قیامت تک پیدا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین کا حکم اور اس پر



سید المرسلین کا ارشاد اس بات کی دلیل قوی بلکہ اقویٰ ہے۔ کہ کوئی بھی نظیر یا مانند یا مثل ان کا نہیں ہو سکتا اور نہ ہو گا۔ اور اگر بقول وہابیہ اور مزارنیہ ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں لغو و بالہ کاذب ٹھہرتے ہیں۔ اور یہ بات ان کے شان کے سخت خلاف ہے۔ اور محال ہے۔ اور کہنے والا دجال ہے۔

## فصل سوم اقوال علماء اعلام سے ثبوت

اور وہابیہ کی تردید

(۱) معتقد فی المعقود حضرت علامۃ العلماء توحیدی علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۷ مطبوعہ مدینہ اس۔ یہ کتاب ساتویں صدی ہجری میں لکھی گئی تھی۔ لکھتے ہیں:۔ اگر کوئی شخص قابل ہو مثل یا نظر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ کافر ہے تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل صفحہ ۶۶۔ اور کتاب بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ اصل عبارت علامہ علیہ الرحمۃ کی یہ ہے:۔ کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باز پسیم ہمہ یغیبر ان است۔ در زمان و سبب ماقیامت بعد از وے ہیچ بنی نہ باشد۔ و ہر کہ دریں بشک باشد دران نیز بشک باشد و آن کہ گوید بعد از میں بنی دیگر بویست یا خواہد بود۔ و آنکس کہ گوید کہ امکان وارد کہ باشد کافر است اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ذریاتہ انتہی و لنعم ما قال وصل ۵

ربنا اللہ لا عدیل لہ (بلفظ) حبہ کیف لا مثیل لہ

(۲) تفسیر روح البیان۔ بوارق لامعہ صفحہ ۵۸ مسلمہ

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں علامت نبوت کی تم کو دکھلاؤں حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا۔ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کرے گا وہ اسی وقت کافر ہو جائیگا۔ اس لئے کہ جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے گا یہ بات ثابت ہوگا کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن الیٰ قورع سمجھتا ہے حالانکہ



آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرما چکے ہیں کہ انتہی بعد کیا بلفظ :

(۳۳) تمہید یہ کتاب پرانی عقائد کی ہے جسکو حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ نے بھی پڑھا ہے۔ قدما میں درسی کتاب فقہی بوارق لائے صفحہ ۵۸ میں ادعی النبوة فی زماننا یہ صیر کافر اور من طلب منہ المعجزۃ فانه یصیر کافر اکانتہ مثلاً فی النص یعنی جو کوئی دعوی نبوت کا کرے ہمارے زمانہ کا فر ہو جائیگا۔ اور جو کوئی اس سے بجز طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ کیونکہ اسنے نص (آیت و حدیث) میں شک کیا ہے۔

(۳۴) مجمع الانہر شرح ملتقی الا بحر صفحہ ۶۳۔ مصری۔ واما الانبیاء علیہم السلام (۳۵) علیہ الصلوٰۃ والسلام فوجب بانہ رسولنا فی حال وخاتم الانبیاء والرسول فانہ من بانہ رسول ولم یومل بانہ خاتم الانبیاء ولا یكون مؤمناً بلفظ یعنی اور ایمان لانا ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوں واجب ہے کہ تحقیق وہ اب بھی ہمارے رسول ہیں۔ اور یہ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں جو ایمان لائے کہ وہ ہمارے رسول ہیں۔ لیکن اسباب پر ایمان نہ لایا کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ تو وہ مسلمان نہیں۔ دیکھئے۔ اگر کوئی شخص اس بات پر ایمان لاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رسول تو ہیں مگر خاتم الانبیاء اور رسول نہیں تو وہ کافر ہے۔ یہی ایمان

وہابیہ اور مرزائیہ کا ہے :

قبیلہ شدہ کہ دونوں گروہ کافر ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا یہی عقیدہ ہے (۵) شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۹ حاشیہ ۵ انت موج اول الامواج فی بحر تقدیم : لیس مثلاً عکنا فی الکائنات یا رسول یعنی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سب سے پہلے بحر تقدیم کی موج ہیں۔

آپ کا مثل یا نظیر کائنات میں ہونا ممکن ہی نہیں :

(۶) مظهر الحق و بہار حجت عقاید میں دونوں کتابیں جو ۱۲۷۷ھ میں تیار ہوئیں :

بنی بعد حضرت تارہ ہو گا کیونکہ	سمجھ خاتم الانبیاء ہیں۔ وہی
نہیں شرع میں مصطفیٰ کے سوا	کسی کا لقب خاتم الانبیاء
بنی ایسا بھیجا بشیر و نذیر	ہوایا ہے نہ ہو جس کا ہرگز نظیر



(۱) وسیلۃ المعاد فی اثبات میلاد خیر العباد مولف مولانا مولوی محمد عبد اللہ  
ڈھاکہ کی مطبعہ تاجی ٹکنو ۱۳۰۳ھ صفحہ ۲۸۔ لغت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظہور نور احمد سے ہوا کون و مکان پیدا  
کہاں عالم میں احمد سا ہوا عالی مکان پیدا  
ہوئی ظلمت نہاں مکیر فرغ نور احمد سے  
بنایا عرش خالق نے آنحضرت کے نور انور سے  
رسول پاک کے باعث شہ لولا کے باعث  
ملک پیدا ملک پیدا نہ ہو نہ پیدا  
ہوئے ہر جگہ باعث زینت آسمان پیدا  
ہوئے انجم عیاں سائے ہر سب آسمان پیدا  
کیا لوح و قلم ظاہر ہوئے کر و ہیا پیدا  
ہوئے دونوں جہاں پیدا ہو سب آسمان پیدا

نہ کوئی عرش نہ تافرش تجسار نہ ہو سیکا

نہ نوری میں ہاں پیدا نہ کی میں یہاں پیدا

پس ہمارا اہل سنت و جماعت کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی نظیر یا مانند یا مثل نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی شان الہیہ  
میں واحد و بے نظیر ہے۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شان نبوت  
و رسالت و عبودیت میں واحد اور بے نظیر ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے خواہ وہ وہابی ہو  
یا مرزائی کہ ان کی طرح ان کی نظیر یا مانند اور بھی کر وڑوں ہو سکتے ہیں وہ قرآن شریف  
و احادیث و اقوال علماء اعلام کا منکر بلکہ کذب ہے۔ اور بس :

قولہ۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کمبیائے سعادت کے صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں کہ آسمان  
و زمین و ہرچہ در میان آنست الخ : و ہفت آسمان و زمین در قبضہ قدرت و سیت الخ  
و شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منبری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کے صفحہ ۵ پر ہے اگر خواہد در لحظہ  
ہزار ہزار آدم و عالم بیا فرید الخ اور صفحہ ۹۶ پر ہے۔ اگر خواہد در لحظہ صد ہزار الخ بلفظہ صفحہ ۲۲  
اقول۔ مفتی جی ! ان عبارات سے آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم کی طرح اور بھی کر وڑوں پیدا ہو سکتے ہیں اور یہ بات خدائی قدرت میں داخل ہے۔  
پس پوچھتا ہوں کہ ان عبارات کا ماخذ کہیں قرآن شریف و احادیث شریف  
سے بھی دکھلا سکتے ہیں۔ یا کہیں انکی سند نص صریح سے بتلا سکتے ہیں کیونکہ آپ کو تو قرآن



اور حدیث سے سند لا نا چاہئے جو وہابیہ کا بظاہر مبرا اصول ہے۔ یا بزرگانِ دین اور صوفیاء کرام کے مول کلام کو ہی پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ بظاہر نفس کے خلاف ہی ہوں۔ ان تحریرات عبارت کا جو مطلب آپ سمجھے بیٹھے ہیں وہ غلط اور محض غلط ہے۔ حالانکہ وہ بزرگان لفظ اگر خواہد کا ساتھ ہی فرما رہے ہیں جس کا جواب پہلے ہو چکا ہے :-  
 قیام مطالبہ نمبر ۵۔ کیا آپ کے نزدیک خداوند کریم سے وہ قدرت جو انہیں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہو گئی اگر نہیں ہوئی تو آپ کو مولانا کی تحریر پر کیا اعتراض ہے۔ الخ بلفظ صفحہ ۲۷ :-

اقول۔ مفتی جی! یہ عجیب آپ کی منطق ہے۔ کہ جس کا صغرائے اور کبرائے آپ کے ذہن ماؤت میں ہے۔ یہ کہتے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سلب ہو گئی ایسی ایسی گستاخیاں اللہ تعالیٰ کی شان میں کرتا آپ لوگوں کو ہی شایاں ہے جو ہر بیچ و بیچ سے اللہ تعالیٰ پر جو کمال الزام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اللہ تبارک و تعالیٰ اگر بموجب اپنے حکم اور وعدہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ پیدا نہ کرے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی یا رسول کو پیدا نہ کرے تو اس سے اس کی قدرت سلب شدہ تصور ہوگی۔ جو آپ فرما کہ وہ قدرت جو انہیں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہو گئی تو سبحان اللہ آپ کی دلیل۔ کہتے آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کے پیدا کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اقرار کر لیا تھا۔ کہ میں نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن میں اپنا حکم اور وعدہ کے خلاف کروڑوں نبی پیدا کرونگا۔ یا کم سے کم سید احمد بریلوی یا مرزا قادیانی یا مولوی اشرف علی تھانوی کو تو ضرور بتی بناؤں گا تاکہ وہابیہ فرقہ یا مرزائیت کو یہ گمان نہ گزرے کہ میری قدرت سلب ہو گئی ہے۔ اگر ایسا وعدہ یا حکم کہیں آپ کے قرآن شریف میں ہے تو دکھلائیے۔ ورنہ ایسے ایسے یہود و کفار کو غبار کے رو پر ویش کرنے کی حرارت نہ کیجئے۔ اچھا کہتے اللہ تبارک و تعالیٰ کو کبھی اپنی اولاد کے پیدا کرنا بھی قدرت تھی۔ اگر کھتی تو کتنے لڑکے لڑکیاں نمودار کر دیتا کہ اگر نہ تھی تو کیوں؟ اولاد بھی یہ قدرت ہے یا نہیں! کہ اس قدرت کو ظاہر کیوں نہیں کرتا یا آپ کے خیالی اور عقیدہ کی مطابق وہ قدرت اب سلب ہو گئی ہے۔ آپ اپنے مولانا کی روح سے دریافت کر کے اس کا جواب دیجئے۔ بشرطیکہ وہ



روح مدد دینے کے قابل ہو۔ ورنہ اپنے مولانا کی تحریر کو عنت رہو سمجھتے۔ اور باقی مطالبہ کو بھی اسی ذیل میں رکھیے۔

## باب ہفتم

عقیدہ نمبر ۱۲۔ و باب ۱۲۔ دیوبندیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔

بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۳۔ مولوی خلیل احمد انہیٹوی

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۔ بر عقیدہ نمبر ۱۲۔ آپ براہین قاطعہ کے حوالہ پر وہابیہ کا عقیدہ

نمبر ۱۲ یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی آدم کے برابر ہیں۔ صاحبان ایک آپ بنی علیہ السلام کو خدا کے برابر اعتقاد رکھتے ہیں بلفظہ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۵۔

اقول۔ مفتی جی! الحمد للہ آپ نے عبارت تحریرہ براہین قاطعہ کا حسب عادت غور

نہیں کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی علیہ السلام بار بار لکھنا آپ کی دینی معلوم کا نمونہ ہے۔ جو قرآن شریف کی آیت شریف یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلم تسلیماً کے برخلاف ہے۔ جو درود شریف کو چھوڑ کر صرف سلام ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور

یوں مفتی ہیں۔

سمنے کہاں کہا یا لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے برابر ہیں۔ جب عادت بہتان لگاتے ہیں۔ ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں اور کہیں گے کہ ع۔

بعد از خدا بزرگ کوئی قصہ مختصر

کہئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور بھی کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی ہے تو اس کا پتہ نہیجے اور نام بتلائے۔ ہاں آپ کے اعتقاد میں بڑے بھائی کے برابر یا جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یا تو بقول آپ کے امامان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یا یہ تفریط اس



بھی بڑھ گئے۔ کہ جہانہ بنی آدم کے برابر کر دیا۔ اس میں مسلم۔ کافر۔ مشرک۔ منافق۔ چوٹے۔ چارہ  
 کی بھی کوئی تمیز نہ رہی۔ ایسی صورت میں اگر ہم کہیں کہ مولوی اسماعیل ایک چوٹے کے برابر  
 ہیں یا مولوی رشید احمد ایک چار کے برابر ہیں۔ یا یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد ایک کنجر کے برابر ہیں  
 یا مولوی اشرف علی ایک ڈوم کے برابر ہیں۔ تو کیا آپ اس پر بہت خوش ہوں گے۔ اور توہین  
 انکی نہیں سمجھیں گے۔ جبکہ آپ کے اعتقاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم  
 کے برابر ہیں۔ تو آپ کے بزرگوں کو ایسے محارثت سے کیا عذر ہوگا۔ خواہ لفظ بشریت بھی  
 شامل کر لیں۔

ہمارا ایمان ہے۔ کہ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل هو اللہ احد ای فی الاولیٰ  
 اسی طرح ہم کہتے ہیں قل هو محمد احد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای فی العبودیت و  
 محبوبیت۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں احد اکیلا ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم عبودیت و نبوت و رسالت محبوبیت میں احد یکتا ہیں۔ کوئی ان کا  
 شریک نہیں۔ پس۔

قولہ۔ نصوص قرآنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نفس بشریت میں بنی آدم  
 کے برابر بتلاتی ہیں۔ جو کہ قل انما انشأنا بشر مثلكم ترجمہ اسے پیچھے لے کر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 لوگوں سے کہہ دو۔ کہ میں بھی تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں۔ بلفظہ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۷۔

اقول مفتی جی! آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ بنی آدم کے  
 برابر بناتے ہیں ایسے منہاک ہیں۔ کہ آیت قرآنی سے لفظ اے الی کو بھی چھوڑ گئے۔ اور تحریر  
 قرآنی کا بھی خوف نہ کیا۔ مراد اس سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی طرح بھی کو  
 فضیلت ظاہر نہ ہو۔ لغو ذی اللہ منہا۔ کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے یہ لفظ نہ نکلے گا۔  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرح ہماری مثل یا مانند بشر تھے۔ البتہ کفار  
 ناہنجار کا قول تھا۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باؤنیکر یحییٰ بن علیہم السلام ہماری طرح  
 آدمی اور بشر تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اسکی خبر قرآن شریف میں دیتا ہے۔

۵۱ کنز۔ ایک قوم جہانم پیشہ ہے۔ جو دہلی پیار گنج میں رہتے ہیں۔



(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فقال الملاءم الذین کفروا من قومہ ما نوبک الا بشیر  
مثلتنا۔ (سورہ ہود) یعنی پس کہا رہیں گوں نے جو کافر تھے۔ قوم (حضرت نوح علیہ السلام  
میں سے کہ نہیں دیکھتے ہم تجھے، مگر اپنی طرح ایک آدمی ۛ

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقال الملاءم الذین کفروا من قومہ ما ہذا الا  
بشیر مثلكم یویدا ان یتفضل علیکم (سورہ المؤمنون) پھر کہا ان بڑے آدمیوں نے  
جو کافر ہوئے تھے اُسکی قوم (حضرت نوح) سے نہیں ہے شخص، مگر ہماری طرح ایک آدمی  
چاہتا ہے تمہارے پر اپنی بڑائی ۛ

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقال الملاءم من قومہ الذین کفروا واذکذبا بلفظ  
الاخرة واتوفئہم فی الحیوة الدنیا ما ہذا الا بشر مثلكم یا کل مما تاکلون منه  
ولیشرب مما تشربون ولئن اطعتم بشر مثلكم اذا لخصر و ن (سورہ المؤمنون) یعنی  
اگر کہا ایک گروہ رئیسوں نے اس (رسول) کی قوم میں سے جو ایمان نہیں لائے۔ (یعنی  
کافر و لدنے) اور جھوٹ سمجھا انہوں نے روز قیامت کو۔ اور نعمت دی تھی ہم نے اُن کو  
زندگی و دنیا میں (کہنے لگے) نہیں ہے یہ رسول مگر آدمی مثل تمہارے، کھاتا ہے اُمیں  
جیسے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اُمیں جیسے تم پیتے ہو۔ اور اگر تم فرماؤ داری کرو گے۔ ایک آدمی کی جو تمہاری مانند ہے  
بیشک تم اُسی وقت ٹوٹا یا نقصان پانے والے ہو ۛ

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالوا ان انتما الا بشیر مثلنا (سورہ ابراہیم) یعنی  
کہا کافروں نے رسولوں سے کہ تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذ ظلموا اهل هذا الا بشیر مثلكم (سورہ الانبیاء)  
یعنی ظالموں کافروں نے کہا کہ یہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے۔  
(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما انت الا بشیر مثلنا (سورہ الشعراء) (کہا کافروں نے)

نہیں ہے تو (حضرت صالح علیہ السلام) مگر ایک آدمی ہماری مانند ۛ  
(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالوا اما انتما الا بشیر مثلنا (سورہ یسین) یعنی کہا کافروں  
نے (رسولوں سے) نہیں ہو تم مگر ہماری مانند آدمی ۛ



(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقال البشر محمد و منافکم دار سور تقاضی کہا انہوں نے آیا آدمی ہدایت کرینگے پس وہ کافر ہوئے۔

علاوہ ان کے اور بہت آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کافر لوگ پیغمبر ان علیہم السلام کو کہا کرتے تھے۔ کہ تم ہماری مانند یا مثل آدمی ہی ہو اور دلیل میں یہ بھی کہا کرتے تھے۔ کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں ویسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو۔

یہی حال و ماہیہ کا ہے۔ ذرہ بھر بھی زبان کو نہیں روکتے اور نہ اسکو گستاخی یا بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ بلکہ بڑے زور اور تعالیٰ سے کہتے ہیں۔ کہ ہم نص کے مطابق کہتے ہیں۔ اور ہونص قل انا بشر مثلكم تم قرآن شریف سے پیش کرتے ہو۔ وہ تو اضع اور کسر نفسی پر محمول ہے۔ اور تمکو اس طرف سے ذہول ہے۔ اور ذہن انکا مجہول اور مجہول ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ کہ آپ تو اصغاکہ دیجئے کہ میں بھی بشر ہوں۔ یعنی خدا نہیں خدا کی طرف سے میری عزت اور توقیر یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے جو کسی بشر کے پاس بھٹارے میں نہیں آتی۔ اس کی تصدیق میں صرف دو کتابوں معتبرہ ہی نقل کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔

(۱۱) تفسیر کبیر جلد خامس صفحہ ۵۱۱۔ سطر ۵۔ مصری واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللہ امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بان یسئلک طریقۃ التواضع فقال قل انا انما بشر مثلكم۔ بلفظ یعنی اور جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کمال کلام الہی کا بیان کیا تو حکم دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ طریقۃ تواضع اور کسر نفسی کا اختیار کریں۔ پس فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہ اے رسول میرے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ میں بھی تمہاری آدمی ہوں۔

(۱۲) مجمع البحار الانوار جلد اول صفحہ ۲۰۔ سطر ۱۶۔ نعت و شرح احادیث شریف عبد اللہ ربکم و اکرموا اکرام۔ اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم حضماً النفسہ اے اکرموا من ہو بشر مثلكم لما اکرم اللہ تعالیٰ بالوحی۔ بلفظ۔ یعنی اس حدیث شریف میں ہے کہ بندگی کرو اللہ تعالیٰ اپنے رب کی۔ اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ یعنی اس کہنے میں



آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا ارادہ اور منشا کس نفسی ہے۔ یعنی تعظیم اور عزت کروائی جو تمقاری طرح آدمی ہے۔ جبکہ اسکو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر عزت فرمایا ہے۔  
 دیکھئے حدیث شریف کا اور آیت شریف کا مطلب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم  
 ایسا فرمانا محض کس نفسی اور تواضع کا منشا اور مطلب ہے نہ واقعی وہ کسی آدمی بھائی  
 ہیں۔ جیسے وہابیہ سمجھ گئے ہیں۔

قوله لقد امن الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم۔ ترجمہ  
 اللہ نے مسلمانوں پر ایسی فضل کیا۔ کہ ان میں ان ہی میں کا ایک رسول بھیجا۔ بلفظ صفحہ ۲۲  
 اقول۔ مطلب آپ کا اس آیت شریف کے کہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سنی  
 لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو خدا سمجھے ہوئے ہیں۔ لا حول ولا قوة الا باللہ العلی  
 العظیم۔ کیا اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ ہماری مانند آدمی ہیں۔  
 یا آپ کو بھی یہ حق پیر یا ہو گیا ہے کہ ان کو بھائی یا جملہ بنی آدم کے برابر سمجھیں۔ باوجودیکہ اس آیت  
 میں لفظ رسول موجود ہے۔ اور دو سکروگوں سے آپ کو جدا کر رہا ہے۔ تو کیا جملہ بنی آدم  
 مع آپ کے بزرگوں کے سب رسول ہی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

اچھا اگر آپ کے امام اطائفہ یا کوئی بزرگ جملہ بنی آدم میں داخل ہیں۔ اور رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بھی ایسے ہی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے لئے لفظ  
 یا جملہ آیت شریف لقد امن الله على المؤمنين قرآن شریف میں آیا ہے۔ تو کسی اور کے لئے  
 بھی ایسا جملہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دکھلائیے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ آلہ وسلم کو بھی جملہ بنی آدم میں داخل کیجئے۔ ورنہ ایسی گستاخی سے باز آئیے۔ کیونکہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کو  
 جملہ بنی آدم کے برابر سمجھنا اور لکھنا سخت توہین اور خلاف قرآن شریف و احادیث شریف  
 و اجماع اُمت ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

(۱) فمن كان مؤمنا لئن كان فاسقا لاستؤذن (سورہ سجدہ) یعنی کیا مومن  
 اور فاسق برابر ہو سکتے ہیں۔



(۲۲) قل لا یستوی الخبیث والطیب (سورہ مائدہ) یعنی اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں۔

(۲۳) لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنة (سورہ حشر) یعنی دوزخی اور بہشتی لوگ برابر نہیں ہیں۔

(۲۴) وما یستوی الا عمی والبصیر (سورہ مؤمن) یعنی اندھا اور سنا آغا برابر نہیں ہیں۔  
(۲۵) استی اور وہابی برابر نہیں ہیں۔

(۲۵) قل هل یتوی الذی یعلمون والذین لا یعلمون (سورہ زمر) یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں آپ فرما دیجئے۔

(۲۶) افنجعل المسلمین کالمجرمین (سورہ قلم) کیا ہم مسلمانوں کو کافروں کی طرح بناتے ہیں۔ (یعنی نہیں بناتے)

دیکھئے اور ہوش سے سوچئے۔ کیا جملہ بنی آدم برابر ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔ کیوں کفر کی دلدل میں گھسنے ہو؟

## فصل اول میں تفاسیر قرآنی سے ثبوت کافی کہ

### جملہ بنی آدم برابر نہیں اور نہیں ہیں

(۱) تفسیر کبیر جلد ثانی صفحہ ۲۴۰ سطر ۲۲۔ مصری زیر آیت ان اللہ عظیم  
ادم الآیہ واعلم ان تمام الکلام۔۔۔۔۔ فی هذا الساب ان النفس القدر سبب  
النبوئیۃ مخالفۃ بماہیتہا سائر النفوس وان بلفظ (یعنی نفس قدر سبب نبوئیہ کی ماہیت  
باقی تمام نفوس کی ماہیت سے مخالف ہے)۔

(۲) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۲۹۶ سطر ۱۲ مصری زیر آیت سورہ کہف وعلمنا  
من لا ناعلمنا۔ فنقول جوامع النفس الناطقة تختلف بالماہیۃ بلفظ (یعنی جوامع نفوس  
مختلفت الماہیۃ ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس مطہرہ کی ماہیت



تمام انسانوں کی ماہیت سے جداگانہ ہے۔ اس لئے نفس بشریت میں مساوات یا مماثلت کسی انسان سے نہیں۔ ❖

تصحیح الامان میں فتاویٰ سراجیہ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے عیدِ حضور پر مہمانانِ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ بال آپ کے چھوٹے تھے یا چادر آپ کی میلی تھی یا آپ بھی ایک آدمیوں میں سے تھے یا پیغمبر کسی کو کیا بخشو ایمن ہم اپنی عبادت میں بخشے جائیں گے یہ سب توہین میں داخل ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً تو بہ اسکی قبول نہیں اور ہمیشہ دوزخ ہے اسکو اور وہ کافر ہے۔ واجب ہے قتل اسکا اور جو راضی ہو قتل پر اس کے وہ بھی اوس کفر میں داخل ہے ❖

(۳) تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰ سطر ۳۵۔ مصری اعلام حبیب مجمل رسالتہ و ذکر الحکامی فی کتاب المنہاج ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لا یمنان یكونوا مخالفین لغيرہم فی القوی الجسمانیۃ والقوی الروحانیۃ۔ و قول صلی اللہ علیہ وسلم زویت لی الارض فارثت مشارقہا ومغاربہا۔ و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اقیمو اصفو فکم وتواصوا فانی اداکم من وراع ظہری۔ بلفظہ۔ یعنی جانو کہ زمین کہاں رکھی جاتی ہے۔ اور چلی ہی نے کتاب منہاج میں ذکر کیا ہے کہ تحقیق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے قوی بدنی اور قوی روحانی میں جدا ہوں اور فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے لئے زمین کو سمیٹا گیا۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قائم اور سیدگی کرو نماز میں اپنی صفوں کو مل کر کھڑے ہو۔ پس تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی۔ ❖

(۴) تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پارہ ۱ صفحہ ۲۱۸ سطر ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات احکامات و از خصوصیات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در بدن مبارک داوہ بود۔ -

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از پس پشت می دیدند۔ چنانچہ از پیش روئے



فرومی ویدند :

(۲) و در شب و در تاریکی چنان می بینند که بر روز روشن :

(۳) و آب دهن ایشان آبهای شور را شیریں میگرد :

(۴) و با طفل شیر خواره یک قطره از آب دهن بچشانند آن طفل تمام روز شکم سیر می ماند و طلب شیر نمی گردند - چنانچه در روز عا شوره با طفل اهل بیت تجربه شده -

(۵) و بغل آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم سفید رنگ براق بود و اصلا موکے نداشت

(۶) و آواز ایشان جائے میرسد که آواز دیگران بشعر عشیر آن نمیرسد و از دور شنیدند

که دیگران را سافت نمی تواند شنید :

(۷) و در خواب چشم ایشان خواب آلود می شد و دل خبر داری ماند :

(۸) و فازه دهن هرگز ایشان در تمام عمر اتفاق نه افتاد :

(۹) و احلام هرگز واقع نشد :

(۱۰) عرق مبارک ایشان خوشبو تر از مشک بود - بیکه اگر در کوچی می گذشتند مردم

سبب بوئے خوش عرق ایشان که در هوا سرائست کرده می ماند پی می بردند که ازین کوچ

آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم گذشتند :

(۱۱) هیچ کس اثر فضل ایشان بر روی زمین ندیده زمین می شکافت فرومی برد و آنرا

مکان بوئے مشک می شمیدند :

(۱۲) و در وقت تولد مخنثون پیدا شدند :

(۱۳) و ناف بریده و پاک و صاف هرگز لوث بخاست بر بدن ایشان نبود :

(۱۴) چو بر زمین افتادند سجده کنان و انگشت خود را سوکے آسمان برداشتند -

(۱۵) و در وقت تولد ایشان نورے متشعشع شد که سبب آن شهرهای شام مادر ایشان

را نمودار شد :

(۱۶) و مهد ایشان ملائکه می جنبانیدند :

(۱۷) و ماهتاب با ایشان در حالت طفولیت که در گهواره بودند حرف میزد :



(۱۸) ہر گاہ اشارہ ہوئے می فرمودند بسوئے ایشان مایل می شد \*

(۱۹) و بار بار در حالت گہوارہ تکلم می فرمودند \*

(۲۰) ہمیشہ بروز وقت نمازت گریبا بر ایشان سایہ میداشت \*

(۲۱) اگر زیر درختی می آمدند سایہ درخت بسخت ایشان متوجہ می شد \*

(۲۲) و سایہ ایشان بر زمین می افتاد \*

(۲۳) بر جامہ ہائے ایشان نگس نمی نشست \*

(۲۴) و پیش ایشان را اندامی داو \*

(۲۵) اگر بر جانورے سوار میشدند آن جانور تا مدت سواری ایشان بول و برازن نمی کرد \*

(۲۶) در عالم ارواح اول کسی کہ پیدا شد ایشان بودند \*

(۲۷) اول کسی کہ در جواب الست برویکہ - بلی گفت نیز ایشان بودند \*

(۲۸) و سیر معراج مخصوص بالیشان است \*

(۲۹) و سواری براق نیز مخصوص بالیشان

(۳۰) و بالائے آسمان رفتن و بحد قاف توسین رسیدن و بہ دیدار الہی مشرف

شدن \*

(۳۱) و ملائکہ را فوج و حشم ایشان ساختن ہمراہ ایشان مانند لشکریاں جنگ و قتال کردن

نیز خاصہ ایشان است \*

(۳۲) و شوق القمر و دیگر معجزات عجیبہ و غریبہ نیز مخصوص بالیشان است \*

(۳۳) و روز قیامت آنچه ایشان را دہند ہیچ کس را ندہند \*

(۳۴) اول کسیکہ از قبر سر برآرد ایشان باشند \*

(۳۵) و اول کسیکہ از بہوشی افاقہ کند ایشان باشند \*

(۳۶) ایشان را بر براق حشر نمایند \*

(۳۷) و مفتاد ہزار فرشتہ گرد اگر ایشان جلو دار باشند \*

(۳۸) و بجانب راست عرش بالائے کرسی ایشان را جادہند \*



(۱۳۹) و مقام محمود مشرف سازند \*

(۱۴۰) دور و سرور ایشاں لو آغ احمد و ہند کہ حضرت آدم و تمام فریت ایشاں زیر  
آں نشان باشند \*

(۱۴۱) و ہمہ انبیا بامتیان خود پس روئے ایشاں شوند \*

(۱۴۲) دور و بیدار خدا اول بایشاں شرع کنند \*

(۱۴۳) و بشفاعت عظمیٰ رایشاں را مخصوص سازند \*

(۱۴۴) و اول کسے کہ بر پلصراط بگذرد ایشاں باشند و تمام خلایق حشر را حکم شود کہ چشمہا کے  
خود را فرو بندد تا دختر ایشاں فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا بر پلصراط بگذرد

(۱۴۵) اول سے در جنت را بکشايد ایشاں باشند \*

(۱۴۶) در روز قیامت ایشاں را بمرتبه وسیلہ مشرف سازند و آں مرتبہ الیت نہایت  
بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشود \*

(۱۴۷) و حقیقت آں آنت کہ ایشاں در آن روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیرانہ  
بادشاہ باشند \*

۱ و آنچه در شراعیح بآن مخصوص اند چیز ہائے بسیار است کہ تعداد آں موجب تطویل  
است۔ الخ۔ بلفظہ \*

دیکھئے۔ ان خصائل و فضائل و خصائص کوئی فرد بشر حتہ کہ انبیاء علیہم السلام میں  
بھی کوئی نہیں ہے۔ نہ تو پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔ لعنت خدا اس شخص پر ہو۔ جس کا یہ  
قول ہو، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ یا وہ جملہ بنی آدم کے  
برابر ہیں۔ اور لعنت خدا اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی اس قائل پر ہو۔ جس کا  
قول یہ ہو، کہ وہ چو ہڑے اور چار سے بھی ذلیل ہیں \*

(۵) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۴۶۰ سطر ۱۔ سورہ ہود \*

فقال الملاء پس کہا اشراف اور رئیس لوگوں نے الذین کفروا وہ لوگ کہ کافر تھے  
من قومہ قوم نوح علیہ السلام میں سے کہ مانوا کہ ہمیں دیکھتے ہیں تجھے الا بشر أمثلنا مکرثم



مثل اپنے۔ یعنی تجھ میں وہ فضیلت ہم نہیں پاتے جس کے سبب نبوت کے ساتھ تیری تخصیص ہو۔ اور ہم پر تیری اطاعت واجب ہو۔ انہوں نے بشر کی صورت دیکھی۔ اور حقائق انسانی کے ادراک سے غافل رہے۔ بلفظ

(۶) مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر اول صفحہ ۱۱۔ مطبوعہ ممبئی۔

حکایت مرد بقال

کارپا کاں راقیاس از خود میگر	گرچہ آید در نوشتن شیر شیر
شیر آں باشد کہ مردم را درو	شیر آں باشد کہ مردم می خورد
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد	کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
کافراں را دیدہ بسینا بنود	نیک و بد رویدہ شاں یکساں نمود
ہم سری با انبیا برداشتند	اولیا را بچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر	ما و ایشاں بستہ خواہیم و خور
این ندانستند ایشاں از عسل	ہست فرقے در میاں بے منتہا،
ہر دو گوں ز بنور خور و از یک محل	از یکے سرگیں شد از ال دیگر غسل
ہر دو گوں آہو گیہ خور و ند آب	از یکے سرگیں شد و ز اں مشکناں
آں دو نے خور و ند از یک آب خود	آں یکے خالی و دیگر پر شکر
صد ہزاراں این چنین اشباہ بین	فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بین

دیکھئے مولانا روم علیہ الرحمۃ مطابق قرآن شریف و تفاسیر کے کیا حسب ذیل منکرین فرماتے ہیں۔ کہ یہ قول کفارنا بکار کا تھا کہ پیغمبران علیہم السلام ہماری مانند ہیں۔ اور ان ساعۃ دعویٰ ہم سری کرتے تھے۔ اور اولیاء اللہ کو بھی اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم بھی آدمی یا بشر ہیں۔ ایسے ہی پیغمبران علیہم السلام ہیں۔ جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی کھاتے پیتے ہیں۔ مگر یہ انکی نابینائی چشم تھکی۔ ورنہ ہم میں اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پھر اس کی مثالیں لکھتے ہیں۔ کہ دیکھو۔ دو قسم کے زبنور ہیں۔ ان کی خوراک ایک ہی چیز ہے۔ مگر ایک میں زہر و ارنیش ہے اور دوسری سے شہد پیدا ہوتا ہے۔ جس کی



تعریف قرآن شریف میں ہے۔ پھر دوہرن ایک ہی جنگل میں چرتے ہیں مگر ایک مینگنی کرتا ہے اور دوسرے مشک نافہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح دونے (نرسل) ایک ہی پانی سے پرورش پاتے ہیں۔ لیکن ایک ولیا ہی پھیکا ہوتا ہے۔ اور دوسرا ایسا میٹھا کہ اس سے شکر اور مہری پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسی لاکھوں مثالیں، نظریں، صورتیں موجود ہیں کہ جن میں بہت فرق اور تفاوت ہے۔ جس کا اندازہ نہیں۔ اور یہاں آپ جملہ بنی آدم کے برابر کہہ رہے ہیں۔ لاجول ولا قوۃ ۛ

(۷) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۹۔ سطر (سورہ قمر) عند ملیک ایسے شاہ کے پاس مقتدا کا قادری ہے۔ سب چیزوں پر۔ صاحب بحر الرائق نے فرمایا ہے مقتدا صدق وحدت قربت کا مقام ہے کہ عندیت کے مرتبہ میں متحقق ہوتا ہے۔ اور کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ عندا کا کلمہ تقریب اور تخصیص کی علامت رکھتا ہے۔ یعنی اہل قرب کل اس گھر میں اُس مرتبہ کے ساتھ اختصاص رکھیں گے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی عالم میں اس مرتبہ کے ساتھ مخصوص تھے کہ ابدیت عند ربی ویطعمنی ولسقینی اور سب وہ مرتبہ جس کے سبب خاص لوگ کل کو ناز کریں گے آج آپ کا ادنیٰ مرتبہ تھا تو کل قیامت میں جو مرتبہ اعلیٰ آپ کو حاصل ہو گا اُس کا نشان کون دیکھتا ہے۔ نظم

مرانت جمال ذوالجلال

اسے محرم ستر لا ینزال

صاحب دل لایت نام قلبی

مہمان ابدیت عند ربی

ہستی ہمشاہد کہ خواہی

از قربت حضرت الہی

در جو صلہ خیر نہ گنجد

قربے کہ عبارتش نہ بخند

بلکہ نہ رسد اشارت آبخا۔ بلفظہ ۛ

گم گشتہ بود عبارت آبخا

صفحہ ۳۳۳ سطر ۷

(۸) تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ پارہ ۳

بایں مرتبہ جامعیت کمالات ترا

ورفعنا لک ذکراک یعنی بلند کردیم برائے تو ذکر ترا۔

بایں جامعیت منفرد و طاق برآمدی حالات ترا ہر خوا

میشر شد۔ کہ ظل مرتبہ الوہیت گشتی۔

یاد کنند۔ مثلاً گویند اللہ و رسول و انا ترا مست۔

یاد کنند۔ مثلاً گویند اللہ و رسول و انا ترا مست۔



و رسول جنین فرمودہ کہ واجب اطاعت است و علیٰ ہذا القیاس۔ و در حدیث شریف دارند  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جبرائیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونه فرمود  
اند۔ حضرت جبرائیل گفت علیہ السلام کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند و زبانک نماز و تحیات  
واقامت، و خطبہ و در کلمہ طیبہ و در کلمہ شہادت و در امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ  
و اطیعوا الرسول و در حرمت معصیت کہ من یعصی اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنمہ خلد فیہ  
فیہا ابدان پس ہر جا کہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول نیز ہمراہ آنست الخ بلفظہ \*

## فصل دوم احادیث سے ثبوت کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی مانند نہیں ہیں

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۶۔ سطر ۳۵۔ مصری

باب الوصال ۲ عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تو اصلوا  
قالوا انک تو اصل قال لست کا حد منکم اتی اطعم واسقی او انی ابیت اطعم و  
اسقی۔ بلفظ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے  
ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وصل نہ کرو۔ یعنی روزہ وصل نہ رکھو  
عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ آپ جو وصل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی روزہ وصل نہیں  
اُس پر فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں ہوں۔  
کہ مجھ کو کھانا پینا دیا جاتا ہے۔ یا یہ کہ مجھ کو رات کو کھانا دیا جاتا اور پانی دیا جاتا ہے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۶۔ سطر ۳۷۔ مصری عن عبد اللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال قالوا  
ما تو اصل قال اتی لست مثلكم اتی اطعم واسقی یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
روایت ہے کہ منع فرمایا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے (یعنی روزہ  
وصال سے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ جو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا حضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں۔ مجھے کھانا پینا دیا جاتا



(۳) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۷ - سطر ۲ - مصری عن ابی سعید رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا توصلوا فایکم اذا اراحا ان یو اصل فلیوا اصل حتی السحر قالوا فانک توصل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لست کھئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی یعنی حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق میں نے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مت وصل کرو۔ اور اگر وصل کر نیکا ارادہ کرو۔ تو سحری تک وصل کرو۔ عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہ تحقیق آپ وصل فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمہاری صورت و شکل و ہیئت کی مانند نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کھلا نیوا لاکھلاتا ہے، اور پلا نیوا لاپلاتا ہے۔

(۴) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۷ - سطر ۵ - مصری عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت غی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لہم قالوا انک توصل قال انی لست کھئتکم انی یطعمنی و یتسقین۔ بلفظہ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق رحمت ان کے لئے پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ جو خود وصل فرماتے ہیں تب فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہاری شکل و صورت اور خوبصورتی کی مانند نہیں ہوں۔ مجھ کو تو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

(۵) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۷ - سطر ۹ - مصری ان ابابہرہ رضی اللہ عنہ قال غی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال فی الصوم فقال لہ رجل من المسلمین انک توصل یا رسول اللہ قال دایکم مثلی انی ابیت یطعمنی و یتسقین، الحدیث۔ بلفظہ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ میں وصل کرنے سے اپنے ہر ایک صحابی نے کہ حضور خود وصل کرنے۔ تب فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون ہے تمہارے میں میرے مانند (یعنی تمہارے میں) مانند کوئی نہیں ہے (تحقیق



مجھے میرا رب رات کو کھلاتا ہے، اور رات کو کھلاتا ہے۔ الحدیث :

اسی قسم کی دو اور احادیث، اسی صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں۔ ایمان لانیوالے کے لئے پانچ احادیث کم نہیں۔ بلکہ ایک ہی حدیث کافی ہے۔ اور نہ ایمان لانیوالے کے لئے قرآن شریف بھی کافی نہیں :

(۶) صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲ میں سات احادیث کسی قدر خفیف الفاظ کے فرق سے موجود ہیں۔ اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اُن کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

(۱) لست کا حد منکم میں بمقامے میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہوں :

(ب) اِنِّی لست مثلكم تحقیق میں تمہاری مثل نہیں ہوں :

(ج) اِنِّی لست کھیتکہ تحقیق میں تمہاری خود خصلت و شکل و مثل و صورت کا نہیں ہوں :

(د) وایتکم مثلی اور کون ہے تمہارے میں میری مثل ؟ (یعنی کوئی بھی میری مثل نہیں ہے)

دیکھئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا ارشادات فرما رہے ہیں۔ اور تعجب اور افسوس ہے جماعت و ہابیہ پر کہ وہ علی الاعلان منہ بچھاڑ بچھاڑ کر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مثل ہیں اس پر بھی بس نہیں بلکہ یہ کہہ کر کتابوں میں شائع کر رہے ہیں۔ کہ وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں! عیاذ باللہ ہم کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ذات الوہیت میں بے مثل ہے

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات و صفات عبودیت و نبوت و رسالت میں بے مثل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا ثانی محال ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی محال ہے۔ اور جن لوگوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے ان پر خدا کی طرف سے نکال دو بال ہے۔

(۷) شفا قاضی عیاض و شرح کذا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما میں۔ ان احادیث بالا کی شرح یوں سے قال ای فیما رواہ شیخان عن ابن عمر و ابی ہریرۃ و انس و عائشۃ



رضی اللہ عنہم جواباً لقولہما انک تو وصل فکیف تنہا نا قال انی لست کھیتکما  
 علی صفتکم وما ھیتکم انی بطعمنی رتی ولسیقینی۔ بلفظ : یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کا فرمانا کہ تم میں کون سے میری مثل جیسے روایت کیا حضرت شحین (ابوبکر صدیق  
 و عمر فاروق رضی اللہ عنہما) نے اور ابن عمر اور ابی ہریرہ اور انس اور عائشہ رضی اللہ عنہم نے ان کے  
 جواب میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو روزہ وصل رکھتے ہیں۔ پھر ہمیں کیوں منع  
 فرماتے ہیں۔ اس پر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔  
 نے تحقیق میں تمھاری ہدیت کا نہیں ہوں۔ یعنی تمھاری صفت اور ماہیت خود خصلت شعل  
 اور مثل کا نہیں ہوں۔ مجھ کو میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے :

(۸) اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ثانی شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث

درہلوی صفحہ ۸۶ سطر ۶ عن ابی ہریرۃ قال غنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 عن الوصال فی الصوم ہی کروزہ است آنحضرت از وصال یعنی روزہ داشتن دو روز زیادہ  
 بے اکل و شرب در میان آن فقال لہ رجل پس گفت مرا آنحضرت را مردی از اصحاب  
 اندک تو وصل بدرست کہ تو وصال میکنی یا رسول اللہ پس مراجعہ منع کنی ازاں وصال  
 حالانکہ تو میخواہی ما را واکم باتباع خود قال گفت آنحضرت وایتکم مثلی وکدام یکے از شما مانند  
 من است انی ابیت بطعمنی رتی ولسیقینی بدرست کہ من شب میکنم ورجالیکہ طعام میدہ  
 مرا آنکہ پرورندہ و تربیت کنندہ من است و آب میدہد مرا۔ متفق علیہ :

بدانکہ علماء و درین طعام و شراب چند قول است یکے آنکہ طعام و شراب مخصوص  
 بود کہ برائے آنحضرت ہر شب از نزدیک پروردگار می آید و منجور دے و می نوشید۔ و این گرا  
 بود از خدا کے تعالیٰ مخصوص ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ و این منافی وصال و موجب بطلان صوم  
 بنود۔ اگرچہ خود روزانہ نیز فرض کنند۔ چنانچہ در روایت دیگر آمدہ است اظہر عند رتی  
 بطعمنی ولسیقینی روز میکنم نزدیک پروردگار خود طعام و شراب میدہد مرا چہ آنچہ موجب افطاست  
 شرعاً طعام و شراب معتاد است۔ اما آنچہ بطریق خرق عادت از بہشت و از پیش پروردگار  
 آمدہ باشد مبطل صوم بنود۔ الخ بلفظ :

(۹) شائع النبوت ترجمہ مباحث النبوت جلد اول صفحہ ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ سطر ۶



وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بعضی راتوں میں وصال فرماتے تھے۔ یعنی برابر روزہ رکھتے تھے۔ نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے تھے اور نہ افطار فرماتے تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بوجہ رحمت اور شفقت اور دوراندیشی کے اُس سے ممانعت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس روزہ رکھنے کو منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جو روزہ وصال رکھتے ہیں ہم کو کیوں اسکی ممانعت فرماتے ہیں۔ یا وجوہا سببات کے کہ ہمیشہ اپنی متابعت کیلئے فرماتے ہیں اسنت کا حد قینکہ یعنی میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں اور ایک روایت میں فرمایا اگر ایک مٹھی یعنی کون تم میں سے میری مٹھی ہے انی ابیت عندی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ بیشک میں اپنے پروردگار کے پاس جو میرا پلٹنے والا ہے تربیت دینے والا ہے، رات کو رہتا ہوں بیٹھتی و لیقینی وہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ میرا ایک کھلا نیوالا پلا نیوالا ہے مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے :

اور عالموں کے اس کھلنے اور پینے میں بہت سے قول ہیں۔ بعضے کہتے ہیں اس سے مراد طعام و شراب محسوس ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واسطے ہر شرب کو طعام و شراب بہشت سے آتے تھے۔ آپ کھاتے تھے اور پیتے تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ اجل شانہ کی ایک کرامت مخصوص تھی۔ اور خلافت وصال کے اور روزہ کے جلتے رہنے کا سبب نہ تھا۔ کیونکہ جو چیز شرعاً انظار کا سبب ہوتی ہے وہ کھانا معمولی دنیا کا ہے۔ لیکن جو بطریق معجزے کے پروردگار کی طرف سے بہشت سے آئے وہ روزے کے انظار کا اور جاتے رہنے کا باعث نہ ہوگا :

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ روز تک طے کاروزہ رکھتے تھے۔ اور بلامتنہی سے جو تابعین میں سے ہیں۔ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس دن میں ایک انگور یا کئی دانے انگور کے نوش فرماتے تھے۔ اور نقل کیا ہے بعضوں نے اپنی قوت اور توانائی سے طے کاروزہ چالیس دن رکھا ہے۔ الخ بلفظ :

(۱۰) مواہب اللدنیہ للشیخ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۲۲۸ مقصد ثالث



سطر ۲۳۔ اعلم ان من تمام الايمان به صلى الله عليه وسلم الايمان بالله تعالى  
جعل خلق بدنه النشأ على وجه لم يظهر قبله ولا بعد لا خلق ادمي مثله الخ  
بلفظ۔ یعنی خوب جان لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال ایمان یہ ہے کہ ایمان  
لاوے اللہ تعالیٰ پر کہ اُس نے پیدا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف کو ایسی  
صورت پر کہ اُن کے برابر نہ کوئی پہلے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ اُن کے بعد پیدا ہوگا۔ یعنی آنکی  
مثل یا نظیر کوئی نہیں ہوگا۔

(۱۱) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جلد سوم مکتوب  
نہت لہ ترجمہ اردو۔ جاننا چاہیے۔ کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی پیدائش کی  
طرح نہیں۔ بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کیسے نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔  
جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خلقت من نور اللہ۔ میں اللہ تعالیٰ  
کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ دوسرے کو یہ دولت میسر نہیں ہوتی۔ اس دقیقہ کا بیان  
یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ حضرت واجب الوجود جل شانہ کے صفات ثمانیہ حقیقیہ  
الرحیمہ دائرہ وجوب میں داخل ہیں۔ لیکن اس احتیاج کے باعث جو اُن کو حضرت ذات تعالیٰ  
کے ساتھ ہے، ان میں امکان کی بوی پائی جاتی ہے۔ اور جب صفات حقیقیہ قدسیہ میں امکان  
کی بوی پائی جاتی ہے موجود ہے۔ تو حضرت واجب الوجود جل شانہ کے صفات اضافیہ میں بطریق  
اولیٰ امکان ثابت ہوگا۔ اور اُن کا قدیم نہ ہونا اُن کے امکان پر پہلی دلیل ہوگا۔

کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اس  
امکان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اُس امکان  
سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا باریک نظر سے  
مطالعہ کیا جائے۔ لیکن آنحضرت کا وجود مشہور نہیں ہوتا بلکہ اُن کی خلقت کو امکان کا  
نشا عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اس عالم سے برتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انکا  
سایہ نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اُس کے وجود کی نسبت زیادہ



لطیف ہوتا ہے۔ جب جہاں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے  
متصور ہو سکتا ہے۔ بلفظ ۵

(۱۲) شمول الوہابیہ فی سلك النجدیہ مطبوعہ لاہور مطبع فخر الدین صفحہ ۵۹۔  
نظم وہابیہ کش ۵

السلام عليك مني والصلوة يا رسول  
ما اقول كيف حالى حيث لا يخفى عليك  
انت موج اول الامواج فى البحر القديم  
انت خير الخلق خيرا لا نبيا خيرا الرسل  
انت جواد كريم نحن قوم سائلون  
ان فى هجرى عذابا فى عذاب لا يطاق  
كنت كنزا مخفيا فى كنت كنزا مخفيا  
سلم الله على روحك وصلى حاميا

لیس لے حسن العمل کیف النجات یا رسول  
انت تعلم ما مضى ما سىء اتى یا رسول  
لیس مثلك ممکنا فى الكائنات یا رسول  
مصدر الخيرات الحمود الصفات یا رسول  
من نصاب الفضل شئ فى الزکوة یا رسول  
ان فى وصالک حیاتی فى حیات یا رسول  
اختفاء النخل فى عين النودة یا رسول  
کل ساعات النهار والبیات یا رسول

یہ نظم قطع الیقین وہابیہ ہے۔ عربی آسان ہے۔ اس کے ترجمہ نہیں کیا گیا  
آپ کسی مولوی سے پوچھ لیں ۶

## باب یازوم

### عقیدہ نمبر ۱۵

عقیدہ نمبر ۱۵۔ وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
شیطان کو علم زیادہ ہے۔ مخلصا براہین قاطعہ صفحہ ۵  
قولہ۔ توضیح مطالعہ نمبر ۱۱۔ بر عقیدہ نمبر ۱۵۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۵ یہ لکھا ہے کہ  
براہین کے صفحہ ۱۵ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔  
مشترکہ و مصدق صاحبان! اگر آپ یہ عبارت بعینہ کتاب مذکور میں دکھلا دیں تو آپ



کو پھولوں کا ہاروں - ورنہ گلا - - کے لئے تیار رکھئے۔ بلفظ صفحہ ۲۶ - سطر ۱۰ :  
**اقول** - مفتی جی! حسب عادت سترہ آپ نے عبارت براہین سے قطعی انکار کر دیا۔ کیا میں  
 اشتہار میں بلفظ یا بعینہ کا لفظ لکھا ہے۔ یا مخصوصاً کا لفظ اس میں موجود ہے۔ آپ نے صفحہ ۵۵  
 کو بھی دیکھا ہے یا یونہی لکھ دیا ہے مگر افسوس کہ اپنے بزرگوں کی اردو عبارت کا بھی مطلب  
 نہیں سمجھا۔ اس پر زیادہ کیا آپ کی فہمید اور علمیت کا اندازہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ  
 بلا سمجھے بوجھے جواب دیتے ہیں لیجئے میں اصل عبارت براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۵ کی ذیل میں لکھتا  
 ہوں۔ تاکہ آپ کو پھولوں کے ہار یا گلا تیار رکھنا ادا آجائے۔ اور اردو عبارت سمجھنے کا بھی  
 ملکہ حاصل ہو۔ وہ ہوا ہند :

الحاصل غور کرنا چاہئے شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا  
 فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس سے ثابت کرنا  
 شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت  
 علم نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے  
 کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے بلفظ صفحہ ۵۵ براہین  
 دیکھئے۔ یہ عبارت براہین کی ہے۔ جس کا خلاصہ میرا اشتہار میں ہے اور آپ کو صفحہ ۵۵  
 پر نظر نہ آیا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ مولوی محمد عبد السمیع مرحوم نے اپنی کتاب ابوالرساطعہ میں کیا  
 لکھا تھا۔ وہ مضمون یہ ہے :-

جب ملک ہر جگہ موجود ہے۔ تو اسکو شرک کہنا جائز ہے وہ تو مقربین ملائک میں ہے شیطان  
 بعین کو دیکھو۔ کہ وہ بھی ہر جگہ موجود ہے۔ پھر شرک کیسے ہوا۔ اور اگر رسول اکرم علی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کو جو تمام مخلوق ملائک وغیرہ سے افضل ہیں۔ تو ان کے ہر جگہ فیض رساں ہونے میں  
 کیونکر شرک ہوگا۔ الخ۔

اس پر مولوی خلیل احمد آپ کے بزرگ یہ درفشانی فرماتے ہیں۔ کہ شیطان و ملائک  
 کو یہ وسعت علم کی نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی  
 قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔



مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت یا زیادتی علم پر نفس موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نفس نہیں۔ اسلئے شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ بلکہ برابر بتائیگا۔ تو مشرک ہو گا۔ اب سمجھے یا نہیں، اگر نہیں سمجھے تو آپ کے خدا سمجھے۔

علم کی بحث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے عطا فرمایا ہے ہو چکی ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضور کے علم کی عطا یا حد نہیں۔ حتیٰ کہ نبی محفوظ کا تمام علم ان کے علموں میں سے ایک شتمہ ہے۔ مخلوق الہی میں سے کوئی فرشتہ، یا جن و انس میں سے کوئی بھی حضور کے علم سے زیادہ یا برابر جاننے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ سخت کفر کی گستاخی ہے۔ قول۔ مطالبہ نمبر ۱۱ ہم نے کتاب مذکور میں عبارت عقیدہ نمبر ۱۱ تلاش کر نیکی بعد یہ لکھا ہے کہ ہمیں یہ عبارت نہیں ہے جب یہ عبارت آئیں نہیں۔ تو کیوں یہ عقیدہ آپ کا نہ سمجھا جائے۔ بقول حضرت عمرؓ کلام الفوائد بذیل علی اللسان۔ اور کیوں اس کذب نویسی کے باعث آپ کو آیت علی الکاذبین کا مصداق نہ قرار دیا جائے (کسی کو خواہ مخواہ ہابی کہنے کی نہ اسے) بلانظ صفحہ ۲۶۔ سطر ۱۷۔

**اقول۔** مفتی جی! آپ نے عبارت کی تلاش آنکھ بند کر کے کی۔ اگر آنکھیں کھول اور دماغ کو کھول کر ڈھونڈتے۔ تو ضرور یہ عبارت جو دکھلا چکا ہوں۔ ملجاتی۔ اور ایسی نہامرت اٹھانی نہ پڑتی۔ اب بھی آنکھ آپکی نہیں کھلی۔ اس سطر عبارت میں تین غلطیاں کیں۔ اول عقیدہ نمبر ۱۱ کو عقیدہ نمبر ۱۱ لکھ دیا۔ دوم آیت شریف علی الکاذبین کو رسم الخط کے خلاف لکھا۔ سوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیمی نہیں لکھا۔ اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں۔ ورنہ بہتر ہے کہ نہ بولیں۔ اور جو آپ حملہ آیت شریف علی الکاذبین کا سمجھتے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ اس کے مصداق آپ ہی موزون ہیں۔ جبکہ خدا بھی ہمیں مطلع ہون ہے۔ تصدیق اسکی یوں ہے کہ اس آیت شریف کے حملہ علی الکاذبین کے اعداد جمل سو تیس (۹۲۳) ہیں۔ اور اسی طرح (مفتی مصنوعی مع حزب) اور (مفتی نفسانی



عبداللہ اور نالائق ابد مفتی عبداللہ و حزب و ہابیہ کے بھی وہی اعدا و نوشتیں  
(۱۹۲۳ء ہی ہیں :-)

یہ اس لئے کہ آپ خالص سنی حنفی مسلمانوں کو خواہ وہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ  
شرفاً و تعظیماً کے ہی ہوں۔ بدعتی۔ کافر۔ مشرک کہتے ہیں۔ یہ اسکی منرا ہے۔ مگر اسکی آپ کو کیا  
پرول ہے جبکہ آپ خود بدولت بڑے گھر میں تشریف فرما رہ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا  
حکم کرے :

## باب دوازدہم عقیدہ نمبر ۱۶۔

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علم غیب کی کیا  
خصوصیت ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ  
جميع حیوانات و بہائم کیتلے بھی حاصل ہے۔

(ملفوظ۔ حفظ الایمان، اشرف علی صفحہ ۱۷)

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۲۔ بر عقیدہ نمبر ۱۶۔ آپ کے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۶ یہ نکلا ہے  
کہ حفظ الایمان میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے  
ایسا علم زید و بکر و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جميع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ آپ نے  
اس عبارت کے نقل کر نہیں چالا کی سے کام لیا ہے۔ عبارت کا اول و آخر چھوڑ کر شروع کو  
آپ نے خوب مغالطہ میں ڈالا ہے۔ یہ کام سے اسی سے ہو سکتا ہے۔ جسے ایمان کی خواہش  
اور عاقبت کا خوف نہ ہو۔ پوری عبارت اتمام حجت کی غرض سے یہاں نقل کی جاتی ہے  
”ز آپ کی بنی علیہ السلام ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقول مذکور  
صحیح ہو۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ اس غیب کے مراد بعض غیب کے یا کل علم اگر بعض  
علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور ہی کی تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی







حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماکات و مایکوت کا عطا فرما دیا۔ اس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب یوں دیتے ہیں :-

اور جو علم بواستطہ ہوا اس پر غیب کا اطلاق محتاج قریبہ ہے۔ تو بلا قریبہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق سو ہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہوگا۔ اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۷۷۔  
اس پر بھی زیادہ غصہ جب مولوی صاحب کو آیا۔ تو غصہ و غیظ و غضب میں اس طرح پر رسالہ حفظ الایمان برائے نام میں نکل گیا :-

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب کے مراد بعض ہے یا نہ ہے۔ کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو اس کے شخص سے مخفی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۷۷۔ ۸۔ حفظ الایمان مولوی اشرف علی :-

دیکھئے اس تمام عبارت سے بالکل اظہر من الشمس ہو گیا۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غوث باللہ کوئی خصوصیت علم غیب کی نہیں۔ ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر لڑکے اور پاکل اور جانوروں چارپایوں اور دنگروں کو بھی حاصل ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کے غوث باللہ منہا من ہذا الخرافات والخز غیلات۔ یہ ہے آپ کے امام یا بزرگ مولوی اشرف علی اور آپ کا عقیدہ۔ یہی وجہ ہے کہ عرب و عجم کے فتاویٰ کفر لگے ہوئے ہیں :-

قولہ مطالبہ نمبر ۱۲۔ آپ کے اشتہار کی عبارت عقیدہ نمبر ۱۶ سے واضح ہے کہ آپ بنی علیہ السلام کو غیب دان جانتے ہیں۔ بتلایئے کل غیب کے جانتے والے جانتے ہیں۔ یا بعض کے۔ اگر کل کے جانتے ہیں۔ تو آیہ لا یعلم الغیب الا عند اللہ مضافتہ الغیب وغیرہ کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ اور اگر بعض غیب کا جانتے ہیں۔ تو کیا بہت سی باتیں پوشیدہ نہیں جو دوروں کو معلوم ہوں۔ اور آپ کو معلوم نہ ہوں۔ یا اس کے برعکس تو اس میں آنحضرت



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خصوصیت ثابت فرمائیے۔ بلفظ صفحہ ۲۷۔ سطر ۳۔

**اقول**۔ مفتی جی! ہمارا اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو اللہ تعالیٰ نے علوم ماکان و ماسکون کے عطا فرمادیئے ہیں۔ اور یہ علوم غیب کل اور بعض سب بخش دیئے ہوئے ہیں۔ جتنے کہ ایک ذرہ بھی حضور سے پوشیدہ نہیں ہے۔

مفصل بحث اور اثبات علم غیب باب ششم عقیدہ نمبر ۸۔ ۹ میں گذر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن یہ بتلایئے کہ مولوی اشرف علی آپ کے پیغمبر نے جو عبارت اور اپنا عقیدہ لکھا ہے۔ کہ ایسا علم غیب تو زبرد و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم بھی حاصل ہے۔ کس آیت اور حدیث کا ترجمہ ہے۔ یا کسی کتاب سلف و خلف میں ایسا لکھا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ یہ بات نہ آیت میں ہے۔ نہ حدیث میں۔ نہ کسی بزرگ دین کی کتاب میں۔ ہاں مولوی اشرف علی کے قرآن میں ہو تو اُس سے نکال کر پیش کیجئے۔ یہ سب افترا اور توہین اُن کے اپنے ناپاک دل اور قلم سے نکلے ہوئے خبیث کلمات ہیں۔ جن کا تمغہ اُن کو مل چکا ہے۔

الْعِيَاذُ بِاللّٰهِ الرَّحِيْمِ الْكَرِيْمِ  
الْمُؤْمِنُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّحِيْمِ

**باب سترم**

**عقیدہ نمبر ۱۷۔ ۱۸۔**  
عقیدہ نمبر ۱۷۔ خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سے  
با خدا و اریک کار و با خدا لق کار نیست۔ بلفظ بسطا بستان صفحہ ۲۷۔  
عقیدہ نمبر ۱۸۔ حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ بکھنا بدعت و گمراہی ہے۔  
مختصا۔ ایضاح الحق مولوی اسماعیل ام الطائفہ و ہابہ بخندیہ و دیوبندیہ صفحہ ۳۵۔ ۳۶۔



قولہ عقیدہ نمبر ۱۸-۱۸ آپ نے بسط البیان وایضاح الحق کے حوالہ لکھے ہیں۔ چونکہ یہ کتابیں میسر پاس نہیں ہیں۔ ان عقاید کے متعلق جو کہ سراسر افتراء معلوم ہوتے ہیں۔ کتابوں کے ملنے پر لکھا جائیگا۔ بلفظہ صفحہ ۲۷۔ سطر ۸۔

**اقول** مفتی جی! نہایت افسوس ہے۔ آپ کی عقل و دانش پر۔ ورنہ خالیکہ وہ کتابیں آپ نے دیکھی بھی نہیں۔ اور نہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ اور نہ آپ نے دیوبند یا سہارنپور سے منگو کر دیکھیں۔ بلا دیکھے۔ افتراء لکھ دیا۔ اور لفظ سراسر بھی قلمبند فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر ہزاروں نکتہ چینیاں ہوں۔ اور برے برے لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور شرک و کفر لگایا جاتا ہے۔ مگر خود غیب کی خبریں اور باتیں کہہ رہے ہیں۔ کہ سراسر افتراء معلوم ہوتے ہیں۔ کہتے کیونکر معلوم ہوا۔ کہ (جو میں نے کتابوں کی عبارتیں اور ان کے صفحے لکھے ہیں۔ اور وہ آپ نے دیکھے بھی نہیں ہیں) وہ سراسر افتراء ہیں۔ کیا یہ غیب کی باتیں اور غیب کی خبریں نہیں۔ حالانکہ برابر عبارات لکھتا ہوا چلا آ رہا ہوں۔ مگر بے شرمی کا کیا علاج جو کسی حکیم کے پاس بھی نہیں۔

کتاب رسالہ بسط البیان کی عبارت تو بلفظہ صفحہ ۷ سے اپنے اشتہار میں درج کر چکا ہوں جس کا خلاصہ نمبر ۱۸ ہے۔ مگر اس کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ یوں ہے۔

باخدا دارکیم کار و باخلاق کار نیست

یہ مصرعہ فارسی زبان کا ہے۔ شاید آپ نے سمجھنا نہ ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں :-

کہ ہم کو خدا سے کام ہے اور کسی شخص سے جو مخلوق میں ہے اس سے کام نہیں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خلاق میں سے ہیں۔ اس لئے ان سے کام نہیں۔ پس خلاصہ میرے مضمون عقیدہ وہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔

یہ مضمون یا خلاصہ یا عبارت جو بسط البیان میں ہے وہ تقویۃ الایمان سے لیا گیا ہے وہ یوں ہے :- (اصل عبارت تقویۃ الایمان)

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۶۔ سطر ۲۲۔



(ب) سو جان رکھو کہ بیشک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور کوئی مالک سوائے میرے۔ بلفظ صفحہ ۱۶۔ سطر ۶۔

(ج) خدا نے قول و قرار لیا میرے سوائے کسی کو حاکم و مالک نہ مانو۔ اور کسی کو میرے سوائے نہ مانو۔ بلفظ صفحہ ۱۷۔ سطر ۱۔

(د) اللہ کے سوائے اور کسی کو نہ مان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ مان) بلفظ صفحہ ۱۸۔ سطر ۲۔

اب میں اس عقیدہ نمبر ۱ کی ترویج قرآن شریف اور احادیث سے کرتا ہوں۔

## فصل اول آیات قرآن شریف سے ترویج

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ (سورہ بقرہ) یعنی مت کھاؤ آپس میں کے مال ناحق یا فریب سے۔ اور نہ لے جاؤ حاکموں کے پاس۔ کہتے یہ خدا کے سوائے کون حاکم ہیں؟

(۲) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (سورہ آل عمران) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اور میرا حکم مانو۔ تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

کہتے یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ماننے کو فرماتا ہے۔

(۳) إِذَا حُكِمَ بِالنِّسَاءِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (سورہ النساء) یعنی جب تم حکم کرو لوگوں میں۔ تو انصاف اور عدل سے حکم کرو۔

کہتے خدا کے سوا کون حاکم ہیں۔ جن کو عدل کرنیکا حکم ہو رہا ہے۔

(۴) أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَطِيعُوا أَرْوَاقَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ (سورہ النساء) یعنی اے لوگو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور حکم مانو بادشاہان اسلام یا مجتہدین کا جو تم میں سے ہیں۔

کہتے خدا کے رسول اور اسکے تابعداران مجتہدین اور بادشاہان اسلام کے حکم



ماننے کا حکم ہو رہا ہے ابھی ماں باپ، استاد، مرشد باقی ہیں اور مولوی اسماعیل کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو۔ وہاں یہیہاں قرآنی آیت پر نہیں بلکہ تقویت الایمان پر ہے۔

(۵) من یطع الرسول فقد اطاع الله (سورہ النساء) جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی یا حکم مانا۔ اُس نے تحقیق اللہ کی اطاعت کی اور حکم مانا۔

دیکھئے یہاں اللہ تعالیٰ نے خود رسول کا اپنے ساتھ ذکر فرمایا یعنی جیسا کہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے ویسا ہی حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

(۶) فلا وربک الا یؤمنون حتیٰ یحکمواک فیما شجر بینہما آلہ (سورہ النساء) یعنی پس قسم ہے پروردگار تیرے کی کہ نہیں ایمان لاوینگے۔ جب تک کہ حاکم بنادیں تجھ کو پیچ اُس چیز کے کہ جھگڑا پڑنے درمیان اُن کے۔

دیکھئے یہاں پر اللہ تعالیٰ قسم کے ساتھ فرماتا ہے کہ جب تک لوگ تم کو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا حاکم اور منصف نہ بتالیں گے۔ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کو مانو ہی مت۔ اور نہ کسی کو حاکم جانو۔ فرمائیے یہ کن آیات کا ترجمہ ہے یہ سب خانہ ساز باتیں ہیں۔

## فصل دوم چند احادیث سے ترویج

(۱) حدیث شریف لایئ من احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولادہ والناس اجمعین۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے میں کوئی بھی مسلمان مومن نہ ہوگا۔ جب تک کہ وہ شخص اپنے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے مجھ سے زیادہ محبت نہ کرے۔ متفق علیہ۔

(۲) حدیث شریف۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من بعدی وکل احد منکم حتیٰ یحکمواک فیما شجر بینہما آلہ (سورہ النساء) یعنی جس نے میرے بعد حکم مانا وہ حدت میں داخل ہوگا اور جسے میرا حکم نہ مانا اس نے میرا انکار کیا وہ دور سے دور رہے گا (صحیح بخاری)۔



(۳) حدیث شریف طویل فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من اطاع محمدًا اطاع اللہ علیہ وسلم فقد اطاع اللہ ومن عصى محمدًا عصى اللہ علیہ وسلم۔ یعنی پس جس کسی نے حکم مانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پس تحقیق حکم مانا اسے اللہ تعالیٰ کا اور جس نے نافرمانی کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی۔  
 دیکھیے۔ یہ احادیث بھی مثل آیات کے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ یہ بات سب سچ ہے۔ کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو کوئی نہ مانے۔ خدا تعالیٰ کا حکم مان سکتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہی خدا نما ہیں۔ اور کثرت سے احادیث اسی قسم کی موجود ہیں۔  
 بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں \*

## فصل سوم عقیدہ نمبر ۱۸ کی اصل عبارت

عقیدہ نمبر ۱۸ کی عبارت الضیاع الحق الصریح فی احکام المیثیت والصریح مترجم مطبع فاروقی دہلی

جو آپ کو نہیں ملی اس طرح پر ہے۔

فائدہ اولیٰ در بیان آنچه در بدعت حقیقہ داخل است و آن مشتمل بر چند مسائل است مسئلہ اولیٰ بایذی السنۃ کہ مسئلہ در وحدت وجود و شہود و مبحث تنزلات خمسہ و صادر اول و تجدد امثال و کمالات و بروز و امثال آن از مباحث تصوف و یحییٰ مسئلہ تجرد واجب و بیاطات او تعالیٰ بحسب ذہن یعنی تنزیہ او تعالیٰ از زماں و مکان و جہت و ماہیت و ترکیب عقلی و بحث عنینیت و زیادتی صفات و تاویل متشابہات و اثبات رؤیت بلا جہت و محاذات و اثبات جوہر فرد و ابطال ہیئوں و صورت و نفوس و عقول یا بالعکس کلام در مسئلہ تقدیر و کلام و قول بصدور عالم بر سبیل ایجاب اثبات قدم عالم و امثال آن از مباحث و فن کلام و الہیات و ثلثہ بعد ہم در قبیل بدعات حقیقہ است۔ اگر صاحب آن اعتقادات مذکورہ را از جنس عقاید بدینیہ می شمارد و آن دریں جزو زمان در بدعات حکمیہ البتہ مندرج است۔ چہ سعی در ادراک حقیقیہ آن و استہتام بنفیس وسعت شدن صاحبان در زمرہ علمای دین و حکماء ربانین و قلعہ بآں در مقام



ذکر کمالات دینیہ و عرفیہ و احوال بلکہ در کلام خواص ہم دائرہ و سائر است۔ بلفظہ صفحہ ۳۵-۳۶۔ مسئلہ  
خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ فائدہ اولیٰ اس بیان میں ہے کہ باطنی بدعت حقیقتہ میں داخل ہیں، اس میں کمی نہیں ہے۔ پہلا  
ہے کہ مسئلہ وحدت و توحید اور شہود و اور پروردگار کی باتیں خدا تعالیٰ کا بجز یا بسط و واحد ہونا یا اللہ تعالیٰ کے  
وجود اور بساطت پر اعتقاد رکھنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو زمان اور مکان اور طرف اور باہیت اور ترکیب عقلی و ہر پاک کہنا وغیرہ  
سب بظان حقیقیہ کی قسم سے ہیں۔ اگر اعتقاد مذکورہ مذکورہ کے جامع نہ رہے اس زمانہ میں بدعتا حکمیہ کی قسم میں داخل ہیں۔ اگر  
اس تمام عبارت کا کمر اخلاصہ بشمول صرف یہ ہے کہ بحق تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے  
اگر آپ بھی آپ کو میری طرف سے افسرانی نظر آئے۔ گو بس معلوم ہو گیا کہ آپ کی نظری نہیں۔ اور آپ کو رہے ہیں۔  
دیکھئے آپ کے امام الطائفہ نے خداوند تعالیٰ کو بجز اور بسط اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں داخل کر دیا ہے اور  
زمانہ و مکان اور جہت یا طرف یا ہیت و ترکیب سے پاک و منزہ اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں شمار کیا  
ہے۔ اور گمراہی لکھا ہے۔ ان کی سنت ہوں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ایک زمانہ نہیں ہونا۔ ایک خاص مکان  
میں رہنا۔ اور ایک طرف خاص شرق یا غرب شمال یا جنوب یا فوق یا تحت میں ہونا یا کسی صورت و شکل خاص کا  
ہونا۔ اور اس کے ساتھ اسکی بیوی اور بچوں کا اعتقاد کیا جاوے۔ یہی اذیالہ۔ اس عقیدہ کی تردید میں ہر مذہب کوں

## فصل چہارم تردید عقیدہ نمبر ۱۸ کتب معتبرہ

(۱) تحفہ اثنا عشریہ حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ  
۲۱۹۔ سطر ۱۱۔ عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و اورا جہت از فوق و تحت  
متصور نیست۔ وہیں است مذہب اہل سنت و جماعت۔ بلفظہ  
(۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دفتر اول۔ حصہ چہارم صفحہ  
۱۱۰۔ سطر ۱۵۔ امر تسری مکتوب نمبر ۲۶۶ (اللہ تعالیٰ جسم و جسمانی نیست و مکانی و زمانی  
نہ۔ بلفظہ۔

(۳) عقاید شمس ترجمہ عقاید نسفی صفحہ ۳۲۔ سطر ۱۷۔ وہ (خداوند تعالیٰ) ممکن  
کسی مکان میں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۲۔ سطر ۱۷۔

خداوند عالم پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔ یعنی وہ ذات زمانی نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۳۔ سطر ۹  
(۴) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ  
الرحمۃ صفحہ ۶۔ سطر ۱۵۔ ولا فی جہۃ ولا فی مکان ولا فی زمان پروردگار عالم نہ کسو طرف  
ہے نہ کسو مکان میں ہے نہ کسو وقت میں بلفظہ

(۵) مجمع الانہر فی شرح ملتقى الابحر مصری صفحہ ۶۲۹۔ سطر ۱۷۔ باثبات المسکان اللہ  
تعالیٰ فان قال اللہ فی السماء فان قصدا ہے حکایت ما جاء فی ظاہر الاخبار



لا یکفروا اذا اراد بامکان کفروا ان لم تکن له نية یکفر عند اکثرهم وعلیه  
الفتویٰ کافی البحر۔ بلفظ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا (کفر ہے) پس اگر کوئی کہے  
کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ اگر اس کا قصد بطور حکایت کے ہو۔ جیسا کہ ظاہر احادیث میں آیا  
تو کافر نہیں ہوتا۔ اور جب ارادہ کرے اور قصد اکیلے کہ وہ کسی مکان خاص میں ہے۔ تو وہ ضرور  
کافر ہو جائیگا خواہ اسکی نیت نہ ہو۔ اکثر کے نزدیک کافر ہو جاتا۔ اور اسی پر فتوے ہے۔  
جیسا کہ تحریر میں ہے ۛ

(۶) فتاویٰ عالمگیری ترجمہ اردو جلد دوم صفحہ ۸۳۶-۸۳۷۔ اگر کسی نے  
اللہ تعالیٰ کے لئے جہت و مکان ثابت کیا وہ کافر ہے۔ بلفظ ۛ  
اسی طرح تمام کتب اہلسنت و جماعت میں درج ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و  
زمان و جہت ثابت کرے اس پر اعتقاد رکھے وہ کافر ہے۔ مگر آپ کے امام الطائفہ اس پر بڑے  
شد و اور سختی سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص مکان بھی ہے  
وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ جو شخص ایسا اعتقاد نہ رکھے۔ وہ بڑا بھاری حقیقی اور حکمی بدعتی ہے۔ انا للہ وانا  
الیہ راجعون ۛ

اب میں اس مسئلہ پر ایک فتویٰ خود علماء دیوبند کا لکھتا ہوں ۛ  
(۷) دیوبندی مولویوں کا ایمان مشہرہ محمد عبدالغنی رامپوری مورخہ ۱۸  
صفر ۱۳۲۹ھ مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی :-

علماء دیوبند کا فتویٰ کفر اپنے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر

سوال۔ کیا ارشاد ہے علماء دین کا اس شخص کے بارہ میں۔ جو یہ کہے۔ کہ جناب باری تعالیٰ  
عزائمہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہتا۔ اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات  
حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے۔ بینوا تو جروا۔ ۛ

الجواب :- یہ شخص عقاید اہلسنت و الجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔ اور یہ اعتقاد اشد  
مذہب یوہودہ سوال ہے کفر ہے۔ لغویاً اللہ منہ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہ مذہب اور یہ عقائد



صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ کہ حق تعالیٰ اجل شانہ زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے۔ اور ویدار اُسکا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقاید اس سے شحون ہیں۔ فقط واللہ اعلم

مہر [شہید احمد رضا] گنگوہی

الجواب (۱)۔ الجواب صحیح۔ اشر فعلى عفى عنه

الجواب (۲) اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائیگا۔ تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آویگا۔ حالانکہ حق تبارک و تعالیٰ احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لم یزل اور لا ینزل اسکی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں کان اللہ ولم یکن معہ شیئ قال تعالیٰ کل شئ ہالک الا وجہہ و قال تعالیٰ لیس کمثلہ شیئ و هو السميع البصیر۔ الغرض حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔ اور ویدار حق تعالیٰ جو آخرت کو ہوگا۔ مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بدوین اور مجوسی

کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرس دیوبند (و توکل علی العزیز الرحمن)

الجواب (۳) الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند

الجواب (۴) الجواب صحیح۔ محمود حسن عفی عنہ۔

الجواب (۵) الجواب صحیح۔ غلام رسول عفی عنہ

الجواب (۶) زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث و خواصا مکان ہیں۔ واجب تعالیٰ سبحانہ ان سب سے بری ہے۔ چنانچہ شرح عقاید السنفی میں جو ایک متداول کتاب لکھا ہے۔ الخ۔ حریرہ المسکین محمد عبد الحق عفی عنہ۔

الجواب (۷) الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد۔

الجواب (۸) ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔

ابو الوفا شہار اللہ۔ مہر [شہید احمد رضا] بلفظ فتویٰ ختم ہوا

اس فتوے سے ظاہر ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا جیسا کہ مولوی اسماعیل کا ہے جہاں بے بہرہ، کافر، زندیق، ملحد، بدوین، سلف، صاحبین کا مخالف ہے۔ لیجئے۔ ع۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے



## عجیب ہوشیاری و زیر کی مستفتی کی

اس فتوے کے حاصل کرنے میں سائل مستفتی نے کمال عقلمندی اور ہوشیاری کی جو قابل تعریف و داد ہے۔ کہ اس استفتا میں انہوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ ظاہر کر کے پیش نہیں کیا۔ جس سے علماء دیوبند کو پتہ بھی نہیں لگا۔ کہ ہمارے امام کا ہی عقیدہ ہے۔ اگر علماء دیوبند کو پتہ لگ جاتا۔ تو ایسا فتویٰ کفر کا کبھی بھی نہ دیتے۔ بلکہ بتا دیتا کہ کیونکہ اپنے امام کی حمایت میں مدد کر اور مرنے مارنے پر جھو جاتے۔ اللہ۔ اللہ۔ ایمان !!!

دیکھو! مولوی اسماعیل دہلوی کو شہید، مرحوم، رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ خطابات، دیتے دیتے۔

نکد۔ زندیق۔ بدوین۔ کافر۔ جاہل، بے بہرہ خود ہی ثابت کر دیا۔

## باب چہارم

### عقیدہ نمبر ۱۹

عقیدہ نمبر ۱۹۔ وہابیہ دیوبندیہ کہہ آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا۔ اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بد و شرک ہے۔ اور مثل کھنیا کے جنم کے۔ ملخصاً

(فتوے رشید احمد صفحہ ۱۳۔ براہین قاطعہ صفحہ ۲۲۸)

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۳۔ بر عقیدہ نمبر ۱۹۔ آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹۔ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاویٰ کے حوالہ پر یہ لکھا ہے کہ "آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا، قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت اور شرک ہے۔ اور نقل کھنیا کے جنم کی صفحہ ۱۳" مولانا مرحوم کے فتاویٰ کا صفحہ ۱۳ دیکھا گیا۔ اس میں اس عبارت کا کہیں نشان نہیں۔ لیکن فتاویٰ کے دوسرے صفحات میں مولانا مرحوم نے ضرور مولود مروجہ کی مجالس کو بوجہ قباحت



شرعیہ کے مملو ہونے کے بدعت مذمومہ لکھا ہے۔ اور قیام کو بھی۔ بلفظ صفحہ ۲۷ سطر ۱۵  
**اقول** مفتی جی! اپنی عادت ضرور پوری کر لیا کرتے ہیں! یعنی پہلے عبارت محولہ کا انکار کرنا۔  
 اور بعد میں اقرار کر لینا۔ بندہ خدا! اگر عبارت صفحہ ۱۳ میں نہ ہوئی ص ۱۲ میں ہوئی۔ تو اس میں فرق  
 کیا ہوا۔ ممکن ہے۔ فتاویٰ کے طبع ہونے کے جداگانہ تازخیں یا مطبع ہوں۔ خیر شک نہ ہوا۔  
 کہ آپ نے عبارت محولہ کو قبول کر لیا۔ ایک غلطی آپ نے کی۔ وہ یہ ہے کہ میں نے لفظ "مثل" کھٹیا  
 کے جنم کی لکھا تھا۔ اور آپ نے اس کی جگہ "نقل" کھٹیا کے جنم کی لکھ دیا ہے۔ لیکن مولوی شریف احمد  
 کے لئے جو آپ نے لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اس مجلس مولود شریف کو جو فتویٰ شرعیہ بدعت  
 مذمومہ لکھا اور قیام کو بھی یعنی مولود شریف اور قیام دونوں کو بدعت مذمومہ لکھا ہے مگر یہ غلط ان کے فتاویٰ میں قیام کو  
 شرک لکھا ہوا ہے مگر آپ اس کو ہضم کر گئے اور جو مثل کھٹیا کے جنم کی میری عبارت میں لکھا ہوا  
 ہے۔ جو میں نے ان کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ اس کا ذکر تک بھی نہیں ہے۔

آپ کے مولانا کے فتویٰ میں کیا کوئی آیت شریف یا کوئی حدیث شریف پیش کی گئی  
 ہے۔ جو فتوے کی سند میں ہو۔ یا جس سے یہ معلوم ہو۔ کہ فلاں آیت یا حدیث شریف  
 سے مجلس مولود شریف بدعت مذمومہ ہے۔ یا فلاں آیت اور حدیث شریف کے رو سے  
 قیام تعظیمی شرک ہے۔ یا فلاں آیت۔ حدیث کے مطابق یہ مولود شریف جس میں قرآن شریف  
 واحادیث پڑھی جاتی ہیں۔ اور کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا۔ مثل کھٹیا کے جنم کے ہے  
 یا آپ کے مولانا نے اس مجلس مولود شریف کی مخالفت میں کوئی نص ثبوت فرمائی ہے ہرگز  
 نہیں۔ یہ سب کچھ اپنے دل کی شقاوت و بغض و عداوت کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں ہے۔  
 اب میں پہلے شروع کرنے پر تردید منکرین و اثبات مولود شریف کے اس بات کا  
 ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ بتلاؤں کہ مولود شریف جو ابتدا سے ہوتا چلا آیا ہے۔

۱۹۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ تشبیہ یہ ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسیٰ کے تولد کے بڑے دن کی محفل کرے۔  
 تو مطلقاً ہو۔ اور مولود شریف کی محفلیں کرتے ہیں۔ اور برا نہیں سمجھتے۔ سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں  
 اس کی رسم پڑ گئی ہے۔ اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔ بلفظ تذکیر الاخوان بقیہ نقیۃ الایمان۔ صفحہ  
 ۱۲۹ - سطر ۱۱ مطبوعہ فاروقی دہلی و نولکشور مطبع نامی۔



اور اس وقت تمام دنیا میں رسولؐ سے وہابیہ دیوبندیوں کے (بہدیت کذا) یہ ہوتا ہے۔ اس میں کیا کیا امور ہیں۔ جن پر گروہ وہابیہ ہمیشہ جلے بھٹے رہتے ہیں۔ اور بدعت و شرک اور کفر کے ٹھوسے ٹکڑے رکھتے رہتے ہیں۔ تاکہ خاص و عام ان کے فتاووں کا اندازہ کر لیں۔

فصل اول محفل میلاد شریف بہیئت کزائیہ کی حقیقت -

واضح ہو کہ مولود شریف یا میلاد شریف یا مولود مبارک کی عبارت سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور و سرور عالم، سید ولد آدم، خیر الخلق و خیر الانبیاء و الرسل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین و الخلسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا حال و اثبات نبوت و رسالت و فضائل و خصائل و معجزات گہران نہایت صحیح صحیح کیا جاسکا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دل میں پیدائی جانے والے محبت کے شخص مسلمان بندہ خدا مولود شریف کرنا یا کرنا چاہتا ہے۔ تو برویکے شب نہ یا شب دو شنبہ یا جمعہ کو خالص لائیت کر کے رہا اور نمود کو محل نہیں دیتے۔ اس پر حلال کمائی کا رویہ پسیدہ ہوتا ہے۔ خرچہ کر کے اشیاء ضروری کھانا وغیرہ شیرینی خوشبو و عطر۔ بھول، انار، لوبان، یا لانی، سرف، برف، خرید کر کے نہیں کرنا پھر فرش فرش چاندنی، میٹ، لائین، پرائے فانوس، جھانڈو وغیرہ حسب استعداد جمع کرتا ہے۔ اور ایک مکان نہایت مصفاً اش محفل پاک کر کے تیار کرتا ہے۔ اس مکان کو حسب بمقدور و رغبت خوب سجاتا ہے۔ پھر دن مقرر کر کے علماء و قراء و حفاظ و لغت خوانان کو اس مکان میں طلب کرتا ہے۔ اور قاری مولود شریف کے لئے ایک محفل یا جو کی بکھاتا ہے۔ اس پر قالین اور عمدہ سفید کپڑا بکھاتا ہے اور بھولوں کے خوب نگہداشتہ، سخت پر قاری مولود شریف کے ساتھ رکھتا ہے۔ اور لوگ پیر و جوان و نابالغ بچے نہایت خوشی اور مسرت سے حاضر ہوتے ہیں۔ انہی محفل کی خوشی دو بالا ہو جاتی ہے۔ تب قاری مولود اور حفاظ قرآن شریف کے چند کلمات پڑھتے ہیں۔ پھر درود شریف کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ پھر محفل تمام حاضرین کو خوشبو کی دعوت کرتا ہے۔ اور قاری مولود شریف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے پیدا ہونے سے شروع کرتا ہے۔ جن روایات پڑھنے کے بعد وقفہ کرتا ہے اس وقفہ میں لغت خوانان اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے اہلیات جو مجتہدین اور عاشقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصنفہ ہیں خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ کچھ اکیلا بھی درود و مہم ایک آدمی بلند آواز سے درود شریف پڑھتا ہے۔ یا سب حاضرین ایک ہی درود شریف کو پڑھتے ہیں۔ اسی طرح پڑھتے پڑھتے جب قاری مولود شریف ذکر ولادت پڑھتا ہے۔ کو لوگوں کہتا ہے کہ اگھ کھڑے ہو مولود تعظیم کو اور کھڑا ہوا اپنا تسلیم کو یا، ندا از حاملان عرش آمد کہ بر خیز از بے تعظیم احمد یا اگھ کھڑے ہو مولود حضرت سہراب یا، چاہئے اذاب سے کرنا قیام

ندایہ غیب سے آئی برابر کہ تعظیم محمدیجے اگھ کھڑے پڑھتا ہے اور تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تک تمام حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنی دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کھڑے ہو کر درود و سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت پر نہایت شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں۔ اور یہ تشبیہ اور تمثیل ان فرشتوں کی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبیات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے وقت کھڑے ہوئے کے درود شریف پڑھتے تھے۔ درود و سلام کے بعد سب مسلمان لوگ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر معجزات و ظہور و دیگر معجزات معراج شریف وغیرہ جہاں تک میسر پڑھتے ہیں۔ پھر پانچے محفل اور تمام حاضرین و غائبین کے دین اور دنیا کے فائدہ کے لئے اور خاتمہ یا آخر کی دعا مانگی جاتی ہے۔ اور پھر شیرینی پر ختم فائزہ یا کھٹا کر پڑھی جاتی ہے۔ اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اور جب بھی کوئی شخص ضیافت کی دعوت کرتا ہے۔ تو کھانا کھلانے کے بعد مولود شریف شروع کیا جاتا ہے۔ اور بعد تقسیم شیرینی سب لوگ ملاقات کرتے ہیں، اور ان سلام علیکم کے بعد اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔



یہ سب کچھ محض بغرض حصول محبت اور خوشنودی خداوند کریم اور حضرت رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیا جاتا ہے۔ جو عین شریعت کے مطابق ہے۔ اسی طرح تمام ممالک  
اسلامیہ غیر اسلامیہ۔ مثلاً۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً، مکہ معظمہ، مدینہ  
طیبہ، جدہ حدیدہ، ملک عرب، مصر، اندلس، مغرب، شام، روم، پنجاب، ہند  
سندھ وغیرہ میں بڑے زور شور سے ہے۔ اور تمام علماء و کالمین اور فضلاء و صاحبین عرب  
و عجم کا اسی ہیت کذائیہ پر اتفاق اور اجتماع ہو چکا ہے۔ کہ جبہ کا اننا ارجوہ میں فرض ہے۔  
مولود شریف عین اظہار محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو عین فرض ہے۔ لیکن  
وہابیہ کی طرف سے نکتہ چینیاں اور درفتا نیاں یوں ہوتی ہیں۔ کہ مولود شریف کرینوالے اور وہابی  
حاضر ہونوالے سب کے سب حقا۔ فاسق۔ فاجر۔ بدعتی۔ مشرک و کافر ہیں۔ گویا تمام دنیا کے مسلمان  
اہلسنت و جماعت سات سو سال کے کر آج تک مشرک اور کافر ہیں۔ اور یہ چند اشخاص دیونجی  
یاد یونہی مسلمان۔ العیاذ باللہ ۛ

اب میں مختصراً آداب مولود شریف کے بھی لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے  
کہ ہم مسلمان کس طرح سے مشرک ہو جاتے ہیں ۛ

## فصل دوم آداب محفل میلاد شریف

مولود شریف کرنے یا کر اینوالا خالصاً اللہ نیت کرے۔ کہ میں حضور انور صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مولود شریف کرتا ہوں۔ کوئی ننو دیار یا کو اسمیں دخل نہیں۔ جو کچھ  
اُس خیر ہو۔ حلال ہو۔ حلال کی کمائی ہو۔ مکان نہایت صاف ہو۔ خوشبو سے معطر ہو۔ راکا  
وقت ہو۔ تو خوب عمدہ روشنی ہو۔ علماء و حفاظ۔ نعت خوانان اچھے دیندار ہوں۔ اور مساکین  
بھی شامل ہوں۔ اُنکی اچھی خدمت کی جائے۔ فرش فرش سب پاکیزہ ہو۔ کوئی بات خلاف  
شرع۔ قوالی۔ مزامیر حقہ نوشی۔ گفتگو فضول نہ ہو۔ محفل میں ذوزانو۔ یا چار زانو بیٹھے۔ ٹانگے لپٹا  
کر یا تکیہ لگا کر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قاری مولود شریف کے لئے بیٹھے کو جگہ اونچا ہو۔ جیسے چوکی  
تخت۔ چبوترہ۔ منبر وغیرہ ہو۔ اور قاری مولود شریف صاحب اگر غسل کرے بیٹھے تو مستحکم



اور باقی لوگ اگر ممکن ہو تو با وضو بیٹھیں۔ بلند آواز سے کوئی نہ بولے۔ بلکہ تعظیم و ادب سے خاموش بیٹھیں۔ اور سب حاضرین قدرے بلند آواز سے دس دس بار درود شریف پڑھیں۔ اور پڑھنے کے وقت کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہو۔ اور ہر ایک شخص اپنی توجہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رکھے۔ اور ان کی محبت اور عظمت اپنے دل میں جائے اور تمام آداب کو ملحوظ رکھے۔ اور وقت ذکر و ولادت شریف سب لوگ درست بستہ تعظیم کھڑے ہو جائیں۔ اور درود شریف اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں۔ اور بعد اس کے بیٹھ جائیں۔ اور قاری مولد شریف معجزات جو وقت پیدائش ظہور میں آئے تھے۔ بیان کرے۔ اور وقت میں گنجائش ہو تو بانسی، محفل یا دیگر شائقین کے شوق کے اظہار پر دیگر معجزات اور بیان معراج شریف بھی کرے۔ اور حلیہ شریف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنائے۔ اور ختم کر کے شیرینی وغیرہ پر کلام الہی حرب دستور پڑھ کر ثواب اس عمل مولود شریف کا اور اشیاء خوردنی و نوشیدنی و شمیمی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح پر فتوح و دیگر انبیاء علیہم السلام و صدیقین و شہداء و صلحاء و صحابہ کرام و ازواج مطہرات اور اولیاء و جمیع المسلمین و المسلمات کے ارواح کو پہنچائے۔ اور تمام حاضرین اور بانسہ محفل کے واسطے دعائے خیر و خاتمہ بالخیر کی مانگے۔ پھر سب کو اجازت اور رخصت ہے۔

ایک ضروری ادب مولود شریف میں یہ بھی ہے کہ حالات ارتحال و وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مجلس میں ہرگز ذکر نہ کیے جائیں۔ کیونکہ یہ مجلس مولود شریف کے لئے مخصوص ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات حسی دنیاوی مخصوص ہے۔ اس لئے نفاذ وقات بالذخال وصال بھی زبان پر نہ لایا جائے۔ کیونکہ مولود شریف میں محض اظہار سرور و فور آن حضور نور علیہ السلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسی محفل میں ذکر حزن و محن کا کیا جانا نہایت غیر موزون ہے۔ اور یہی حکم برابر جاری ہے۔ جب یہ عمل خیر و برکت شروع ہوئے۔

ان آداب کو و باہر دیکھ کر چلے جھٹے دیکھئے کیا فتوے لگاتے ہیں اب کیا فتویٰ لگائے ان کے بزرگ جو کچھ لکھ چکے ہیں۔ وہی کافی ہے شریعت سے واسطہ نہیں۔ ان کو تو حضور سرور



عالم سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت نے مجبور کر رکھا ہے! ان کو حضور کی تعظیم سے ہی چڑ ہے۔ اور یہی ان کی سرس ہے۔ خدا ہدایت دے۔ آمین

**قول۔** اسکے کہنے میں انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے جو کہ ایک عالم اہلسنت و حقی کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ عبارات ذیل کے دیکھنے سے آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ سلف علماء نے کس شد و مد سے مولود و مروجہ و قیام کو بدعت مذمومات سے لکھا ہے۔ ابن حجر کی مدخل میں ہے۔ ترجمہ: اُن عبادتوں میں سے جو عبادت اور شعار اسلام جانکر نکالی گئی ہیں۔ بدعت مجلس میلاد کی بھی ہے۔ جو ربیع الاول میں کی جاتی ہے۔ جس میں بہت سی بدعات اور حرام فعل کئے جاتے ہیں۔ کتاب مذکور میں ہے۔ ترجمہ: مجلس میلاد کا پیروی کرنا دین میں زیارتی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ صحابہ و تابعین و ائمہ نے اسے نہیں کیا۔ بلفظ صفحہ ۲۷ سطر ۱۵ امام فاکہانی اپنے رسالہ رد عمل المولد میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ:۔

میلاد کا اصل قرآن و حدیث سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ اور نہ امامان دین سے سوائے اسکے نہیں کہ یہ ایک بدعت ہے۔ اور اسے گمراہوں نے نکالا ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۷ سطر ۲۵۔ اخیر:

علاوہ اسکے معتد۔ مغربی کافتوے۔ شرح وافی۔ طریقہ السنۃ۔ شرح البعث والنشور۔ خیر السالکین کا حوالہ ہے۔ جن میں اس مجلس کو بدعت یا بُری بدعت درج ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۸۔

**اقول۔** آپ لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب نے جو مولود شریف کو بدعت مذمومہ اور شرک لکھا ہے وہ انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے اور جن علماء کے نام آپ نے اپنی سندیں بیان کئے ہیں مولوی رشید احمد نے ان کو سندیں پیش نہیں کیا ہے۔ گویا جاکے اُن کے خالی کی مثال ہے۔ مگر اُن علمائے مؤیدین نے بھی یہ بات نہیں لکھی کہ مولود شریف بمثل کھنیا کر جنم کے ہے۔ اس لئے مولوی رشید احمد صاحب آپ کے مولانا اُن سے بھی بڑھ گئے۔ اور یہ بات اُن کو بھی نہ سوجھی۔ کہ یہ آئین کا حصہ تھا۔ مگر اسکی سند میں کوئی نص نہ بیان کی۔

جن کتابوں کے نام آپ نے لکھے ہیں وہ بالکل غیر معروف ہیں۔ نہ اُن کے مصنفین کا پتہ ہے کہ وہ کس مذہب کے تھے۔ یا کس زمانے میں پیدا ہو کر فوت ہوئے۔ اور نہ اُن کے صفحوں کا حوالہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی و بابیہ رسالہ سے کچھ لکھتے ہیں اور کچھ پتہ نہیں



اب میں بتاؤنگا کہ مولوی رشید احمد نے سلف صالحین کی پیروی نہیں کی، بلکہ گستاخ خلف صالحین کی پیروی کی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بزرگوں اور حضرت مرشد کی بھی سخت مخالفت کی ہے۔  
 آپ نے حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ کی کتاب مدخل کے حوالہ سے مولود شریف کو بدعت  
 اور شعار بدعت لکھا ہے۔ اور یہ بھی کہ ہمیں حرام فعل کئے جاتے ہیں۔ اور یہ دین میں زیادتی اور  
 میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضرت ابن حجر کی الہیہ کی کوئی کتاب  
 مدخل نہیں ہے اور دوسرے حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ ہیں اُن کی بھی کوئی کتاب مدخل نہیں  
 یہ نرا افترا اور بہتان ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی غلط و نادر سالہ و طبعیہ سے نام بیچ کر دیا اور  
 نہ آپ نے مدخل کو دیکھا۔ نہ ابن حجر سے واسطہ یہ دونوں بزرگ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہما کے نام سے مولود  
 مولود شریف کے مؤید ہیں۔ جو نویں دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت  
 نور الدین ہلی شافعی علیہ الرحمۃ مصنف تیسری جلد میں تحریر فرماتے ہیں صفحہ ۱۱۷۔ رقد قال ابن حجر الہیہ الحاصل  
 ان البدعة الحسنة متفق علی ندر بھاد عمل المولود واجتماع الناس له کذا الذی اے بدعة  
 حسنة۔ اھری بدعت حسنة کے مندوب پر سب کا اتفاق ہے۔ اور مولود شریف اور ہمیں لوگوں کا  
 جمع ہونا اسی طرح بدعت حسنة ہے۔ اور دوسری جگہ ہے (ای مولود شریف) بدعة حسنة  
 یعنی محفل مولود شریف کی بدعت حسنة ہے نیک عمل ہے۔ اسی طرح حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ  
 الرحمۃ بھی حدیث شریف سے مولود شریف کی تائید کرتے ہیں یعنی سیرت شافعی میں حافظ ابن  
 حجر عسقلانی سے اس طرح نقل کیا ہے۔ قال قد ظہری فی تخریجہ علی اصل ثابت وهو ما ثبت فی  
 الصحیحین من ان رسول اللہ علیہ وسلم قدم المداینة فوجد الیہود ویصومون  
 یوم عاشوراء فقالوا هذا یوم اغرق اللہ فیہ فوعونہ ونبھا موی علیہ السلام  
 فتحن لیسومہ شکر افعال انا حق ہوں سب سے منکم فصامہ وامر بصیامہ فاستفاد  
 فعل ذالک شکر اللہ تعالیٰ علی ما من فی یوم معین من ابداء نعمة اللہ اور فتح نعمة  
 راد ذالک فی نظیر ذالک الیوم من کل سنة والشکر اللہ تعالیٰ علی ما من فی یوم معین من ابداء نعمة اللہ اور فتح نعمة  
 المبارکات والیسجد والصیام والصدقة والتلاوة وای نعمة اعظم من بروز هذا النبی  
 اکرم بنی الرحمۃ فی ذالک الیوم۔ ترجمہ حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے اصل



شیخ مولود شریف کا استنباط ہوا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے (جو صحیحین میں موجود ہے) یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف فرما ہوئے تو یہودیوں کو روزہ رکھا ہوا پایا۔ پس پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ کیسا روزہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں خداوند تعالیٰ نے فرعون کو دریا میں غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اس کے شر سے۔ پس ہم روزہ رکھتے ہیں خدا کی شکر گزاری۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہم زیادہ حقدار ہیں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ اور اس دن روزہ رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حکم فرمایا روزہ رکھنے کا۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کی واسطے عمل میں آیا۔ جو اس دن معین میں شر کو دفع کیا اور نعمت کو بھیجا جب دو رکہ کے پھر وہی دن آجائے تو اسکو نیطر کی طور پر یاد گاری کا شکر ہر سال بجالانا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری انواع عبادات بجدہ اور روزہ اور صدقہ خیرات و تلاوت سے حاصل اور ادا کی جاتی ہے۔ اب کوئی نعمت اور رحمت زیادہ اور بڑی عظیم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے اس دنیا میں جو نبی کریم اور نبی رحمۃ اللعالمین ہیں آج کے دن یعنی وہ دن جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ یعنی اس سے بڑھ کر کوئی بھی نعمت اور رحمت نہیں ہے؟ جتنی خوشی اور شکر گزاری ہو سکے کی جائے۔

دیکھئے مولود شریف کی اصل حدیث شریف سے ثابت کر رہے ہیں۔ اور اللہ بھی متفق علیہ۔ دونوں حضرات ابن حجر مؤید بن مولود شریف میں سے ہیں۔ مدخل انکی کوئی کتاب تصنیف شدہ نہیں۔ ہاں میرا پ کو بتلاتا ہوں کہ مدخل کس شخص کی ہے وہ فاکہانی کی طرح منکرین میں سے ہے یا شاید یہ دونوں استاد شاگرد ہیں۔ اس کا نام ابن حاج بیان کیا جاتا ہے۔ اسکی تصدیق اس پر ہے۔

ما ثبت بالسنۃ حضرت شیخ عبد الحق محدث دیلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۷ میں کہ ولقد الطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار الخ بلفظہ یعنی ابن حاج نے اپنی مدخل میں مولود شریف کا بہت انکار کیا ہے۔

اب معلوم ہو گیا کہ مدخل کسکی تصنیف ہے۔ اور حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ پر تہمت لگا دی کہ کتاب مدخل ابن حاج کی تصنیف ہے۔ نہ کہ ابن حجر کی مجموعہ فتاویٰ عبد الحی صاحب میں یہی لکھا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کتاب المدخل لابن حاج الکی میں ہے جلد اول صفحہ ۳۳۵ منظر ۶۔



بلا سوچے سمجھے ایسے ہی آپ کے فتوے ہیں۔ وہ اپنی کتاب "خل جلد اول صفحہ ۲۱۵ سطر ۷ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں من تو سل بد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او استغاث بد او طلب حوائجہ منہ فلا یرد ولا یجیب لما شہدت بہ المعاینۃ والا ثار و محتاج الی الاکلاہ فی زیارتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقد قال علماء نازحۃ اللہ علیہم ان الزائر لشعر نفسه بانہ واقف بن یدایہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ہونی حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ و حیاتہ اغنی فی مشاہدۃ تہ لا متہ و معرفتہ باحوالہم و نیاتہم و عزائہم و خواطرہم و ذالک عندک جلی لا خفاء فید۔ بلفظہ ترجمہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرے یا حضور کی دوبائی دے یا حضور سے اپنی حاجتیں مانگے وہ نہ روکیا جائیگا اور نہ نامید رہیگا۔ اسلئے کہ مشاہدہ اور روایات اس پر گواہ ہیں اور حضور کی زیارت میں پورے ادب کی حاجت ہے۔ بیشک ہمارے علماء و رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ زیارت کے لئے حاضر ہونے والا اپنے دل کو آگاہ کرے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا جیسا حضور کی حیات ظاہری میں۔ اس لئے کہ حضور کی حیات اور وفات میں اسکا کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی تمام اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے تمام احوال کو پہچانتے ہیں اور انکی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو جانتے ہیں۔ اور یہ سب اُن پر ایسا روشن ہے جیسے صلی اللہ علیہ وسلم کی پوشیدگی نہیں۔

دیکھئے حضور کی دوبائی دینا، حضور سے اپنی حاجتیں مانگنا، حضور کا اپنی تمام اُمت پر ناظر ہونا، اور ان کے تمام احوال سے کہ دل کے خطروں پر مطلع ہونا تفویض الایمانی و صرم پچار و کتنے بھاری شرک ہیں۔ ایک ایک کو منکر دہلوی کا جی کی قبر پر سو سو برس لرنے بھر کس منہ سے اُن کی سند لائے ہیں۔ شرم!!!

اور لیجئے طرفہ یہ کہ یہ ابن حاج مالکی و ماہبہ کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہو سکتے اُن کا مستند ہونا و رکنا۔

اسی طرح آپ کا امام فاکہانی منکر مولود شریف ہے اس کے رد عمل مولود کار و حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے ایسا دندان شکن کیا جس کا جواب نہ ہو سکا اور نہ کسی ہابی



ان کے حمایتی نے جواب دیا۔ اور یہ یاد رہے کہ جس وقت تمام علماء اسلام نے اس شخص فاکہانی کی مخالفت کی تو اس وقت علماء کا اتفاق اور اجماع مولود شریف کے کرنے پر ہو چکا تھا۔ جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئیکے گا۔

مفتی جی! آپ نے چند کتب غیر معروف کا حوالہ دیا ہے۔ جن سے مولود شریف کا بدعت ہونا ثابت کیا گیا ہے بزعم خود۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ مفتی تو دھینگاڑھا نگی بن گئے۔ مگر آداب معلوم۔ کبھی غیر معروف کتب شاذہ پر فتویٰ نہیں دیا جاتا ہے۔ اور نہ وہ فتویٰ قبولیت کی عزت رکھتا ہے۔ کتب فقہ و فرائض اور فتوے عالمگیری بھی کسی سے سن لیتے تب بھی آپ کو پتہ لگ جاتا اس زمانہ میں کوئی شخص بھی مفتی نہیں جیسے آپ نے اپنے رسالہ پر خود بخود مفتی لکھا ہے اگر ان بڑی کتابوں کے دیکھنے کی دسترس نہ ہو تو اپنے جد فاسد مولوی محمد صاحب کی کتاب فتاویٰ قادریہ کو ہی دیکھ لیجئے۔ دیکھی تو ہوگی مگر حافظہ سے اتر گیا۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں:-

اور تیسرا امر یہ ہے کہ اس زمانہ کے علماء فی الحقیقت مفتی نہیں ہیں۔ صرف مفتیان سابق کا فتویٰ نقل کر دینے کا رتبہ رکھتے ہیں۔ اور ان پر لازم ہے کہ ایسی کتاب مشہور سے نقل کریں جسکو علماء امت نے قدیم سے اپنا دستور العمل بنایا ہو۔ الخ بلفظ صفحہ ۵۰ سطر ۸ :-

یہ عبارت مولوی رشید احمد آپ کے مولانا کی تردید میں ہے :-

اس حکم شرعی کے مطابق آپ کی غیر مشہور کتابیں سب ناقابل سند اور عمل ہیں اور وہابیوں کی مصنفہ :-

**قولہ۔** امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی جلد اول کے

مکتوب نمبر ۳۷۷ میں ہے :- ”مبالغہ در منع سماع متقن منع مولد کہ عبارت از قصائد لغت اشعار

غیر لغت خواندان است“ اسی میں ہے :- ”بہ نظر انصاف بہ ہندیہ اگر حضرت ایشاں فرزند دنیا زید

مولود ندائیں مجلس (یعنی مولد) واجتماع منعقدی باشد آیا بایں را مفتی جی شدند این اجتماع را جی شنیدند

یقین فقیر است کہ ہرگز این معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار جی نمودند۔ بلفظ صفحہ ۲۸ سطر ۲۱ :-

**اقول** مفتی جی! آپ نے تمام مکتوبات کو نہیں پڑھا۔ اور اگر پڑھا ہے تو سمجھا نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو تجاہلِ عارفانہ ہے۔ یا بصورت دیگر کید اور دھوکا ہے دراصل یہ مکتوب شریف



سماع کے بارہ میں ہے۔ اور اس سے مقصود انکار شرعی کا بیان نہیں۔ بلکہ اپنے طریقہ سے جو کچھ کہتے ہیں۔

”مبالغہ فقیر در منع بواسطہ مخالفت طریقت خود است مخالف طریق خواہ بسماع ورقص بود خواہ بمولود و شعر خوانی“ بلفظ: حضرت مجدد و نہ تو اسکو بدعت فرماتے ہیں۔ اور نہ شرک اور نہ ہی کھنصیا کا جہنم۔

اس مکتوب سے مولود شریف کی حماقت اسی صورت میں نکل سکتی ہے کہ جب اُس میں مزاج کا داخلہ ہو۔ ورنہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ایسی محفل پاک کو جس میں عین ذکر اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو کس طرح منع فرما سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خود اس پر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ کا قول اسی مکتوب میں جو سماع کے متعلق ہے نقل فرماتے ہیں:-

”حضرت خواجہ نقشبند یہ قدس سرہ فرمودہ اندمانہ این کار میکتیم و نہ انکار میکتیم یعنی این کار منافی طریق ما است پس نکتیم۔ وچوں مشایخ دیگر کردہ اند براں انکار ہم نہ نکتیم بلفظ دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیسا صاف فیصلہ فرماتے ہیں۔ جس سے عیاں ہے کہ ذکر کلتیقا

سماع کا ہے۔ کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ نہ تو ہم اس سماع سے انکار کرتے ہیں اور نہ ہم یہ کلام سماع کا مستنا کرتے ہیں۔ اسلئے کہ یہ سماع ورقص ہمارے سلسلہ اور طریقت کے خلاف ہے یا ہمارے سلسلہ میں نہیں۔ اور نہ ہم اس انکار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دیگر مشایخ

طریقت علیہم الرحمۃ اس کو سنتے آئے ہیں اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مولود شریف میں بھی اگر یہ سامان قوالی ورقص جو سماع میں ہو تو اس کے لئے بھی انکار نہیں کر سکتے

گو خود نہ کریں۔ جب اس سے انکار نہیں ہے تو پھر اقرار ہوا جیسے کوئی مسلمان کسی حلال جانور کا گوشت نہیں کھاتا اسکی عادت نہیں ہے۔ لیکن وہ مسلمان اس کے کھانے سے انکار نہیں کر سکتا اور نہ اسکو حرام کہہ سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے مسلمان کو اس کے کھانے سے منع کر سکتا ہے

پس یہی صورت اس امر میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی بھی ہے اسکی تصدیق حضرت مظہر جانجانا علیہ الرحمۃ مرید و خلیفہ خاندان خاص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تحریر سے ہوتی ہے۔ کہ واقعی یہ مکتوب سماع کے بارہ میں ہے۔ جو سماع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اُن کے



ملفوظات کی عبارت اختصاراً اس طرح ہے۔ وہو ہذا:-

فقیر اور باب سماع دلیلی قوی بہر سیدہ است کہ ارباب آل خبر ندارند چنانچہ... السماع  
بکلمات الرقة والرقعة تجلب الرحمة والنتیجة السماع یجلب الرحمة... ہوا جید حضرات  
چشتیہ خوب میدانم لہذا جرأت بر انکار احوال ایشان نمی کنم... پس طریق اسلم دریں باب آنست  
کہ نہ انکار آن دارو نہ ارتکاب۔ و قول حضرت خواجہ بزرگ ہم حمدیں معنی ست کہ نہ انکار  
میکنم نہ این کار۔ بلفظ کتاب کلمات طیبات صفحہ ۹۷ مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۱۳۰۹ھ۔

دیکھئے جو الفاظ حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ کے مکتوب ۲۳ میں ہیں۔  
مانہ این کار میکنم ونہ انکار میکنم وہی الفاظ حضرت مرزا جاجاناں اپنے ملفوظ میں فرما رہے  
ہیں۔ اور اس عبارت کو اپنی دیانت سے آپ برخلاف جا کر بالکل چھوڑ دیا۔ اور لا تقویٰ الصلوۃ  
کو پورے طور پر ثابت کر دیا۔

اس تحریر سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب ۲۳ خاص سماع کے بارہ  
میں ہے۔ جس کو آپ نے بڑے زور سے پیش کیا تھا۔ ایسا ہی آپ کے بھائی اس مکتوب کو غلط فہمی سے  
پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر ناواقفوں جاہلوں کے روبرو۔

اور سنئے۔ اسی مکتوب میں ہے (جیسے کہ میں لکھ چکا ہوں کہ ان کے وقت مولود شریف میں  
بھی سماع کا ڈھنگ ہو گیا ہوگا۔ اور ان کے مخدوم زادگان نے کچھ زیادتی کی ہوگی۔ جسکی وجہ سے حضرت  
مجدد علیہ الرحمۃ نے منع فرمایا ہوگا) وہو ہذا:-

فیروز آباد کہ بلجاؤ ملاذما فقرا است وقد وہ پیران مادر وے امرے حادث شود کہ  
خالف طریق والد بزرگوار خود فرزند ان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ بعد از تغیر طریق والد بزرگوار  
ایشان طریق اصل را ایشان محافظت نمودند و با تغیر کنندگان مجادلہ فرمودند... آری در اصل  
حال در بعض امور رعایت مذہب ملامتیہ نمودہ مباہلہ فی فرمودند و ملامت را ترجیح دادہ تبرک  
عزیمت در بعض اشیاء ارتکاب فی نمودند و مادر و آخر ازین امور اجتناب داشتند و یاد ملامت  
و ملامتیہ نمی کردند۔ بلفظ :-

لیجئے۔ اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مخدوم زادگان نے برخلاف اپنے والد بزرگوار کے



ایک نیا امر پیدا کیا۔ اور ان کے عمل اور آخر کے خلاف تھا۔ جملہ امرے حادث سے بالکل صاف  
 ظاہر ہے کہ مولود شریف میں انہوں نے ایک نئی بات پیدا کی جو بصورتِ قوالی یا خیر امیر کے ہو  
 جو بحالتِ ملامت کے ان سے وقوع میں کبھی آئی ہوگی۔ اور آخر کو اس سے اجتناب کر دیا تھا۔ ورنہ  
 مولود شریف امرے حادث نہیں ہو سکتا۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے چار سو سال پیش  
 ہیبتِ کذابہ سے چلا آ رہا تھا اور حضرت کے وقت میں بھی ہوتا تھا۔ یہ انکار حضرت مخدوم زادگان  
 کے امر حادث پر جو بصورتِ سماع و نفس تھا یعنی تھا نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے  
 کہ حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ والد بزرگوار مخدوم زادگان اوائل میں فرقہ ملامت کو جو فقرا میں  
 پسند فرمایا کرتے تھے اور اس کو ترجیح دیتے تھے۔ ممکن ہے کہ اُس وقت انہوں نے کبھی ایسا مولود  
 شریف بھی کیا ہو اور پھر ترک کر دیا۔ اور ملامت فرقہ کا نام بھی نہ لیا۔ اور مخدوم زادگان نے  
 اپنے والد بزرگوار کے پہلے عمل کے مطابق عمل درآمد کیا ہو یا کرنے لگ گئے ہوں یہی موجب انکار  
 ہوا صرف فیروز آباد کے لئے۔ ورنہ تمام بلاد اسلامیہ و غیر اسلامیہ و ہندوستان میں مولود شریف  
 ہوا کرتا تھا اس کا کوئی انکار نہیں فرمایا۔ اور اگر نفس میلاد شریف پر ہی انکار فرماتے تو یوں فرما  
 کہ ”مخفل مولود شریف کہ در تمام بلاد عرب و عجم منعقد میشود خلاف طریقت ما است نباید کرد“  
 یا یوں فرماتے ”کہ اس مخفل مولود شریف بدعتِ سیئہ و شرک و مشابہ جنم کھیا است۔ ہر کہ  
 اس مخفل منعقد کند کافر و مشرک است“ مگر افسوس ایسے الفاظ کہاں لائیں۔ الحاق کا موقع  
 بھی نہ ملا۔

غور کیجئے اپنی ناہمی مکتوب سے لوگوں کو دھوکا نہ دیجئے۔ اور کارِ خیر و برکت کے منع  
 کرنے سے متلاع لکھو نہ ہوئے۔ اور مکتوب موصوف کی یہ عبارت ”یقین فقیر آنت کہ ہرگز  
 اس معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می فرمودند“ صاف ظاہر کر رہی ہے کہ ابن معنی را تجویز یعنی  
 یہ بات جو مولود شریف میں اب کی گئی ہے اسکو جائز نہ فرماتے۔ وہ بھی صورتِ سماع تھی۔ اس کے  
 آگے اخیر پر مکتوب شریف کے یوں فرماتے ہیں۔ وہ ہوا ہذا :-

”مقصود فقیر اعلام بود قبول کنید یا کنید هیچ مضائقہ نیست“

و گنایش مشاجرہ نہ از مخدوم زادگانے و یاران آبخائے برہمان وضع مستقیم باشند یا فقیران را



از صحبت ایشان غیر از حرم چارہ نیست۔ بلفظہ

دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا اس مکتوب کی تحریر سے مقصود صرف یہ ہے جو فرماتے ہیں کہ مخدوم زادگان کو صرف اعلام یا معلوم کروانا مقصود ہے خواہ وہ مائیں یا نہ مائیں۔ زیادہ تکرار کی ضرورت نہیں اور اگر مخدوم زادگان اور یاران فیروز آباد کے اسی طریق (سماع) پر مستقیم رہے تو ہم انکی صحبت سے کنارہ کر لیں گے۔ سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں ہے۔

اس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مولود شریف کے کرنے یا سماع کی مجلس میں بیٹھنے سے کسی قسم کا گناہ یا جرم یا بدعت یا شرک یا خلاف قرآن یا حدیث نہیں فرمایا اور نہ کوئی وعید شرعی فرمائی۔ آپ ہیں یا آپ کے بزرگ ہیں کہ مولود شریف کے کرنے والے مسلمانوں کو بدعتی اور شرک اور کافر کہہ رہے ہیں۔ خدا کا خوف ہمیں ذرہ بھر بھی نہیں جو ایمان کی نشانی ہے۔

ایک اور شہادت پیش کرتا ہوں کہ واقعی یہ مکتوب<sup>۳</sup> اسماع کے بارہ میں ہے۔

مقامات سعیدہ تصنیف حضرت مولانا محمد منظر علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی اپنے والد قدس سرہ کے حالات میں اس طرح پر لکھتے ہیں:-

خواندن مولود شریف و قیام۔ نزدیک ذکر ولادت با سعادت مستحب است و درین باب رسالہ خاص دارند و در آن تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مولود خوانی محمول بر سماع و غنا است لا غیر انتہت بحروفہا بلفظہ الدار المنظم فی حکم مولود النبی الاعظم تصنیف حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ بہاجر کی صفحہ ۱۳۱۔ سطر ۱۷۔

پس پورے طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ مکتوب نمبر ۳، ۴ میں ممانعت فرمائی ہے اسی مولود شریف کی نسبت ہے جس میں سماع اور غنا داخل ہو۔ ورنہ اصل مولود شریف جو خوش الحانی سے پڑھا جاتا ہے وہ قرآن و حدیث و اجمال کی ثابت ہے اسکو کیونکر منع کیا کر سکتے تھے۔ اب انکی اجازت کو ملاحظہ کیجئے۔ وہ اپنے مکتوبات کی جلد سوم کے مکتوب<sup>۲</sup> میں جو خاص مولود شریف کے بارہ میں سوال کیا گیا تھا فرماتے ہیں۔ خدا غور سے پڑھیں



دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصورت محسن و در قصائد لغت و منقبت خواندن بہ مضائقہ است۔ ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن است و التزام رعایت مقامات نغمہ و تروید صوت بآل بطریق الحان بالتصنیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مبالغہ است اگر برہنج خوانند کہ تحریف در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است بلفظہ مکتوب نمیشود جلد سوم۔

دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیسی صاف اور صریح اجازت مولود شریف کی فرما رہے ہیں اور اس بات کی ممانعت فرماتے ہیں کہ مولود شریف کے پڑھنے میں حروف قرآنی کی تغیر و تبدیل واقع نہ ہو۔ اور نہ سر نکالیں اور نہ تالیاں بجائیں اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ دونوں مکتوب مرزا احسام الدین احمد کے نام ہیں۔

آپ لوگوں کا یہ بڑا زعم تھا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مولود شریف کرنے کو منع فرماتے ہیں۔ اور جہاں کو خوش کیا کرتے تھے۔ نگہ لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کے مطابق وہ ساری خوشی خاک میں مل گئی۔

اور ایک بات وہاں بیہ سوز سن لیجئے کہ حضرت مجدد الف ثانی سماع اور رقص صوفیا کرام و مشائخ عظام کو جائز فرما رہے ہیں۔ صرف جائز ہی نہیں بلکہ نافع و عروج منازل کے لئے مقرر فرماتے ہیں۔ پھر بتلائے وہ مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو عین ایمان ہے منع فرما سکتے ہیں۔ یہ سب وہاں بیہ کی طرف سے اُن پر بہتان ہے۔ وہو انذا۔

مکتوب دولیت دہشتاد و پنجہم (جلد اول) بمبئی رسید محبت اللہ مانپوری صدور یافتہ در بیان احکام سماع و وجد و رقص۔۔۔۔۔ بدال کہ سماع و وجد جماعہ را نافع است اورے قسمتے از منتہیاں اند کہ سماع با وجود استمرار وقت ایساں را نیز نافع است۔۔۔۔۔ درین صورت سماع ایساں را سو و مندر است و حرارت بخش ہر زبان بمجدد سماع ایساں را عروج بمنزل قریب میسر میشود۔ مبتدی را سماع و وجد مضر است و منافی عروج۔۔۔۔۔ بالجمہ سماع متوسطان را نافع است و قسمی منتہیاں را نیز چنانکہ بالا گذشت۔۔۔۔۔ سماع دو وجد درین صورت اس جماعہ را متحد معاون است۔ بلفظہ منقلاً مکتوب ۲۱۵ (جلد اول)



دیکھئے اس مکتوب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں اس مکتوب شریف کو سامنے رکھ کر پیشانی پر ہاتھ جاکر بیٹھ جائیے اور ان کے فرمانے پر غور کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سماع و وجد و رقص نہایت سودمند اور حمد و معاون عروج منازل کا ذریعہ اور تقرب الی اللہ کا حصول ہے اس پر امید کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بھی آپ کے فتویٰ سے نہیں بچیں گے ایک بات حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بہت ہی سخت و ہابہ کش اسمیں لکھ دی ہے کہ وہ یہ کہ بحد و سماع ایسا عروج بمنازل قرب میرے بشود۔ دوسری یہ کہ سماع و وجد اس جماعہ را ممد و معاون ست یعنی سماع آنکی مدد کرتا ہے۔ اور سماع کی مدد سے ان کو عروج و قرب کے منازل حاصل ہوتے ہیں۔ اور سماع و وجد ان کا معاون اور مددگار ہے یعنی خدا کی مدد یا خدا معاون و مددگار نہیں فرمایا بلکہ سماع کی مدد اور سماع اور وجد کو صوفیاء کرام کو مددگار اور معاون فرمایا۔ اس صورت میں و ہابہ کی قطع الیقین ہو گئی۔ اب تو ضروری آپ کا فتویٰ جاری ہو گا۔ مگر جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین و تبع التابین رضی اللہ عنہم نہیں بچے۔ کہ جن پر آپ لوگوں کا فتویٰ نہ چلا ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کبیزح سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کے فتاویٰ کیا ہیں یہ کہ مولود شریف ذکر ولادت و معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدعت و شرک و کفر ہے۔ صدقات و خیرات ایصال صواب۔ سویم۔ جہلم۔ برسی وغیرہ بدعت اس کا کھانا حرام۔ گیارھویں کی نیاز بارھویں کے تبرکات کا طعام حرام۔ اسقاط دعا۔ بدعت مذمومہ۔ قبر پر بعد و فن میت اذان تکلفی بدعت و حرام شب برات شب قدر جمعرات کی خیرات بدعت اور رکھانا حرام۔ عاشورہ کے روز کا کھانا حرام قبروں کی زیارت ناجائز دور دور سے جانا حرام اور شرک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیارت روضہ مطہرہ کے لئے جانا اور زیارت کے وقت دست بستہ کھڑا ہونا شرک۔ غرضیکہ تمام نیک کاموں پر اور خیرات و صدقات پر آپ لوگوں کی طرف سے ممانعت و حرمت کے فتاویٰ موجود ہیں۔ گویا پورے پورے مناع الخیر ہیں۔

اسی کاراز تو آید و مرداں چنین گفتند :-

مگر اس زمانہ کے علماء کے فتاویٰ تعریف کے قابل ہیں۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے علماء کے فتاویٰ تعریف کے قابل ہیں۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے علماء کو اس حال فرماتے تھے کہ جو یمن سو سن تیس سال (۳۳) کا عرصہ گزر گیا اب تو اور بھی بڑا حال ہو کل یوم ابتداء دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ یوں فرماتے



مکتوب نمبر سی و سوم جلد اول اعزیزے شیطان لعین راوید کہ فارغ نشدہ است از تفصیل  
واغوا خاطر جمع ساخته۔ آں عزیز تر از ابر سید لعین گفت کہ علماء و سواراں وقت در این کار باہن  
خود مدد و عظیم کردہ اند و مرالین ہم فارغ ساخته اند۔ بلفظ :

ای طرح مکتوب نمبر ۲۱۳ جلد اول میں بھی ہے جس کا ترجمہ اردو جلد اول کے صفحہ ۳۵۷ پر سطح پر  
کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آسودہ اور فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے  
بات کو تہا کیا ہوا ہے۔ اُس نے اس کا سبب پوچھا لعین نے کہا کہ اس وقت کے بڑے علماء میرا کام  
کر رہے ہیں گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہوئے ہیں بلفظ مکتوب نمبر ۲۱۳ صفحہ ۳۵۷۔  
**قول۔** واضح ہو کہ میلاد مروجہ کی مجال اس طریق سے کہ جس طریق پر آجکل ہوتی ہیں۔ قرون ثلثہ

مشہور رہا با بخیر میں نہیں ہوئیں۔ بلکہ یہ ۶۰۴ھ میں ایجاد ہوئی۔ تاریخ ابن خلکان میں تبدیل ترجمہ  
عمر بن حسن کے ہے قدم اربل فی سنة اربعة و ستمائة و هو متوجه الی خراسان فری صا  
الملک المعظم مظفر الدین ابن زین الدین مجاہد مولد النبی علیہ السلام عظیم الاحقا  
ترجمہ آیا وہ ۶۰۴ھ میں اربل میں جبکہ وہ خراسان کو جا رہا تھا۔ پس دیکھا اُس نے صاحب اُس کے بادشاہ  
معظم مظفر الدین بن زین الدین محبت کو کہ کرتا تھا میلاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑے اہتمام سے۔  
اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ میلاد مروجہ کی مجلس کا موجد مظفر الدین ہے اور اُس نے  
اسے ۶۰۴ھ میں ایجاد کیا۔ مظفر الدین کے فسق کو امام فاکہانی نے رد عمل الملوذ میں ان الفاظ پر  
قلمبند کیا ہے۔ قد صحیح اهل التایخ بانہ یصح اصحاب الملاحی والمزامید فی هذا العمل و  
یسمع الغنا واصوات الکلات اللہ ویرقص بنفسہ ومن هو کذا الک فلا شک فی فسقہ  
وضد لستہ۔ ترجمہ مؤرخین نے لکھا ہے مظفر الدین اربل کا بادشاہ باجے گاہے والوں کو میلاد کی  
مجلس میں جمع کرتا تھا اور ناچتا تھا اُس مجلس میں خود پس جو اس قسم کا فعل کرتا ہوا اُس کے فسق  
اور گمراہ ہو نہیں کچھ شبہ نہیں اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مظفر الدین ایک فاسق شخص تھا۔ اب  
اس امر کا خود فیضہ کریں کہ فسق کی ایجاد کو کس کا طریقہ لکھنا چاہیے۔ بلفظ صفحہ ۲۹۔ سطر ۲ :

**قول۔** مفتی جی! آپ نے اس عبارت کے لکھنے میں چند غلطیاں صریح کی ہیں۔ اول ابن  
خلکان کو ابن خلکان لکھا۔ دوم تبدیل ترجمہ عمر بن حسن کے ہے کہ جملہ کو مہمل اور بے معنی لکھا۔



جسکا کچھ مطلب ظاہر نہیں۔ ستوم محبا کے ترجمہ کو خوب لکھا جس کے معنی تجبّت کے طور پر ہیں۔ چہارم مورخین نے لکھا ہے۔ غلط کس مورخ نے لکھا ہے۔ ابن خلد کان موقرّح کی عبارت صاف ہے۔ اس نے نہیں لکھا۔ پنجم یہ ترجمہ بھی بالکل غلط ہے۔

آپ کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں جو آپ کے امام فاکہانی کے قول سے پیدا ہوتی ہیں:-

**اول** یہ کہ یہ مجلس مولود شریف کی قرون ثلاثہ مشہور و لہا میں نہیں ہوتی اس لئے بدعت ہے اس پر عمل نہیں ہونا چاہئے۔

**دوم** یہ کہ اہل کے بادشاہ مظفر الدین کے زمانہ ۶۰۴ھ میں محمد بن حسن نے اس مجلس کو دیکھا تھا۔ سوم یہ بادشاہ مظفر الدین فاسق تھا گانے بجائیے والے لوگوں کو مجلس مولود شریف میں جمع کرتا اور خود ناچتا تھا۔

چہارم یہ کہ فاسق بادشاہ کی ایجاد پر عمل کرنا کس کا طریقہ ہے یعنی فاسقوں کا۔  
**جوابات نمبر وار سنئے:-**

**اول** یہ کہنا کہ مجلس مولود شریف و ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر القرون قرن ثلاثہ میں نہیں تھی بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیات احادیث سے اس کا اصل ثابت ہے جسکو آگے بیان کیا جائیگا۔ انتظار کریں۔

ہاں اس ہیئت کذا یہ موقتہ سے اس مجلس مولود شریف کا خیر القرون میں نہ ہونا کچھ منافی اور مضر نہیں ہے اور نہ ہر امیر خیر القرون کا قابل عمل ہے۔ اور نہ ہر عمل جو خیر القرون کے بعد ہوا قابل ترک ہے۔ پہلے آپ کو لازم تھا کہ بتلاتے کہ خیر القرون کا زمانہ کسکو کہتے ہیں۔ اور کتنے سال کا ہوتا ہے اور سب قرن کتنے ہیں اور کل قرون کے کتنے سال ہوئے۔ خیر القرون مشہور و لہا لکھ دیا اور بس۔

میں کہتا ہوں کہ خیر القرون کے معنوں اور ميعاد میں بہت اختلاف ہے چنانچہ (الف) لغت قاموس میں قرون کے معنی سید القوم ہیں۔ (ب) دوسری کتب لغت میں سینگ گیسو۔ زمانہ ہے۔



(ج) شرح مسلم میں ہے قال الحسن وغیرہ القرن عشر سنین وقتادۃ سبعون و النخی  
الربعون و زراۃ ابن ابی اوفی مائت و عشرون و عبد الملک بن عمیر مائت و قال ابن الزہری  
ہو الوقت۔ یعنی قرن دس سال کا ہے حضرت حسن بصری کا قول ہے۔ اور قتادہ ستر سال کا کہتے ہیں  
اور نخعی چالیس سال زراۃ ابن ابی اوفی ایک سو بیس اور عبد الملک بن عمیر ایک سو سال اور ابن  
اعرابی کہتے ہیں کہ اس کے معنی وقت کے ہیں ۛ

(د) بعض نے کہا ہے کہ لفظ قرن جو حدیث میں آیا ہے اس سے مراد صحابہ کرام اور انکی اولاد  
و اولاد رضی اللہ عنہم ہیں ۛ

(ه) اور بعض نے کہا ہے کہ اول قرن سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم اور دوسرے قرن سے  
تابعین اور تیسرے قرن سے تبع تابعین۔ یہ سب اقوال شرح صحیح مسلم میں ہیں ۛ

(و) مولوی عبد الجبار و مولوی ابراہیم علی صاحبان عینی شرح صحیح بخاری کے حوالہ سے اپنے مسائل  
میں لکھتے ہیں۔ قرون ثلاثہ نوے سال کے بعد ختم ہو گئے ۛ

(ز) ازالۃ الحفا حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۵۷ مطبوعہ  
بریلی۔ قرن اول از زمان ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تا زمان وفات و صلی اللہ  
علیہ آلہ وسلم و قرن ثانی از ابتداء خلافت صدیق رضی اللہ عنہ تا وفات حضرت فاروق رضی  
عنہما و قرن ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و ہر قرن قریب بہ دوازدہ سال بودہ است  
بلفظ (اس حساب بخیر القرون کا زمانہ چھبیس سال تک ختم ہو گیا)

(ح) مجمع البحار کا اخیر تکملہ صفحہ ۱۷۷ میں خیر القرون دوسو بیس سال تک۔

ان تمام تحریرات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مجتہدین اربعہ کے فتاویٰ جو نوے  
سال کے بعد ہوئے وہ سب بدعت ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ کرام  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اثار و احکام قضایا وغیرہ سب بدعت ہوئے۔ اور جو فرق اکثر  
مذاہب مبتدعین مثل روافض۔ خوارج۔ قدریہ۔ مجریم۔ معتزلہ وغیرہ دوسو بیس سال کے  
اندر اندر پیدا ہوئے یہ سب اچھے خاصے سنت ہوئے۔ اور نیز یہ پلیدی کے سب افعال  
واقوال بھی سنت میں داخل ہوئے ان سب کو جانے دیجئے۔ اپنے گھر کی طرف توجہ کیجئے تمام



مدارس بالخصوص مدرسہ دیوبند بدعت میں داخل ہے۔ اور وہاں کی دستار بندی بدعت سیئہ ہے۔ اور قرآن شریف اور کتب دینیہ کے پڑھانے کی اجرت جو لی جاتی ہے وہ حرام ہے۔ احادیث کا جمع ہونا بدعت سیئہ قرآن شریف موجودہ مطبوعہ سہری چھوٹی چھوٹی حامل شریف وغیرہ سب کی سب بدعت سیئہ۔ علم صرف و نحو و منطق بدعت۔ وظائف و اور دلائل الخیرات۔ حزب اعظم۔ حزب البحر وغیرہ سب بدعت اور تقلید شخصی بدعت سیئہ اور شرک اور تمام مساجد پختہ سنگ مرمر سنگ مسخ۔ گلکاری شدہ اور برجیاں اور گنبد سب بدعت اور ان میں نماز پڑھنا بدعت سیئہ۔ اور آپ کے جد فاسد مولوی محمد مروج کی دو منبری مسجد واقع لو دھیانہ سب سے زیادہ بدعت سیئہ ہے۔ انہیں نماز پڑھنے والا تو ضرور کافر ہی ہونا چاہئے۔ اور آپ کا اور تمام دیوبندیوں کا جسم کا جسم ہی بدعت سیئہ آپ کا تیجے و سوویں چالیسویں برسی میں پلاؤ۔ قورمہ۔ یا شادیوں میں مٹھائی۔ فرنی۔ چارپان وغیرہ کا کھانا سب بدعت و حرام ہوا۔ کیونکہ قرون ثلاثہ مشہور رہا میں ان سب باتوں کا وجود بھی نہیں ملتا۔ اگر آپ میں کچھ حمیت مفتیت ہے تو پہلے مدرسہ دیوبند کی دستار بندی پر فتویٰ دیجئے اور لو دھیانہ ولی مسجد و منبری کے اہتمام کا فتویٰ دیجئے۔ ورنہ لم تقولون ہالا تفعلون میں داخل ہو جئے اور آئندہ خیر القرون کے لفظ کو جھک جھک کر استعمال کیجئے۔ لیکن یاد رہے کہ ہمارے اہلسنت کے مذہب میں یہ تمام امور جائز ہیں۔

بدعت کی بحث کتب اہلسنت و جماعت میں بہت طول طویل ہے جن کی صرف ایک مثال یہ کتابتہ الاوطار ترجمہ در مختار جلد اول صفحہ ۸۱ سطر ۲۱ باب الاذان۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنا اذان کے بعد نیا پیدا ہوا۔ ربیع الاول ہجری میں عشا کی نماز میں دو شنبہ کی رات پھر جمعہ کے دن دس برس کے بعد پیدا ہوا۔ سب نمازوں میں سوار مغرب کے پھر مغرب میں بھی دوبارہ سلام کہنا رائج ہو گیا۔ اور یہ امر بدعت حسنہ ہے۔ یہ فائدہ شارح نے جلال الدین سیوطی شافعی کے حسن الحارس سے نقل کیا۔ اور سخاوی کے قول بدیع میں ہے کہ اسکی ابتداء حدوث سلطان صلاح الدین بن مظفر بن ایوب کے حکم سے ہوئی۔ ۷۹۱ھ میں طحاوی نے کہ مغرب کا سلام وقت میں رائج نہیں۔ الخ۔



بدعت حسنہ وہ نیک بات ہے جو قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو بلکہ صفحہ ۱۸  
دیکھئے آٹھویں صدی کی ایجاد اذان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر سلام پڑھنا  
بدعت حسنہ ہے جو صلاح الدین بادشاہ کے وقت ان کے حکم سے رائج ہوا۔ اس کا عملہ رائج  
مغلیہ و دہلیہ منورہ و دیگر ممالک میں جاری ہے۔ خواہ وہابی لوگ اس کے بھی منکر ہوں۔ پس یہی  
صورت مولود شریف کی اس ہئیت کذا یہ ہے جو وہ بھی بموجب حکم شاہ اربل مظفر الدین  
جاری ہوا۔ اور حسن اتفاق سے سلام کے کہنے کے جواز میں بھی بادشاہ مظفر الدین کا نام ہے یعنی  
دونوں بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما ہم نام ہیں ❖

پس ثابت ہے کہ امورات نیک خیر و برکت کے پیدا ہونے اور ان کے اجرا کے لئے غیر القرآن پر حصر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لئے خاص حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں ہے من من فی الاسلام سنتہ حسنة فله اجر الحدیث ہے جس میں کسی زمانہ کا حصر نہیں۔ دیکھئے آپ کے امام الطائفہ اپنی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں صفحہ ۸ بلا خطہ ہو۔

امصلحت وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب از میں کتاب پر کے بیان  
اشغال جدید کہ مناسب این وقت است تعیین کرده شود۔ بافقہ ۛ

اس کے آپ نے ایک باب ہی جدا گانہ ۱۲۳۳ھ تیرھویں صدی میں تیار کیا ہے جس میں سلاسل اربعہ صوفیہ اکرام علیہم الرحمۃ کے اشتغال و اذکار تیار کر کے لکھ دیے ہیں۔ ذکر یک غزنی، دو غزنی، سہ غزنی، چہار غزنی۔ مراقبہ کے اقسام۔ نفی اثبات۔ کشف قبور۔ لطائف ششگانہ۔ سلطان التذکر وغیرہ ہیں۔ مفتی جی اخیر القرون اور قرون ثلثہ کو لایئے جس کے مطابق آپ کے امام الطائف نے یہ باب مہبوب کیا ہے۔ یا بڑے زور سے فتویٰ کفر و بدعت و شرک کا دھرو باریئے تاکہ آپ کے امام الطائف کی روح بھی خوش ہو جائے۔ خوش کیا جو کچھ ہے وہ ہے۔

دوم و سوم۔ آپ ﷺ کہ بادشاہ مظفر الدین نے اس مولود و شریف کو ۱۰۲۰ھ  
میں ایجاد کیا۔ اور عمر بن حسن نے اس محفل کو دیکھا۔ یہ صحیح کہیں۔ کیونکہ تذکرہ میلاد مبارک  
تو پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اور پھر رسول کریم ﷺ اللہ علیہ السلام نے بھی فرمایا۔  
پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین بھی کرتے رہے۔ لیکن اس ہیئت کذا یہ



کے ساتھ جو فی زمانہ موجود ہے اسکو سب سے پہلے حضرت شیخ و شیخ المشائخ عمر بن محمد موصی جو  
 نہایت متقی و نیکار و صلحاء و روزگار و المکملہ کبار سے تھے علیہ الرحمۃ نے شہر موصول علاقہ  
 عراق میں ایجاد فرمایا اور جو آپ نے عمر بن حسن لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اسکی تصدیق میں اس  
 کتاب معتبرہ اور معتدہ سے دکھلاتا ہوں جس کے مصنف کا نام حضرت شیخ الاسلام شہنا الدین  
 ابی محمد عبدالرحمن بن ابراہیم معروف بابو شامہ ہیں اور آپ امام نووی شافعی رحمہ اللہ کے  
 استاد و شیخ ہیں اس کتاب کا نام مبارک الباعث علی التکرار البدرع والحوادث  
 ہے۔ آمین یوں لکھا ہے۔

(۱) ومن احسن ما ابتداء فی زماننا من هذا القیین ما کان یفعل بمداینہ اربل  
 جبر اللہ تعالیٰ کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات  
 والمعروف واظهار الذینۃ والتشاور فان ذالک مع مانیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر  
 بحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیمہ وجلالتہ فی قلب فاعلہ وشکر اللہ تعالیٰ  
 علی ما من بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی  
 جمیع المرسلین وکان اول من فعل ذالک بالموصول الشیخ عمر محمد المداہ احد الصالحین  
 المشہورین وبہ افتدی فی ذالک صاحب اربل وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ بلفظہ۔  
 صفحہ ۱۱۔ سطر ۳

ترجمہ۔ نہایت نیک کاموں میں سے ایک بات یہ ہے جو ہمارے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے  
 جو خاص طور پر شہر اربل میں کی جاتی ہے۔ نیک کرے اللہ تعالیٰ اسکو جو ہر سال آج کے دن جو ہر  
 اس دن سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے صدقات و نیکی  
 اور خیر کی فرمانبرداری اور زینت اور خوشی سے اور اس میں فقرار پر تقسیم طعام وغیرہ انعام سے کیا  
 جاتا ہے یعنی احسان کیا جاتا ہے بغرض حصول محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکی تعظیم  
 اور عظمت و جلالت مولود شریف کے کرنے والے کے دل میں پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا  
 شکر کیا جاتا ہے اس بات پر کہ اسنے پیدا کیا ہمارے اس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کو جو رحمۃ للعالمین ہیں اور رحمت ہیں تمام مرسلین علیہم السلام پر اور سب کے پہلے یہ خاص مولود ہے



شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے کیا۔ جو ایک سرفراز تھے صاحبین اور زیندار  
مشہور بن میں سے اور پھر ان کا اقتدار کیا بادشاہ اربل (منظفر الدین) وغیرہ سلاطین  
نے اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل کرے۔ ختم ہوا ترجمہ ۛ

پس اصل اور صحیح بات یہ ہے کہ اس مولد شریف کو اس ہیئت کذا بیہ ملتزمہ موقتہ کو  
سب سے پہلے حضرت شیخ المشائخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے شہر موصل میں ایجاد فرمایا۔ جن کی  
پیروی کا فخر سلاطین اسلام میں سے سب سے اول سلطان مظفر الدین شاہ اربل کو حاصل ہوا  
اطاب اللہ ثراہ وجعل الجنة مثواہ۔ یہ بادشاہ نہایت بزرگ متقی کریم النفس اور  
متبع شریعت تھا۔ اور اس میں شبہ کیشکی قطعاً گناہ نہیں۔ اور جن کے قلب میں  
تعصب اور عداوت ہو وہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خداوند کریم کی بھی توہین  
کرنے اور گالیاں دینے میں نہیں چوکتے۔ اگر کسی بادشاہ دیندار کو گالیاں دیں تو کونسی بڑی  
بات ہے۔ اسی بزرگ کی کتاب کو دیکھئے کہ وہ اس بادشاہ کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں۔  
گویا اس بادشاہ کو سلطنت دنیاوی کے ساتھ بادشاہت دینی اور ولایت باطنی بھی حاصل  
تھی۔ جزاء اللہ خیر الجزا الی یوم القیامہ ۛ

اس بادشاہ نے اپنے شہر اربل میں ماہ ربیع الاول کے تمام مہینے میں مولود  
شریف کی محفل کو شروع کر کے قائم رکھا۔ اور تین لاکھ اشرفی اس محفل مبارک میں خرچ  
کرتا تھا۔ اور ہر سال ایسا کرتا۔ اس کے زمانہ میں جو نہایت خیر و برکت کا زمانہ تھا۔ اور اس وقت  
ایک عالم دیندار حضرت ابو الخطاب بن وحیہ نام علیہ الرحمۃ جو حضرت وحیہ کلی رضی اللہ عنہ  
صحابی کی اولاد سے موجود تھے جنکی بابت شارح علامہ زرقانی تاریخ عربی میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ علم  
حدیث میں بڑا مبصر علم صرف و نحو اور لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا۔ بہت سے ملکوں میں  
سفر کر کے اسے علم حاصل کیا تھا۔ اکثر ممالک آندلس و مراکش، افریقہ۔ دیار مصر و شام و دیار  
مشرقیہ و غربیہ و عراق و خراسان و ماہندران وغیرہ میں علم حاصل کرتا اور یوں کوں کو فائدہ پہنچاتا تھا  
انجام کار ۶۲۷ھ میں شہر اربل میں آیا۔ یہاں سلطان ابوسعید مظفر کے لئے مولد شریف  
کیا۔ اس کا نام کتاب التنبیہ فی مولد السراج المنیر رکھا۔ اور خاص بادشاہ کے روبرو



پڑھا۔ بادشاہ علیہ الرحمۃ نہایت خوش ہوئے۔ اور ایک ہزار اشرفی انعام فرمائی۔ باقظ  
(الوار الساطعہ والیوارق اللامعہ) ۛ

(۲) علامہ ذرقانی شراح موابہب اللدنیہ علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے لکھتے ہیں۔

کان رای ابو سعید منظر شہسائجا بطلا عادلا محمود السیرۃ۔ یعنی یہ بادشاہ (سلطان  
ابو سعید منظر بڑا بزرگ، بہادر، دلیر، عادل تعریف کیا گیا، نیک خصلت تھا۔

(۳) سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وکان بحضور عندہ فی مولد

اعیان العلماء والصوفیۃ۔ یعنی حاضر ہوتے تھے اس بادشاہ (سلطان ابو سعید منظر) کے  
پاس مولود شریف میں بڑے بڑے بزرگ عالم اور صوفیا کرام ۛ

(۴) حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن المقصد میں فرماتے

ہیں۔ حدثنا مالک عادل وعالم وقصدا بالتقرب الی اللہ عز وجل وحضر عندہ  
فیہ العلماء والصالحون من غیر نکیو یعنی جاری کیا اس عمل (مولود شریف) کو ایک بادشاہ  
ابو سعید منظر عادل اور عالم نے اور ارادہ کیا اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا اور حاضر ہوئے  
اس کے پاس میں مولود شریف میں بہت علماء اور صالح لوگ بغیر کسی انکار کے ۛ

(۵) تحقیق الحق تصنیف مولانا محمد عسکری حسینی الترنذری رئیس اودہ صفحہ ۵۷۔

سطر ۱۶۔ مطبوعہ کانپور۔ بحوالہ تاریخ ابن خلدکان وابن کثیر۔ یہ بادشاہ ابو سعید سلطان  
منظر اربل اول درجہ فاضل عادل متقی پرہیزگار تھا۔ ۶۰۴ھ میں۔ اپنے قلمرو کے تمام سربراہ اور علماء  
و مشائخ و فقہاء و محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مدعو کیا اور ان کے مشورہ سے اس عمل خیر کو نہایت  
تزک و احتشام سے رواج دیا۔ چنانچہ میلاد النبی کے متعلق سب پہلے جو کتاب تصنیف ہوئی۔

اس کا نام کتاب التتویر فی مولد السراج المنیر ہے۔ یہ مقدس کتاب شیخ المشائخ علامہ ابو الخطاب  
بن دحیہ کی تصنیف ہے۔ سلطان نے اسکے صلہ میں شیخ کی خدمت میں ایک ہزار ارب پور نذر پیش کیا تھا۔  
پس اس سے ثابت ہوا۔ کہ اس بادشاہ سلطان منظر الدین کے وقت تمام علماء و صحابہ

زمانہ بلا انکار مولود شریف میں حاضر ہوتے تھے اور سب کا اتفاق ہو کر اجماع ہو گیا۔ اس اجماع  
کے پچاس سال بعد آپکا امام فاکہانی پیدا ہوا۔ کیونکہ ولادت اسکی ۶۵۱ھ میں ہوئی۔ اور یہ تحفل



۴۰۴ھ میں یحییٰ طور پر قائم ہو گئی۔ اس پر حکم بادشاہ صادر ہو کر تمام علما کا اتفاق ہو گیا۔ اور حضرت سلطان ابوسعید مظفر کا انتقال ۳۶۱ھ میں ہوا۔ گویا بیستین تینتیس سال تک یہ عمل مولد شریف بلا تکبیر اجماعاً ہوتا رہا اسکے بعد آپ کے امام فاکہانی نے خلافت جمہور علما و حکم بادشاہ اولی الامر کے اپنی کتاب رد عمل المولد تصنیف کی۔ جسکو تمام علما و فقہاء و محدثین نے رد کیا۔ اور بدستور یہ مولد شریف ہوتا رہا۔ اور تمام بلاد اسلامیہ شرقاً و غرباً و شمالاً و جنوباً رائج ہو گیا۔ اور بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الایہ کے اسکا کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہو گیا۔ اور بموجب حدیث ما راکہ المسلمون حسناً و فحوا عند اللہ حسن خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظوری میں مسلمانوں پر اسکا اہتمام و احتشام واجب ہو گیا۔ جسکی تعمیل ہو رہی ہے اور ہمیشہ ہوتی رہے گی و یا بہ علیین یعنی انکی قسمت ۛ

حضرت ملا علی قاری و علامہ حلی و قطبانی علیہم السلام رحمۃ اللہ علیہم لکھتے ہیں :- ثم لا زال اهل الاسلام  
في سائر اقطار والمدن الكبار يحتفلون في شهر مولده ولغنيون بقراءة مولده الكريم  
وليطهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم - یعنی پھر ہمیشہ کرتے رہے اہل اسلام تمام اطراف  
واقطار میں اور بڑے بڑے شہروں میں محفلیں ماہ مولد ربیع الاول میں اور بڑا اہتمام کرتے اور  
دل لگا کر پڑھتے مولد شریف کو اور ظاہر ہویتیں ان لوگوں پر برکتیں مولود شریف کی جس سے  
ہر طرح کا فضل عظیم ہے :-

(۷) حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مور والروای فی مولد النبی میں لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت عربی) یہ بات کہ حسین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً اور ملک مصر اور اندلس اور ممالک مغربی اور ملک روم اور ملک عجم اور ملک ہندوستان وغیرہ میں کمال اہتمام و احتشام سے ہوتی ہیں۔ مولد شریف کی تحفیں۔ ومن تعظیم مشائخہم و علماءہم ہذا المولد المعظم والمجد المکرم لانتہ لایا باہ احد فی حضورہ رجاء ان راہ نوادہ یعنی اس مجلس اور محفل (مولود شریف) کی تعظیم ان سب ملکوں کے مشائخ و علماء و علماء شریعت اس قدر کرتے ہیں کہ کوئی ان میں سے حاضر ہونے سے انکار نہیں کرتا اس امید پر کہ اُسکے ہونے سے شرف ہوں۔ بلفظہ۔ (الوارس طبعہ)



(۸) امام سخاوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ثم لا زال اهل في كسائر الاقطار والمدن  
الكبار يعنون المولدا بغير عيشه من كرتي آتے ہیں اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے  
شہروں میں مولود شریف کو یعنی یہ عمل آد ہمیشہ سے چلا آیا ہے) ÷

(۹) سیرت علی میں اور ابن جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ولا زال اهل الاسلام  
يحتفلون بشهر مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے مولود شریف کی تحفیں کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) مولانا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں۔ وقال صل عمل المولدا الشریف لم ينقل من احد من  
السلف الصالح في القرون الثلاثة الفاضلة وانما حدث بعدها بالمقاصد الحسنه  
والنیتہ للاخلاص الشاملۃ ثم لا زال اهل الاسلام في سائر الاقطار يحتفلون فی شہر  
مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الامام شمس الدین الحزری المقدی والمجرب  
من خواصہ انہ امان تام فی ذالک العام ولشہری لتجلیل بنیل ما ینبغی ویرام قال  
والکثرہم بدالک عنایۃ اهل مصر والشام ولسلطان مصر فی تلک اللیلۃ من العلم  
من لاعلم اعظم مقام قال واقدا حضرت فی سنۃ خمس وثمانین و سبع مائۃ  
لیلۃ المولدا عند الملک ظاہر برقوق رحمۃ اللہ بقلعۃ الجبل العلیۃ فرأیت ما ہا فی  
دستورنی والاساء فی وحزرت ما التفق فی تلک اللیلۃ علی القراء والحاضری من العاظم  
والمنشدین وغیرہم من الاتباع والعلماء والخدام المترددین بنجی عشوۃ الاف  
مثقال من الذہب العین ما بین خلع ومطعم وممشور وبامشمن ومشموع وغیرہا  
ما یتقیم بہ الفضلوع۔ وقال السخاوی قلت ولم یزل ملوک مصر خدام  
الحرمین الشریفین من وفقہم لخدم کثیرا من المناکر والشیین والنظروانی امر الذمعیۃ  
کالوالد لولده وشہر والفسہم بعدال فاسفہم یجدک وصداۃ وامام ملوک الاندلس  
والغرب فلہم فیہ لیلۃ تسیر بہا الرکبان یجتمع فیہا ائمة العلم والعلماء  
لہ کتاب نہ بھی جائے۔



فمن يليهم من كل مكان وتعلموا ما بين اهل الكفر كلمه لايمان واظن اهل الروم لا يتفهمون  
 من ذلك اقتفاء بغيرهم من الملوك فيما هناك وبلا والهندا تزيدي على غيرها  
 بكثر وكما اعلمينه بعض اولى النقل والتحرير وقلت العجم من حيث دخل هذا الشهر  
 المعظم والنزوان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام للقراء الكرام والعلماء  
 العظام والفقراء من الخاص والعام وقرأت الختمات والتلاوت المتواليات ولا  
 انشادات المتعاليات واجناس المبررات والخبرات والانواع الساميه واصناف الجود  
 حتى بعض العجائز من غزلهن ونسجهن كجمن ما يقمن لجمعهن <sup>الكل</sup> الا عيان وضيافتهن ما  
 يقدرت عليهن في ذلك الزمان ومن تعظيم مشائخهم وعلماءهم هذا المولد المعظم  
 والمجاسد المكرم انه لا يابا احد في حضوره رجاء ادراك لفره وسوره وقال السخاوي  
 ولما اهل مكة معدن الخير فيتوجهون الى المكان المتواترين الناس انه محل مولد  
 رجاء باوغ كل منهم بذالك المقصده ويزيد اهتمامهم به على يوم العيد حتى قل  
 ان يتخلف عنه احد من صالح وطالح ومقل وسعيد وسيما المشركين صاحب  
 اللواء والحجاز والاهل امد بينة كرمهما الله احتفال وعلى فعله بلفظ رمن البوارق  
 الامم صفحہ ۱۱۵ - سطر اخیر :

خلاصہ ترجمہ - یعنی یہ عمل مولود شریف (اس ہئیت کدائیہ ملتزمہ موقتہ) قرون ثلاثہ سے  
 منقول نہیں۔ لیکن اسکے بعد یہ مولود شریف جاری ہوا۔ اور اس میں مقصد نیک اور نیت  
 خالص اللہ ہے۔ پھر ہمیشہ سے یہ عمل تمام اہل اسلام کے ممالک و بلاد و اطراف اور بڑے بڑے  
 شہروں میں جاری ہو گیا۔ اور مولود شریف کی محفلیں ماہ ربیع الاول مولد صلی اللہ علیہ وسلم  
 میں ہوتی رہیں۔

امام شمس الدین جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ مولود شریف کی محفل ایسی ہے  
 جس میں تجربہ کیا گیا ہے کہ جس مکان میں کیجاتی ہے اس میں ایک سال تک امن و امان  
 اور برکت رہتی ہے۔ اسی طرح سے یہ محفل مولود شریف اس رات میں بڑے عظیم نشانات  
 کے ساتھ اہل مصر اور شام اور بادشاہ مصر کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں ۔



امام شمس الدین جزری فرماتے ہیں کہ میں حاضر ہوا بادشاہ ظاہر بر فوق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شب مولود شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقع شدہ کو ایک بلند قلعہ میں یعنی قلعہ کے اندر۔ میں نے وہاں وہ سامان دیکھے جن سے مجھے حیرت اور کمال خوشی ہوئی۔ میں نے اگر کچھ کا جو اندازہ کیا اس رات حاضرین وقاریوں اور واعظوں اور مذاہن لغت خوانوں وغیرہم اور ان کے پیروں اور لڑکوں اور خادموں خدمتگاروں کے لئے خلعتوں اور طعاموں شربتوں اور خوشبوؤں اور روشنی وغیرہ کے دینے میں قریب دس ہزار اشقال زر کے تقسیم کیا گیا ۔

حضرت امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بادشاہان مصر کہ خدام حرمین شریفین میں لکھو اللہ تعالیٰ نے بہت ناجائز باتوں اور عیبوں کے زائل کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اور انہوں نے رعیت پر وہ شفقت کی جو باپ اولاد پر کرے اور انہوں نے عدل و انصاف میں ناموری حاصل کی۔ اور اسی طرح بادشاہان اندلس اور مغرب کے لئے مولود شریف کی ایک ایسی رات ہے جس کا چرچہ دور دور مسافر اپنے شہروں میں لیجاتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں۔ اس میں بڑے امام اور علماء اعیان اطراف سے آتے ہیں۔ اور کافروں میں سلام کا بول بالا ہوتا ہے۔ اور اہل روم وغیرہ کوئی بھی اسکی مخالفت نہیں کرتا۔ اور انہیں میں سے ہیں بادشاہ ہندو۔ جو اور بھی زیادہ کہتے ہیں۔ اور عجم کے بادشاہان میں جب یہ ماہ مبارک ربیع الاول چڑھتا ہے جس میں مولود شریف کی شروع ہو جاتی ہیں اور انواع اقسام کے طعام اور کھانے قاریان کرام اور علماء عظام کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور قراءت اور ختمات اور تلاوت قرآنی پے درپے اور خوب زور سے لغت خوانی کی جاتی ہے۔ اور قسم قسم کی چیزیں پاک اور کثرت سے خیرات کی جاتی ہے۔ اور رنگارنگ کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اور اکابر علماء و فضلا اور صوفیا کی ضیافتیں کی جاتی ہیں۔ اور مشائخ اور علماء کی نہایت خاطر اور تعظیم کی جاتی ہے۔ جو مولود شریف کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اس حشری میں کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔ اور اسکے نور اور سرور کی امید رکھتے ہیں ۔

یہ بھی حضرت سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ جو معدن خیر ہیں اس مجلس مولود شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان مولود مبارک میں نہایت



اہتمام سے یوم العید کی طرح کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک فرد بشر کا بھی اس سے رہ نہیں جاتا۔ خواہ صالح نیک و نیکوار ہو خواہ طالع گنہگار ہو۔ خصوصاً شریف مکہ معظمہ صاحب نشان اور والی حجاز اور مدینہ منورہ زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً ہر دو جگہ یہ مولود شریف کی محفلیں ہوتی ہیں۔ ختم ہوا خلاصہ ترجمہ :-

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سلطان ابو سعید منظر الدین شاہ اربل بہت بڑا بزرگ بہادر، ولیز عالم، عادل، محمود السیرت اور محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ جس کے حکم سے محفل مولود شریف جاری ہوئی۔ اور تمام بادشاہان مصر، اندلس، روم، شام، عرب و عجم نے اس نیک کام میں اچھی طرح پیروی کی اور تمام بڑے بڑے علماء صالحین اور مشائخ متصوفین نے بلا انکار نہایت خوشی سے اس میں حصہ لیا۔ اور اب تک ایسا کرتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک خدا کے فضل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے کرتے جائیں گے۔ مگر افسوس دشمنان دین متین حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بادشاہ پر جھوٹے بہتان لگا کر کہتے ہیں کہ وہ فاسق و فاجر تھا لعنة اللہ علی الکاذبین چہارم۔ مفتی جی ابو آپ نے نتیجہ نکالا تھا اور نکالنے کی کوشش کی تھی اس میں اب بالکل ناکام اور نامراد ہے۔ یاد رکھو اعلیٰ الامر کا حکم مسلمانوں کے لئے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے واجب الامثال ہے۔ جس کا آپ انکار کرتے ہیں۔ دیکھو! بادشاہ حجاج بن یوسف ثقفی جو سخت درجہ کا ظالم تھا اس کے حکم سے قرآن شریف میں اعراب لگائے گئے تھے یہ ایک صحیح بدعت ہے۔ لیکن تمام علماء زمانہ نے اس کو بحال رکھ کر تسلیم کیا کوئی انکار نہیں ہوا۔ اور عرب و عجم اس کا شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت میں نہایت آسانی ہوئی۔ اور صحت الفاظ قرآنی محفوظ ہوئی۔ یہ بھی اعلیٰ الامر کا کام تھا جس سے انکار نہیں۔ مگر وہابیہ کو لازم ہے کہ ان قرآن شریفوں کی تلاوت نہ کریں۔ اپنے قرآن جداگانہ بلا اعراب پتوں، ہڈیوں، ٹھیکریوں پر لکھوا کر پڑھیں۔ تاکہ بدعتی اور مشرک نہ بنیں۔

قولہ۔ اب رہا قیام فی المولد سوائے بھی متقدمین علماء نے بدعت و بے اصل لکھا ہے شرعۃ الہیہ میں ہے۔ منها القیام عند ذکر وضع خیر الامم صلعم فائدہ بدعت کا اہل



لہ فی الشروع ودلت الاحادیث والاثر علی کون القیام لتعظیم القادیم مکروہا فمال  
 هذا القیام الذی احدث عند حکایۃ القادیم فی هذا العمل - ترجمہ بدعت میلاد  
 میں سے ایک بدعت قیام کا کرنا ہے وقت ذکر ولادت بنی علیہ السلام کے بدعت ہے۔  
 نہیں ہے۔ اسکی کچھ اصل شرع میں اور کیونکر ہو سکتی ہے اسکی اصل شرع میں جبکہ احادیث و آثار  
 دلالت کرتی ہیں کسی قادم کے لئے قیام تعظیمی کے مکروہ ہونے پر:

سیرت شامی میں ہے جرت عادة کثیرۃ من المحبتین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیماً للہ علیہ وسلم وهذا القیام بدعة  
 الاصل لہ، ترجمہ بہت سے اہل محبت کی عادت ہے کہ بنی علیہ السلام کا ذکر ولادت سنکر  
 کھڑے ہوتے ہیں تعظیماً۔ پس یہ قیام بدعت ہے نہیں اسکی کچھ بھی اصل۔ بلفظ صفحہ ۲۹ سطور ۱۰  
**اقول۔** مفتی جی! آپ نے دو کتابوں کی عبارت قیام تعظیمی کے لاصل ہونے پر لکھی ہیں۔  
 شریعت الہیہ کوئی غیر معروف کتاب بابیریہ کی معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے اس کے مصنف کا نام یازد  
 یازمانہ تصنیف نہیں لکھا جس سے اصلیت معلوم ہو جاتی ہاں دوسری کتاب سیرت شامی  
 البتہ مشہور کتاب ہے۔ لیکن اسکو آپ نے سیرت شامی لکھ دیا ہے۔ شاید سہو قلم ہے میں اسکو  
 سیرت شامی ہی سمجھتا ہوں۔ گو آپ نے کسی غلط رسالہ سے شامی کو شامی لکھ دیا ہو۔ دوسری  
 غلطی آپ نے یہ کی ہے کہ لفظ کثیر کو کثیرۃ لکھ دیا۔ تیسری غلطی یہ ہے۔ اصل لکھا کو اصل لہ  
 لکھا۔ یہ باتیں تاہم عبارت کے بموجب ہیں۔ خیر:

اب میں آپ کے اصل اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ آپ نے ان عبارات کو ملکر اسبات  
 کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولود شریف میں قیام کرینکی کوئی اصل نہیں اور احادیث  
 و آثار ہر قسم کے قیام کو خواہ کسی قادم کے لئے ہو مکروہ کہہ رہے ہیں۔

مفتی جی! لاصل لہلہ کے لفظ سے مراد یہ ہے کہ قیام وقت ذکر ولادت کی اصل حدیث  
 سے معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی ایسی کوئی حدیث اس میں نہیں پائی جاتی کہ جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مولود شریف میں وقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا کرے اور بلفظ بدعت  
 سے بدعت حسنہ مراد ہے جیسے آگے معلوم ہوگا۔ مگر یاد رہے کہ آپ نے کسی حد شریف قیام



ذکر ولادت کی ممانعت بھی دکھلا نہیں سکتے۔ بلکہ علماء اہلسنت وجماعت نے آیات و احادیث اور تمام اقسام کے قیام تعظیمی کو اپنی اپنی تصانیف میں ثابت کیا ہے اور اجماع اُمت بھی مرجع ہے۔ میں آپ کی تسکین کے لئے لفظ یا جملہ لاہل لہا کے معنے اور مراد چند کتابوں سے دکھاتا ہوں جن کو آپ بھی معتبر سمجھتے ہیں۔ اور نہایت مشہور امام ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) مجمع البحار جلد ثالث خاتمہ صفحہ ۵۱۲۔ مطبوعہ نو لکثور۔ صاحب مجمع البحار نے اپنے شیخ سے مسئلہ پوچھا کہ بھول یا خوشبو سو گھسنے کے وقت درود شریف کا پڑھنا کیسا ہے تو انہوں نے اسکا جواب اس طرح فرمایا۔ اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند خالاک ونحوہ فلاہل لہا ومع خالاک فلا کراحتۃ فی ذالک عندنا۔ الخ یعنی درود شریف پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسوقت میں یا اسکی مثل میں اسکی صل نہیں ہے۔ باوجود ہمارے نزدیک (اہلسنت وجماعت) ہمیں کوئی کراہت نہیں ہے۔ دیکھئے ہمیں جملہ لاہل لہا کی بابت کیا بیان فرمایا۔ کہ باوجود لاہل لہا ہونے کے کوئی کراہت ہمیں نہیں ہے:-

(۲) مسائل ربیعین مصنفہ مولوی محمد اسحاق صاحب بزرگ دیوبند مسئلہ چہارم میں اس سوال کے جواب میں کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچھ دینا اور وہیں کو مسخہ دکھائی میں کچھ دینا کیسا ہے۔ جو آج۔ در شریعت محمدی صل ایں چیز بایافتہ نمی شود مگر ظاہر حال ایں چیز یہ کہ دادن سلامی دروغانی است مباح باشد۔ بلقہ:-

دیکھو بے صل کہ مگر پھر مباح لکھا۔ مطلب یہ کہ ہمیں کوئی حدیث وارد نہیں ہے ترجمہ عبارت مذکور کتاب رفاء المسیین ترجمہ اردو ربیعین جوستانیوں میں سوال کے جواب میں ہے یوں ہے۔ جو آج۔ شریعت محمدی میں ان باتوں کی کچھ صل پائی نہیں جاتی۔ لیکن بحسب ظاہر مباح معلوم ہوتا ہے:-

دیکھئے باوجود شریعت میں صل نہ ہونے کے لاہل لہا ہو نیکا کوئی نہیں تاہم مباح ہے۔ (۳) الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر کی صفحہ ۳۸۔ مراد ایں قول وھذا القیام بداعتکام



بدعت حسنہ اسے چنانچہ صاحب سیرۃ حلبی بتصریح آں پر داخست و معنی لا اصل لہا۔ لا  
 نظیر لہا ای فی القرون الثلاثہ باشد الخ بلفظہ یعنی اس قول و هذا القیام بدعت لا اصل  
 لہا سے مراد بدعت حسنہ ہے جیسے کہ صاحب سیرۃ حلبی علیہ الرحمۃ نے اسکی تصریح فرمائی ہے۔  
 اور معنی اس لا اصل لہا کے یہ ہیں کہ اسکی کوئی نظیر نہیں یعنی قرون ثلاثہ میں  
 لیجئے یہ اصل حقیقت ہے آپ کے لا اصل لہا کی سارا کارخانہ آپ کے اصل ثابت ہو گیا  
 سارا کھیت اُجڑ گیا ۛ

اب میں وہ دلائل پیش کرتا ہوں کہ جو عبارت آپ نے سیرت شامی کی جرت عادیۃ  
 کثیرۃ الخ لکھی ہے۔ اور اس عبارت میں بھی آپ نے لا تقربوا الصلوۃ کی مثل کو ظاہر کیا ہے۔ شیخ  
 پہلی دلیل۔ جملہ جرت عادیۃ سے ایک قسم کا مستند ہونا اس عمل کی دلیل ہے جس پر  
 یہ کلمہ وارد ہوا ہے جیسے صاحب ہدایہ باب الاحرام میں فرماتے ہیں و بذالك جرت العادیۃ  
 الفاشیۃ وھی من احادی الحج یعنی اس کے ساتھ عادات جاری ہوئی ظاہرہ اور وہ ایک  
 دلیل ہے شرعیہ قطعیہ سے۔ یعنی اگر یہ عادات فاشیہ یعنی ظاہرہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے  
 ہو تو کمال درجہ کی قوی حجت ہے۔ اور اگر مابعد کی عادت ہو تو بھی سند ہے۔ جیسے حضرت عبد  
 بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ما راہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن یعنی  
 جس بات یا چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ پس تمام مسلمانان  
 و علماء کرام و صوفیائے عظام مالک اسلامیہ و حریم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً اس قیام  
 تعظیمی کو اچھا جانتے ہیں اور نیک و اچھا جان کر عمل کرتے ہیں۔ اگرچہ شخص دیوبندیہ یا دیوبندیۃ  
 انکار کریں تو کریں ۛ

دوسری دلیل۔ شامی علیہ الرحمۃ نے جو عادات کثیر اہل اسلام کی اس عمل پر فرمائی ہے وہ بھی  
 ایک دلیل ہے اس عمل قیام کے سند ہونے پر جیسے شامی علیہ الرحمۃ خشعی و شایخ درختار فرماتے  
 ہیں والاعتماد علی ما علیہ الجہم الکثیر یعنی یقین یا بھروسہ اُس پر ہوتا ہے جس پر جماعت  
 کثیر ہوتی ہے اسی کے مطابق یہ حدیث شریفہ ہے اتبعوا السواد الاعظم الحدیث  
 یعنی بڑی جماعت مسلمانوں کی پیروی کرو۔ پس سواد اعظم اور جماعت کثیر اس قیام تعظیمی



مولود شریف پر متفقاً عامل ہے ۔

**تیسری دلیل**۔ وہ کثیر جماعت (جبکہ عمل قیام تعظیم وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے) محبت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جن کی یہ عادت جاری ہو گئی ہے کہ جب مولود شریف میں ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں فوراً نہایت ذوق و شوق و محبت مافوق سے تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ اور احادیث شریف صحیحہ قطعہ سے ظاہر ہے کہ اہل ایمان اور کامل ایمان وہ محبین لوگ ہیں جن کو حضرت رسول کریم حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب زیادہ محبت ہے۔ جیسے فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین متفق علیہ۔ یعنی کوئی بھی شخص مومن نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ اور بیٹے اور تمام جہاں کے لوگوں سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ کرے گا۔ ایک دوسری حدیث میں من نفسه و مالہ کاللفظ بھی آیا۔ جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب نہ بنا لے گا تب تک مومن اور مسلمان ہی نہیں۔ پس یہ عمل قیام مولود شریف نجبت کی کثیر جماعت کی کامل دلیل اور حجت ہے ۔

**چوتھی دلیل** یہ ہے کہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس قیام کی وجہ صرف خاص تعظیم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ وآلہ وسلم کی لکھی ہے۔ جو سب مسلمانوں کو شرع میں مطلوب اور محبوب اور ضروری ہے۔ جسکی بابت خود اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ناطق ہے و تعزروہ و توقروہ اس سے قیام تعظیم کی اصل بھی ثابت ہو گئی۔ نیز یہ ثابت ہو گیا کہ شامی علیہ الرحمۃ کے لاصل لہا کہنے سے یہ مراد نہیں کہ اس قیام کے مستحق ہونے پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس پر جمہور علماء اور صلحا ائمہ کا اجماع ہے جو خاص محبت اور دلیل شرعی ہی پانچویں دلیل یہ ہے کہ دراصل جو عبارت سیرت شامی کی نقل کی جاتی ہے وہ امام علی بن ابیہان الدین حلبی کی کتاب النسان العیون فی سیرۃ الامین المامون کے صفحہ ۹۰ میں درج ہے۔ اس میں لفظ لاصل لہا کی شرح اس طرح ہے کہ دیکھی ہے جوت عادیۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیماً لہ صلی اللہ علیہ وسلم



وہذا القیام بدعتا اصل لہا ای لکن ہی بدعت حسنہ لہ نہ لیس کل بدعت مصلحت  
 وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس لصلوة التراويح فمعت البدعة  
 هذا الخ بلفظ الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۱۳۶۔ اکثر لوگوں کی یہ عادت ہے  
 کہ جب وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونیکا ذکر (مولد شریف میں) سنتے ہیں تو  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ اور یہ قیام بدعت ہے اسکے واسطے  
 اہل نہیں۔ یعنی لیکن یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی۔ کیونکہ فرمایا  
 ہمارے سردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کے لئے لوگوں کے جمع ہونے کو کہ یہ کیا  
 اچھی بدعت ہے ؟

لیجئے آپ کے اعتراضات کلمہ لا اصل لہا کے جوابات کافی سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ باقی  
 اثبات مولود شریف اور قیام تعظیمی کا قرآن شریف و احادیث سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
 و تابعین و تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے لیکر اس وقت تک (۱۳۳۷ھ) لکھا جائیگا جبکہ  
 آپ کے باقی اعتراضات کا جواب ختم ہوگا، انتظار کریں ۔

**قولہ۔** فتاویٰ تحفۃ القضاۃ میں ہے یقویون عند ذکر مولد صلی اللہ علیہ وسلم  
 ویزعمون ان روحہ صلعم یجئ وحاضو فزعمہم باطل بل هذا الا اعتقاد شرک  
 وقد منع الامم عن مثل هذا ترجمہ بنی علیہ السلام کی ولادت کے تذکرہ کے وقت کھڑے  
 ہوتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ روح آپ کی آتی ہے اور حاضر ہے یہ زعم ان کا باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد  
 شرک ہے اور منع کیا ہے اماموں نے ایسا فعل کرنے اور اعتقاد رکھنے سے بلفظ صفحہ ۳۰۔ سطر ۳۔

**اقول۔** مفتی جی! آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے بعد لفظ صلعم  
 اختصار و درود شریف کیا جو سخت خلاف شریعت اور بد بختی کی علامت ہے دوسرا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے بنی علیہ السلام کہتے ہیں۔ افسوس! آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کی کچھ بھی قدر اور وقعت نہیں۔ پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ آپ قرآن شریف و شریف پڑھا  
 نہیں کرتے۔ خیر! ولا تزدوا لذرۃ وزرا خدی۔

پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحفۃ القضاۃ کس بزرگ عالم کی تصنیف ہے۔



اور وہ کس زمانہ میں ہوئے کس مذہب کے تھے۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ایسی غیر معروف کتابوں کو پیش کرنا قابلِ سند نہیں۔ جیسے کہ آپ کے جدِ فاسد کی تحریر سے ایسی کتابوں کا ناہنجہ ہونا دکھلا چکا ہوں۔ ممکن ہے کہ کسی نے فرضی عبارت لکھ کر اپنے رسالہ میں اس کتاب کا حوالہ دیا جو نہ وہ کتاب ہو اور نہ ملے۔ اچھا اتنا فرمائیے کہ کس مطبع میں طبع ہوئی ہے یا قلمی نسخہ آپ کے پاس ہے۔ اگر قلمی ہے تو اسکے مصنف کا نام درج ہو گا۔ کیوں آپ نے اسکو نہیں لکھا۔ یہ کہتے کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی محفل میں تشریف فرما ہو تو شرک کس طرح ہو جائیگا۔ اور تشریف آوری کے لئے کونسے امور موانع ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کتاب بابی المذہب ہے اسی سبب اسکا نام نہیں لکھا۔ اور جو آپس میں یہ لکھا ہے کہ اماموں نے منع کیا ہے وہ کونسے امام ہیں؟ یا وہابیوں کی مسجدوں کے امام ہیں۔ ائمہ سے کہہ دینا یا رسالہ میں لکھ دینا اور بات ہے۔ اور ثابت کرنا اور بات۔ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیا البنی سمجھتے ہیں۔ اور جہاں وہ چاہتے ہیں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ بلکہ جہاں جہاں ذکرِ مبارک ہوتا ہے چاہیں تو تشریف فرمایا کرتے ہیں۔ بالخصوص مولود تشریف میں تشریف فرما ہوتے ہیں مسلمان اہلسنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے البتہ آپ لوگ اس عقیدہ کو شرک جانتے ہیں۔ نہ یہ نصیب ان لوگوں کے جو محافل مولید قائم کرتے ہیں۔ اب مسئلہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود تشریف میں تشریف فرما ہونا اس طرح پر ہے:-

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وسیری اللہ علیک ورسولہ (توبہ) یعنی کتاب ہے کہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول۔ یعنی تمام لوگوں کے اعمال جیسے اللہ تعالیٰ دیکھے گا ایسے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیکھیں گے۔

(۲) انتباہ الاذکیاء فی حیات الانبیاء شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۔  
انتظر فی اعمال امتہ والاستغفار لہم من السئیات والذاعابکشف البلاء عنہم  
والتورح فی اقطار الارض بحلول البرکۃ فیہا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ  
فان خلۃ الامور من اشغاله کما وردت بذالک الاحادیث والاثر بلفظ یعنی یہ بات  
احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ آپ نظر فرماتے ہیں اعمال امت میں ان کے گناہوں کی بخشش



مانگتے ہیں اور دفعِ بلا کے لئے دعا فرماتے ہیں اور حدودِ زمین میں پھرتے ہیں برکت دیتے ہیں اور جب امت کا کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو اس کے جنازہ پر تشریف لاتے ہیں اور آپ کے اشغال ہیں عالمِ برنج میں۔ اسی طرح احادیث و آثار میں وارد ہے :-

(۳) تفسیر روح البیان میں سورہ تبارک الذی کے آخر پر ہے :-

قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام لدا الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنہم بقدر ما اہل کثیر من الاولیاء یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالمِ زمین و آسمان میں مع ارواح صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء علیہم الرحمۃ سیر کرتے پھرتے ہیں بہت سے اولیاء کرام نے حضور کو بیداری میں دیکھا ہے :-

(۴) درمکین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث پہلوی حدیث ترمذی میں

ترجمہ یعنی خبر دی مجھ کو میرے والد سردار نے اور کہا انہوں نے ترمذی کہ خبر دی مجھ کو میرے پیر سید عبد اللہ قاری نے کہ کہا سید عبد اللہ نے کہ میں نے قرآن حفظ کیا ایک قاری زاہد سے جو جنگل میں رہتے تھے ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے اسنے میں عرب کے آدمی آئے ان کا سردار آگے نکلا اسنے قاری کا پڑھنا سنا کر کہا اللہ تعالیٰ برکت کرے تو نے قرآن کا حق ادا کیا پھر چلے گئے اور ایک آدمی دوسرا انہیں عربی لوگوں کی وضع کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات کو حضرت بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں وہاں کے قاری کا قرآن سننے جائیں گے جب اس آدمی نے یہ بات سنائی ہم نے جان لیا کہ وہ سردار جو آئے تھے وہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا :-

(۵) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث پہلوی کا ترجمہ

فرماتے ہیں دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر کاموں میں سامنے اپنے یعنی آپ کی اصلی صورت میرے سامنے ہوئی بار بار تو جان لیا میں نے کہ آپ کی روح کو طاف ہے بشکل بدن مبارک کے بن جاتی ہے اور یہ وہی بات ہے کہ جسکی طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہے یعنی حدیث میں کہ پیغمبر نہیں مرتے ہیں بیشک وہ نماز پڑھتے ہیں قبروں میں اور



حج کرتے ہیں اور وہ بیشک زندہ ہیں فقط :

(۶) مکتوبات امام ربانی حضرت ..... مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب

ہشتاد و دوم و دویست جلد اول - امروز در حلقہ یاد دہی میم کہ حضرت البیاس و حضرت

نفری : یا علیہم الصلوٰۃ والسلام - بصورت روحانیات حاضر شدند و بتلقی روحانی حضرت

خضر فرمودند کہ ما از عالم ارواحیم - حضرت سبحانہ تعالیٰ ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است

کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہائے کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح ماصد درمی یابد - بلفظ

(۷) ایضاً مکتوب نمبر دویست و بہت جلد اول - دریں اثنا عنایت خداوندی

در رسید و حقیقت معاملہ را کما یبغی وانمود - روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ و

علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ رحمت عالمیان است دریں وقت حضور ارزانی فرمود و تسلی خاطر

حزین نمود - بلفظ :

(۸) مواہب اللدنیہ صفحہ ۳۶۵ - مقصد عاشق کا ترجمہ عبارت عزلی کا اور کچھ

شک نہیں ہے ہمیں کہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم برزخ میں فرشتوں سے

بڑھکر ہے - یہ حضرت ملک الموت علیہ السلام قبض کرتے ہیں - لاکھ روہیں یا زیادہ ایک ہی

وقت میں اور نہیں روکنا انکو ایک روح کا قبض کرنا دوسری روح کے قبض کرنے سے - اور

وہ باوجود اس مشغولی کے متوجہ ہیں عبادت الہی میں تسبیح اور تقدیس کر رہے ہیں - پس ہمارے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اپنے پروردگار

کی اور سامنے ہیں اسکے ہمیشہ رہتے ہیں قربت میں - مزہ لیتے ہیں سننے خطاب الہی کا اور یہی حال

تھا آپ کا دنیا میں - ڈالتے تھے اُمت پر روشنیاں وحی الہی کی جو کچھ ڈالتا تھا اللہ تعالیٰ انہ

اور نہیں روکتی تھی انکو اُمت کی فیض بخشی اور خبر گیری اللہ تعالیٰ کی مشغولی سے :

(۹) انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

صفحہ ۳۰ - ترجمہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور خوش ہوتے ہیں اُمت کی عبادت

اور غمگین ہوتے ہیں زانیہوں سے - انبیاء کا مرجع استنباط ہے کہ ہماری نظر سے چھپ

گئے - اور واقع میں زندہ ہیں اور موجود ہیں مثل فرشتوں کے کہ وہ موجود ہیں اور انظر



کے مگر جس کی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم دکھلا دے وہ دیکھ لیتے ہیں۔ اھ

(۱۰) دلائل الخیرات فضائل درود شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ جو لوگ حضور سے دور اور نظر سے غائب ہیں یا آپ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود شریف کا کیا حال ہے وہ کس طرح آپ کو معلوم ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اجمع صلوٰۃ اہل محبتی واعرفہم وتعرض علی صلوٰۃ غیرہم عرضا یعنی میں سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا اور نہ جانتا ہوں ان کو۔ اور پیش کے جاتے ہیں درود دوسرے لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے

یہ ظاہر اور صاف ہے کہ مولود شریف اور قیام کی حالت میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ مولود شریف میں حاضر ہو نیوالے اکثر اہل محبت ہی ہوتے ہیں۔ ان کے درود شریف کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ اور نام بنام ان کو پہچانتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ فلاں موقع یا موضع یا قصبہ یا شہر یا مسجد یا گھر میں مولود شریف ہو رہا ہے۔ اب یہاں تشریف فرما ہونا ان کا آپ کی نظر میں شکل معلوم ہو رہا ہے اور ضرور ہے کہ منکین کو کسی روح مبارک یا جسم اطہر پہنچاتا اور انا بھی نہیں چاہا لیکن جو لوگ اہل محبت اور اہل کشف ہیں وہ برابر زیارت کرتے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہر انسان کی نظر بھی یکساں نہیں ہوتی۔ اور خاص کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان انکھوں سے دیکھنا جو فرشتوں کے جسم سے بھی الطف ہے محال اور واقعی محال ہے۔ لیکن جن بزرگوں آنکھیں دیکھنے کے قابل ہیں وہ بخوبی زیارت کرتے ہیں۔ وہ خوش نصیب ہیں۔ جب دیکھتے ان میں تاب ہی نہیں رہتی کہ وہ دیکھ کر بیٹھے رہیں فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ایسے بزرگ دنیا میں موجود ہیں جن کو یہ رتبہ حاصل ہے۔ لیکن اس جگہ ایک تذکرہ حضرت پیران پیر دستگیر شیخ شہید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا درج کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ دیکھنے اس پاک ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح دیکھتے ہیں بہت کتابوں میں اس تذکرہ کو لکھا ہے۔ لیکن صرف دو کتب معتبرات سے یہاں درج کرتا ہوں



(۱۱) مناجات النبوت ترجمہ اردو مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۷۵۔ سطر ۱۱ بہجت الاسرار میں جو تصنیف ابو الحسن علی بن یوسف شافعی کی ہے کہ درمیان اسکے اور حضرت غوث الاعظم کے دو واسطے ہیں۔ شیخ ابو العباس احمد بن شیخ عبد اللہ ازہری حلی سے لاتے ہیں کہ کہایئے شیخ ابو العباس نے کہ حاضر ہوا میں مجلس میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی۔ اور تھے مجلس میں مانند دس ہزار مرد کے اور بیٹھا ہوا تھا علی بن ہیتی۔ پس پکڑا اُسے نیند کی پینک نے۔ پس کہا لوگوں کو خاموش ہو۔ پس چپ ہو یہاں تک کہ سنی نہیں جاتی تھی ان سے مگر سالس اُنکی۔ پس نیچے اترے حضرت شیخ کرمی سے اور کھڑے ہوئے شیخ علی ہیتی کے دونوں ہاتھوں کے سامنے۔ اور گھور کر نظر کرنے لگے اُنہیں۔ بعد اسکے جاگا شیخ علی۔ اور کہا حضرت شیخ نے کیا تو نے رسول خدا کو دیکھا خواب میں۔ کہا ہاں دیکھا۔ کہا اسی واسطے ادب کیا میں نے اور فرمایا کس چیز پر وصیت کی تجھے حضرت رسول نے کہا وصیت کی اوپر تمھاری ملازمت کے۔ کہا شیخ علی نے لوگوں سے کہ جو کچھ دیکھا میں نے جواب میں اُسے شیخ نے بیداری میں دیکھا اور روایت کی گئی ہے کہ اُس روز سات کس اہل مجلس فوت ہوئے۔ بلفظ :

(۱۲) تحفہ قادریہ حضرت شیخ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۲۷ھ صفحہ

۸۷، ۸۵۔ سطر ۱۱۔ ایضاً نقل است از شیخ ابوسعید قلیولی رحمۃ اللہ علیہ۔ گفت در

مجلس حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر رضی اللہ عنہ بارہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

آلہ و اصحابہ وسلم و پیغمبران دیگر را بمشاہدہ مہمیدیدم الخ بلفظ صفحہ ۸۴ سطر ۵ :

دیکھے۔ حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیداری

دیکھا ظاہری آنکھوں سے مجلس میں تشریف فرما مدینہ منورہ سے بغداد شریف میں زیارت

کی۔ اور دیکھتے ہی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے :

اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور تعظیم کے لئے کھڑا

ہو جانا بھی ثابت ہو گیا۔ ہم لوگ ان اہل کشف کی پیروی کرتے ہیں۔ گو ہمیں حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آویں :



(۱۳) الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم شیخ محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ  
 بہاجر مکی صفحہ ۱۷۰ سطر ۱۸۔ وکتب مولینا محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ فی مکۃ  
 الشریفیۃ نعم یجب القیام عند ذکر ولادۃ صلی اللہ علیہ وسلم لما استحسنتہ  
 العلماء الاعلام وقدوة الدین والاسلام فذاکروا عند ذکر ولادۃ صلی اللہ علیہ  
 وسلم یحضور روحانیۃ صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذالک یستحب التعظیم والقیام  
 واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ بلفظہ یعنی البتہ ہاں قیام کرنا وقت ذکر ولادت صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علماء اعلام وقدوة الدین والاسلام نے اسکو  
 مستحسن کہا ہے۔ اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت مولود شریف  
 میں آپ کی مقدس روح حاضر ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم کے لئے قیام کرنا  
 واجب ہے۔

دیکھئے۔ یہاں قیام تعظیمی واجب ہے۔ اور مولود شریف حاضر ہونا آخرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاف صاف ثابت ہے۔ یہی عمل اہلسنت وجماعت کا ہے۔  
 (۱۴) شرح شفا جلد ثانی حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری۔  
 (فصل فی المواطن سیحب فیہا الصلوۃ والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) قال  
 ابن دینار وهو من کبار التابعین المکتبین وفقہائہما ان لم یکن فی البیت احد  
 فقل السلام علی النبی رحمۃ اللہ وبرکاتہ ای لان روحہ علیہ السلام حاضر  
 فی بیوت اہل الاسلام الخ الدر المنظم صفحہ ۱۷۱۔ سطر ۱۔ یعنی کتاب شرح شفا  
 میں جو علامہ ملا علی قاری کی شرح ہے۔ کہا ابن دینار نے جو کبار تابعین مکہ کے اور فقہاء میں  
 سے تھے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کو ملنے کے واسطے جائے اور اس گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو پلوں  
 کہنا چاہیے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی روح پاک ہر اہل اسلام کے گھر میں حاضر اور موجود ہوتی ہے۔  
 لیجئے یہ دلائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور قیام تعظیمی  
 کے لئے کافی ہیں۔ لیکن ایک دو اور بھی لکھ دیتا ہوں۔



(۱۵) مباحث النبوت جلد دوم حیات الانبیاء بعد از ثبات حیات حقیقی جسمی دنیاوی اگر بعد از ان گویند کہ حق تعالیٰ جسد شریف را حالتی و قدرے بخشیدہ است کہ در ہر مکانیکہ خواہد تشریف بخشد۔ خواہ بعینہ یا بمثال خواہ بر آسمان یا بر زمین خواہ در قبر یا در صورتے دار و باوجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ممہ حال - ۱۵ - بلفظ -

(۱۶) شرح الصدور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ولما مشاہدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقہا خبر فی الثقات من اهل الصلاح انہم شاہدوہ صلی اللہ علیہ وسلم مراراً قراۃ المولود الشریف وعند ختم القرآن - بلفظ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری یا حضری کا مشاہدہ پس بیشک خبر وی مجھے ثقہ صالح لوگوں نے کہ مولود شریف کے پڑھنے اور ختم قرآن شریف کے وقت بار بار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور زیارت کی ہے - (منکرین کو خدا ہدایت کرے) چ

اب ایک خلیجان باقی رہی ہے جو منکرین کو پیدا ہوا کرتا ہے - وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے مواقعات کی خبر کس طرح ہوتی ہوگی - جبکہ وہ ایک ہیں اور ایک روح انکی ہزاروں لاکھوں جگہ دنیا میں جہاں جہاں محافل مولید ہوتی ہیں سب جگہ کس طرح حاضر ہوتی ہے - اسکے پہلے اگرچہ آچکا ہے کہ آسمان و زمین میں جہاں جہاں تشریف لیجا ہیں اور حضرت ملک الموت کی قدرت و طاقت سے بھی انکی طاقت و قدرت زیادہ ہے تمام مخلوق انکے سامنے ہے - یہ بات تو ادنیٰ ادنیٰ خادمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حاصل ہے کہ وہ ایک آن میں ہزاروں لاکھوں جگہ پر حاضر ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں - کیونکہ کیونکہ نفس ناطقہ کا ابدان مثالیہ میں چند مکانات میں ظاہر ہونا اور لطائف کا متحہ ہو کر ظاہر ہونا مسلم الثبوت ہے - دیکھیے حضرت عارف ربانی امام مجدد الف ثانی آپ کے امام الطائفہ کے پیران پیر اپنے مکتوبات میں اس طرح فرماتے ہیں :- رحمۃ اللہ علیہ -

(۱۷) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۱۶ - ہر گاہ جن بیان را بقدر اللہ سبحانہ ایں قدرت جو کہ تشکل اشکال گشتہ



امال غریبہ بوقوع آرند از روح کمل را اگر این قدرت فرماید چه محل تعجب است و چه احتیاج  
بدن دیگر ازین قبیل است۔ آنچه بعضی اولیاء اللہ نقل می کنند کہ در یک آن در امکان  
متعددہ حاضر میگردد و افعال متباینہ بوقوع می آرند۔ اینجانب طائف  
ایشان بتجدد باجاء مختلفہ و متشکل اشکال متباینہ میشوند و این شکل گاہ در عالم شہادت بود  
و گاہ در عالم مثال چنانچہ در یکشب ہزار کس آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام  
بصور مختلفہ در خواب می بیند و استفادہ می نمایند از این ہمہ تشکل صفات و لطائف  
وست علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی و همچنین مریدان از صورتی  
پیران استفادہ می نمایند و حل مشکلات می فرمایند۔ بلفظ۔

(۱۸) مکتوبات ایضاً۔ مکتوب نمبر پنجاہ و ششم (۵۸) جلد ثانی اولیائیکہ  
صاحب علم کشف اند جانزہست کہ بر بعضی خوارق خود اطلاع پیدا نہ کنند بلکہ صور مثالیہ  
ایشان را در امکان متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کار ہائے عجیبہ و غریبہ ازاں صور  
بظہور آرند کہ صاحب آن صور را از امتہ اصلاً اطلاع نیست۔ الخ۔ بلفظ۔

دیکھیے ان مکتوبات میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کیا فرما رہے ہیں۔ پیر صاحبان  
کی رو میں اپنے مریدوں کے پاس تشریف لاتی ہیں اور اپنے مریدوں کی حل مشکلات  
فرماتی ہیں۔ اور آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا  
اور حل مشکلات اپنی امت کا کرنا محال ہے۔ افسوس ایسی سمجھ اور وہابیت پر۔

اب میں زیادہ طوالت نہیں چاہتا۔ اگر تمام بزرگ اولیائے کرام علیہم الرحمۃ  
کے اقوال و افعال درج کروں ایک دوسری کتاب بھی کفایت نہ کرے۔ لیکن صرف  
ایک بات کی دستاویز آپ کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم  
سے دکھلا تا ہوں۔ تاکہ آپ کو کیفیت پوری حاضری بزرگان کی معلوم ہو جائے وہ لکھتے  
ہیں کہ ہمارے مرشد ارشد سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو مرید بنانے اور اپنے حلقہ طریقت  
میں داخل کرینے کی آرزو میں حضرت پیران پیر شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ بغداد  
شریف سے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند یہ علیہ الرحمۃ بخارا شریف سے دہلی







لایا والے اپنے ایمان سے خارج ہیں۔ دوسری بات آپ کے امام مولوی اسماعیل نے آپس یہی کہ  
حضرت پیران پیر غوث الثقلین لکھ دیا۔ جو غوث کے معنی فریادرس کے ہیں اور  
ثقلین کے معنی دونو گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں تو حضرت پیران پیر  
دونوں گروہوں جنوں انسان کے فریادرس ہیں پس انہوں نے غضب  
کر دیا خدا کو چھوڑ کر انکو فریادرس قرار دیا۔ اب تو آپ کے فتوے کے مطابق کافر کو  
لکھتے فتوے۔

**قولہ۔** بہجۃ العشاق میں ہے ما یفعل العوام من القیام عند ذکر وضع خیالنا  
علیہ السلام لیس بشی بل ہو مکروہ۔ ترجمہ۔ بنی علیہ السلام کے تذکرہ ولادت کے وقت  
جو عوام قیام کرتے ہیں ایک یہود وہ فعل ہے جو کہ مکروہ ہے۔ طریقۃ السلف میں ہے وقد  
احدث بعض الجہال المشایخ اموراً کثیرۃ لا یجد لها اثر ولا اسماء فی کتب ولا  
فی سنة منها القیام عند ذکر ولادۃ سید الانام علیہ السلام۔ ترجمہ جاہل صوفیوں  
نے بہت سے ایسے نئے امر میں ایجاد کئے ہیں جنکا کچھ بھی نام و نشان قرآن و حدیث  
میں نہیں۔ ایک ان میں کا قیام ہے بنی علیہ السلام کی ولادت کے وقت۔ بلفظ صفحہ ۳۳ سطر ۹

**اقول** مفتی جی! ان دو عبارتوں کی بعض غلطیوں پر توجہ نہ کر کے میں کہتا ہوں کہ  
یہ دونوں عبارتیں کسی جو بیوری اور گجراتی و بابیوں کی کتابوں سے آپ نقل کی ہیں۔  
معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفوں اور آپ کے نزدیک مولود شریف میں قیام کرنا جاہل  
صوفیوں نے ایجاد کیا ہے۔ کیا حضرت امام تلج الدین سبکی حضرت پیران پیر قدس سرہ  
حضرت امام جلال الدین سیوطی حضرت ملا علی قاری حضرت شاہ ولی اللہ محدث  
دہلوی۔ حضرت شیخ عبدالعزیز۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی و دیگر علماء  
کرام و مفتیان حریں شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً اربعہ مذاہب و سلاسل  
اربعہ طریقت مشرب بادشایان امصار مصر۔ روم۔ شام۔ عرب۔ اندلس۔ جدہ۔ مدینہ  
بغداد۔ بصرہ۔ ہندوستان۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جاہل صوفی تھے یا اب  
ہیں۔ ایسی شوخ چشتی اور زریدہ دہنی آفتاب نیم نہ زیر خاک ڈالتا آپ لوگوں کا ہی کام



ہے۔ اچھا یہ بتائیے کہ تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ  
سہاجر مکی بھی جاہل صوفی تھے۔ جن کی نسبت آپ کے علماء دیوبند نے ان مندرجہ ذیل  
خطبات سے مخاطب کیا ہے:-

(الف) کتاب ارشاد و مرشد مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے ٹائٹل پر  
لکھا ہے:- از تصانیف قطب زمان غوث دوران سالک سالک شریعت و اقیانوس  
عارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ  
تھانوی چشتی قادری نقشبندی سہروردی دامت فیوضہم۔ بلفظ :-

(ب) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ مطبع محبتانی دہلی کی پیشانی پر اس طرح  
لکھا ہے:- از افادات منہج الفيوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدم المحققین فی احوال  
سیدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب مدظلہ العالی علینا۔ بلفظ :-

(ج) مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۷۲ سطر ۵ پر اس طرح لکھا ہے  
حضرت حجۃ الاصفیاء تاج الاولیاء زبدۃ المقربین عمدة الواصلین شمس الحقیقۃ والعرفان مدد  
الطریقۃ والاحسان حجۃ اللہ تعالیٰ الباقیہ بریان الملتہ المستقیمۃ مرجع العالم بمنہج الفيوض والبرکات  
بحر الحقائق والاثر منہج العلوم والانوار صاحب المقامات العلیہ والافضال والدرجۃ الرفیعۃ  
العلیہ ایقظ القلب الا فحیم مولانا و سیدنا الحاج الشاہ امداد اللہ الفاروقی الحبشی الہادی  
فی المساکن المعظمۃ لازلت تمویس فیضہ و بدور مکارمہ طالعۃ۔ بلفظ :-

کہیے! آپ ایسے اوصاف و خصائص و فضائل تاج الاولیاء حجۃ الاصفیاء و حجۃ اللہ الباقیہ  
مکارم و مراتب کو آپ کے علماء خطابات لکھ رہے ہیں۔ یہ بزرگ بھی جاہل صوفیوں میں شمار  
ہیں۔ جو پرے درجہ کے شائق اور محب مولود شریف اور قیام تنظیمی کے دلدادہ ہیں اور  
باقی مولوی دیوبندی جو پیوری اور گجراتی بھی انکو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یا بالخصوص مولوی خلیل  
صاحب دو بکر مولوی صاحبان جو اپنے پیر و مرشد کی ایسی تعریف کر رہے ہیں اور قطب  
اور غوث دوران الفاظ کلمات شریک و با بیلہ لکھ رہے ہیں اور ادھر اس کی تعلیمیں ٹوٹ  
جائیں یا تھکے چھڑ جائیں اور انکیں پھوٹ جائیں جگر کھسٹ جائیں جو کبھی بھی ایسی تعریف



آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھ سکیں۔ بلکہ نقل کفر کفر بنا شد یہ برملا کہیں کہ وہ  
 ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ مولود شریف میں انکا قیام تعظیمی کرنا کھنیا کے جنم کے  
 برابر انکا علم غیب جیوانوں چار یا پوں لڑکوں پاگلوں کے برابر ہے۔ ان کا نماز پڑھتے ہوئے  
 خیال آجانا بیل اور گدھے سے بدتر۔ انکو علم اردو و علماء دیوبند کے ملنے جلنے ان سے بات  
 چیت کرنے سے آگیا رشاگردوں کے برابر وہ جملہ بنی آدم کے برابر وغیرہ و غیرہ لعیاد و باد  
 میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بقول جو بنوری یا گجراتی کے جنکی کتابوں کی عبارتیں آپ نے  
 لکھی ہیں حضرت شاہ ادا اللہ علیہ الرحمۃ کو بھی عوام جہال صوفیوں میں شمار کرتے ہیں۔  
 تو یہ مندرجہ بالا تعریفیں لکھنے والے کاذب اور بطل ہیں اور اگر سچے ہیں تو آپ احد  
 ایک ہی بچہ العشاق اور طریقہ السلف کے مصنف و بشرطیکہ کوئی کتابیں ہوں جو بنوری  
 اور گجراتی کاذب اور بطل ہیں کہتے آپ کس طرف ہوتے ہیں۔ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن  
 جان عذاب میں ہے ۵

دو گونہ رنج و عذاب است عاجزوں  
 بلائے صحبت لیلے و فرقت لیلے  
 مگر میرا یقین اس پر ہے کہ حضرت حاجی حافظ شاہ ادا اللہ علیہ الرحمۃ واقعی دے  
 ہی تھے جیسے کہ ان کی تعریفیں لکھی گئی ہیں۔ اب باقی فیصلہ آپ کر لیں ان میں  
 کون کاذب اور بطل ہے ؟  
 اب میں اس جگہ صرف ایک تحریر نہایت مختصر شاہ ادا اللہ علیہ الرحمۃ کی مولود شریف  
 اور قیام تعظیمی کی بابت لکھتا ہوں۔ اور باقی دوسرے قیاموں پر ہونگی۔ دیکھئے وہ کیا  
 فرماتے ہیں۔ وہو اندا۔

میں خود مولود شریف پڑھو آتا ہوں اور قیام کرتا ہوں۔ ایک روز  
 میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد ویر  
 کے مجھے ہوش آیا تب بیٹھا۔ مرقومہ۔ ۱۳ ربیع الآخر ۱۱۳۰ھ الزوار سلطانہ

صفحہ ۳۲۴ سطر ۱۷

دیکھئے۔ اور انکو کھل کر بلا حظہ کیجئے۔ حضرت حجتہ الاصفیہ تاج الاولیاء علیہ الرحمۃ کی عبادت



کی حیاء اور زبدۃ المقرین و عیۃ الواصلین کا ارشاد لازم الانقیاد اور حجتہ اللہ البالغہ کا فرمان  
حضرت بحر الحقائق والا سرار کا سمجھنا اور مصدر العلوم والا نوار کی تحریر پہلے نظر اور الصدیق الاعظم  
والقلب الاحم کی تقریر صحیح و پر تاثیر اور قطب زماں اور غوث دوران کے فرمان واجب الاذعان  
کو اور شرم کیجئے۔ وہ شرم نہیں جو آپ کے بازار میں شرک کے نرخ پر ٹکے سیر پکیتی ہے بلکہ وہ  
شرم جو الحیاء من الایمان کی دوکان پر ملتی ہے اور اپنے دونوں مصنفوں کو بھی سمجھائیے  
جو مولود شریف کریموالوں اور قیام تعظیمی کے آداب بجالانیوالوں کو جو اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل  
اور صوفی کامل تھے اور میں سبکو صوفی جاہل بنا دیا اور بڑے بڑے بادشاہوں اولی الامر و  
اماموں عالموں، بزرگوں، متقیوں، مفتیان عرب و عجم اور اپنے پیرو مشردوں کلہم کو یہود  
فعل کریموالے عوام اور جاہل صوفی لکھ دیا۔ تاثرات الیہ راجعون۔ خدا ہدایت کرے۔  
اب رہا آپ کا مطالبہ نمبر ۱۳ صفحہ ۳۰۔ سو اسکا جواب اس میں پورے طور پر آچکا ہے  
ابن حجر کی مدخل بھی غلط ثابت ہوئی۔ اور آپ کے امام فالہانی جو اول المنکرین میں سے ہیں۔  
یا امام المنکرین ہیں۔ انکا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہو گیا جو اسے حضرت مظفر الدین سلطان  
اریل علیہ الرحمۃ پر الزام فاسق و فاجر ہونے کے دگائے تھے۔ پورا پورا حال ظاہر ہو گیا۔ اور  
اور حضرت امام مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے جو عبارت تاہم ہی سے برج کی بقیں  
انکا بھی پورا جواب ہو کر اہتیں کے مکتوبات سے مولود شریف جائز ہونا ثابت ہو گیا۔  
بلکہ سماع بھی۔ اور سیرت شامی کی عبارت کا خلاصہ مطلب بھی پورے طور پر آگیا۔ اور  
تحفۃ التقنات اور زیجہ احشاق و طریقت اسلف کا خاکہ بھی خوب کھینچ گیا۔  
اس میں ایک بہت ضروری بات جو آپ کے دائرۂ اغماض کے  
چھوڑ دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مولوی رشید احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
مولود شریف اور قیام تعظیمی کو گھصیا کا جنم لکھا ہے۔ اسکی دلیل اولہ اربعہ قرآن۔ حدیث۔  
اجماع امت۔ قیاس مجتہدین سے کوئی دلیل ہے۔ یہ تشبیہ کس دلیل سے ثابت ہے  
اور پہلے بھی کسی شخص نے ایسی تشبیہ قبیح دی ہے۔ اس تشبیہ سفیہ سے تمام مسلمانان سائے  
سو سال سے لیکر اس وقت تک کو کافر اور مشرک بنا دیا۔ مولوی رشید احمد کی اصل



مبارت یہ ہے :-

پس یہ ہر روز کا اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کھنیا کی ولادت ہر سال کی ہے یا مثل روافض کے ہے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بنتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھکانہ یہ خود حرکت قبیحہ قابل یوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوسے۔ وہ تاریخ معینہ پر کرتے ہیں۔ انکے یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔ باقہ فتوے رشید احمد مطبوعہ لکھنؤ بیعتہ

اس کا کوئی جواب آپ نے نہیں دیا کہ کس آیت یا حدیث سے یہ تشبیہ ناپاک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کے ساتھ دی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد سے یہ کمی رنگی بھی تو آپ نے پوری کی ہوتی۔ جیسے آپ ترجمانی کرتے آئے ہیں۔ مگر افسوس آپ کے بزرگ ایسے ہی ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کریں انکی توہین اور ابانت میں اپنا نامہ سیاہ کریں پھر بھی انکی بزرگی میں کوئی کمی واقع نہ ہو بلکہ زیادت ہو۔ اور علامہ زمان بکٹاے دوران شیخ اجل کے بڑے بڑے القابوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جائیں۔ ان الفاظ ناپاک یہ ولادت مثل ہنود کے ہے۔ سانگ کھنیا کے جنم کا۔ یا مثل روافض حرکت قبیحہ۔ قابل یوم۔ حرام۔ فسق خرافات۔ ہندوؤں سے بڑھ کر۔ پر غور کیجئے۔

اچھا کہئے۔ یہ مولود شریف مثل ہنود کے کس طرح ہدیٰ۔ اور پھر سانگ کھنیا کے جنم کا کس طرح ہوا۔ ذرا تشریح کیجئے اور مثل کو بیان کیجئے کسی ہندو پنڈت یا سمجھدار کو پوچھا ہوتا کہ کھنیا جی کا جنم کس طرح کیا کرتے ہیں۔ یا کہ گھر میں ہی بیٹھ کر ایسی ایسی مثلیں اور تشبیہیں بنائیں دیکھو میں بتا ہوں کہ کھنیا کا جنم ہندو لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ جنم اسٹی کے روز رات کو ایک پھل خیار (کھیرا) لیکر اس کو درمیان میں سے چیر کر کرشن یا کھنیا کے بت کو آسمیں رکھ دیتے ہیں۔ اور صبح کو اس خیار کے پیٹ میں سے نکال لیتے ہیں اور کہتے کہ کھنیا نے جنم لیا یا کھنیا کا جنم ہو گیا یعنی کھنیا پیدا ہو گیا۔ یہ ہے کھنیا کا جنم جسکے ساتھ



تشبیہ دیکھی ہے۔ اب بتلاؤ کونسا مسلمان آپ کے گنگوہ یا دیوبند اور انبیہ یا تھانہ بھون میں  
ایسا کرتا ہے جسکی تشبیہ دیکھی ہے کہ مولود شریف میں ایسا کیا جاتا ہے ؟

ہذا جہتان عظیم لاجول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ایسے ہی مثل روافض کے تشبیہ میں بھی یہودہ اور لغو ہے۔ بتلاؤ مولود شریف  
میں کونسا تعزیر بتایا جاتا ہے۔ اور کون سے ڈھول اور تاشے بجائے جاتے ہیں۔ تشبیہات کے  
دینے میں بھی مولوی رشید احمد کمال رکھتے تھے۔ اور ان کے چیلے ایسی تشبیہات غیر منطقہ  
پر قربان ہوتے رہتے ہیں ؟

دوسرے بتلاؤ کہ مولود شریف سب سے پہلے اس ہدایت کذا  
سے حکم بادشاہ و بنیدار اعلیٰ لامر کے نکلے ہوا۔ بڑے بڑے مشاہیر مشائخ و علماء  
فضلا و صلحا و سلاطین نے اسکو عمل خیر و برکت جان کر اس پر مدد و مست کی  
جہاں کہنیل کے حال کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور تعزیر روافض کا ذکر وہاں کی  
جانتا بھی نہیں۔ پھر کہنیا کا جنم کس طرح تشبیہ قبیح میں ہوا۔ اور کیا بھکر یہ تشبیہ  
ناپاک دیکھی۔ یہ محض کمال و وبال اسکا خانہ زاد ہے۔ اور یہ بھی فرما دیا کہ یہ حرکت  
قبیح قابل لوم۔ حرام۔ فسق۔ خرافات ہے۔ آفرین ہے مولوی صاحب کی درفشانی پر۔  
خدا ایسی تحریر ناپاک کا ثواب اتنی رنج پر جہاں کہیں ہو وارد کرتا رہے۔ اور مریدوں اور معتقدوں  
کے اعمال ناموں میں درج ہوتا رہے۔ اور پھر مولوی صاحب نے یہ بھی حسن کلامی فرمائی کہ  
یہ لوگ اس قوم (یہود) سے بھی بڑھکر ہوئے یعنی صرف کافر اور مشرک کہنے سے بھی سیری  
نہ ہوئی۔ تو فرما دیا کہ یہ لوگ کافروں سے بڑھکر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو  
لوگ مولود شریف کرتے ہیں۔ اور اس میں حاضر ہوتے ہیں اور قیام تعظیمی کرتے ہیں خواہ وہ  
عرب کے ہوں یا عجم کے خواہ حرمین شریفین و شہر بصرہ کے ہوں یا بغداد کے یا شام و روم  
کے ہوں یا بیت المقدس کے خواہ ان کے پیروں شد ہی کیوں نہ ہوں سب کافروں  
سے بھی بڑھکر ہوئے۔ العیا فی اللہ۔ کیا خوب باتام دنیا کے مسلمان کافروں سے بھی بڑھکر  
اور یہ مولوی صاحب اکیلے اور یہ شرف مر قلیلہ مٹھی بھر واپی مسلمان !! اللہ اللہ !!



اب میں اس تشبیہ ناپاک کے متعلق کچھ علماء کے اقوال دکھلاتا ہوں کہ ایسے تشبیہ دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے۔

(۱) اشباع الکلام مصنفہ حضرت مولانا شاہ سالار مستی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ مولوی ابوالحسن قزوینی پانی کے اس تشبیہ کی رائے لکھا گیا۔ وہ ہونذا بین یحزنانیہ او بانہی شناسن کما وہ یحزنانیہ و یحزنانیہ۔ در ماہ ربیع الاول تشبیہ بحکم کھنیا وادہ روئے بیاض و بچہ نامہ اعمال خود نشان سیاہ ساختہ اندیکمال اسات ادب پر داختہ اند۔ ازین بیجا کان و ریدہ و تہن دور نیست کہ تقبیل حجر اسود و طواف کعبہ را پو جا ہنومان و نہا ورمہا دیو گویند نعوذ باللہ من تلافی الہفوات و الکفریات و تشبیہ بحکم کھنیا وادہ بے تکلف باب جہنم بر روئے خود کشادہ است بلقطہ از کتاب تحقیق الحق مطبوعہ کابینہ صفحہ ۲۰۱۔ سطر ۲۷۔

(۲) زبدۃ الخراسانی اشبال الولد و القیام الملقب تحفۃ الاحمدیہ فی میلاد المحمدیہ مولفہ مولانا مولوی اختر حسین شاہ آبادی مطبوعہ ۱۲۹۵ھ صفحہ ۳۲۔ ۳۳۔

(الف) جو شخص بوجہ تعصب و عناد کے مشابہ کرتا ہے اس مجلس خیر بنیاد کو سا فقہ جہنم کھنیا کے سر اسر اسکی عداوت بشان صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ کہاں یہ مولود پاک کا وہ جہنم ناپاک۔ بیت۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کجا مہدی کجا و جال ناپاک۔ کیفیت ان بے ادلوں کی مفہوم عبارات ان فتاوے سے خوب ظاہر ہوگی۔ اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی شئی کان کافرا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم شئی فقد کفر و عن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشعر من شعراتہ فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر (قاضی خان) جب عیب کرے کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی شے میں تحقیق کافر ہوا۔ کہا بعض علماء نے اگر یال مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تصغیر صغیر ہو کہا تحقیق کافر ہوا۔ اور روایت ہے ابی حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جسے عیب دیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بال



بالوں سے آپ کے پس تحقیق کافر ہوا۔ اور ذکر کیا گیا اہل میں کہ تحقیق دشنام بنی صلی اللہ  
والہ وسلم کی کفر ہے۔ (یہ عبارت قاضی خاں کی ہے) بلفظ ۳۵

(ب) والکافر بسبب النبی من الاشیاء لا نہ یقتل حدا ولا یقبل توبته مطلقاً  
ولو سب الله تعالى قبلت لا نہ حق الله تعالى والا اول العبد لا یزول بالتوبة  
رحم مختار اور جو شخص کافر ہوا اور گالی دینے کسی نبی کے انبیاء میں سے تحقیق قتل کیا جائیگا۔  
بنا بر حد کے۔ اور نہیں قبول کیجائیگی توبہ اسکی کسی طرح بھی۔ اور اگر گالی دی اللہ تعالیٰ کو قبول  
کیجائیگی توبہ اس کی۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینا حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور یہاں یعنی گالی دینا  
انبیاء کو حق العباد ہے نہیں ہوگا زائل بوجہ توبہ کرنے کے۔ بلفظ ص ۳۴ و ۳۵

(ج) ہر آئینہ عبارات فتاویٰ قاضی خاں اور اشیاء الذنائر اور جھوٹی اور درختی کی بہ  
کیفیت منکرین تشبیہ و سہندگان مولود پاک آنصاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی ساتھ جہنم کنھیا کے معلوم ہوا۔ کہ گھٹا یا مرتبہ صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کو بایں طور کہ گالی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صریحاً کیونکہ نسبت مولود پاک ساتھ  
جہنم کنھیا کے عین دشنام ہے اور بدیں عنوان بغض رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
سے اسلئے کہ اگر مجتہدین سے ہوتا ہرگز مرتکب ایسی مشابہت کا نہ ہوتا پس بموجب مفہوم عبارت  
سند جہر صدر واجب القتل ہوا۔ سلطان اسلام اسے قتل کرتا۔ بصورت نہ تائب ہوئی  
بلفظ صفحہ ۳۵ ۳۶

(۳) سیف النبی علی سائب النبی مطبوعہ حمیدہ پریس لاہور صفحہ ۳۷۔

قال فی الخلاصة فی المحيط من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھا ہانہ  
او عابہ فی امور دنیہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سوا کان الشا  
من امتہ او غیرہا سوا کان من اهل الکتاب او غیرہا ذمیاً کان او حرماً  
سوا کان الشتم اولاھا نہ او العیب صاحباً عنہ عمداً او سرہوا او غفلت او جہلاً  
او ہزلاً فقد کفر خلوجاً بحیث ان تاب لہ یقبل توبتہ ابد الا عند اللہ ولا عند  
الناس وحکمہ فی الشریعة المطہرۃ عند المتأخرین المجتہدین اجماعاً وعند اکثر



المتقدمین القتل قطعاً الخ بلفظ صفحہ ۳ :

یعنی خلاصہ اور محیط (معتبرات) میں ہے کہ جو کوئی گالی دے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا اہانت کرے یا کوئی عیب لگائے دینی امور میں یا آنکے جسم مبارک پر یا اسکی کسی صفت پر یا اسکی ذاتی صفات میں برابر ہے کہ گالی دینے والا اُمتی ہو یا کوئی اور برابر ہے کہ وہ اہل کتاب ہو یا ذمی یا حربی اور برابر ہے یا یکساں ہے گالی دینا یا اہانت کرنا یا عیب لگانا خواہ عمد ہو یا سهواً یا غفلت سے یا کوشش سے یا تسخیر سے پس ایسا شخص ہمیشہ کے لئے کافر ہو گیا یہاں تک کہ اسکی توبہ بھی قبول نہ کی جائیگی نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک اور حکم اسکے لئے شریعت میں اکثر متقدمین و متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً مطلقاً قتل کا ہے :

(۴) ایضاً صفحہ ۴ سطر ۶۔ قال فی ذخیرۃ العقبة فی الميسوط عن عثمان بن كنانة من شتم النبي صلی اللہ علیہ وسلم قتل ولم يستتب انتهى وحكمه ان يقتل ولا يقبل توبته وهذا اكله اجماع من العلماء وائمة الفتوى من بلاد الصحابة الى حكم جراً۔ اهـ۔ بلفظہ :

یعنی ذخیرہ میں ہے اور مبسوط میں عثمان بن کنانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے وہ قتل کیا جائے اور اسکی توبہ قبول نہ کی جائے اور حکم اسکے لئے یہ ہے کہ وہ قتل کیا جائے اور اسکی توبہ قبول نہ کیا جائے اور اس پر تمام علماء کا اور ائمہ فتویٰ کا اجماع ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اب تک :

(۵) ایضاً صفحہ ۴ سطر ۹۔ قال فی دس الحکام اخ اسبہ او واحدا من الانبياء

صلوة الله وسلامه عليهم اجمعين مسلم فانه يقتل حداً ولا توبة له أصلاً سواء بعد القدرة عليه الشهادة أو جاعاً تائباً من قبل نفسه كالزنا بق لا منه حد واجب فلا يسقط بالتوبة ولا يتصور فيه خلاف لا حد لا منه حد تعلق به حق العبد فلا يسقط بالتوبة كسائر حقوق الاورميدين وكحد القذف لا يزول بالتوبة بخلاف الا تدا اذ فانه معني ينفور به المرتدا وهذا امدا ذهب ابى بكر الصديق و



الامام الاعظم والثوری و اهل الکوفۃ . بلفظہ :

یعنی در الحکام میں ہے کہ جب کوئی گالی دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کسی ایک نبی کو انبیاء علیہم السلام میں سے مسلمان شخص تو وہ حد قتل کیا جائے۔ اسکی توبہ ہرگز قبول نہیں۔ برابر ہے کہ اسپر شہادت گذر جائے یا وہ خود توبہ کر کے آئے مثل زندیق ابوہریرہ کے اسلئے اس پر عہد واجب ہے وہ توبہ کرنے سے دور نہیں ہوتی اور اس میں کسی کا بھی خلاف نہیں۔ کیونکہ حد تعلق رکھتی ہے بندہ کے ساتھ وہ توبہ کرنے سے نہیں ٹوٹتی جیسے کہ آدمیوں کے اور حق حد قذف کہ توبہ کرنے سے زائل نہیں ہوتی بخلاف ارتداد کہ وہ ایسی بات ہے جسے مرتد کی ذات سے تعلق ہے۔ یہی مذہب ہے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہما کا اور ثور اور اہل کوفہ کا رضی اللہ تعالیٰ عنہم :

نقل فتوے اس شخص کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولود کو کھنیا کے جنم کے ساتھ تشبیہ و تمثیل سے سب سے اول مفتی دیوبندی مولوی اب میں ایک فتویٰ علماء کرام کا نقل کرتا ہوں جو کھنیا کے جنم کی تشبیہ دینے والے کے حق میں ہے جو مولود شریف کیساتھ تشبیہ دیتا ہے جس سے سب سے اول مجیب دیوبندیوں حکیم الہیہ اور ولایت اور رسالت میں معزز اور مفخر ہیں۔ ولایت تو اگلی مہر سے واضح ہے یعنی زکریا و اولیاء اشرف علی ہے اور نبوت و رسالت میں انکی تصدیق نعوذ باللہ کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ سے ہوتی ہے۔ جو انکے مرید پڑھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ طیبہ انکی زبان پر ہی نہیں چڑھتا جب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ۱۳۰۹ھ میں مدرسہ جامع العلوم کانپور میں اول مدرس تھے یہ فتویٰ وہاں مرتب ہوا تھا۔ وہ یوں

## استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص منکر میلاد شریف ہو اور اس محفل مبارک کی تشبیہ جنم کھنیا سے دیتا ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے بیعت



شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بینوا تو جدوا۔

## الجواب

(۱) چونکہ اس قسم کی باتیں موجب تحقیر شان والا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اسلئے ایسا شخص قابل امامت و بیعت نہیں واللہ اعلم۔

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

اشرف علی  
از گروہ اولیاء

(۲) ہوا علیہم۔ ذکر ولادت با سعادت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم کنھیا کے ساتھ تشبیہ دینا موجب تحقیر و تحقیر شان نبوی ہے مرتکب و قائل اس قول کو توبہ کرنا و استغفار کرنا واجب ہے اور اگر وہ صراحت کرے تو خوف کفر ہے۔ نزک صحبت و بیعت اس سے چاہئے۔  
حررہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار لکھنوی عفی عنہ۔

(۳) جو کلمات کہ موجب بلکہ موجب توہین و تحقیر شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ان سے خوف کفر بلکہ صورت اولی میں صریح کفر ہیں ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے چنانچہ بیعت واللہ اعلم۔

کتبہ احمد حسن عفی عنہ مدرس اعلیٰ مدرسہ فیض عام کاشنور۔

دل مرتضیٰ شاہ  
جان احمد حسن

(۴) الحق استحقاق و توہین شان جناب رسالت ناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وفعل و اعتقاداً مستلزم کفر ہے۔ عیاداً باللہ سبحانہ۔ اور منعقد کرنا مجلس میلاد و شریف کا بلاشبہ موجب حصول برکات و سعادت دارین کا ہے۔

حررہ العبد الخامل محمد عادل عامدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل صلح  
محرم عادل  
حاکم محکمہ شریعہ

حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والآجل۔

(۵) جناب رسالت میں کلمات موجب توہین سے با ضرر خوف کفر ہے۔ ایسا شخص مذکورہ کو توبہ و استغفار لازم ہے والا اسکی امامت و بیعت سے مسلمانوں کو اجتناب چاہئے واللہ اعلم۔

(۶) اصحاب من اجاب محمد لطف اللہ عفی اللہ عنہ (مفتی سبطت اسفیدہ وکن)



(۷) الجواب صحیح - محمد علی عفی عنہ -

(۸) اللہ دہا من اجاب - محمد صدیق عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض عام کابینور +

(۹) اللہ دہا المجیب فائزہ فی کل ما قال مصیب +

کتبہ عبد الضعیف محمد فضل حق عفرہ المطلق +

(۱۰) جواب صحیح + ابو یخیر محمد عبد الوہاب البہاری عفی عنہ الباری مدرس اعلیٰ

مدرسہ دارالعلوم کابینور + بلفظ از کتاب تحقیق الحق صفحہ ۲۶ تا ۲۸ -

لیجئے۔ اپنے بزرگ اجل (مولوی رشید احمد صاحب) مسلمان بنائے مگر  
اب کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں +

آپ کے اعتراضات جو مولود شریف اور قیام تعظیمی پر تھے وہ ختم ہوئے اور کافی  
سے زیادہ جواہر مسکت ہو چکے۔ اب میں مولود شریف کے اثبات قرآن شریف و تورات  
وزبور و انجیل و تفاسیر قرآنی و احادیث و اقوال بزرگان و علماء اعیان و صوفیاء کرام سے  
دکھاتا ہوں۔ تاکہ پوری آپ کی تسلی ہو جائے +

## فصل اول مولود شریف کا ثبوت آیات قرآن شریف سے

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ذکرنا نعمت اللہ علیکم وقرہ**۔ آل عمران مائدہ، یعنی یاد کرنے والے تعالیٰ  
کی نعمت کو جو تمہیں عطا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں جو منہم حقیقی  
ہے انہی نعمتوں کے یاد کرنے یا ذکر کرنے یا یاد گاری کا حکم دیا ہے۔ سو اس میں شک نہیں  
نہیں کہ یہ یاد کرنا اور متبعوث ہونا یا شریف فرما دینا میں ہو انا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
خداوند تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک اعلیٰ نعمت ہے جس کے برابر اور کوئی نعمت نہیں ہے اس  
حجت کا ذکر پورے طور پر سیدنا و شریف میں ادا ہوتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ان نعز وانعمت اللہ لا لمصوہا** (سورہ ابراہیم)

یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت یا نعمتوں کو اگر شمار کرنا یا ہوا شمار نہیں کر سکو گے۔

حضرت سہیل ابن عبد اللہ شری علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ  
نعمت جس کا شمار نہیں ہو سکتا وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم ہیں۔ جب کا ذکر خاص طور سے مولود شریف میں ادا کیا جاتا ہے۔  
دلائل الخیرات وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص نام ہے۔



(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحرفون نعمت اللہ شحینکونہا۔ (سورہ نمل) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جانتے اور پہچانتے ہیں اسکے بعد اسکا انکار کرتے ہیں ۔

زہلج اور سدی علیہما الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر فرماتے ہیں : کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یعنی کفار حضور کو نبی جانتے ہیں اور معجزات ظاہرہ کو دیکھ کر انکار کرتے ہیں۔ سو یہی حال ملو لو و شریف ہیں ہے کہ مسلمان لوگ اس نعمت کا ذکر کرتے ہیں اور منکرین انکار کرتے ہیں ۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم تنالی الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا لاکہ سورہ انعام کیا نہیں دیکھا آپ نے (یعنی دیکھا ہے) ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل دیا کفر یا ناشکری سے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو جانتے تھے اور جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں) ۔

اس آیت شریف کی تفسیر میں حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے قال حمد اللہ کفار قریش و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعمت اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم کہ وہ لوگ (نعمت اللہ کو بدلنے والے کفر اور ناشکری کرنے والے) کفار قریش ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (زرقانی شرح

مواہب اللدنیہ ص ۲۲۱)

اس میں مسلمان لوگ نعمت اللہ کی یاد اور تعریف مولود شریف میں کرتے ہیں۔ اور منکرین اس نعمت کو توہین کے ساتھ بدلنے والے ہیں ۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واشکروا نعمت اللہ ان کنتم ایاک تعبدون (سورہ نمل) یعنی شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو۔ یا اسکو معبود جانکر اسکو عبادت کرتے ہو۔ شکر گزاری نعمت اللہ کی واجب ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان نعمات بنعمت اللہ شکروا و ترکوا کفر الحدیث یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر بیان کرنا شکر ہے اور نہ کرنا کفر ہے۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔



تفسیر معالم الترتیل اس حدیث شریف مندرجہ صدر کو زیر آیت شریفہ واقعاً بنعت رسول  
فحادث کے برج کیا ہے۔ پس اس لغت و جود با جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان و ذکر  
کرنا شکر گزاری الغام خداوندی ہے۔ اور اسکا ترک کرنا یا چھوڑ دینا یا اسکا مانع ہونا کفر یا کفران  
لغت ہے طریقہ شکر گزاری سب سے بہتر اور افضل عمل مولود شریف ہے۔ منکرین۔  
خامسین ہیں :

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (و ذکر ہم بایا حال اللہ رسولہ ابواہیم) یعنی رسول  
خدا صلی وآلہ وسلم ان کو یاد دلاؤن اللہ تعالیٰ کے :  
امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دونوں سے  
مراد واقعات عظیمہ ہیں جو ان دونوں میں واقع ہوئے۔ اب اہل ایمان کو دیکھنا چاہئے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے بڑھکر کونسا واقعہ عظیمہ ہے۔ ایوان کسری کا شق ہونا۔  
بتوں کا سر کے بل گر جانا۔ انشخانہ فارس کا بجھ جانا۔ رود سجادہ کا جاری ہونا۔ آسمانوں سے  
مارونکا جھک آنا۔ کعبۃ اللہ شریف کا جھک کر شکر الہی بجالانا ایسے ایسے واقعات عظیمہ  
ہیں۔ پس یاد دلانا ایام میلاد شریف کا سب ایام ۔ ۔ ۔ ۔ کے  
یاد دہانے سے اہل ایمان کے نزدیک بڑھکر ہے :

تفسیر روح البیان میں بعض مفسرین کی طرف سے یہ بھی منقول ہے۔ ذکر ہم  
بایہ اللہ اے ذکر ہم لغمانی لیؤمنوا بی۔ یعنی یاد دلانا ان کو میری نعمت تاکہ وہ مجھ پر ایمان  
لاویں۔ اھ۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ہی نعمت اللہ ہیں۔ اور یہ یاد دلانا نعمت اللہ کا اور تذکرہ مولود شریف ہی مولود  
ہے۔ جو موجب از دیار و نوق ایمان ہے۔ اور منکرین اس نعمت سے  
محروم ہیں :

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و ما فعنا انک ذکر ای یعنی اللہ تعالیٰ حضرت رسول  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے۔ کہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔ یعنی نبی اور رسول بنایا  
زمین و آسمان میں مشہور کیا اور پھیلا دیا تمہارا ذکر زمین اور آسمان میں دنیا کے انتہا



کناروں تک اور تمھارا ذکر دلوں میں مطلوب و محبوب کر دیا ۛ

امام رازی علیہ الرحمۃ نے یہ باتیں مذکورہ بالا لکھ کر اسکے بعد یوں لکھا ہے۔ کان اللہ  
تعالیٰ یقول املاء العالم من اتباعك کلھم یشنون علیك ویصلون علیك  
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ بھر دیں گے عالم کو تمھارے فرمانبرداروں سے اور وہ سب  
تمھاری تعریف کیا کریں گے اور درود پڑھا کریں گے (تفسیر کبیر) یہ آیت شریف اور  
اسکی تفسیر محفل میلاد شریف پر پورے طور پر صادق آتی ہے کیونکہ مولود شریف کی محفل  
میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف  
غوبد کجائی ہے۔ اور کسی جگہ ایسا نہیں ہوتا۔ حضرت کے نور کا بیان اور پھر ظہور نور علی نور کا  
تذکرہ اور معجزات و خرق عادات جو وقت ظہور ظہور میں آئے اور علیہ شریف کا بیان یہ  
یہ تمام حضور کی تعریف و ثنائیں بیان کیا جاتا ہے مگر یصلون علیک ہر دو پر خوب صادق  
آتا ہے اور آواز بلند سے بیان کیا جاتا ہے۔ اور مقام بلند مثل منبر چوکی۔ تخت پر بیان  
ہوتا ہے اور آپ کی رفعت اور شان بموجب حکم خداوندی اور فعنا لک ذکر کی ظاہر  
ہوتی ہے۔ لیکن منکرین کو سوائے جلنے بھٹنے اور کوئلے ہونے کے اور کچھ نہیں تفسیر فتح  
العزیز شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی میں ہے۔ زیر آیت بالا۔  
یعنی بلند کر دیکم برکے تو ذکر ترا بایں مرتبہ جامعیت کمالات ترا سیر شد کہ ظیل  
مرتبہ الوہیب گشتی و بایں جامعیت منفرد و طاق برآمدی حالا ترا ہمراہ خدا یاد کنند مثلاً  
گویند اللہ و رسول دانا تر ست واللہ و رسول چنین فرمود کہ واجب الاطاعت ست  
و علیٰ ہذا القیاس در حدیث شریف وارد است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
از جبریل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونہ فرمودہ اند۔ حضرت جبریل علیہ السلام  
گفت کہ ذکر تو قرین ذکر خمر و انیدہ اند۔ در بانگ نماز و اقامت و التحیات و خطبہ  
در کلمہ طیبہ و در کلمہ شہادت و در امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و  
در حرمت معصیت کہ من یعصی اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خلدین فیہا ابدًا  
پس ہر جا کہ ذکر خدا آید ذکر رسول نیز ہمراہ آست۔ الخ بلفظہ پارہ عم صفحہ ۲۳ ۛ



کتاب الشفایں ہے آیت و دفعنا لك ذكرك کے تحت میں ابن عطاء  
روایت ہے جعلت لك ذكرا من ذكري فمن ذكرك ذکرتی یعنی کیا میں نے تجھ کو  
اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ذکر اپنا پس جسے کیا ذکر آپ کا اسنے میرا ذکر کیا۔ یعنی  
دونوں ذکر واحد ہیں ۔

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر واحد ہے  
جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور یہ مولود شریف جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے فرد فرض ہے۔ منکرین فرض کے منکر ہیں ۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه  
ما عنتم حريص عليكم بالمومنين رؤوف رحيم (سورہ توبہ) یعنی بیشک آپ  
تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف اٹھاؤ حرص رکھتا ہے  
رہتمہاری ہدایت پر مسلمانوں پر شفقت رکھنے والا مہربان (رؤف اور رحیم) اس آیت  
شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دنیا میں شریف  
لانا فرماتا ہے اور پھر انکی صفات فرما رہا ہے مولود شریف میں بعینہ یہی بیان ہوتا ہے کہ  
آپ پیدا ہوئے یعنی عالم غیب و بطون سے عالم شہادت و ظہور میں رونق افروز ہوئے  
نظماً و نثر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صفات و معجزات کا تذکرہ غوش الحانی اور  
ذوق و شوق سے کیا جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے اور نعمت  
اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاص اُنکا نام ہے ۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا  
أَلَا يَرَى رَأَى عَمْرَانٍ (یعنی بیشک احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو بھیج دیا  
اُن میں رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) )

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک روز رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حلقہ صحابہ میں تشریف  
لائے۔ پوچھا تم کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں اور اسکا  
شکر بجالاتے ہیں علی ما هذا انا لله للاسلام و من به علينا یعنی اس بات کا شکر کرتے



ہیں کہ خدا نے ہم کو ہدایت دی اسلام پر اور احسان کیا ہم پر کہ راہ راست پر لگا دیا۔ تب فرمایا  
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تم محض شکر یہ کے لئے بیٹھے ہو۔  
انہوں نے عرض کی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو  
اسلئے قسم نہیں دی کہ تم پر یہ گمان ہو کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ بلکہ میرا پس جبرائیل آیا اور  
اسنے یہ خبر دی کہ ان اللہ عزوجل یہاں بلکہ الملائکۃ یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تمہارا  
فخر ظاہر کرتا ہے کہ میری نعمت کا شکر کرتے ہیں۔

دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعمت و ہدایت اسلام جو محض حضور سرور عالم  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے عطا ہوئی شکر یہ ادا کر کے کتنا بڑا درجہ پایا جو اللہ تعالیٰ  
ان کا فخر فرشتوں میں ظاہر فرماتا ہے۔ اس مولود شریف میں بھی بعینہ وہی شکر اللہ  
کی نعمت کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ دین اسلام کے صل میں ادا کیا جاتا  
ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یثنون ویصلون کیساتھ۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ البقیل اپنے،  
حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابیان محفل اور حاضرین مجلس میلاد شریف کا فخر  
بھی ملا لگے میں ظاہر فرماتا ہوں گا۔ یا فرماتا ہے جیسے کہ صحابہ کرام کے لئے عطا فرمایا۔ اسی میں بھی  
وہی شکر نعمت اللہ کا ہے۔ آیات نمبر ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵ میں اسکا ذکر کیا جا چکا ہے منکرین  
کے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین میں ان کا فخر ہوتا ہوگا۔ مبارک ہو ان کو۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد جاءکم من اللہ فیما (سورہ مائدہ) تحقیق آیا تمہارے  
پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نور بھی حضرت محمد مصطفیٰ  
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے۔ جن کے نور کا ذکر مولود شریف میں  
کیا جاتا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (سورہ انبیاء)  
یعنی اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مگر رحمت تمام عالموں کی  
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لا نا رحمت ہی رحمت ہے۔  
پس اس رحمت کی تشریف آوری پر جو نہایت عظمت و جلالت سے ظہور میں آئی۔ اس ظہور



کہ کر کے وقت مولود شریف میں تعظیم کے لئے نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے ہو کر درود  
سلام پڑھنا ثابت الاصل ہے اور فرحت اور سرور کا ہر ایک طرح کا سامان خورجی اس محفل مبارک  
میں کرنا ثابت ہے۔ جیسے دیگر آیات شریفہ میں ابھی آتا ہے لیکن منکرین و مانعین اس  
رحمت سے محروم اور زحمت مذموم میں مغموم ہیں ۛ

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا افرحوا  
بونس یعنی راعے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہو مسلمان لوگ خدا کے فضل اور اس کی رحمت  
کے ساتھ خوشی کیا کریں۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے برابر کوئی خوشی مسلمان  
کے لئے دنیا میں نہیں ہے۔ اس لئے مولود شریف میں تمام احباب کو جمع کرنا اور عمدہ عمدہ  
کھانے کھلانا خوشبو لگانا مکان محفل کو خوب فرش و فرش اور روشنی سے سجانا شرعی تقسیم  
کرنا وغیرہ وغیرہ تمام سامان سرور و جہور خوشی و خورجی کے بجالانا زیر آیت کریمہ داخل ہے ۛ

(۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا ارسلناك شاهدا و مبعثرا و نذيرا للتؤمنوا  
بالله ورسوله و تعزروه و توقروه و تسبحوه بكرة و اصيلا (سورہ فتح) یعنی راعے محمد صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم ہم نے تجھ کو بھیجا رسول بنا کر احوال دیکھنے اور بتلانیوالا اور گواہ اور خوشی اور در  
سنانے والا تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کی  
برکات اور اس کی تعظیم کرو اور توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی اور تسبیح کرو ۛ

اس آیت شریف کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں  
قال ابن عباس في تفسيره تعزروه و توقروه و تسبحوه و قال المبرد فيه اي تبالعواني تعظيمه و  
قري تعزروه من العز كذا في الشفاء و قال الله تعالى من يعظم شعائر الله فانها من  
تقوى القلوب یعنی فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تعزروه کی تفسیر میں یعنی اجلال  
یا بزرگی کروانکی اور کہا میرے کہ مبا لغہ کرو اس کی تعظیم میں۔ اور بعض قاریوں نے تعزروه  
کی راہ ہماہ کو زامعجمہ سے پڑھا ہے۔ یعنی تعزروه جو عزت کے لفظ سے ہے یعنی عزت کرو اس کی۔  
یہ سب کتاب الشفاء میں ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تعظیم کرے نشانیوں اللہ تعالیٰ  
کی۔ پس یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ۛ



پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بڑھ کر کوئی شاعر اللہ یا نشانوں اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے اور انکی تعظیم دلوں کی پرہیزگاری ہے جو محفل مولود شریف میں اس حکم کی تعمیل کی جاتی ہے اور یہ تعمیل انہیں کے نصیب میں ہے جنکے دلوں میں محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پرہیزگاری ہے منکرین اس سے محروم ہیں ۛ

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلَامًا تَسْلِمًا رَّسُوْلًا لِّعَلَّی تَحْقِیْقُ اللّٰهُ تَعَالٰی اور اسکے فرشتے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! مسلمانوں تم بھی اُن پر درود اور سلام بھیجا کرو ۛ

تمام عبادتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ میری بندگی کیا کرو۔ لیکن یہاں خود کو اولاً شامل فرمایا ۛ

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری وفات کے بعد تم میں سے جو کوئی تجھ پر سلام بھیجے گا تو جبرائیل علیہ السلام آکر کہیں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں بن فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ میں کہوں گا علیہ وعلیٰک السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ ۛ

دیکھو۔ یہ کتنا بڑا عالی درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُن پر درود و رحمت بھیجتا رہتا ہے اور ساتھ ہی تمام فرشتے بھی۔ اور پھر تمام مسلمانوں کو بھی تاکید حکم درود و سلام کے بھیجنے کا دیا۔ اب غور کرو کہ مولود شریف میں کثرت سے درود و سلام ہوتا ہے۔ نہ صرف نصیب اُن محبتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اُن کا درود و سلام نام بنام مع ولایت حضور کے پیش ہوتا ہے۔ اور اُن پر نام بنام حضور کی طرف سے رحمت و سلام بھیجی جاتی ہے منکرین کے لئے خسر الدنیا والاخرۃ۔

حکایت۔ ایک عالم نے ایک دویش بزرگ سے پوچھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کیا کام کر رہا ہے۔ اُس بزرگ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیج رہا ہے۔ وہ عالم سائیں صاحب کا جواب سن کر خاموش ہو گیا۔



اس حکایت سے نتیجہ یہ نکلا کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس آیت شریف کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت درود شریف پڑھتے یا بھیجتے رہتے ہیں۔ گویا ہر وقت حضور کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ یہاں اگر مسلمان لوگ محفل میلاد شریف منعقد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام پڑھتے یا ان کا ذکر خیر و برکت کا کرتے ہیں تو وہ اپنے نزدیک بدعتی شرک۔ کافر۔ فاجر۔ فاسق بنائے جاتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ اگر ان کی مشیت میں ہے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هو الذی بعث فی الاممیین رسولاً منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین واخرین منہم لما یلحقوا بہم وهو العزیز الحکیم (سورہ جمعہ) یعنی وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے پیدا کیا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں کا پڑھتا ہے انکی پاس سکی آیتیں اور انکو سنوارتا ہے۔ اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی اس سے پہلے صریح بھلاوے میں تھے یا بھوکے تھے۔ اور لوگ بھی ان میں سے ہیں جو ابھی نہیں ملے ان سے۔ اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہماری بجات کے موجب اور شفیع اور خدائکت ہیں باعث ہیں۔ خداوند کریم خود اس کے پیدا اور مبعوث ہونیکا ذکر فرماتا ہے۔ جو ہماری ہدایت اور اور رہبری کے لئے ہے۔ اس لئے ہم کو ضروری ہے کہ ہم ان کا تذکرہ نہایت شوق اور ذوق سے کریں اور انکی تعظیم و توقیر و عزت کریں تاکہ ہم میں محبت کا نشان پیدا ہو۔ سو یہ مولود شریف کی مجلس میں حاصل ہوتا ہے اس پر کسی منکر کے کہنے کی پروا نہیں چاہئے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الایۃ (سورہ النساء) یعنی تا بعداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور تا بعداری کرو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور جو تم میں صاحب امر یا حکم ہیں انکی بھی تا بعداری کرو۔ یعنی دین میں خاصکر سلاطین و ائمہ مجتہدین اولیا کرام و علماء عظام جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بتلاتے ہیں اور ثواب و عذاب و حلال و حرام کے احکام سمجھاتے ہیں انکی تا بعداری فرض و واجب



ہے۔ اسی طرح باب۔ استاد مرشد کی تابعداری بھی واجب ہے۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہے کہ بادشاہان اسلام نے اس مولود شریف

کو اس شخصیت کذائیہ سے جاری فرمایا اور خود عمل کیا۔ اور اس کا تمام ملکوں میں رواج دیا۔ اور  
اور تمام علماء کرام و مشائخ عظام نے اس عمل کے کرنیکا بالاتفاق فتویٰ دیا۔ اور صوفیائے کرام  
نے اسے کریمین ذوق و شوق کا اظہار فرمایا۔ اور تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کا  
ازداد اور مزہ عظیم پایا۔ اور پھر ہمارے والدین نے بھی اسے کرنیکا حکم فرمایا۔ اور استادوں اور  
مرشدوں علیہم الرحمۃ نے اس کا خیر عظیم البرکت کا ارشاد فرمایا۔ پس اب بھی کوئی شخص اس عمل کا  
منکر ہو تو قرآن شریف کے حکم کا منکر، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا منکر، اولیٰ  
الامر کے حکم کا منکر، علماء کرام و صوفیائے عظام کے حکم کا منکر، استادوں و مرشدوں کے  
حکم کا منکر، ماں باپ کے فرمانیکا منکر، بتلایے ایسے بڑے منکر کا کیا حال۔ خدا ہدایت  
(۱۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ ویغفر  
لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (سورہ آل عمران) یعنی کہ دورے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم، لوگوں کو اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تب خدا تعالیٰ تم کو  
دوست بنا لینگا اور تمہارے گناہ بخشتے گا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ دیکھو مولود شریف  
کے کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور انکی عزت اور تعظیم کرنیکا شوق پیدا ہوتا ہے جب تک  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہ ہوگی ایمان ہی نڈر ہے اور یہ بات صحیح ہے  
کہ جس سے محبت ہوگی۔ اسکا ذکر بھی محبوب اور مرغوب ہوگا اور اس کا ذکر زیادہ کر لگا جیسے  
حدیث شریف میں ہے کہ من احب شیئاً اکثر من ذکرہ اور یہ بھی کہ جبکہ ساتھ محبت ہوگی  
وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ جیسے دوسری حدیث شریف میں ہے المؤمن مع من احب اس آیت شریفہ  
اور احادیث سے ظاہر ہے کہ منکرین کو حضور سرور عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
مطلق محبت نہیں۔ اسی لئے ان کا ذکر کرنا چاہتے ہی نہیں۔ بلکہ سخت تر مہیب کے وعظ کر کے  
قتل و شرک اور کفر کے جاری کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی بھی مسلمان دنیا میں اس ذکر پاک کا نام  
نک نہ لے۔ دیکھئے کیسی عداوت اور بغض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جو یہ



جہنم کا راستہ ہے العیاذ باللہ :

(۱۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - واذا اخذ الله ميثاق النبي لما اتتكم من كتب  
بحكمة فجاءكم رسول مصداق لما معكم لتؤمنن به ولتنصروه قال اقررتهم واخذت  
على ذالك اصرى قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معكم من الشاهدين فمن تولي بعد  
ذالك فاولئك هم الفاسقون (سورہ آل عمران)

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اقرار لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت  
سے پھر جب آؤں تمہارے پاس رسول تصدیق کرتا جو تمہارے پاس ہے تو اس پر ایمان لاؤ گے  
اور اسکی مدد کرو گے۔ فرمایا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا۔ پس نے اقرار کیا۔ فرمایا اب  
شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں۔ اور جو کوئی پھر جائے اس کے بعد تو وہی لوگ  
فاسق ہیں :

یہ آیت شریف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرہ مولود شریف کیلئے  
ضروری ہے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی شان معلوم ہو۔ تمام قرآن شریف  
ہی گویا میلاد شریف ہے جیسے کہ :-

(۱۹) تمام اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے۔  
اور اسکا ذکر (اعراف)

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی اور رسول اُجھے ہوئے کا ذکر (اعراف - جمعہ  
شورے - عنکبوت) :

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام دنیا کے لئے قیامت تک نبی اور رسول ہونیکا  
ذکر (اعراف - سبأ) :

(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر (سورہ احزاب)  
(۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام عالمیوں کے لئے رحمت ہونیکا ذکر  
(سورہ انبیاء)

(۲۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم پر مخلوق ہونیکا ذکر (سورہ قلم)  
(۲۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام جن و انس کے لئے رسول مبعوث ہونیکا



(ذکر اخلاف جن)

(۲۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام دنیا کے لئے بشیر و نذیر ہونیکا ذکر (بقرہ - ہون)

(نقان وغیرہ)

(۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت و رسالت ہونے کا ذکر (علق - مدثر)

(۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبلیغ ذمہ انیکا ذکر (بقرہ آل عمران - لسانا مائدہ - اعراف)

(غیرہ) (۲۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجہ صدر ہونیکا ذکر (سورہ الشرح)

(۳۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکروں کا فروں سے علیحدہ ہونا انیکا ذکر

(سورہ کافرون)

(۳۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمانیکا ذکر

(سورہ بنی اسرائیل)

(۳۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانیکا سبب اور اسکا ذکر (سورہ انفال)

(۳۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار ثور میں تشریف لیجانیکا ذکر (سورہ توبہ)

(۳۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ بدر اور نزول فرشتوں کا ذکر (سورہ انفال)

(۳۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا ذکر (سورہ فتح)

(۳۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتح مکہ و خیبر وغیرہ کی بشارت کا ذکر (فتح)

(۳۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ فصاحت قرآن شریف کے قیامت تک

رہنے کا ذکر (بقرہ - بنی اسرائیل - یونس وغیرہ)

(۳۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ شق القمر کا ذکر (سورہ قمر)

(۳۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ معراج شریف میں اسی جسم عنصری کیساتھ

مکہ معظمہ سے فوق السموات تک تشریف لیجانیکا ذکر (بنی اسرائیل - نجم)

(۴۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام معجزات و کھلا انیکا ذکر (عمران قمر)

(۴۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قوم نصاریٰ بخران کے ساتھ سبا ہلہ کر انیکا ذکر

(آل عمران)



(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود کے ساتھ مبدلہ اور معجزہ کا ذکر۔ (بقرہ - جمعہ)  
 (۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قتل سے بچنے کی پیشگوئی کا ذکر (سورہ مائدہ)  
 (۲۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کہ قرآن شریف کی مثل قیامت تک کوئی نہ لاسکے گا کا ذکر (سورہ بقرہ)

(۲۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح روم کی پیشگوئی کا ذکر (سورہ روم)  
 (۲۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دین اسلام کی تمام ادیان پر غالب آئینی پیشگوئی کا ذکر (فتح - توبہ)

(۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے کا ذکر (فتح)  
 (۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلافت ملنے کا ذکر (بقرہ)

(۲۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک کنعان کی پیشگوئی کا ذکر (انبیاء)  
 (۳۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام جہاں پر غالب آئینی پیشگوئی کا ذکر (سورہ مائدہ اور تمام قرآن شریف)

## فصل دوم وہ آیات جن میں دیگر انبیاء علیہم السلام کے ذکر یا یاد کرنے کا حکم ہے

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود و شریف میں جو حالات بیان کرینیکی قصد بق قرآن شریف میں فرمائی ہے بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کے ذکر و یاد کرنے کے واسطے بھی حکم فرمایا ہے۔ ہوتی ہے۔ اس طرح پر:

- (۱) واذا کرفی الکتب موسیٰ (۲) واذا کرفی الکتب ادریس
- (۳) واذا کرفی الکتب موسیٰ (۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵)
- واذا کرفی الکتب ادریس (۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۰) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۱) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۲) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۳) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۵) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۰) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۱) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۲) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۳) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۵) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۲۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۰) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۱) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۲) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۳) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۵) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۳۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۰) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۱) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۲) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۳) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۵) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۴۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۰) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۱) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۲) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۳) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۵) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۵۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۰) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۱) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۲) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۳) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۵) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۶۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۰) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۱) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۲) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۳) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۵) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۷۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۰) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۱) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۲) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۳) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۵) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۸۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۰) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۱) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۲) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۳) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۴) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۵) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۶) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۷) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۸) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۹۹) واذا کرفی الکتب اسمعیل (۱۰۰)



والایہ (۱۰) یا زکریا انان بشیرک بغلامن اسمہ یحییٰ۔ و سلام علیہ یوم ولدایوم بموت  
 ویوم یبعث حیا۔ (۱۱) قال انما انار رسول ربک لا حب لک غلا ذکیا الایہ۔ قال انی  
 عبد اللہ اتانی الکتب وجعلنی نبیا۔ (۱۲) و اوحینا الی اقم موسیٰ ان ارضعہ فلما خفت  
 علیہ فالقیہ فی الیم۔ وجاعلوه من المرسلین الایہ ۛ

یہ سب آیات مولود شریف انبیاء علیہم السلام میں ہیں۔ اور خاص کر آیات نمبر  
 ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ میں تو حضرت یحییٰ عیسیٰ موسیٰ علیہم السلام کی پیدائش کا ذکر ہے۔ گویا اللہ تبارک  
 و تعالیٰ کا یہ حکم مولود شریف کرنے کے لئے دلیل ہے۔

## فصل سوم تورات زبور انجیل سے مولود شریف کا ثبوت مختصراً

قرآن شریف کی آیات کے بعد کتب آسمانی یہود و نصاریٰ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کا ذکر بغرض تصدیق مختصر اُدیج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی کتاب آسمانی ایسی  
 نہیں کہ جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور ان کے معجزات کا تذکرہ نہیں نہ ہو یہ دو کتب  
 بات ہے کہ تحریفی کارروائی میں بہت سا تغیر واقع ہو گیا۔ تاہم خدا کی قدرت سے بہت جگہ ان کا  
 ذکر پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اہل ہندو کے وید میں بھی مولود شریف موجود ہے جیسے کہ ذیل کی  
 چند عبارات سے پایا جاتا ہے۔

## توریت مروجہ موجودہ سے ثبوت چوپرائے عہد نامہ موسیٰ

(۱) کتاب پیدائش۔ باب ۲۔ درس ۲۔ اور اسمعیل کے حق میں میں نے تیری سنی  
 دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بڑھاؤں گا،  
 (۲) ایضاً۔ باب ۲۔ درس ۱۔ تب خدا نے اس لڑکے (حضرت اسمعیل علیہ السلام) کی آواز  
 سنی۔ خدا کے فرشتے نے آسمان سے باجرہ کو پکارا اور اس سے کہا کہ اے باجرہ تجھ کو کیا ہوا۔ مت  
 ڈر اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سنی (۱۸) اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے  
 سمہال کہ میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔



(۳) کتاب استنار باب - درس ۱۵ - اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتے ہیں

(۱۵) خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے

تیری مانند ایک بنی برپا کرے گا۔ تم اسکی طرف کان دھو (۱۶) اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں

نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا (۱۷) اور میں انکے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھسا ایک بنی برپا کرونگا۔

اور اپنا کلام اسکے مسخ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اُسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا (۱۸) اور ایسا

ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جھٹلے وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا میں اسکا حساب سے لوں گا (۱۹) لیکن

وہ بنی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا

اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ بنی قتل کیا جائے :-

توضیح: اس بشارت کو نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کرتے ہیں اور یہود

حضرت یوشع علیہ السلام پر ثبت کرتے ہیں۔ مگر دراصل یہ پیشگوئی خاص حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے جو ہات ذیل :-

وجہ اول تمام اہل کتاب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا یقیناً اور

بلاشبہ انتظار تھا۔ جیسے کہ یوحنا کی انجیل باب اول میں درس ۱۹ سے ۲۵ تک اسطرح پر لکھا ہے۔

(۱۹) اور یوحنا کی گواہی یہ تھی جبکہ یہود نے یروشلم سے کاہنوں اور لادویوں کو بھیجا کہ اس سے

پوچھو تو کون ہے؟ (۲۰) اور اُس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں (۲۱)

تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو الیا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں

پس آیا تو وہ بنی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں (۲۲) تب انہوں نے اُس سے کہا کہ تو کون ہے؟

تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا کوئی جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے (۲۳) اُس نے کہا

کہ میں جیسا کہ لعیایہ بنی نے کہا ہے بیان میں ایک پکار نیوالے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کے راہ

کو درست کرو (۲۴) مگر یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے۔ (۲۵) اور انہوں نے اُس سے سوال کیا

اور کہا کہ اگر تو نہ تو مسیح ہے نہ الیا ہے اور نہ وہ بنی ہے پس کیوں پتہ دیتا ہے۔

اسی انجیل میں درس ۲۱ میں جہاں لفظ وہ بنی لکھا ہے حاشیہ پر کتاب استنار کے باب

۱۸ کا حوالہ دیا ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کو خدا فرماتا ہے کہ تیری ہی درمیان سے تیری ہی مانند ایک



بنی برپا کر کر دینا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ جس بنی کا انتظار تھا وہ بنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

وجہ دوم۔ اس بشارت میں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو فرماتا ہے تیری مانند بنی برپا کر دینگے یہ ظاہر و باہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مانند نہ تو یوشع علیہ السلام ہیں اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ یہ دونوں بنی اسرائیل میں سے ہیں اور کتاب تورات کی کتاب استثنا کے باب دریں میں لکھا ہے کہ اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی بنی نہیں اٹھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حسب فیل مطابقت نہیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ تثلیث کے قائل تھے اور موسیٰ علیہ السلام تثلیث کے قائل نہ تھے۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ خدا کے بیٹے تھے اور خدا بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نہ تھے۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باپ عمران تھے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی جدید شریعت نہیں ملی تھی۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام احکام شریعت جاری کرنے پر قادر تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ قدرت نہ تھی۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی و نکاح کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر حکم خدا اٹھائے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انتقال فرما کر

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کو آسمان پر سے نزول فرما کر دجال کو قتل کریں گے

اور نکاح کریں گے اور آخر کو وصال فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ مدینہ منورہ

میں مدفون ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریوں کے راہی تھے اور بکریاں آپ نے چرائی ہیں۔ لیکن حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں۔

(۱۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مخالفین کفار پر جہاد کیا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ایسا نہیں کر سکے۔



پس یہ تمام ماثبتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے من کل الوجوہ ثابت ہیں۔ یعنی حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حلال و حرام کے احکام ہیں۔ ویسے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ذلت سے نکال کر عزت دی اور راہ راست دکھلائی۔ حبیط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے لوگوں کو فارس اور روم کی قید سے نکال کر موحد بنا دیا۔ اور مہذب اور شاہ کر دیا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی کی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کی۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماں باپ تھے۔ ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی تھے۔ حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبل از نبوت بکریاں چرائی تھیں۔ حبیط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی تھیں۔ حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کفار کیساتھ جہاد کئے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کئے۔ علیٰ مہ القیاس ہر امر میں پوری پوری حمایت و دلوں اولو العزم پیغمبر ان علیہا السلام میں پائی جاتی ہے۔ اور کسی بنی علیہ السلام میں پائی نہیں جاتی۔ اس لئے اسکی تصدیق اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے انا ارسلنا الیک رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون و رسولاً۔ یعنی ہمنے تمھاری طرف ایسا رسول جو شاہد ہے تم پر بھیجا ہے۔ جیسے کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ یعنی تمھاری طرف اے سلمانو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے۔ اور ایسا ہی فرعون کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا۔

نکتہ۔ ایک سر اس میں مطابقت کا یہ بھی ہے۔ کہ حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام کا حرف اول میم ہے۔ حبیط حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا اول حرف بھی میم ہی ہے جس کے اعداد و حمل چالیس ہیں۔ یہی چالیس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر رہے تھے۔ حبیط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوہ حرا میں تشریف فرما رہے۔ اور مولود شریف کا حرف اول بھی میم ہی ہے۔

وجہ سوّم۔ اس بشارت میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے تجھ سے بنی یسرا کو نکال دیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور انکے بھائی حضرت اسمعیل ہیں۔ جنکی اولاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور حضرت



اسحیل علیہ السلام کے لئے برکت کا دیا جانا تو رات کی کتاب پیدائش سے نقل ہو چکا ہے ۔  
 وجہ چہارم : اس بشارت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا یعنی  
 رات و انجیل و زبور کتب کی طرح لکھی ہوئی کتاب نازل نہ ہوگی ۔ بلکہ فرشتہ اُن کے روبرو  
 کلام پڑھکر اُن کے منہ میں ڈالیگا ۔ اور وہ بنی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کلام الہی شکر یاد کر لیگا  
 اور لوگوں کو اپنے منہ سے پڑھکر سنا لیگا ۔ پس یہ بات بھی اور کسی بنی میں پائی نہیں گئی ۔  
 وجہ پنجم : اس بنی کے لئے اعزاز و اکرام کی بھی سختی سے بشارت دی گئی ہے کہ جو شخص اس  
 بنی کی بات کو نہ مان لیگا میں اُسے سزا دوں گا ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سزا خاص عذاب آخرت ہی سے مراد نہیں  
 کیونکہ اس میں کسی بنی کی خصوصیت نہیں ۔ بلکہ ہر بنی کے نافرمان کو عذاب اخروی ہوگا ۔ بلکہ اس  
 سزا سے سزا دینا مراد ہے کہ اس بنی کے منکروں اور نافرمان کو جہاد اور قتال سے زیر کروں گا ۔  
 اور ذلیل بنا دوں گا ۔ سو یہ بات نہ تو یوشع علیہ السلام میں تھی اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں  
 پس یہ بشارت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھی جو پوری ہوئی ۔  
 وجہ ششم : اس بشارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ بنی اگر کوئی بات اپنی طرف سے کہے  
 تو قتل کیا جائیگا ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا حادثہ حضور کی ذات پاک پر واقع نہیں ہوا ۔ بلکہ روز  
 افزوں شان و شوکت زیادہ ہوتی گئی ۔ مگر ہاں ہمارا اعتقاد نہیں ۔ لیکن نصاریٰ کا اعتقاد ہے  
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے ۔ یہ بات اُن کو جھوٹا ثابت کرتی ہے ۔ نعوذ باللہ منہا ۔  
 پس یہ بشارت پورے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے واضح طور پر  
 ثابت ہے ۔ الحمد للہ علی ذالک ۔

(۴۷) تورات کتاب امتثنا ۔ باب ۳۳ ۔ درس (۱۲) اور اُس نے کہا کہ خداوند سینا  
 سے آیا اور ساعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا وہ  
 ہزار قد و سیوں کے ساتھ اور اسکے دلہنے ہاتھ ایک آلتشی شریعت اُن کے لئے تھی ۔ بلفظ  
 تو صحیح ۔ پہاڑ سینا وہ پہاڑ ہے جسکو وہ طور کہتے ہیں ۔ خدا کا آنا اس پہاڑ پر یہ ہے کہ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ پر کتاب تورات عطا ہوئی ۔ اور کوہ ساعیر وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا ہوئی ۔ اور فاران پہاڑ مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے ۔ یا کوہ حرا جہاں حضور



سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی میں عبادت کیا کرتے تھے اور اسی جگہ قرآن شریف کا نزول شروع ہوا۔ پس کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے سے مراد قرآنی نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ ہزاروں قدوسیوں یعنی صحابہ کرام ان کے ساتھ تھے اور آتش شریعت احکام نجات مشرکوں، منافقوں، رہزنوں، حرام کاروں شراب خوروں وغیرہم کے لئے اور تلوار کے پاس تھی۔

اگر کوئی شخص مشبہ کرے کہ فاران مکہ معظمہ میں بیمار نہیں ہے۔ تو ازالہ شبہ کے لئے تورات کی عبارت لکھ دی جاتی ہے :-

تورات کتاب پیدایش - باب - درس - ۲۰ - ۲۱ -

(۲۰) خدا اس لڑکے (حضرت اسمعیل علیہ السلام) کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا۔ اور بیابان میں رہا کیا۔ اور تیر انداز ہو گیا۔

(۲۱) اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ بلفظ :-  
اس سے ثابت ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام مکہ معظمہ کے بیمار میں ظاہر ہوئے اور اسی جگہ رہتے تھے۔ اور یہی فاران بیمار ہے۔ جہاں وہ تیر اندازی کرتے تھے۔ وہی تیر اندازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔

## کتاب زبور سے مولود شریف کا ثبوت۔

زبور ۴۵ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس طرح برہ ہے۔  
میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے۔ میں ان چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بتائی ہیں بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر کہنے والے کا قلم ہے۔ (۲) احسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونہوں میں لطف بٹھایا گیا ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری شہمت اور بزرگواری ہے حامل کر کے اپنی ران پر لٹکا (۴) اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ اور تیرا وہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھائیگا (۵) تیرے تیر تیر ہیں



وکی تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دلیلیں لگ جاتے ہیں (۶) تیرا تخت  
 خدا ابدال باد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو صداقت کا دوست  
 اور شرارت کا دشمن ہے اس سبب خدا تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں  
 سے زیادہ مسح کیا (۸) ہر سار گہا سار اور عروج کی خوشبو آتی ہے کہ جن سے بھٹی دانستہ بھلوں کے درسیا انہوں نے تجھ کو خوش کیا ہے (۹) بادشاہ  
 کی بیٹیوں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ بلکہ او فیر کے سونے سے آراستہ ہو کے تیرے دینے  
 اتھ کھڑی ہیں۔ (۱۰) تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے تو انہیں تمام زمین  
 کے سردار مقرر کر دیگا (۱۱) میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس سارے لوگ تیری  
 ستائش کریں گے۔ بلفظ۔

توضیح۔ تمام اہل کتاب کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک ایسے  
بنی کے بشارت دیتے ہیں۔ جو ان کے بعد ان صفات سے موصوف ہو کر ظاہر ہوگا۔ پس یہود  
کے نزدیک تو اب تک کوئی بنی حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان صفات سے ظاہر نہیں ہوا۔  
اور نصاریٰ کے نزدیک اس بشارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں اور اہل اسلام کے نزدیک  
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور حق اور صحیح یہی ہے کہ یہ بشارت واقعی حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہے۔ کیونکہ جو اوصاف اس بشارت میں درج ہیں۔ وہ  
سب کے سب ان میں پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ہر گز پائے نہیں جاتے  
وہ اوصاف یہ ہیں:-

(۱) اس نبی کا حسین ہونا (۲) قوی ہونا یا پہلوان ہونا (۳) افضل البشر ہونا (۴) فصیح ہونا (۵) شمشیر مند ہونا (۶) مبارک زمانہ ہونا (۷) تیرا انداز ہونا (۸) خلق کا آپ کے تابع ہونا (۹) ان کے کپڑوں سے خوشبو کا آنا (۱۰) بادشاہوں کی بیٹیوں کا اس کے گھر آنے میں تیار ہونا (۱۱) اس کی اولاد کا بجلے بیٹے پاپ کے رئیس یا حاکم ہونا

(۱۲) ہر جگہ اسکی ستائش کا ذکر ہونا ۱۳ ساری پشتوں یعنی تمام لوگوں کو اسکا نام یاد دلانا۔

ان تمام اوصاف کی تطبیق اس طرح ہے کہ یہ تمام امور مولود شریف ہیں  
موجود ہیں۔ اور یوں ہے:-



(۱) حسین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چہرہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز خوبصورت نہیں دیکھی گویا آفتاب آپ کے چہرہ مبارک میں پھرتا ہے اور جب سنستے تھے تو دیوار تک آپ کے دانتوں سے روشن ہو جاتی تھی۔ اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس طرح منقول ہے :

(۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوی ہونے اور قوت کا یہ حال تھا کہ رکات نام پہلوان طاقت میں اپنی نظر نہیں رکھتا تھا۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں ملا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم جھک گشتی میں مغلوب کرو تو میں جان لوں گا کہ تم بنی ہو یا غیر۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو دو دفعہ بچھاڑا :

(۳) افضل البشر ہونے پر آپ کی نبوت عامہ کا قیامت تک ہونا دلیل ہے :

(۴) فصاحت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اظہر من الشمس و ابدن من اللاس ہے :

(۵) تلوار باندھنا اور جہاد کرنا مسلم الثبوت ہے :

(۶) مبارک ہوتا بھی حضور کا ظاہر ہے کہ مشرق و مغرب میں کروڑوں مسلمان نماز پنج وقتہ و تہجد وغیرہ نوافل میں درود شریف اللہم بارک علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے پڑھتے ہیں :

(۷) تیر اندازی توکل بنی اسماعیل کا شیوہ ہے بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر جنگ میں تیر و کمان موجود رہتے تھے اور استعمال کرتے تھے :

(۸) خلق بھی کثرت سے حضور کے تابع ہو گئی تھی۔ چنانچہ گوہر گوہر اگر اسلام قبول کرتے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ لوگ کثرت سے فوج فوج اسلام میں داخل ہوئے ۔

(۹) حضور کے کپڑوں اور بدن سے خوشبو کا آنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کبھی حضور کو سبھا یا گھر نہ پاتے تو آپ کے کپڑوں کی خوشبو سے تپہ لگا کر حضور کی خدمت میں پہنچ جاتے۔ اور ایک عورت نے حضور کا پسینہ مبارک جمع کر کے ایک دلہن کے بدن پر ملا تھا۔ کئی پشت تک اسکی اولاد کے بدن سے خوشبو آتی رہی۔ یہ سب



کتاب اسلامیہ میں درج ہے (۱۰) قرن اول میں بادشاہوں کی بیٹیوں نے بھی آپ کی ذریعہ کی خدمت کی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر میں یزید و جبر و کسریٰ فارس کی بیٹی حضرت شہربانوہ رضی اللہ عنہا تھی (۱۱) اور حضور کے بعد اولاد میں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہوئے۔ اور بعد ان کے ایران و یمن و ہندوستان وغیرہ میں اب تک حضرت کی ذریت میں سے حاکم اور فرمانروا رہے ہیں۔ اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جو ان کی اولاد سے ہوں گے تمام روئے زمین کے قرب قیامت کو بادشاہ ہوں گے۔ (۱۲) ہر جگہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر تمام ہوتا ہے۔ پنجوقتہ نمازوں کی اذانوں میں کلمہ طیبہ میں کلمہ شہادت میں درود شریف میں اقامت میں التحیات میں خطبہ میں غرض کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر بھی برابر ہے (۱۳) ابد الابد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اور محافل موالید شریف تمام دنیا میں قائم ہیں اور قیامت تک قائم رہیں گی۔ اور یہ ذکر خیر و برکت بڑے اہتمام و احتشام سے ہوتا رہے گا۔ اور واقعہ علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوتی رہے گی۔ اور منکرین جلتے سلکتے کھنتے رہیں گے۔ پس یہ پیشگوئی کتاب نہ پوری نہیں من کل الوجوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں پوری ہوئی۔ الحمد للہ

## انجیل مرقسہ موجود ہے مولود شریف کا ثبوت

انجیل متی باب ۳۔ درس (۱) ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والا دیہوت کے بیابان میں ظاہر ہو کر مناد کرنے لگا۔ (۲) اور یہ کہنے لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے، ایضاً باب ۳۔ درس (۱۲) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا تب حلیل کو چلا گیا (۱۷) اسی وقت یسوع نے منادی کرنی اور کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو۔ کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ (۲۳) اور یسوع تمام حلیل میں پھرتا ہوا ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا رہا۔ (۲۷) باب ۳۔ درس (۴) بلکہ پہلے ہی اس کے گھر کی کھوئی ہوئی بھڑوں کے پاس جادریں اور چلتے ہوئے منادی کرو۔ اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ (۲۲) باب ۳۔ درس (۲۲) یسوع نے انہیں کہا تم نے نوشتوں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو اجکیروں نے ناپسند کیا وہی کوئے کا سر ہو



یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب (۴۳) اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی۔ اور ایک قوم کو جو اس کے میوے لائے دیجائیگی (۴۴) جو اس پتھر پر گرے گا۔ چور ہو جائے گی۔ پر جس پر وہ گرے گا۔ اسے پس ڈالے گا۔ انجیل مرقس باب اول۔ درس (۱۴) پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل میں آکر خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی (۱۵) اور کہا کہ وقت پورا ہوا۔ خدا کی بادشاہت نزدیک آئی ہے۔ تو صیح۔ ان تمام حوالہ جات انا جیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بادشاہت کی بشارت ہے۔ کیونکہ جب ایک بادشاہ کی بادشاہت ختم ہو جاتی ہے تو دوسرے بادشاہ کی بادشاہت آتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی بادشاہت نبوت کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت نبوت و رسالت ہے جس کی منادی یوحنا پیغمبر اور مسیح علیہ السلام نے فرمائی۔ اور یہ آسمانی بادشاہت سلطنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق رکھتی ہے جو ان کے عہد سے شروع ہو کر خلفائے راشدین مہدین و صحابہ تابعین و تبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے زنا حال تک خوب آسمانی احکام جاری ہیں۔ خدا کے دشمنوں کو خوب سزائیں دی گئیں ان کو غلام بنایا گیا۔ ان کے مال و اسباب کو ضبط کیا گیا۔ خزانہ کو بیت المال میں جمع کیا گیا۔ خدائی فوجیں دشمنوں کے مقابل ہوئیں پھر ان کے توبہ کرنے سے حسب قانون آسمانی معافی دی گئی۔ قزاقوں کو سزائیں ملیں۔ ہاتھ کاٹے گئے گردنیں ماری گئیں۔ زنا کاروں کو رجم کیا گیا۔ اور خزانہ الٰہی بیت المال سے خدا کے مسکینوں بے کسوں یتیموں اور عاجزوں کی دستگیری کی گئی۔ یہ ہے آسمانی بادشاہت جو میوہ اللہ تعالیٰ قوم کو دی گئی۔ جو قوم عرب ہے اور ناپسندیدہ پتھر کی مثال دنیا اور آخر کو کوٹنے کا سرا ہوتا اور لوگوں کی فطرت میں عجیب ہوتا اور یہ پتھر کہ جس پر گرے اسے چور ہو کر ڈالے یہ خاص اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے۔ کیونکہ قوم عرب تمام قوموں کے نزدیک ذلیل اور خوار تھی علوم و فنون کا ان میں نام و نشان نہ تھا یہ یہود و نصاریٰ بسبب اپنے علم و ہنر اور بھی اہل عرب کو ذلیل و حقیر جانتے تھے اور عرب میں ابتدا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے نزدیک ناپسند تھے۔ کیونکہ ان کے پاس مال اسباب دنیوی موجود تھا۔ اور نہ بھی ان کا باپ دادا بادشاہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین حیات تھے گو یا وہ ناپسند پتھر کی مانند تھے۔ اور لوگوں کے نزدیک آپ کا تمام جہاں کیلئے رسول ہونا



عجیب تھا۔ دید لفظ توریت کی کتاب یسعیاہ نبی کے باب ۹۔ درس ۶ میں اس طرح آتا ہے :-  
 یسعیاہ نبی باب ۹۔ درس ۶ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور  
 مملکت اس کے کا ندھے پر ہوگی۔ وہ اس نام سے کہلائے گا عجیب شیر خدا اسے قادر۔ بلفظہ :-  
 اب پھر آپ کو کونے کا سرا بنایا گیا۔ یعنی خاتم النبیین۔ یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ میری ایک محل کی  
 مثال ہے کہ تمام محل خوب بنایا گیا۔ مگر اس میں ایک انیٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ وہ انیٹ میں ہوں  
 درجہ نبوت کا خاتمہ ہو گیا پھر جو کوئی آپ پر گرا وہ چور ہو گیا بد سے جنگ کے دن قریش مکہ آپ پر  
 لے سکوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چور چور کر دیا۔ علیؑ اذ القیاس جس پر آپ گرے اگو تھی  
 چور اگر ڈالفتح مکہ میں ہل مکہ کو اور اس سے پہلے اہل خیبر وغیرہ کو اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم  
 نے ایران و روم وغیرہ بڑے بڑے ملکوں پر گرے سب کو انھوں نے چور کر دیا :-  
 پس یہ بشارت تھی حاصل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں صحیح ہوئی اور کسی کے لئے نہیں  
 انجیل پوچنا۔ باب اول۔ درس ۱۶ ایک شخص خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا جس کا نام یوحنا تھا۔  
 (۱۷) یہ گواہی کے لئے آیا کہ نور پر گواہی دے۔ تاکہ سب اس کے باعث سے ایمان لائیں :- (۱۸)  
 وہ نور نہ تھا۔ پر گواہی دینے آیا تھا۔ حقیقی نور وہ جو دنیا میں آس کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے  
 (۱۹) یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہود نے یروشلیم کا ہنوں اور لادیلوں کو بھیجا۔ کہ اس سے پوچھیں  
 کہ تو کون ہے۔ (۲۰) اور اس نے اقرار کیا۔ اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں (۲۱)  
 تب انھوں نے اس سے پوچھا۔ تو اور کون کیا تو الیا ہے۔ اس نے۔۔۔ کہا میں نہیں ہوں  
 پس آیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں (۲۲) تب انھوں نے اس سے کہا کہ تو کون  
 ہے۔ تاکہ ہم انھیں جنہوں نے ہم کو بھیجا ہے کوئی جواب دیں (۲۵) اور انھوں نے اس سے  
 سوال کیا۔ اور کہا اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیا۔ اور نہ وہ نبی۔ پس کیوں بتیمہ دیتا ہے :-  
 ایضاً باب ۲ درس (۲۸) تم خود میرے گواہ ہو۔ کہ میں نے کہا کہ میں مسیح نہیں :-  
 ایضاً باب ۳ (۳۳) اس وقت یسوع نے انھیں کہا۔ ابھی تھوڑی دیر تک میں تمھارے  
 ساتھ ہوں۔ اور اس پاس جس نے مجھے بھیجا جاتا ہوں۔ (۳۴) تم مجھے ڈھونڈو گے۔ اور  
 نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں تم نہ اسکو گے :- ایضاً باب ۱۲۔ درس (۱۵) اگر تم مجھے پیار  
 لے۔ نہ اسکو گے (یعنی آسمان پر)۔



کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ (۱۶) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا۔ اور وہ  
 تمہیں تسلی دینے والا بخشتے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ اور  
 سب باتیں جو کچھ کہ میں تم سے کہی ہیں۔ تمہیں یاد دلاؤ گا (۲۹) اور اب میں تمہیں اس کے  
 واقع ہونے سے پیشتر کہتا ہوں تاکہ جب وہ وقوع میں آئے تو تم ایمان لاؤ (۳۰) بعد اسکے  
 میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا۔ اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ  
 میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ (ایضاً باب ۱۵ (۲۶) پر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارا  
 لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آئے تو وہ میرے  
 لئے گواہی دے گا۔ (۲۷) اور تم بھی گواہی دو گے۔ کیونکہ تم میرے ساتھ ہو۔ (ایضاً  
 باب ۱۶ (۷) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے  
 کیونکہ اگر میں نہ جاؤں۔ تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئے گا۔ اگر میں جاؤں تو میں اسے  
 تم پاس بھیج دوں گا۔ (۸) اور وہ آن کر دینا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت  
 تقصیر وار ٹھہرائے گا۔ (۹) گناہ سے اس لئے کہ مجھ پر ایمان نہیں لائے (۱۱) عدالت  
 سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا (۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں۔  
 کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم برداشت نہیں کر سکتے۔ (۱۳) لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے  
 تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نیکی کی۔ لیکن جو کچھ سننے کی  
 سوسکتے گی۔ اور نہیں آئندہ کی خبریں دے گی (۱۴) وہ میری نبرد کی کرے گی۔ اس لئے  
 کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی۔ اور تمہیں دکھائیگی۔ (۱۵) سب چیزیں جو باپ کی  
 ہیں۔ میری ہیں۔ اس لئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لے گی اور تمہیں دکھائیگی  
 بلفظ: تو سمجھ اس انجیل کو جس سے صلوات ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاص  
 طور پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت فرمائی ہے  
 اگرچہ بہت سی تحریف بھی ہوئی۔ مگر تاہم یہ عبارت انجیل یوحنا کی واضح طور پر شہادت  
 ہے۔ یہی ہیں۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام فرمایا ہے۔ اور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دے رہے ہیں۔ جو  
 اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں لقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ فرمایا ہے۔ اس کی تصدیق کر رہے  
 ہیں۔ یہ بھی طور ہے کہ ابتدائی انجیل میں جو اصل انجیل تھی (حواریوں کی مرتبہ نہیں) اس میں



پورے طور پر نام مبارک اور حلیہ شریف سے آگاہی دی گئی تھی۔ مگر روز بروز کی تحریف کی یہاں  
تک نوبت پہنچی کہ اس نے اپنا اثر ایسا دکھایا کہ وہ سب کچھ نکال دیا گیا۔ تاہم جو کچھ باقی رہا  
وہ بھی صاف ہے۔ کیونکہ پہلے ۸۲۱ء و ۸۳۱ء و ۸۴۱ء میں جو ترجمہ عربی میں، بحال یونانی کا  
باب ۱۲-۱۵ بمقام لنڈن کیا گیا تھا۔ اس میں اس طرح لکھا تھا مگر تم مجھے دوست رکھتے ہو تو  
میری وصیتوں کو یاد رکھو۔ اور میں باپ سے مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں فارقلیط و یگا جوابہ تک  
تہارے ساتھ رہے گا۔ اب لفظ فارقلیط کا ترجمہ جو ۸۵۱ء میں بالپنت مشن میں چھپا ہے اس  
میں دوسری تسلی دینے والی روح لکھا ہے۔ بصیغہ مونث۔ اور اس کے بعد جو بائبل کا ترجمہ  
۸۹۷ء میں چھپا ہے جو میرے پاس موجود ہے، اس میں دوسری تسلی دینے والا لکھا ہے بصیغہ  
مذکر۔ اسی طرح تحریفات کا نازہ کر رہا ہے۔ لیکن لنڈن میں جو عربی ترجمہ پہلے چھپا تھا۔ اس میں  
لفظ فارقلیط صاف درج ہے۔ مثلاً (الف) میری وصیتیں سنو (یہ) میں باپ سے  
مانگتا ہوں وہ تمہیں فارقلیط و یگا جوابہ تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ درج، فارقلیط جسے  
باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہ تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ اور تم کو یاد دلانے گا۔ (د) اور  
اب میں نے تم کو اس کے آئنے سے پہلے خبر کر دی تاکہ جب آئے تب تم اس پر ایمان لاؤ۔ وہ اس کے  
بعد میں تم سے بہت کلام نہ کرے گا۔ اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتلی ہے۔ اور مجھ میں اسکی  
کوئی چیز نہیں (و) پھر جب کہ وہ فارقلیط جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ وہ  
میرے لئے گواہی دیگا۔ (ز) میرا جانا ہی قایم ہے۔ کیونکہ اگر نہ جاؤں گا۔ تو فارقلیط  
تمہارے پاس نہ آئے گا۔ وہ آن کر دنیا کو گناہ پر اور نیکی پر اور حکم پر سزا دیگا۔ گناہ پر اس لئے  
کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے (ح) لیکن جب وہ فارقلیط آئے گا تو تمہیں راہ حق بتاؤ  
اور تم کو آئندہ کی خبریں بتائیگا۔ علم غیب (ط) وہ میری بزرگی بیان کرے گا۔ اس لئے کہ وہ  
میری چیزیں پاکر تمہیں خبر کرے گا۔ وغیرہ اب میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اس کتاب ہلف سے  
حلف شریف کتب آسمانی کی گوتے چلے آئے ہیں جیسے قرآن شریف سے ثابت ہے پس سب  
پہلے جو بحال عبری زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، اس میں خاص اور صاف  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج تھا۔ اور اس کا  
ترجمہ جب یونانی زبان میں ہوا تو پیرکلوٹوس کیا جس کے معنی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں  
اور پھر یونانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا تو اس کا مغرب فارقلیط بنایا گیا۔ چنانچہ ایک پادری صاحب نے



لفظ فارقلیط کی تحقیق میں ایک سال لکھ کر کلکتہ میں ۱۲۶۸ ہجری میں شائع کیا اس میں ۱۵ اسطر  
 پر لکھتے ہیں: یہ لفظ فارقلیط یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے۔ پس اگر اس کی اصل پارا کلی  
 طوس قرار دی جائے تو اس کے معنی معین اور وکیل کے ہیں اور اگر کہیں اصل پیرکلو طوس ہے تو اس کے  
 معنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہیں پس جس علم اہل اسلام  
 نے اس بشارت سے استدلال کیا ہے۔ تو وہ اصل پیرکلو طوس سمجھا کیونکہ اس کے معنی محمد صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہیں۔ پس اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے  
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی لیکن اصل پارا کلی طوس ہے  
 بالقط کتاب عقائد اسلام مولوی عبدالحق مرحوم مفسر حقانی دہلوی: اس کے بعد مولانا مرحوم لکھتے  
 ہیں: ہم کہتے ہیں کہ اصل لفظ پیرکلو طوس ہی ہے۔ اور یونانی میں بہت تشابہ ہے۔ اس کو پارا کلی  
 طوس غلطی سے پڑھ لیا۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے تو ہم پہلے ان کے اکابرین کی تحریف و تبدیل  
 ثابت کر چکے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ پیرکلو طوس کا پارا کلی طوس بنا لیا اس میں کچھ زیادہ فرق نہیں اگر  
 پارا کلی طوس کو بھی رہنے دیا جائے تب بھی ہمارا مدعا حاصل ہے۔ کیونکہ معین اور وکیل بھی  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک ہیں۔ فقط: دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے حضور  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک اہل کتاب اور دیگر لوگ فارقلیط کے تشریف لانے کے  
 منتظر تھے اسی واسطے بعض لوگوں نے فارقلیط ہونیکا دعویٰ بھی کیا تھا اور بعض نے ان کو  
 مان بھی لیا تھا۔ چنانچہ منتس مسیحی نے قرن ثانی میں دعویٰ کیا تھا کہ میں فارقلیط نبی ہوں جس کی  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ بہت سے عیسائی لوگ اس پر ایمان لائے اس کے تابع  
 ہو گئے۔ جیسے کہ ولیم میور صاحب نے اپنی تاریخ کی کتاب کے تیسرے باب میں اس کا اور اس کے  
 متبعین کا حال لکھا ہے اور یہ کتاب ۱۸۴۲ء میں چھپی۔ اور اب التواریخ کا مصنف بھی جو عیسائی  
 لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ اسے ایک نبی کے آنے کے منتظر تھے  
 اسی وجہ سے ملک حبشہ کا بادشاہ نجاشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال  
 سن کر ایمان لایا۔ اور کہا کہ بلا شک یہ وہی نبی ہے جس کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں  
 دی تھی۔ کیونکہ بادشاہ نجاشی تو رات و انجیل کا پورا واقف تھا اسی طرح مقوس بادشاہ قبط نے  
 بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبوت کا اقرار کیا۔ اور بہت سے پرایا آپ کے حضور میں روانہ  
 اور بادشاہ تو رایت و انجیل کا بڑا عالم تھا اسی طرح جلاو دین العلما جو اپنی قوم نصاریٰ میں بڑا عالم



تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ اور اسی طرح ہر قبل شاہ دوم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کیا علیٰ ہذا القیاس بہت سے ذی شوکت نصاریٰ کے عالمیوں نے اسلام قبول کیا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کوئی شوکت ظاہری قائم نہیں ہوئی تھی۔ پس اندرین حالات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کی بشارت دی ہے۔ تورات و انجیل و زبور سے ثابت ہے کہ پہلے ہی نور کے آنے کی خبر دی۔ جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں۔ لقد جاءکم من اللہ نوراً سے دی ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ جسکی بابت انجیل یوحنا سے درج ہو چکا ہے۔ کہ نور پر سب ایمان لادیں۔ اور دوسری بشارت فارقلیط احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے دی گئی تھی۔ اس کی تصدیق قرآن شریف سے یوں ہوتی ہے۔ واذ قال عیسیٰ ابن مریم لینی اسی ٹیل انی رسول اللہ الیکم صدق لما بین یدی من التورۃ۔ ونبشراً برسول یاتی من بعد اسمہ احد فلما جاءهم بالبیت قالوا ہذا السحر مبین۔ (سورہ صاف) یعنی جب کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نے کہ اے نبی اسرائیل تحقیق میں اللہ تعالیٰ کا رسول تمہاری طرف آیا ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے تورات میرے پاس ہے۔ اور خوشخبری سناتا ہوں۔ تم کو ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ ان کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ آگیا۔ معجزات کے ساتھ تو بولے یہ جادو گر ہے۔ نہ دیکھتے یہ بشارت کیسی صاف اور صریح مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ثابت ہے۔ کہ لفظ و نام فارقلیط بمعنی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انجیل یوحنا میں ظاہر ہے جس کی اصل یونانی زبان میں پر کلوطوس ہے اور عرب فارقلیط ہے۔ اور اب کھریفاً اس کا ترجمہ تسلی دینے والا کیا گیا خیر مصائقہ نہیں تسلی دینے والے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ غرض کہ ان تمام تحریرات دستاویزات تورات انجیل۔ زبور محرفہ موجودہ میرا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف درج ہے۔ اب میں اصلی انجیل غیر محرف سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف لکھتا ہوں۔



# اصلی اور صحیح غیر تحریف انجیل بر بناس حواری

## کی کتاب سے مولود شریف کا ثبوت

یہ انجیل بر بناس اصلی و صحیح تحریف اہل کتاب سے محفوظ ہے جس کا ذکر تذکرہ تورات و انجیل موجودہ میں ہے۔ جو تاریخ بابا جلا سبوس کے حکم سے ۳۹۲ء عیسوی میں جاری ہوا تھا۔ اس میں اس انجیل کا تذکرہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے۔ اسی سال پشتر کا زما۔ ایتالی و یونانی زبان سے اس کا ترجمہ عربی میں ہوا اور اب ۹۰۹ء میں عربی سے اردو میں ترجمہ ہوا۔ جو مولوی انشوار اللہ خاں صاحب کے مطبع و طبع لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ مختصراً اقباس اس طرح پر ہے: (۱) بارہویں فصل۔ آیت ۷۔ پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے تمام رسولوں اور نبیوں کا نور پیدا کیا۔ بلفظ صفحہ ۱۲۔ اس کے حاشیہ میں ہے عربی۔ خلق اللہ کل المخلوق بحمته و خیرہ ذکر فی الزبور اول خلق اللہ نور محمد کل الانبیاء و الاولیاء نور منہ نور الانبیاء رسول اللہ۔ بلفظ: (۲) پینتیسویں فصل، آیت ۸۔ اور رسول اللہ کو بھی جس کی روح اللہ نے ہر ایک دیگر چیز سے ساٹھ ہزار سال قبل پیدا کی۔ (۳) چھتیسویں فصل۔ آیت ۶۔ لیکن انسان بجا لیکہ تحقیق تمام انبیاء و بحیر اس رسول اللہ کے آچکے ہیں۔ جو کہ جلد تر میرے بعد آئیں گے۔ کیونکہ اللہ اسی امر کا ارادہ رکھتا ہے۔ کہ میں اس کے راستہ کو صاف کروں۔ بلفظ صفحہ ۵۵: (۴) اسیالیسویں فصل۔ آیات (۱۴) پس جبکہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا۔ اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی جسکی عبارت تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (۱۵) تب آدم نے اپنا منہ گھولا۔ اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ اے میرے پروردگار اللہ کیونکہ تو نے مہربانی کی پس مجھ کو پیدا کیا۔ (۱۶) لیکن میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے کیا معنی ہیں۔ محمد رسول اللہ۔ (۱۷) تب اللہ نے جواب دیا مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم (۱۸) اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا (۱۹) اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اس وقت کے بہت سے سال بعد دنیا میں آئے گا۔ (۲۰) دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ (۲۱) یہ شخص ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی۔ کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں (۲۲) پس آدم نے منت یہ کہا۔ کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں



کے ناخنوں پر عطا فرما۔ (۲۴) تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی دہانے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر لا الہ الا اللہ (۲۶) اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت محمد رسول اللہ (۲۷) تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پوری محبت کے ساتھ بوسہ دیا۔ (۲۸) اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔ اور کہا مبارک ہے وہ دن جس میں کہ تو دنیا کی طرف آئے گا۔ بلفظ صفحہ ۶۰-۶۱ (۵) اکتالیسویں فصل۔ آیت ۳۰ پس جبکہ آدم نے مڑ کر نگاہ کی تو اس نے فردوس کے دروازہ کی پشانی پر لکھا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تب وہ اس وقت رویا۔ اور کہا اے بیٹے کاش اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرے کہ تو جلد آے۔ اور ہم کو اس حکم بختی و مصیبت سے چھڑائے بلفظ صفحہ ۶۳-۶۵ (۶) بیالیسویں فصل۔ آیات (حضرت مسیح علیہ السلام کا کلام) (۱۵) کیونکہ میں اس کے لائق بھی نہیں ہوں کہ اس رسول اللہ کے جوتے بندیا نعلین کے تسمے کھولوں جسکو تم ہی کہتے ہو۔ (۱۶) وہ جو کہ میرے پہلے پیدا کیا گیا۔ اور اب میرے بعد آئے گا۔ اور وہ بہت جلد کلام حق کے ساتھ آئے گا۔ اور اس کے دین کو کوئی انتہا نہ ہوگی۔ بلفظ صفحہ ۶۶ (۷) تینتالیسویں فصل آیات (۹) اور یوں جب اس نے عمل کا ارادہ کیا سب چیز سے پہلے اپنے رسول کی روح پیدا کی وہ رسول جس کے سب سے تمام چہروں کے پیدا کرنے کا قصد کیا۔ (۱۳) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک نبی جب وہ آتا ہے تو وہ فقط ایک ہی قوم کے لئے اللہ کی رحمت کی نشانی اٹھا کرتا ہے (۱۴) اور اسی وجہ سے ان انبیاء کا کلام اس قوم سے آگے نہیں بڑھا جس کی جانب وہ بھیجے گئے تھے (۱۵) لیکن رسول اللہ جب آئے گا اللہ اسکو وہ چیز عطا کرے گا جو کہ اس کے ہاتھ کی انگشتی مانند ہے۔ (۱۶) پس وہ زمین کی ان تمام قوموں کے لئے خلاص اور رحمت لائے گا۔ جو اس کی تعلیم کو قبول کریں گے (۱۷) اور عنقریب وہ ظالموں پر ایک زور کیا تھا آئے گا۔ اور بتوں کی عبادت کو مٹا دے گا۔ (۱۸) کہ شیطان ذلیل و خوار ہوگا۔ لے بلفظ صفحہ ۶۸ (۸) پچیسویں فصل۔ اس فصل میں آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم کا تمام مخلوق کی شفاعت کرنے کا ذکر ہے۔ بوجہ خوف اظنا ب ترک کیا گیا۔ دیکھو صفحہ ۸۵ تا ۸۷ (۹) بہتر دس فصل آیات (۱۲) تب اس وقت اندر اس نے کہا اے معلم ہمارے لئے کوئی نشان بتا۔ تاکہ ہم اس رسول کو پہنچائیں (۱۳) تب یسوع نے جواب دیا بے شک وہ تمہارے زمانہ میں آئیں گا بلکہ تمہارے بعد کسی برسوں کے جس وقت کہ میری انجیل باطل کر دی جائیگی۔ اور قریب قریب تیس مومن بھی لے بوسہ دیا یہ تفصیل ابہامین سنت آدم علیہ السلام کی ہے جو سلمان لوگ ادا کرتے ہیں۔



نہ پائے جائیں گے (۱۴۳) اس وقت میں اللہ دنیا پر رحم کرے گا پس وہ اپنے رسول کو بھیجے گا جس کے سر پر ایک سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہوگا۔ اس وقت ایک اللہ کا برگزیدہ پہچانے گا اور وہی اسے دنیا پر ظاہر کرے گا (۱۵) اور وہ بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئے گا۔ اور بتوں کی پوجا کو دنیا سے نابود کرنے کا (۱۶) اور میں اس بات کو راز کی طرح کہتا ہوں۔ کیونکہ اسکے ذریعہ سے اس کا اعلان ہوگا اور اللہ کی بڑائی کیجائے گی۔ اور میری سچائی ظاہر ہوگی۔ (۱۷) اور غمگین وہ ان لوگوں سے انتقام لے گا۔ جو کہتے ہیں کہ میں انسان سے بڑھ کر ہوں۔ (۱۸) میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تحقیق چاند اس کو اس کے بچپن میں سلانے کیلئے لوریاں دیگا۔ اور جب بڑا ہوگا تو وہ اس چاند کو دونوں ہتھیلیوں سے پکڑے گا (۱۹) پس چاہئے کہ دنیا اس کے انکار کرنے سے ڈرے۔ الخ۔ صفحہ ۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱ (۱۰) یا سبیلہ فصل آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو ایک یماندار ساری عورت سے (۹) عورت نے جواب دیا تحقیق ہم مریائے منتظر ہیں۔ پس جب وہ آئیگا۔ ہمیں تعلیم دیگا (۱۰) یسوع نے جواب میں کہا۔ اے عورت کیا تو جانتی ہے کہ میا ضرور آئے گا۔ (۱۱) اس عورت نے جواب دیا ہاں اے یسوع (۱۲) اس وقت یسوع کا چہرہ چمک اٹھا اور اس نے کہا اے عورت مجھے دکھائی دیتا ہے کہ تو ایمان والی ہے (۱۳) پس تو اب معلوم رکھ کہ تحقیق مسیحا پر ہی ایمان لانے سے اللہ کا ہر ایک برگزیدہ خلاصی پائے گا۔ (۱۴) اس حالت میں یہ واجب ہے کہ تو مسیحا کی آمد کو جانے (۱۵) عورت نے کہا شاید تو ہی مسیحا ہے اے یسوع (۱۶) یسوع نے جواب دیا حق یہ ہے۔ کہ میں ہی نبی اسرائیل کے گھرانے کی طرف خلاص کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (۱۷) لیکن میرے بعد جلد ہی مسیحا اللہ کی طرف بھیجا ہوا تمام دنیا کیلئے آئیگا وہ مسیحا اللہ نے اسی کی وجہ سے دنیا کو پیدا کیا ہے (۱۸) اور اس وقت تمام دنیا میں اللہ کو سجدہ کیا جائیگا۔ اور رحمت حاصل کی جائیگی۔ کہ جو بلی کا سال جو اس وقت ہر سو برس پر آتا ہے مسیحا اس کو ہر سال ہر ایک جگہ میں بناوے گا۔ بلقط۔ صفحہ ۱۲۳۔

دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جو بلی یعنی مولود شریف ہر سال ہوا کرے گا۔ ان کی پیش گوئی کیسی پوری ہو رہی ہے۔ منکرین خسران میں ہیں (۱۱) تراسی فصل آیات (۱۲) اور آدھی رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے قریب گئے (۲۵) تب یسوع نے ان سے کہا یہی رات مسیحا رسول اللہ کے زمانہ میں وہ سالانہ جو بلی ہوگی۔ جو اس وقت ہر سو برس پر آتا ہے اذان میں۔ لے یعنی عیانی۔ لے معجزہ شق القمر۔ لے رحمت الخ۔ و ما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین۔ قرآنی آیت ہے ۱۲۔



آئی ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۲۵: یہ دوبارہ پیش گوئی جو بلی د مولود شریف کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمائی۔ جو بلی انگریزی لفظ ہے۔ اس کے معنی خوشی کا جلسہ ہے۔ جو بادشاہوں کے لئے سویا جاساں سال بعد کیا جاتا تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بادشاہوں کے بادشاہ اور شہنشاہ ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی ہے کہ ان کی جو بلی جشن یعنی مولود شریف ہر سال نہایت احتشام و اہتمام کرام سے ہوا کرے گا۔ اس سے پہلے اول بھی ایک بادشاہ سلطان مظفر الدین شاہ اربل نے ہی اس کو شروع کیا پھر اس کے بعد دیگر سلاطین نے بھی اس عمل خیر و برکت و انبساط و مسرت کو شریعت کے مطابق جاری رکھا اور قیامت تک جاری رہے گا اور خاص کر مقام مولود شریف مکہ معظمہ ہر سال یہ مولود شریف ہوتا ہے۔ جہاں شریف مکہ معہ علماء حرم حاضر ہوتے ہیں اور نہایت خوشی و خرمی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ وہاں بڑے جلاکریں دشمن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو ہوئے:

## ان تمام تحریرات تورات زبور و ایل کی تصدیق قرآن شریف و احادیث سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین يتبعون الرسول النبي الامي الذي يجئنا به مکتوباً عند  
هم فی التوراة والانجیل۔ (الآیہ سورہ اعراف) یعنی وہ راہل کتاب یہود و نصاریٰ (یہ  
لوگ جو تابعداری کرتے ہیں۔ اس رسول کی جو نبی امی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے جس کا ذکر  
وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنی تورات اور انجیل میں یعنی اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کا نام وحیہ وغیرہ حالات لکھا ہوا اپنی کتابوں تورات و انجیل میں پاتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ  
اور شک نہیں ہے ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے اور اہل کتاب ہمیشہ ان کے حالات پڑھتے ہیں۔  
جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس طرح فرماتے ہیں:

حدیث شریف: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني عند الله مکتوب خاتم النبیین  
وان آدم لمجدل فی طينته سا خبرکم باول امری دھوة ابراهيم وشارکة عیسیٰ مرثا  
امی التي سات حین وضعتنی وقد خرج لهما نوراً اضلاع لهما منه قصور السنام  
رواه احمد والبراز والطبرانی والحاکم والبیہقی وابن حبان ذکرہ الفسطلانی فی موا  
للان فیتہ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے پاس



دلوچ محفوظ و تورات و انجیل میں) خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی (گارہ) میں تھے۔ سو میں تمہیں خبر کرتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہو (سورہ بقرہ) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں (سورہ صفا) اور میں اپنی ماں کا مشاہد ہوں جو انھوں نے میرے ظہور کے وقت دیکھا کہ ان میں ایک نور روشن ہوا جس سے محلاتِ ثناء کے نظر آئے تھے (روایت کیا اس کو احمد اور بنہ از اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان رضی اللہ عنہم نے اور ذکر کیا امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں) اس کے علاوہ احادیث اور بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ لکھی جائیں گی۔

## فصل چہارم اثبات شریف مولود شریف کا ثبوت

احادیث شریف مولود شریف کے اثبات میں اس قدر ہیں کہ ایک دوسری کتاب بسو طیار خوف الطاب مختصراً لکھی جاویں گی۔ بعض وہابی لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ مسلمان بدعت مذمومہ کو اپنا ایمان سمجھ کر کرتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا مولود شریف کیا یا کر نیکا حکم دیا یا خلفاء راشدین و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس عمل کو کیا جو یہ مسلمان کرتے ہیں گویا بالکل بدعت سیئہ کا کام کرتے ہیں اور قیامِ تعظیمی کر کے مشرک بنتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیہ کی دلیل بدعت سیئہ ہونے کی یہی ہے تو وہابیہ سب سے پہلے بدعتی ہیں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بدعت کیا ہے۔ اور باتیں تو جانے دو اس وقت صرف قرآن شریف ہی اپنے ہاتھ میں لو جبکہ تمام دینا اور مانی لوگ پڑھ رہے ہیں۔ اس ہیئت کذایہ سے دفتین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھا اب کوئی لاہور کا چھپا ہوا ہے کوئی دہلی۔ کوئی لکھنؤ۔ کوئی بمبئی وغیرہ کا طبع شدہ ہے یہ قرآن شریف نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت نہ صحابہ کرام اور تابعین اور تبع الثابین خیر القرون میں تھا تو اب اس قرآن شریف کا پڑھنا بدعت سیئہ ہو گیا۔ ذرا ہوش کرو۔ اس بات میں زیادہ تر احادیث کتاب الدلائل المنظمہ فی بیان حکم مولد النبی

الاعظم۔ مولفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا الملکرم شیخ الدلائل مولوی محمد عبد الحق صاحب الدہلوی مہاجر کی ہیں سے لکھی جائیں گی (جو حسب الارشاد حضرت عارف باللہ مولانا حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر و مرشد جماعت دیوبند یہ کے شاگرد دہلی میں طبع ہوئی) میں نے حضرت شیخ الدلائل کی زیارت کی ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے عالم فقیہ و محدث اور فقہی پر ہیز کار سلسلہ نقشبندیہ



صاحب ارشاد کامل بزرگ مکہ معظمہ میں مدت سے بحالت ہجرت تشریف رکھتے ہیں عمر قریباً  
 ستر سال سفید ریش خوش شکل چہرہ پر نور جن کی خدمت میں تمام اطراف کے حجاج جو مکہ معظمہ  
 میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان سے اسناد و اجازت و ظایف دلائل الخیرات۔ حزب البحر۔ حزب الاعظم وغیرہ  
 کی حاصل کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار راقم الحروف بھی ۱۳۳۲ھ ہجری کو جب مکہ معظمہ میں  
 حاضر ہوا اور ۲۴ رذیقہ ۱۳۳۲ھ بروز یکشنبہ اجازت و سند تحریری و ظایف دلائل الخیرات  
 حزب البحر۔ حزب الاعظم پڑھنے کی ان سے حاصل کی۔ اس کا اظہار بصورتِ ریا نہیں بلکہ عطا نعمت  
 کا اظہار بموجب حکم خداوندی۔ و اما بنعمۃ ربی فحدثا ہے دویم یہ کہ وہابیہ و ظایف دلائل الخیرات  
 کو شرک سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ اجازت نامہ جات و سندات کو بوجہ طوالت دسج نہیں کیا جاتا۔  
 احادیث کے شروع کرنے سے پہلے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ بعض ہابی لوگ یہ کہہ دیا  
 کرتے ہیں کہ لفظ میلاد یا مولد کسی حدیث کی کتاب میں نہیں آیا۔ تو یہ بدعتی لوگ میلاد یکبارہ  
 پھرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیوں کی زبان پر بدعت۔ شرک کفر کا ایسا وظیفہ ہے۔ کہ ہر دم  
 پاس نفاس کی طرح دور ہی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ نمازوں میں بھی اس وظیفہ کا ذکر رہتا ہے  
 لیجئے میں حدیث کی ہی کتاب سے لفظ میلاد اور مولد کا دکھلاتا ہوں۔ تاکہ آپ کی حدیث دانی  
 بھی معلوم ہو جائے۔ را جامع ترمذی جو صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں خاص باب اس طرح  
 پر ہے۔ باب ما جاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی باب کے نیچے حضرت سول اکرم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کا ذکر کیا ہے کہ قیس بن خزیمہ صحابی رضی اللہ عنہ نے میلاد  
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ اس طرح پر کہ ولدت انا ورسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم اہام الفیل یعنی میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ فیل کا واقعہ  
 ہوا ہے اس سال پیدا ہوئے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم صحابی رضی اللہ عنہ  
 سے پوچھا کہ انت اکبر ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلی  
 علیہ وآلہ وسلم بڑے ہیں انھوں نے جوابے یا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکبر منی  
 وانا اقدم منه فی المیلاد:- کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں۔ لیکن پیدا ایش  
 میں میں مقدم ہوں۔ (الدر المنظم) (۲) ابن سعد اور ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے  
 حضرت امام جعفر صادق محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا۔ کان انا  
 قدما صحاب الفیل للنصف من المحرم فیلین الفیل وین المولد رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم خمس خمسون لیلۃ۔ یعنی اصحاب الفیل کا آنا نصف محرم کو ہوا  
پس فاصلہ درمیان اس واقعہ کے اور پیدا ہونے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچپن  
رات کا تھا۔ دیکھئے اکتب احادیث میں لفظ مولد اور میلاد موجود ہے پھر اس کا انکار بے سود  
قرآن شریف اور کتب سماوی تورات۔ زبور۔ انجیل۔ و احادیث شریف و اجماع سے مولود و شریف  
ثابت ہے۔ قرآن شریف اور تورات و زبور و انجیل کی عبارت درج ہو چکی ہیں۔ اب احادیث  
شریف پیش کی جاتی ہیں۔ اس کا انکار آپ کے امام المنکرین مولوی رشید احمد صاحب بھی نہیں  
کر سکے ان کی تحریر یہ ہے۔ جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیرانہ حالات اور ذکر حالات  
اون قرون میں بطریق وعظ و تدریس و مذاکرہ و تحدیث ہزار ہا بار ہوتا تھا۔ بلفظ فتوای رشید احمد  
صفحہ ۱۸۷ چلئے مفتی جی اب میں احادیث پیش کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کے شکوک رفع ہوں  
بخوف اطناب عبارات عزلی احادیث کا ترجمہ اردو لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کی سمجھ میں پورے طور  
پر آئے۔ یہ سب کچھ کتاب الہیہ المتظم سے لکھوں گا:

فصل پنجم

وہ احادیث شریف جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی ولادت مبارک کا ذکر فرمایا ہے

(۱) حدیث شریف :- امام بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری پیدائش نبی آدم کے بہترین زمانوں میں ہوئی۔ اور یہ زمانہ کی فضیلت حضرت کے وجود سے لیکر وقتاً فوقتاً علی بن ابی الترکی چلی آئی۔ یہاں تک کہ جس زمانہ میں میری پیدائش ہوئی وہ زمانہ سب سے افضل تھا۔ بلفظ حاشیہ صفحہ ۱۱ - (۲) حدیث شریف :- تخریج کی ہے۔ امام مسلم نے در الثلمین الا سقع سے۔ کہا ابو اثلجہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسحاق علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اولاد کو کفانہ کو اور اولاد ... گمانہ سے قریش کو۔ اور قریش سے اولاد ہاشم کو اور اولاد ہاشم سے مجھ کو بلفظ صفحہ ۱۱ - (۳)

حدیث شریف :- بیہقی اور طبرانی اور ابوالنعیم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تخریج کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا فرمایا اس میں سے آدم



کوسند فرمایا۔ اور اولاد آدم سے عرب کو اور عرب سے قبیلہ مضر کو اور مضر سے قبیلہ قریش کو اور قریش سے اولاد ہاشم کو۔ اور اولاد ہاشم سے مجھ کو۔ سو میں نسلانج نسل تمام خلقت سے بہترین ہوں باطن صفحہ ۱۱۔ (۴۷) حدیث شریف:۔ تخریج کی احمد اور بنی ز اور طرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے عواض بن ساریس سے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں عبداللہ اور خاتم الانبیاء ہوں۔ اس وقت سے کہ آدم ہنوز مٹی میں ملے ہوئے تھے۔ اور دیکھو میں تمہیں خبر دیتا ہوں میں دعا ہوں ابراہیم کی اور عیسیٰ کی خوشخبری اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ اسی طرح اور انبیاء کی ماں کا خواب دیکھا کہیں۔ میری ماں نے وقت ولادت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا کہ جس کا شام کے محل نظر آنے لگے۔ صفحہ ۱۵۔ (۴۸) حدیث شریف:۔ مواہب اللدنیہ میں ابو قتادہ انصاری خزرجی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دو شنبہ کے روزہ رکھنے کو دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ دن اسی قابل ہے کیونکہ اسی روز میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اسی روز اولیٰ بھر نزول وحی ہوا یہ روایت مسلم میں ہے۔ صفحہ ۱۶: اس کے علاوہ ہیں احادیث اسی میلاد مبارک کی اور درج ہیں جن کو بوجہ طوالت نہیں لکھا گیا۔ گویا پچیس احادیث الدر المنظم میں درج ہیں یہ پانچ احادیث ان میں سے کبھی گئی ہیں۔ ماننے والے کے لئے ایک حدیث شریف بھی کافی ہے اور منکر کیلئے تمام مجموعہ احادیث بھی کافی نہیں۔ بلکہ قرآن شریف بھی:۔

## فصل ششم

وہ چند احادیث جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوجہ مذمت منکرین کو منبر پر شریف فرمایا کہ میلاد مبارک کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ترمذی نے مطلب بن ابی دواعی سے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفار سے منکر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متبرہ چڑھے۔ اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ آپے رسول اللہ علیہ السلام ہیں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں تحقیق اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا فرمایا۔ اور بہترین خلق سے مجھ کو بنایا۔ پھر دو گروہ کئے سو مجھ کو بہترین گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل بنائے۔ اور مجھ کو افضل قبیلہ میں پیدا فرمایا۔ پھر گھرانے گھرانے جدے کئے۔ سو مجھ کو اللہ تعالیٰ نے باعتبار گھرانے کے افضل کیا ہے اور



ذاتی شرافت بھی عطا فرمائی ہے۔ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے۔ بلفظہ صفحہ ۷۱: (یہ حدیث قیام مولود شریف پر بھی دلیل ہے) (۲) حدیث شریف: تخریج کی دلائل میں بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزلہ بن عدنان اور جس جگہ آدمی فرقے فرقتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو افضل فرقہ میں رکھا۔ سو پیدا ہوا میں ماں باپ اپنے سے اور مجھ کو جاہلیت کی بے احتیاطی نے ذرہ بھر بھی نہیں چھوا۔ اور زمانہ آدم سے میرے ماں باپ تک میری پیدائش نکاح سے ہوئی۔ نہ سفاح سے۔ سو میں بہتر ہوں۔ اپنی ذات سے بھی اندر باعتبار نسب کے بھی اللہ پاک بہتر زیادہ جاننے والا ہے۔ اسکا علم کامل تر ہے۔ صفحہ ۷۱: یہاں علم غیب بھی ظاہر فرمایا۔ کہ خطبہ میں ۹ اشیائیں فوراً بیان کر دیں۔ اللہ غنی

## فصل ہفتم

وہ چند احادیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسرے کی درخواست پر اپنی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف: روایت کیا عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبد اللہ انصاری سے جو صحابی ہیں۔ اور صحابی کے بیٹے ہیں کہا جابر نے کہ عرض کیا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ماں باپ کو آپ کے اوپر نشان کروں یہ تو فرمایا کہ سب سے پہلے کیا چیز پیدا ہوئی۔ فرمایا کہ اے جابر سب سے اول اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے (یہاں سورہ النبیہ سے نور کی تشریح کی ہے) سو یہ نور قدرت الہی سے پھر تار ہا۔ مشیت ایزدی کے مطابق۔ اور اس وقت لوح و قلم جنت و دوزخ فرشتہ زمین و آسمان سوچ و چاند جن و انس کچھ نہ تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو اس نور کو چار حصہ کیا۔ ایک جزو سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے جزو کے چار حصے کر کے ایک جزو سے حالاں عرش دوسرے سے کرسی تیسرے سے جزو سے باقی فرشتے بنائے پھر چوتھے جزو کے چار حصے کئے۔ اول جزو سے تو آسمانوں کو اور دوسرے سے زمینوں کو اور تیسرے جزو سے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا۔ پھر چوتھے جزو کے چار



حصے کئے اول حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کی بنیائی اور دوسرے سے انکے دلوں میں نور معرفت الہی کا بخشا۔ اور تیسرے حصے سے ان کی زبانوں کو نور عطا فرمایا کہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے الحدیث بلفظ صفحہ ۱۸۔ یہ حدیث شریف کلہم علم غیب سے پڑ ہے۔  
 (۲) حدیث شریف :- تخریج کی حاکم اور طبرانی نے ابن اوس سے کہ میں ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کہ آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ تو میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کر رہے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کی مدح میں نظم کہوں۔ آپ نے فرمایا کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ہر آفت سے بچا دے۔ تو انھوں نے یہ قصیدہ پڑھا۔

## قصیدہ نظم از حضرت عباس رضی اللہ عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں

من قبلها طبت فی الظلال و فی	مستودع حیث یخسف الورق
ثم حبطت البلاد کالبشد	انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد	الجم نسد واهله الفرق
منتقل من صالب الی رحم	اذا مضی عالم بد اطبق
دانت حین ولدت اشوقت	الارض وضأت نبوک الا نق
حتی احتوی بیتی المہمین من	خندان علیا تحتها النطق
نحن فی ذلک الضیاء و فی النور	وسبیل الرشاد فخرق
وردت نار الخلیل مکنتما	فی صلبہ انت کیف یحترق

ترجمہ :- (۱) آپ کی پیدائش دنیائے پیشتر پاک و صاف تھی۔ درختوں کے سایہ اور جنتی مکان میں جب کہ جلے بہشتی اتر جانے سے آدم و حوا اپنے ستر غورت کیلئے پتے لپیٹتے تھے (۲) پھر آپ زمین پر اترے اور اس وقت نہ جامہ بشری میں تھے۔ اور نہ آپ گوشت کا ٹکڑا یا خون بستہ تھے۔ (۳) بلکہ نطفہ تھے اور اسی حالت میں نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہوئے۔ جب کہ نرسرت کے لگام دیا گیا۔ اور اس کے پوچھنے والے غرق ہو گئے :-  
 (۴) آپ یا پیوں کی پشت سے ماؤں کے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک قرآن



آپ کو ختم ہوا۔ اور دوسرا شروع ہوا: (۱۵) اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے نور سے زمین و آسمان منور ہو گیا: (۱۶) اور آپ کی بنہرہ گی یہاں تک ہے۔ کہ آپ کا شرف حاوی ہو گیا۔ بڑے بڑے عالی نسب والوں کو: (۱۷) سو ہم آپ کی اسی روشنی اور نور میں ہیں اور اسی نور کی بدولت ہدایت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں: (۱۸) آپ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پشت میں پوشیدہ تھے۔ جب ان کو آگ میں ڈالا۔ پھر بھلا وہ کس طرح جل سکتے تھے۔

اسی طرح حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب خصائص کبرے میں لکھا ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۵-۲۶ و ۱۳۹ حدیث شریف: امام بخاری نے تخریج کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حان رضی اللہ عنہ کے واسطے مسجد میں منبر بھجوا یا کرتے تھے۔ تاکہ حضرت کی طرف سے اس پر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو کا جواب دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ حسان کی مدد و روح القدس سے کراتا ہے۔ جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جواب تیلے۔ بلفظ صفحہ ۲ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ تو آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر بہت سے آدمی پیشوائی کو گئے جس طرح کہ ہمیشہ سے لوگ حکام اور امرا کی پیشوائی تعظیما و تکریماً کیا کرتے تھے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دنوں میں تشریف لاتے تھے علاوہ بریں منافقین کی ایذا رسانی کے مشورہ کی خبر یا چکے تھے۔ اور عورتیں بچے اور باندیاں اور لونڈیاں حضرت کی رونق افروزی کی خوشی میں نکل پڑتی تھیں۔ اور پردہ نشین کو ٹھکانا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کو چڑھ گئی تھیں۔ کہ وہ حضرت کی زیارت مشرف نہیں ہوئی تھیں۔ اگرچہ اسلام کا چرچا انہیں پیشتر تھا۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے۔

من ثنایات الوداع

مادعا لله داع

.....

جئت بالامر المطاع

طلع البدر علینا

وجب الشکر علینا

وبعد ہما فیما یروی

ایہا المبعوث فینا

ترجمہ:- ہمارے اوپر پورا چاند ثنایات (گھائییاں) وداع کی طرف نکلنا اور اوپر اس چاند



کے طالع ہونے کا ہمیشہ شکر واجب ہے۔ اے وہ شخص کہ ہمارے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے  
آپ فرمان واجب الطاعت لائے ہیں۔ صفحہ ۲۹ :-

## فصل ہشتم

حضرت خلفائے راشدین و عشرہ مبشرہ رضی اللہ  
عنہم کی طرف سے مولود شریف کا ذکر مختصراً  
(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے مولود شریف)

(۱) حدیث شریف :- تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسے بن وہب سے کہا۔ عیسیٰ نے  
کہ حضرت ابو بکر نے فرمایا رضی اللہ عنہ کہ میں کعبۃ اللہ کے صحن میں بیٹھا تھا۔ اور زید بن عمرو بن فضل  
وہاں کھڑا تھا۔ سو امیہ بن ابی الصلت نے وہاں آکر زید سے دریافت کیا کہ جس نبی کے مبعوث  
ہونے کا انتظار ہو رہا ہے۔ ہم تم میں سے ہوگا۔ یا فلسطین والوں میں سے زید نے کہا کہ مجھ کو یہ بھی  
خبر نہیں۔ کہ کسی نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہے۔ یہ گفتگو ان دونوں کی سن کر میں ورقہ  
بن نوفل کے پاس گیا۔ اور سب قصہ ان کی گفتگو کا بیان کیا۔ اس نے کہا۔ اے میرے بھتیجے سچ ہے  
جس نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہے۔ مجھ کو یہ خبر اہل کتاب اور علماء سے تحقیق ہو چکی ہے کہ  
اہل عرب کے اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں پیدا ہوگا۔ میں نسب بھی خوب جانتا ہوں۔ اور ترانسپ  
عرب میں پڑھ کر ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ وہ بنی کیا کہے گا کہ یہاں شہور ہے وہ ہدایت کی باتیں کہیں  
لیکن وہ ظلم نہ کرے گا اور نہ ظلم کیا جائے گا سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں حضرت کی رسالت کی تصدیق کر کے فوراً ایمان لے آیا  
بلفظ۔ صفحہ ۳۰۔ ۳۱ :- حدیث شریف :- تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب  
سے کہ حضرت ابو بکر کا اسلام لانا وحی کے سبب سے تھا۔ اور قصہ اس کا یوں ہے کہ ملک شام  
میں بحالت تاجری ابو بکر نے ایک خواب دیکھا تھا تو اثناء راہ میں کبیرا رہا اس خواب کا ذکر  
کیا۔ کبیرا نے دریافت کیا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ کہا کہ مکہ کا کہا قرشی ہے؟ کہا ہاں پھر  
کہا۔ کیا پیشہ کرتا ہے۔ کہا تاجر ہوں۔ کہا کبیرا نے کہ اللہ تعالیٰ تیرا خواب سچا کرے تیری ہی  
قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ تو زندگانی بھر اس کا وزیر ہوگا۔ اور بعد میں خلیفہ ہوگا سو ابو بکر نے



حضرت کے مبعوث ہونے تک اس خواب اور تعبیر کو اپنے دل میں رکھا۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا۔ کہ آپ کی نبوت میں کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو خواب نے ملک شام میں دیکھی تھی۔ (علم الغیب) یہ سنتے ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نگے لگا لیا۔ اور پیشانی چوم لی۔ اور کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ بیشک تم اللہ کے رسول ہو۔ بلفظہ صفحہ ۳۱: (۳) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے محمد بن عبد الرحمن بن بیاضی سے اور محمد بن اپنے باپ سے اور باپ نے اس کے دادا سے۔ کہا کہ کسی نے ابو بکر سے دریافت کیا۔ کہ تم نے اسلام لانے سے پیشتر کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی دلیل دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا۔ کہ قریش میں وہ کونسا شخص باقی رہ گیا ہے جس کے اوپر حضرت کی نبوت ثابت نہیں ہو چکی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا۔ کہ میں ایک رخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ اس قدر جھکی کہ میرے سر کو لگ گئی۔ پھر اس میں سے یہ آواز آئی۔ کہ جس نبی کا انتظار ہے۔ فلانے سن اور فلانے ماہ میں مبعوث ہوگا۔ تو اسکی تصدیق کر سب سے بڑھ کر سعادت حاصل کیجئے۔ بلفظہ صفحہ ۳۱-۳۲: (۴) حدیث شریف ابو نعیم نے تخریج کی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مثل چاند کے گردہ تھا۔ بلفظہ صفحہ ۳۲:

## (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ہے۔ ابو موسیٰ مدافعی نے ذیل میں ابن کلبی سے اس نے عوانہ سے کہا۔ کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمیشینوں سے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کوئی بات یاد ہو تو کہو۔ طفیل بن زید حارثی نے کہا۔ کہ اچھا اور ان کی عمر ایک سو ساٹھ برس کی تھی۔ کہ آپ کو خبر ہے۔ کہ ماموں بن معاویہ کیا کچھ غیب کی اخبار دیا کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو حضرت کی بعثت کی خبر دے کر وعظ میں ڈرایا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ وہی آکر تمکو ٹھیکہ کریں گے۔ اور یہ بھی کہا کرتا تھا۔ اے کاش میں ان سے ملوں۔ اور ان کی بعثت سے پہلے دھر جاؤں۔ طفیل نے کہا۔ کہ پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر ملی۔ اس وقت میں تمہارے ساتھ تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ یہ وہی نبی ہیں۔ کہ جن کے مبعوث ہونے کا ماموں ذکر کیا کرتا تھا پھر کچھ دن گزرے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس



جانتیں کی جانتیں شرف باسلام ہونے لگیں۔ تو اس وقت میں بھی مسلمان ہو گیا۔ بلفظ صفحہ ۳۲

(۲۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابن عساکر نے حسن کے طریق کے ساتھ مسلمان سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل جو آپ کی پیدائش سے پیشتر کی کتب سابقہ میں ہیں۔ بیان کیجئے۔ کعب نے کہا کہ میں نے ان کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ

ابراہیم خلیل (علیہ السلام) کو ایک پتھر ملا تھا۔ جس میں چار سطر لکھی ہوئی تھیں۔ اول سطر یہ تھا کہ سوا خدا کے کوئی مبعود نہیں۔ اللہ میں ہوں۔ میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی مبعود نہیں۔ اور محمد میرا رسول ہے۔ خوبی ہے اسکے لئے

جو اس پر ایمان لا کر اس کی اتباع کرنے۔ تیسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ سوا میرے کوئی مبعود نہیں۔ جو میرا حکم مانے گا نجات پائے گا۔ اور چوتھی سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ اور حرام میری ملک ہے۔ اور کعبہ میرا گھر ہے۔ جو میرے گھر میں آجائے گا۔ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ بلفظ صفحہ ۳۲: (۳) حدیث شریف:۔ تخریج کی طبرانی نے اول سطر اور صغیر میں۔ اور ابن عدی اور حاکم نے معجزات میں اور بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے

عمر ابن خطاب سے رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں بیٹھے تھے کہ یکا یک ایک جنگلی آدمی گوہ پکڑ کر لایا۔ اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس اور عزے کی میں تجھ پر ہرگز ایمان نہ لاؤں گا۔ جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے گی۔ آپ نے فرمایا۔ اے گوہ! اس نے نہایت فصاحت کے ساتھ عربی میں کہا لبیک وسعدی یا رسول اللہ

کہ جس کو سب حاضرین خوب سمجھے۔ پھر حضرت نے گوہ سے فرمایا کہ تو کسی کی بندگی کرتی ہے۔ کہا جس کا عرش آسمان پر ہے۔ اور زمین پر اس کی سلطنت ہے۔ اور دریا میں اس کا رستہ ہے۔ اور جنت میں اس کی رحمت اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا کہ آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ جو آپ کی تصدیق کرے مراد پائے اور جو آپ کو جھٹلائے۔ برباد ہوئے۔ یہ سنتے ہی جنگلی ایمان لے آیا انہ بلفظ صفحہ ۳۳۔

(۴۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ہے۔ حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی۔ اور عتاب الہی میں ہوئے۔ تو اس نے یہ کہا کہ میں بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ



تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح جانا عرض کیا کہ اے پروردگار تو نے مجھ کو اپنے ان سے پیدا کیا۔ اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا۔ تو عرش کے پایہ پر لکھا ہوا پایا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو میں نے جان لیا۔ تو نے اپنے نام کے ساتھ دوسرا نام نہیں ملایا مگر اپنے خاص پیارے کا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہ آدمؑ نے سچ کہا۔ اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتا تو میں تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ بلفظہ صفحہ ۳۴:

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ میں ایک قافلہ میں ملک شام کی طرف گیا تھا۔ جب ہم لوگ حدود شام میں پہنچے۔ وہاں ایک عورت غیب کی خبریں دینے والی تھی۔ راستہ میں ملی۔ اور کہا کہ جو میرا پار آسمان کی خبریں لادیا کرتا تھا۔ ان دنوں وہ میرے دروازے پر آیا۔ میں نے کہا اندر آؤ۔ اور کچھ خبریں سناؤ۔ اس نے کہا اب موقع نہ رہا۔ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گیا۔ اور قابو سے بات باہر ہو گئی۔ پھر میں وہاں سے مکہ کو واپس آیا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا۔ کہ پردہ سکوت سے نکل کر خلقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کر رہے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳۴:

## حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف: کتاب احکام ابن القطان میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں قبل از پیدائش آدم (علیہ السلام) چودہ ہزار برس پیشتر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور محض تھا۔ بلفظہ صفحہ ۳۴:

(۲) حدیث شریف: تخریج کی حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہ ایک یہودی کے چند دینار حضرت کے ذمہ تھے۔ اُس نے آپ پر تقاضا کیا۔ آپ نے فرمایا میں پاس اس وقت دینے کے لئے کچھ نہیں۔ اس نے کہا۔ میں تم سے بد و ن لئے یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں بھی تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ حضرت نے اسی جگہ تشریف رکھی۔ یہاں تک کہ پنجگانہ نماز بھی وہاں ہی پڑھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھ کر اس کو ڈرانا اور دہمکانا شروع کیا۔ اور عرض کیا کہ چہرت یہودی کا یہ جو صلہ ہے



آپ کو روک سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ کو میرے رب کے ظلم سے منع کیا ہے خواہ معاہد ہو یا اور کوئی جب دن نکلا تو یہودی خود بخود مسلمان ہو گیا اور آدھا مال کی وقت فی سبیل اللہ دے دیا۔ اور حضرت کی خدمت میں معذرت کی کہ جو کچھ مجھ سے درباب تقاضا ہو میں آیا ہے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ میں آپ کی اس صفت کی جانچ کرتا تھا جو لوہات میں آتی ہے محمد بن عبد اللہ کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ طیبہ یعنی مدینہ ہے اور ملک اسکا شام اور دہ درشت خوشخت مزاج نہیں۔ اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔ اور نہ کسی خلعت میں بے حیائی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے۔ اور تم اس کے رسول ہو۔ اور جو یہ نصف باقی میرا مال ہے یہ بھی آپ کے حکم پر نثار ہے۔ اور یہودی بڑا مالدار تھا۔ بلفظہ صفحہ ۳۵

(۲) حدیث شریف: مواہب لدنیہ میں حضرت علی ابن ابی طالبؓ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم سے لیکر کوئی نبی ایسا نہیں آیا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اس امر کا عہد نہ لیا ہو۔ کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور تمہارے وقت میں ہو تو تم اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرنا۔ اور یہی وعدہ ہر ایک نبی اپنی قوم سے لیتا تھا۔ اور یہ حدیث ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما سے موقوف بھی مروی ہے۔ باعتبار لفظوں کے موقوف ہے۔ باعتبار معنوں کے مرفوع ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۵:

## حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے ساتھ طریق حریش بن ابی حریش طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب اول مرتبہ خانہ کعبہ شہید ہوا۔ تو اس میں سے ایک پتھر لکھا ہوا نکلا تھا۔ بعد ازاں ایک خواندہ آدمی کو بلایا۔ تو اس نے اس پر سے یہ عبارت پڑھی: میرا بندہ سب سے منتخب اور متوکل اور میری طرف رجوع ہونے والا اور برگزیدہ دہ ہے جس کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ہجرت کی جگہ طیبہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہو گا۔ جب تک ٹیڑھے راستہ کو سپردھانہ کر دے گا۔ اور وہ گواہی دیگا۔ اس امر کی کہ سوا خدا کے اور کوئی مبعود نہیں۔ اور راستی اسکے نہایت تعریف کرتے ہیں۔ ہر ٹیلہ پیر اور تہنبد ناف پر باندھتے ہیں۔ اور ہاتھ پاؤں کو صاف رکھتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳۵

۱۔ میرا بندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملے اور امتی الخ یعنی مولود شریف میں خوب تعریف کرینگے یہی لوگ امتی ہیں۔ ۲۔ ہر ٹیلہ پیر الخ یعنی اذان کہیں گے ہنریا دچی جگہ کھڑے ہو کر۔ ۳۔ تہنبد الخ اذاعت تہنبد ناف پر باندھتے ہیں۔



(۲) حدیث شریف: - تخریج کی ابی سعد اور یحییٰ نے طریق ابراہیم ابن محمد بن طلحہ سے کہا۔ فرمایا طلحہ بن عبید اللہ نے کہ میں بصرہ کے بازار میں جو گیا۔ تو کیا دیکھا کہ ایک شخص غیب کی خبر دینے والا اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا معتقدوں سے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ ان دنوں کے آنے والوں میں دریافت کرو۔ کہ ان میں کوئی حرم کا بھی آدمی ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں میں ہوں۔ اس نے پوچھا۔ کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور تمہارے یہاں ہو چکا ہے۔ میں نے کہا۔ کون احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کہا جو عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا ہے۔ جان تو کہ اسی مہینے میں اس کا ظہور ہوگا۔ وہ ختم الانبیاء ہے۔ اس کے ظاہر ہونے کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ اس طرف ہے۔ جہاں کھجور کے درخت اور پتھر ملی زمین اور شوریلی ہے۔ تجھ کو چاہئے کہ اس کی طرف سبقت کرے۔ طلحہ کہتے ہیں۔ کہ میرے دل میں اس کی بات گر گئی۔ اور میں مکہ کی طرف بہت جلد آیا۔ اور دریافت کیا کہ کوئی نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ کہ ہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ جس کو امین کہا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ابو قحافہ کا بیٹا بھی ہو گیا ہے۔ پھر میں وہاں سے نکل کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور بصرہ کے راہب کا قصہ بیان کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا کر دی۔ سو حضرت کو اس خبر کے سننے سے خوشی ہوئی پھر طلحہ بھی ایمان لے آئے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۶-۳۷۔

## (حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: - تخریج کی یغوی نے اپنی کتاب معجم میں عبد اللہ بن زبیر سے کہ زبیر نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے یہ کہا۔ کہ لے میرے بیٹے تیری ماں میرے نکاح میں اور تیری خالہ (عائشہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ہے۔ اور جو رشتہ اور قرابت میرے اور حضرت کے درمیان میں درجے کے ہے۔ وہ تو تو جانتا ہے۔ اب اوپر کی قرابت کا حال کا سن۔ کہ میرے باپ کی پھوپھی ام حبیبہ بنت اسد حضرت کی دادی ہیں۔ اور میری ماں حضرت کی پھوپھی۔ اور ان کی ماں آمنہ بنت وہب بن عبد مناف اور میری دادی ہالہ بنت وہب بن عبد مناف دونوں بہنیں ہیں۔ اور حضرت کی بیوی خدیجہ میری پھوپھی ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۷۔



## (حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ذکر موشرف)

حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے عبدالرحمن بن عوف سے۔ وہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آمنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنا۔ اول میں نے اپنے ہاتھوں پر لیا پھر زمین پر لٹایا حضرت اس وقت چبھے۔ میں نے سنا کوئی کہتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر رحمت فرمائی اور میرے سامنے مشرق سے مغرب تک روشنی ہو گئی۔ یہاں تک کہ اس روشنی میں میں نے ملک روم کے محل دیکھے پھر میں نے ان کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دیا۔ اور کچھ یونہی دیر گزری کہ مجھ کو اندھیری چھا گئی اور دل میں رعب سما گیا اور مجھ پر رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ تو دائیں طرف سے جھلکا یہ آواز آئی کسی نے کہا اس کو کہاں لے گئے تھے۔ دوسرے نے جواب دیا مغرب کی طرف پھر وہ اندھیری وغیرہ کچھ نہ رہا پھر دوبارہ میری وہی حالت ہو گئی۔ اسی حالت میں میں بائیں طرف سے کیا سنتی ہوں کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو کہاں لے گئے تھے کسی نے جواب دیا کہ مشرق کی طرف۔ یہ کیفیت جو گزری تھی میرے دل میں اکثر خیال آتا تھا یہ کوئی رنگ لکھا نیلی سوا اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی بنا کر بھیجا۔ اسی لئے میں نے اسلام میں سبقت کی کہ جماعت سنا یقین میں داخل ہوئی۔ بلفظ صفحہ ۳۸ :-

## (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ذکر موشرف)

حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ بن المطلب مکان بنا رہے تھے۔ مٹی گائے میں سے ہوئے تھے۔ اتفاقاً لیلۃ عذیبہ کے پاس ہو کر گزرے اس نے ان سے اپنی خواہش ظاہر کی۔ اور کہا کہ سوا ونٹ دو گی۔ انہوں نے کہا اچھا نہا کر آؤں گا۔ جب گھر میں گئے تو ابنی زوجہ آمنہ سے ملے۔ پھر لیلۃ کے پاس آئے۔ کہا اب بھی تجھ کو خواہش ہے۔ جو پیشتر تو نے استہک کی تھی۔ اس نے کہا۔ اب نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیوں؟ اس نے کہا پہلے جس وقت تو آیا تھا تیری پیشانی میں ایک نور تھا۔ اور اب اس کو آمنہ نے چھین لیا۔ اور ایک وایت میں اس طرح ہے کہ جس نور کے ساتھ تو اپنے گھر گیا تھا۔ وہ نور لے کر نہ نکلا۔ اگر تو آمنہ سے مل چکا ہے تو البتہ بادشاہ پیدا ہوگا۔ بلفظ صفحہ ۳۹ :-



## (حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ درقہ بن نوفل اور زید بن عمرو دونوں دین کی طلب میں نکلے جب کہ شام میں پہنچے تو درقہ بن نوفل تو نصرانی ہو گئے۔ اور زید سے یہ بات کہی گئی کہ جس کی تم کو طلب ہے وہ آگے تلاش کرو۔ پس زید وہاں سے چلے یہاں تک کہ موصل میں پہنچے پس ملاقات ہوئی انکی وہاں رہا ہے اللہ سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو زید نے جواب دیا کہ جس گھر کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے یعنی مکہ معظمہ سے آیا ہوں۔ اس نے پوچھا کس چیز کی طلب میں نکلے ہو۔ کہا دین کی۔ راہب نے کہا نصرانی ہو جاؤ۔ زید نے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا اس کی مجھ کو حاجت نہیں۔ پھر راہب نے کہا جس کو تم طلب کرتے ہو وہ تمہاری زمین میں ظہور کریگا۔ پس زید چلے کہتے ہوئے تیری ہی خدمت میں حاضر ہوں بے شک اور بے شبہ زید وہاں کر غلام ہو کر جب بوجھ ڈالے گا۔ مجھ پر اٹھاؤں گا میں پناہ پکڑتا ہوں۔ ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام نے پناہ پکڑی ہے۔ کہا راوی نے جب زید مکہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوسفیان کو دسترخوان پر کھانا کھاتے پایا۔ پس بلایا انہوں نے طرف طعام کے زید نے جواب دیا کہ اے بھتیجے میں نہ کھاؤں گا۔ وہ کھانا جو ذبح کیا گیا ہو بتوں کے نام پر کہا راوی نے پس نہ دیکھے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن سے کہ کھایا ہو آچے وہ طعام جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ یہاں تک کہ آپ مبعوث ہوئے طرف خلق اللہ کے پس سعید بن زید آئے۔ اور کہا کہ زید کے حال کو حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ استغفار کریں اس کے لئے۔ آپ نے وعدہ فرمایا وہ اٹھے گا۔ قیام کو جماعت بن کر۔ بلفظہ صفحہ ۴۰۰

## (حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی جہتی ابو نعیم نے ابی عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن حیل سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اول ظہور دین کا نبوت اور رحمت اس کے بعد خلافت اور رحمت ہوگی۔ پھر بادشاہت گزند ہوگی۔ اس کے بعد سرکشی اور ظلم اور بدعتیں قائم ہوگی۔ حلال جائیں گے۔ شر مگاہوں کو اور شرابیوں کو اور ریشمی لباس کو اور بدعتیں



کے جاویں گے۔ اور روزی دیئے جاویں گے۔ ہمیشہ یہاں تک کہ ملاقات کریں گے اللہ تعالیٰ سے  
بلفظہ صفحہ ۴۰-۴۱:۔

## احادیث و روایات صحیحہ لقیہ صحابہ ام المؤمنین صحابیات

### رضی اللہ عنہم سے ذکر مولد شریف

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی حاکم بیہقی نے طریق ابی عون مولیٰ مسور بن محزمہ سے  
اس نے مسور بن محزمہ سے اس نے ابن عباس سے انہوں نے اپنے باپ سے کہہا عبد المطلب  
نے جب ہم یمن میں پہنچے جاڑوں میں۔ سواترا میں نزدیک ایک عالم یہود کے پس کہا ایک شخص نے  
اہل زبور سے کہ یہ شخص کہاں کا ہے میں نے کہا قریش سے ہوں۔ اس نے کہا کون سے قریش  
سے؟ میں نے جواب دیا ہاشم۔ اس نے کہا تم مجھ کو اذن دیتے ہو کہ میں تمہارے بعض بدن کو  
دیکھوں۔ میں نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے بشرطیکہ وہ جگہ شرم کی نہ ہو۔ کہا پس ایک نعتھار سواخ  
یعنی اکھول کر میرا دیکھا پھر دوسرا دیکھا۔ اس کے بعد کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے ایک  
ہاتھ میں ملک ہے اور ایک ہاتھ نبوت۔ اور میں دیکھ رہا ہوں اس کو۔ اور ایک روایت  
میں یہ الفاظ ہیں۔ اور ہم پاتے ہیں اسکو زہرہ میں پس کیونکر ہے یہ امر میں نے کہا۔ مجھ کو علم نہیں پھر  
اس نے کہا تمہاری بیوی ہے؟ میں کہا ابھی تو نہیں۔ کہا اب جا کر نکاح کرو پس اے عبد المطلب  
کہ میں اور نکاح کیا ہاں نبوت و ہب بن مناف سے پس جانا انہوں نے حمزہ اور صفیہ کو اور نکاح کیا  
اپنے بیٹے عبد اللہ کا آمنہ بنت وہب سے پس پیدا ہوئے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
پس کہا قریش نے غلام پائی عبد اللہ نے اپنے باپ پر۔ بلفظہ صفحہ ۴۱-۴۲: (۲) حدیث شریف: تخریج  
کی بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عباس بن عبد المطلب سے کہا پیدا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ختہ کئے ہوئے ناف بریدہ اس امر سے کمال تعجب کیا عبد المطلب نے اور کمال دوست رکھا آپ کو اور کہا  
اس بیٹے میرے کی بڑی شان ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴۲: (۳) حدیث شریف:۔ روایت کیا حافظ ابو بکر عابد  
ابن عباس سے کہ تحقیق انہوں نے کہا جب پیدا ہوئے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رضوان



داروغہ جنت نے آپ کے مکان مبارک میں آواز دی یا محمد نہ باقی رہا کوئی علم کسی نبی کا۔ مگر آپ کو عطا ہوا اس سے بڑھ کر علم میں ہیں۔ اور سب سے زیادہ شجاع ہیں۔ اس کو ارسال کیا ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے اور ارسال صحابہ کا وصل کے حکم میں ہے۔ گویا مرفوع ہے کیواسطے کہ اس میں اوکا کو دخل نہیں ہے۔ بلفظ صفحہ ۴۳: (۴۴) حدیث شریف شریف: روایت کیا محمد بن سعد نے ایک جماعت سے جن میں عطا بن رباح اور ابن عباس ہیں۔ فرمایا آمنہ بنت وہب نے کہ جب نجد پہونے مجھ سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نکلا ہمراہ آپ کے ایسا نور جس نے مشرق سے مغرب تک کل کو روشن کر دیا۔ پھر جھکے آپ طرف زمین کے دونوں ہاتھ رکھے اس پر اور ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھالی اور سر مبارک بلند کیا طرف آسمان کے بلفظ صفحہ ۴۳:

(۵) حدیث شریف: روایت کی امام احمد نے اپنی مستند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا پیدا ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن۔ اور نبوت ظاہر ہوئی آپ کی پیر کے دن اور ہجرت کی آپ نے مکہ معظمہ سے مدنیہ طیبہ کی طرف پیر کے دن۔ اور داخل ہوئے مدنیہ منورہ میں پیر کے دن۔ اور حجر اسود کو آپ نے دست مبارک سے رکھا اس کی جگہ میں پیر کے دن۔ بلفظ صفحہ ۴۲ (۶) حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے ابن عباس سے کہا آپ کے حمل کے علامات سے یہ تھا کہ ہر چوپایہ قریش کا اس رات کو گویا ہوا کہ آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر میں تشریف لائے۔ قسم ہے رب کعبہ کی کہ وہ امان اور چوران ہیں اہل دنیا کیواسطے اور نہ باقی رہا علم کسی کا ہن کا مگر جاتا رہا اور رائے ہو گئے تخت سب بادشاہوں کے اس صبح کو اور بادشاہ گونگے ہو گئے کہ اس دن کلام کہ نیکی ان کو طاقت نہ رہی۔ اور تمام جانور مشرق اور مغرب کے آپس میں مبارک دیاں دیتے تھے اور دریائی جانوروں کا بھی یہی حال رہا اور ہر ماہ میں ایک آواز دی جاتی تھی زمین میں اور ایک آسمان میں کہ خوشخبری اور بشارت ہو کہ وقت آیا ظہور نبی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ وہ بڑی برکت والے ہیں اور آپ پورے نو مہینے اپنے شکم مادر میں رونق افروز رہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کی گرائی اور درد اور پیمش اور ثقل نہ معلوم ہوتا تھا جو عورتوں کو ان ایام ہوا کرتا ہے اور آپ کے والد عبد اللہ کا حمل کی حالت میں انتقال ہو گیا۔ پس ملائکہ نے عرض کیا کہ یا الہی یہ نبی محبوب آپ کا یتیم ہوا۔ جناب باری نے ارشاد فرمایا میں اس کا حافظ اور نگہبان اور مددگار ہوں اور برکت حاصل کرو اس کی جائے ولادت سے کہ وہ مقام متبرک ہے۔ اور رکھو لے جاؤ دروازے آسمان



اور جنت تک۔ اور آمنہ اپنا حال بیان کرتی ہیں کہ جب چھ مہینے گزرے حمل کے ایک دن والا آیا اور میرے اس نے مجھ کو اس گاہ کیا اور کہا اے آمنہ تو بار بار ہوئی ساتھ خیر العلمین کے اور جیتے پیدا ہوں نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھیو۔ اور فرماتی ہیں کہ جب مجھ کو پکڑا اس نے میرے جو ثور کو واقع ہوتا ہے۔ اور میرا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ پس سننا میں نے ایک ہما کہ سخت اور عمر عظیم پس ہیبت ہوئی مجھ کو میرے دل پر گویا بازو جانور سفید کا ملا گیا ہے اس کے اثر سے وہ رعب مجھ سے جاتا رہا پھر دی گئی مجھ کو شربت و دودھ سے زیادہ سفید تھی چونکہ میں پیاسی تھی۔ پیاس کو پس روشن کر دیا مجھ کو ایک نور بلند نے پھر دیکھا میں نے عورتوں کو لمبے قد کی جیسے عبد مناف کی بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھ کو دیکھ رہی تھیں۔ اور مجھ کو تعجب ہوتا تھا اور میں کہتی تھی انہوں نے کہاں سے جان لیا میرا حال پس انہوں نے کہا کہ ہم آسیہ (بیوی فرعون) اور مریم بنت عمران ہیں۔ اور یہ عورتیں حور عین ہیں۔ آمنہ کہتی ہیں کہ میں ہر سہ لحظہ آواز سخت سنتی تھی۔ اور کھینچا گیا۔ دس بار سفید درمیان آسمان اور زمین کے گویا خیمہ قائم کیا گیا۔ اور کوئی شخص کہتا ہے۔ چھپاؤ اسے لوگوں کی نظروں سے کہہ آمنہ نے دیکھا میں نے مردوں کو ہوا میں معلق کھڑے ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں۔ اور ایک قطار دیکھی پرندے جانوروں کی گویا میری گودی کو گھیر لیا ہے جن کی چونچیں زمر کی اور بازو یا قوت کے تھے۔ اور پردہ دور کیا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پس تمام مشرق اور مغرب میرے سامنے تھے اور دیکھا میں نے تین علم قائم کئے گئے ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر پھر مجھ کو دروزہ شروع ہوئی۔ پس پہچان ہوئے۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نام پاک جن کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ پس جب پیدا ہوئے مجھ سے سب سے پہلے۔ اور انگلیاں اٹھائیں آسمان کی طرف عجز و زاری کے ساتھ پھر دیکھا میں نے ابوسفید کو آسمان سے آیا اور ڈھانک لیا آپ کو۔ پس غائب کئے میری نظروں سے اور سننا میں نے آواز دینے والے کو کہہتا ہے کہ سیر کر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغرب اور مشرق اور دریاؤں کی تاکہ سب ان کو پہچان لیں ساتھ نام اور وصف اور صورت کے اور یہ بھی جان لیں کہ نام پاک ان کا ماں جی ہے یعنی میث دینکے شرک اور کفر کو پھر جلد کالائے گئے میرے سامنے لیٹے ہوئے کھڑے سفید میں اور نیچے آپ کے سبز ریشمی نہالچہ تھا۔ اور آپ قبضہ کئے ہوئے تھے تین کنجیوں کا کہ موتی تر و تازہ سے تھیں۔ اور کوئی کہتا تھا کہ کنجیاں نفرت اور عداوت کی ہیں آمنہ کہتی ہیں۔ پھر آیا ہزارا جس میں سے آواز گھوڑوں اور حرکت بازو پر عداوت کی معلوم ہوتی تھی۔ یہاں تک



ڈھک لیا۔ آپ کو پھر غائب کئے گئے میری نظروں سے پھر سنائیں نے کوئی کہتا ہے پھر آدم علیہ السلام  
 علیہ وآلہ وسلم کو جانب مشرق اور مغرب کے اور جہاں جہاں انبیاء کی پیدائش ہوتی ہے اور  
 پیش کروان پر ہر دوہانی کو خواہ انسان اور جن ہوں۔ خواہ سیاح و طیور ہوں۔ اور دو ان کو حضور  
 آدم علیہ السلام کی۔ اور رقت نوح علیہ السلام کی۔ اور خلوت ابراہیم علیہ السلام کی اور سان ابراہیم علیہ السلام  
 اسلام کی۔ اور جمال یوسف علیہ السلام کا۔ اور آواز داؤد علیہ السلام کی۔ اور صبر الیوسف علیہ السلام کا  
 اور زینب عیسیٰ علیہ السلام کا۔ اور کریم عیسیٰ علیہ السلام کا۔ بلکہ غوطہ و جملہ اخلاق انبیاء علیہم السلام  
 پھر وہ ابراہیمؑ پس آپ پر سبزیں لپٹے ہوئے تھے۔ جو دیکھا میں نے آپ کو اور ناگاہ ایک قافل  
 کہتا تھا واہ وا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبضہ کیا کل دنیا پر اور دیکھا میں نے تین شخصوں کو  
 کہ ایک کے ہاتھ میں آفتابہ چاندی کا تھا۔ اور ایک کے ہاتھ تخت مراد کا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں کپڑا  
 لٹمی سفید رنگ کا۔ پس کھولا۔ اس کو اور اس میں سے ایک انگوٹھی نکالی جس کے دیکھنے سے ناظرین  
 کو حیرت ہوئی تھی پس غسل دیا آپ کو اس آفتابہ سے سات مرتبہ پھر مہر لگائی۔ دو نو شا  
 کے درمیان۔ پھر اپٹا اس حریر میں اور داخل کیا آپ کو اپنے بازوؤں اور پھر مجھ کو دیا بلفظ صفحہ  
 ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶: (۷) حدیث شریف:۔ تخریج کی حاکم نے اور تصحیح کی اس کی ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ نے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ایمان لاؤ تم ساتھ  
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حکم کرو امت کو کہ ایمان لاؤں ساتھ ان کے پس اگر نہ ہوتے محمد  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پیدا کرتے تائیں آدم کو اور نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو۔ اور القبہ پیدا کیا میں  
 عرش کو اور پر پانی کے۔ پس کانپا لکھا میں نے اوپر اس کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس  
 ٹھہر گیا وہ۔ بلفظ صفحہ ۳۶: (۸) حدیث شریف:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
 کہ بیان کر رہے تھے۔ اپنے گھر میں واقعات ولادت باسعادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے اپنی قوم سے پس خوش ہوتے تھے وہ اپنی قوم میں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے اور درود شریف  
 پڑھتے تھے۔ ناگاہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تمہارے واسطے میری شفا  
 حلال ہوگی بلفظ صفحہ ۹۵: یہ حدیث شریف بالوضاحت محفل مولود شریف کرنے کا حکم بوجہ  
 حلت شفاعت دے رہی ہے اور مولود شریف کرنے والے سنی حنفی و مقلدین مسلمان حصول  
 شفاعت کا عمل کر رہے ہیں اور منکرین بغض وعداوت کے مر رہے ہیں۔ اور شفاعت و شفا  
 کے حصول کا عمل کر رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا فرمانا حق ہے۔ فریق فی الجنة و فریق فی النار



## (حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے وہ اپنے گھر اپنی قوم اور اولاد کو واقعات ولادت علیہ السلام تعلیم کر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ آج کا دن آج کا دن ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے کھول دیئے ہیں دروازے رحمت کے اور کل فرشتے تیرے واسطے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو تیرا سا کام کر لگا نجات پائے گا: بلفظ عفو یہ حدیث شریف بھی صاف طور پر مولود شریف کرنے والوں کے لئے دروازے رحمت کے کھول دیئے ہیں اور فرشتے ان کے لئے طلب آمرزش کر رہے ہیں۔ اور نجات کی بشارت دی ہوئے ہیں۔ اور متکبرین کے لئے دروازے نجات اور نقبت کے وا کر رہے ہیں۔ اور فرشتے عذاب کے ان کے لئے استعذاب کر رہے ہیں۔ خدا ہدایت کرے۔

## (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ آئے جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا فرمایا تیرے رب نے اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور تجھ سے زیادہ بزرگ بننے کوئی پیدا نہیں کیا اور دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جانیں۔ اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا: بلفظ صفحہ ۵۹-۶۰

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابن عباس نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ اور آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا پس آپ کو کیسی بزرگی دی۔ نازل ہوئے جبرائیل علیہ السلام۔ اور کہا کہ تیرا رب فرماتا ہے۔ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کیا۔ تو تجھ سے آسمانوں پر کلام کیا۔ اور اگر عیسیٰ کو روح القدس سے پیدا کیا۔ تو تیرے نام کو پیدا کرنا ایشیاء عالم سے دو ہزار برس پہلے ہی کیا۔ اور میں آسمانوں پر وہ چیزیں تیرے لئے تیار کیا ہیں۔ کہ اولین و آخرین میں سے کسی کے لئے مہیا نہیں کیں۔



اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا۔ تو تجھ کو خاتم الانبیاء کیا۔ تیرے سے زیادہ بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور تیرے سے کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور میں نے تجھ کو حوض شفاعت۔ ناقہ عصا۔ تاج اور علم حج و عمرہ ماہ رمضان اور تمام شفاعت عطا کیا۔ کل شے تیرے لئے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سا بھی تیرے سر پر پھیلا ہوا اور تاج چھ کاتبے سر پر رکھا ہوگا اور تیرا نام میرے نام کے ساتھ مقرون آجہاں میرا ذکر ہوگا تیرا ذکر بھی ہوگا اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا تاکہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جلا دو۔ اگر تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرنا باغداد

## (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :- تخریج کی ہزار اور ابو یعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کو کسی راستہ سے گزرتے صحابہ خوشبو پاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راہ سے گزرے ہیں بلفظہ صفحہ ۶۱: (۲) حدیث شریف تخریج کی طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے کئی طریقوں سے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک میرے بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔ بلفظہ صفحہ ۶۱: ۶۱

## حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف :- تخریج کی طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں تشریف لے گئے تھے۔ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی۔ یا رسول اللہ آپ نے التفات فرمایا تو کسی کو نہ دیکھا۔ پھر دوبار التفات کیا تو دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب آئیے۔ جب آپ قریب تشریف لیگئے اور پوچھا کیا حاجت ہے تیری۔ اس نے کہا کہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھ کو کھول دیں۔ کہ میں ان کو دودھ پلاؤں اور ابھی لوٹ کر آتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا کیسے گی اس نے کہا اگر میں شادیوں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ عذاب کرے جیسا محمول لینے والے ظالم کو کرے گا۔ پس آپ نے کھول دیا اور وہ دودھ نکال کر جلدی سے آگئی پس آپ نے اس کو باندھ دیا۔ جب اس کے مالک اعرابی کو خبر ہوئی اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کا کیا ارشاد ہے



رایا آپ نے اس کو چھوڑ دے۔ اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پس وہ ہر فی دوڑتی تھی۔ اور ہی  
اشہد ان لا الہ الا اللہ و اظہر رسول اللہ۔ بلفظہ صفحہ ۴۰-۴۱۔

## (حضرت علامہ بنت عبد اللہ الثقفیہ صحابیہ رضی اللہ عنہا ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :- تخریج کی یہی اور طبرانی اور ابن عبد البر نے عثمان بن العاص سے  
ہوں نے اپنی ماں ثقفیہ سے کہا۔ جب کہ وقت آیا آپ کی ولادت کا۔ دیکھا میں نے مکان  
کو نور سے بھر گیا۔ اور ستارے اتنے قریب آگئے تھے۔ کہ میں گمان کرتی تھی۔ کہ میری گود میں آن  
پڑیں گے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۲ :- (۲) حدیث شریف :- کتاب مورد المردنی فی مولد النبی ص ۱۱  
فقاری علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہا حلیمہ نے آئی میں مکہ میں ساتھ عورتوں نبی سعد بکر کے بچوں کی تلاش  
میں کہ دودھ پلاویں قوط کے موسم میں اور میں آئی۔ اپنے مرکب پر سوار ہو کر۔ اور میرے ساتھ ایک  
ونٹنی بڑھیا رکھی کہ جن کے ایک قطرہ دودھ نہ تھا۔ اور ایک میرا بچہ تھا۔ کہ ہم تمام رات نہ سوتے  
تھے۔ بسبب اس کے کہ دودھ اس کی غذا کے موافق نہ تھا جس سے اس کا پیٹ بھرے۔ اور اونٹنی دودھ  
دودھ کہ بچہ کو کافی ہو۔ پس جب کہ ہم مکہ میں آئے۔ جس عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کو پیش کرنے کی واسطے دودھ کے وہ انکار کرتی۔ بسبب یتیم ہونے کے جب کوئی عورت باقی نہ رہی  
مگر اس نے بچے لیا اور میں رکھی اور میں نے نہ پایا بچہ کوئی سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے لیے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو مجھ کو برا معلوم ہوتا ہے کہ بچے ساتھ بچے ہوں اور میں خالی جاؤں  
میں اس یتیم کو نہ لے آئی ہوں پس میں گئی تو میں نے دیکھا۔ آپ سفید کپڑے صوف میں لپٹے ہوئے ہیں۔  
عود دودھ سے بھی بڑھ کر سفید تھا۔ اور آپ میں سے خوشبوؤں کی مہک آ رہی تھی۔ اور نیچے سبز  
ریشمی کپڑا بچھا ہوا ہے۔ اور آپ چت لیٹے ہوئے آرام فرما رہے ہیں۔ اور خزانے لیتے ہیں۔ میں  
جب آپ کا حسن و جمال دیکھا۔ تو جگانے کو جی نہ چاہا۔ پس قریب بھیجی رہی۔ تھوڑی دیر بعد میں نے  
اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ تو آپ نے تبسم فرمایا۔ اور آنکھیں کھولیں۔ مجھ کو دیکھتے  
تھے اور آپ کی آنکھوں سے نور نکلا اور آسمان کو گیا۔ اور میں دیکھ رہی تھی۔ پس میں نے آپ کی  
یشانی کو بوسہ دیا۔ اور دائیں چھاتی (پنجا) آپ کو پی۔ پس قبول فرمایا حضور نے دودھ جس قبا  
مزاج میں آیا۔ پھر میں نے بائیں طرف پھیرا تو آپ کے اذکار فرمایا۔ یہ حالت آپ کی اس وقت  
تھی۔ اہل علم کہتے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا۔ کہ



تمہارا دودھ شریک بھائی بھی ہے۔ تو آپ نے عدل فرما کر ایک طرف اپنے بھائی کیلئے چھوڑ  
 تھی کہتی ہیں۔ حلیمہ کہ آپ بھی سیر ہو گئے۔ اور میرا بچہ بھی سیر ہو گیا۔ پس میں آپ کو لے کر اپنے مکان  
 پر آئی۔ میرے خاوند نے قصہ کیا۔ دودھ دہنے کا اسی اونٹنی سے۔ پس اس کے تھن دیکھ  
 تو بھرے ہوئے تھے۔ اس قدر دودھ ہوا سب سیراب ہوئے اور رات بڑی خیر سے گذاری۔  
 میرے شوہر نے کہا۔ اے حلیمہ قسم ہے اللہ کی بڑی مبارک روح کو لیلیٰ بنے۔ دیکھتی تھیں  
 جب سے کیا خیر و برکت ہے ہمارے۔ ہاں اور اور ہمیشہ رہے گی۔ یہ خیر اللہ کے علم سے کہا حلیمہ نے  
 پس رخصت کیا بعض نے بعض کو۔ اور رخصت کیا۔ میں نے ماں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور  
 سوار ہوئی اپنی سواری پر۔ اور لیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے آگے۔ سود لکھا میں نے سواری  
 کو کہ سجدہ کیا۔ اس نے طرف کعبہ کی تین بار اور سر بلند کیا۔ طرف آسمان کے پھر چلی کہ سب آگے بڑھ  
 گئی اور میرے ہمراہ جو عورتیں تھیں۔ وہ پیچھے سے آواز دیتی تھیں۔ کہ اے بنت ابی ذویب وہی  
 سواری ہے۔ پس تعجب کرتی تھیں۔ اس کی بڑی شان ہے۔ تو وہ سواری خود کہتی تھی۔ میری شان پھر  
 میری شان مجھ کو اللہ نے بجا مہر نے کے جلایا۔ اور بعد بلا ہونے کے موٹا کیا۔ افسوس تم پرے غور تو  
 نہ کی۔ تم بڑی نفالت میں ہو۔ تم جانتی ہو۔ کہ میری پشت پر کون ہے۔ میری پشت خیر النہیں  
 وسید المرسلین و افضل الاولین والاخرین حبیب عالمین ہیں۔ کہا حلیمہ نے جب پہنچے ہم متانہ  
 نبی سعد میں اور زمین میں بڑی کا نام نہ تھا۔ لیکن میری بکریاں تو پیٹ بھری دودھ سے پر آش  
 اور ہم خوب پیتے۔ اور دوسروں کے ہاں ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا۔ انہوں نے لپٹا لپٹا ہوا  
 کہا کہ جہاں بنت ذویب کی بکریاں چرتی ہیں۔ ہماری بکریاں بھی وہیں چرایا کرے۔ پھر بھی ان کی  
 بکریاں بھوکے آئیں۔ اور ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ اور ہماری بکریاں دودھ بھری دیکھیں پس  
 پس واسطے اللہ ہی کے ہے خوبی برکت کثیر ہوئیں۔ بکریاں حلیمہ کی اور بڑھیں۔ اور موٹی ہوئیں  
 اور ہمیشہ رہیں۔ حلیمہ پہچانتی رہیں۔ خیر اور سعادت کو اور واؤ ہوئیں۔ ساتھ حسنی اور زہیرہ کے  
 البتہ تحقیق پہنچی حلیمہ بڑے مقام بلند پر ساتھ عزت اور بزرگی کے بسبب برکت ایک ذات انسانی  
 کے بلکہ یہ سعادت کل نبی سعد میں پھیل گئی۔ بلفظ صفحہ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔

—————



# مختصر اچند وایا صحیحہ تا بعین رضی اللہ عنہم ذکر مولود شریف میں

(حضرت کعب لاجبار رضی اللہ عنہ ذکر مولود شریف)

حدیث شریف :- ذکر کیا امام عارف ربانی عبداللہ بن ابی جبر نے اپنی کتاب بحجتہ النفوس میں لکھا جبکہ ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ ایک بچہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام لایا۔ مٹی قلب زمین اور رد شہ سے پس اترے جبرائیل علیہ السلام مع ملائکہ فردوس پر پہنچے علی کے اور ایک مٹھی لی۔ وہاں کی جہاں قبر شریف ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ وہ بہت شہرہ اور سفید تھی۔ اور گوندھا اس کو پانی تسنیم میں جو عمدہ شراب جنت کی ہے یہاں تک کہ مانند مونی عظیم کے ہو گئی سفید رنگ اور شعلہ والی پھر اس کو پھرایا ملائکہ میں عرش اور کرسی کے اور تمام اہل بیت میں اور زمین پر۔ اور پہاڑوں اور دریاؤں میں پس پہچان لیا۔ ملائکہ اور تمام اہل بیت نے ہلکے سرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور آپ کے فضل اور بزرگی کو۔ اور ابھی تک کوئی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا بھی نہ تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بات کوئی رائے ہے تو کہہ سکتا ہے نہیں بلفظ صفحہ ۶۷

## حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ذکر مولود شریف

حدیث شریف :- مواہب اللدنیہ میں ہے کہ لقا جاء کمر رسول من انفسکم الیہ کی تفسیر امام ابی جعفر اپنے والاعلیٰ بن الحسین سے روایت کرتے ہیں کہ قول اللہ تعالیٰ من انفسکم مراد ہے کہ ولادت جاہلیت کی کوئی شے حضرت کو نہیں پہنچی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ فرمایا میری طرف سے پیدا ہوا ہوں۔ نہ سفاح سے۔ بلفظ صفحہ ۶۹

## حضرت امام ابو جعفر صادق محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ

عنہم سے ذکر مولود شریف

حدیث شریف :- مواہب اللدنیہ میں ہے کہ ہم نے امالی ابی سہل قطان بن سہل بن صالح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ابو جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب جو باقر کے مشہور ہیں



پوچھا کہ حضرت مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انبیاء سے مرتبہ میں کس طرح بڑھ گئے۔ حالانکہ آپ سب سے پیچھے مبعوث ہوئے ہیں۔ جواب دیا کہ جب خلیفہ ثانیؑ نے خوریا ت آدم (علیہ السلام) سے عہد لیا تھا (الست بربکم) کا سوال کیا۔ تو سب سے اول حضرت مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بٹے کہا تھا۔ اس لئے مرتبہ میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اگرچہ مبعوث ہونے میں پیچھے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۸۰ ۛ

## (حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف :- یحییٰ بن خالد نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ شیطان چار دفعہ رویا جو وقت ملعون ہوا اور جب آسمان سے گرایا گیا۔ اور وقت پیدا نش نبی مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور ایک روایت میں جب آپ مبعوث ہوئے اور فاتحہ آت بسا نازل ہوئی۔ بلفظہ صفحہ ۸۲ ۛ

## (حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف :- خراج کیا ابن حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے جب نبی مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ زمین نورانی ہو گئی۔ ابلیس نے کہا کہ آج شب وہ شخص پیدا ہوا ہے کہ ہمارے کام کو فاسد کرے گا۔ اس کے لشکر نے کہا کہ تو جا کر اس کو روہ نبی مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس کو ایسا طعنے لگا کہ میں میں آن پڑا۔ بلفظہ صفحہ ۸۲

## (حضرت ہرب بن نبیہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف :- تخریج کی ابو نعیم نے اور ابن حاتم نے و ہرب بن نبیہ سے کہا وحی پہنچی اللہ تعالیٰ نے اشعیاء بنیمبر کی طرف کہ میں ایک نبی امی مبعوث کروں گا۔ اور کھولوں گا میں اس کے سینے پر۔ کان تاکہ حق سنیں بات سمجھیں۔ اور دلوں پر دے اور آنکھوں کا اندھا پن۔ پیدا کش سکیں بکے میں ہوگی۔ اور اس کی طیبہ میں ہوگی۔ اور اس کی حکومت ملک شام میں ہوگی۔ اور وہ میرا متوال کل بند ہے۔ اور عالی مرتبہ حبیب شام ہے۔ ہرائی کرے۔ شہزادی کہتا لیکن شام کو دیتا ہے۔ اور بخشد تیل ہے مومنین پر ہریان ہے۔ بلفظہ صفحہ ۸۲ (۲) حدیث شریف :- تخریج کی ابو نعیم نے و ہرب بن نبیہ سے کہا ایک شخص نے نبی اسرائیل میں دو سو برس تک اللہ تعالیٰ کی تافرمانی کی۔ پھر



اس کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے اس کو گھسیٹ کر ایک کوڑے پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ جا کر اسکی نذر پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے  
 پروردگار! بنی اسرائیل نے گواہی دے دی ہے کہ اس نے دو برس تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 نے حکم بھیجا کہ بیشک وہ ایسا ہی تھا۔ مگر جب وہ رات کھول کر پڑھتا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام  
 سارک اسکی نظر پڑتا۔ اسکو چومتا اور اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا تھا۔ اور اس پر درود بھیجتا تھا۔ پس میں اس  
 کے شکر یہ اور انعام میں اس کے گناہ معاف کر دیئے۔ اور ستر حوروں سے اسکی شادی کر دی۔ بلفظہ صفحہ ۸۶

**مختصر روایا صحیحہ حضرات تابعین رضی اللہ عنہم سے ذکر مولانا شریف**

**حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولانا شریف**

حدیث شریفہ:۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے کہ میں اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) حضرت آدم (علیہ السلام) کے پیدا ہونے سے پہلے  
 فرش کی دہنی جانب فور تھے۔ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو ہم کو ان کی پشت میں ساکن کیا  
 ہم ہمیشہ ہم پاک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک نقل کیا جھکو اللہ نے میرے باپ عبد اللہ کی پشت  
 میں اور ابوبکر کو ابوقحاذ کی پشت میں۔ اور عمر کو خطاب کی پشت میں۔ اور عثمان کو عفان کی پشت میں  
 اور علی کو ابی طالب کی پشت میں۔ پھر ان کو میری صحابیت کی واسطے برگزیدہ کیا۔ پس ابوبکر کہ صدیق  
 بنام عمر کو فاروق عثمان کو ذوالنورین۔ اور علی کو رضی اور ایک روایت میں بجائے رضی کے دھمی  
 میں جس شخص نے میرے اصحاب کو برا کہا۔ اس نے مجھے برا کہا۔ اور جس نے مجھے برا کہا۔ اس نے  
 اللہ کو برا کہا۔ اور جس نے اللہ کو برا کہا۔ وہ آگ میں اوندھا کر ابلقہ۔ صفحہ ۹۱۔ ۹۲

**(حضرت عمر بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولانا شریف)**

حدیث شریفہ:۔ تخریج کی ابو نعیم نے عمرو بن قتیبہ سے کہا۔ سنا میں نے اپنے باپ کو جو خزانہ  
 علم تھی کہ جب حضرت آمنہ کے وضع حمل (پیدائش) کا وقت آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں  
 کو حکم دیا کہ سب آسمانوں کے دروازے کھول دیں۔ اور جنت کو آمناستہ کر کے اس کے دروازے  
 اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم بھیج دیا۔ وہ زمین پر ایک دو برس کو میاں رکھا دیتے



تھے۔ سب آسمانوں کے فرشتوں نے شیطان کو پکڑ کر طوق لگائے میں ڈال کر دریائے خضر کو اتار دیا۔ اور سرکش شیاطینوں کو بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ آفتاب کو اس روز بڑا تاریک کر دیا گیا۔ اور ستر ہزار عورتیں ہوئیں جو اس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی منتظر کھڑی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی عورتوں کو حکم دیا کہ اس سال میں سب بڑے جنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تکریم کے واسطے۔ اور تمام دنیا کے درخت بار آور ہوئے۔ خوف امن سے تبدیل ہو گیا۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تمام روئے زمین نور سے چھو گئی اور ملائکہ نے آپہیں خوشی کی۔ ہر ایک آسمان پر ایک ستون زبرجد کا اور ایک یاقوت کا بنایا جس سے آسمان روشن ہو گیا۔ اور وہ ستون آسمانوں پر محروف اور مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں ان کو ملاحظہ فرمایا۔ اور فرشتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ستون آپ کی ولادت کی مبارک بادی میں بنائے گئے ہیں۔ اور جس شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نہر کوثر کے بڑے دو جانب ستر ہزار درخت مشک از فر کے لگائے۔ اور ان کے پھولوں کو الہجرت کا بخور بنایا۔ تمام اہل آسمان پکارتے تھے۔ اللہ کو ساتھ سلامتی کہ اور تمام بت اور ندھے گر پڑے۔ مگر لات عزی بھی اپنی جگہ سے نکل گئے۔ اور پکارتے تھے۔ تباہی ہے قریش کی۔ آگیا ان کے پاس ایمن۔ اور ان کے ہاں صدیق۔ اور نہیں خبر قریش کو ان کے ساتھ کیا ہوگی۔ اور کعبہ کے خوف میں سے چند روز تک یہ آواز آتی رہی۔ اب میرا نور مجھ میں لو آپ آگیا۔ اب میری زیارت کرنیوالے آئیں گے۔ اور اب میں زمانہ جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہو گیا۔ اے غمے تو ہلاک ہو گیا۔ اب تک کعبہ کو زلزلہ رہا۔ یہ اول علامت ہے جو قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کے وقت دیکھی۔ باقظہ صفحہ ۹۱-۹۲۔

## فصل نہم

مولود شریف بہ بیت کذا یمرو حہ کاثبوت متفرق آیات حاکمیت و تفایہ  
اقوال ائمہ دین و علمائے شریعت متبیین سے  
واضح ہو کہ یہ امر مسلم ہے کہ مولود شریف یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور ولادت باسعادت کا تذکرہ جو قرآن شریف و احادیث شریف و کتب سماویہ میں ہے ابتداً اور



ہا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ جس طریق اور ہدیت کذا یہ طور ہو تو اسے اس وقت محفل مولود مبارک دیا جاتی ہے۔ بعینہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں تھی۔ اور نہ ہی کوئی عمانت تھی۔ لیکن یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اس ہدیت کذا یہ سے یہ عمل خیر و برکت و نعمت و رحمت سائنہ پھری سے حکم بادشاہ اولی الامر نہایت تزک و احتشام و اہتمام سے تمام بلاد اسلامیہ اور غیر اسلامیہ میں جاری ہو کر ہوتا رہا ہے۔ اور یہ ہوتا ہے۔ اور یہ برکت اس سال خجستہ خصال یا برکت کی چکے اعداد ۶۰۴ ہیں جو کلمات مندرجہ ذیل کے مطابق ہیں۔ اور وہ مولود شریف کے کریوالوں کے لئے بشارت اور نیک فال ہیں۔ شاباش چشمہ نور مستندی۔ نمونہ جنت۔ مفتاح دعا۔ آرائش انام سعادت و جہاں۔ عرش بالا۔ اقرار ایمان۔ یہ ان سب کے جداگانہ و بھی چھ سو چار عدد ہیں اور لطف یہ ہیں۔ کہ شاہ نواح اربل جس نے یعنی جس بادشاہ نے سب سے پہلے اس عمل خیر و برکت کو جاری کیا۔ اس کے اعداد جمل بھی وہی چھ سو چار (۶۰۴) ہی ہیں۔ گویا اس محفل کے کریوالے کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے شاباش ہے۔ اور یہ مولود شریف چشمہ نور ہے۔ اور اس کے لئے مستندی ہے۔ اور یہ مولود شریف نمونہ حصول جنت ہے۔ اور جو شخص مولود شریف کے بعد دعائے خیر مانگے اس کے لئے مفاد دعا ہے۔ اور یہ مولود شریف کریوالے کے لئے سعادت و جہان ہے۔ اس عمل خیر کا راستہ عرش بالا پر ہے۔ اور مولود شریف کا کرنا گویا اقرار ایمان ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اب اس وقت یعنی ۱۳۳۶ کو سات سو تینتیس سال (۱۳۳۶) کا عرصہ گزر رہا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ خیر سے لے کر زمانہ تبع تابعین کے وقت تک یہ عمل خیر و برکت مولود شریف سادہ طور پر ہوتا رہا جیسے کہ میں نے احادیث شریفہ بالا سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اس کے بعد مجاہدین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی سلاطین و علما علیہم الرحمۃ نے سات سو تینتیس سال سے اس صورت میں کرنا دیکر کرنے کا حکم فرمایا۔ جو بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ اولی الامر منکم واجب التعمیل ہوا۔ اور بعض علماء نے اس زمانہ میں اس کا کرنا فرض کفایہ قرار دیا۔ اور بلا تکثیر ہوتا چلا آیا ہے۔ اور علماء و حضار نے تو مولود شریف کا کرنا واجب قرار دیا ہے۔ اور ہر وقت پر ہدیت مسئلہ کی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت مولانا مولوی محمد عسکری حسینی صاحب ریس پور نے اپنی کتاب تحقیق الحق میں کیا اچھا لکھا ہے۔ وہ ہوا ہذا :-

(۱) اسی بنا پر یہ عمل خیر مولود شریف (۱) بہ ہدیت کذا یہ مذہباً مستحسن و مباح بلکہ مستوفی قرار دیا



کیا ہے۔ اور دینائے اسلام کے تمام اسلاف صالحین اور علماء تحقیقین نے اسکو مستحبات غیر  
اور مستحکات شرعیہ سے شمار کیا ہے۔ فرق صرف اس قدر کہ صد اول میں یہی روایتیں کسی قدر  
سادگی و اختصار سے بیان ہوتی رہتی تھیں۔ اور اب کسی حد تک مزید تفصیل اور اہتمام کے ساتھ  
بیان کی جاتی ہیں۔ اور سچ پوچھئے تو ایسا ہی ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ عہد مسعود میں حکم کی بابت  
صادق علیہ السلام نے خیر القرون قرنی ثمالذین یلوئہم ثمالذین یلوئہم اشارت فرمایا  
تھا۔ مسلمانوں کی ایمانی قوت ان کا مذہب ہی احساس درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے قرون  
محمودہ میں اگر کوئی فعل بطور سادگی ہی کے عمل میں آتا رہا۔ تو چنداں قابل لحاظ نہیں۔ مگر اب وہ  
حالت باقی نہیں۔ بقول شخصے

مذہب طاقت نہ طبیعت نہ اثر بالو نہیں ہے زمانہ کی ہوا روز بدلتی جاتی ہے

پس ایسے پر آشوب دور میں جب کہ دنیا فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن رہی ہے۔ اور زمانہ کی ہوا روز  
روز بدلتی جاتی ہے۔ اور ہر طرف سے ملت بیفاسا کی روش مطلع پر دھرتی اور لامذہبیت کی  
تار یک گھسائیں اٹھ رہی ہیں۔ سادہ پرستی اور لامرکزیت کی جانب یونانیو تار حجاز بڑھ چکا  
ہے۔ حریف قومیں متفقہ طور پر اسلام کی توہین و تذلیل کے درپے ہو رہی ہیں۔ ہر فرقہ اپنے اپنے مذہبی  
شعائر کو انتہائے شوکت و شان کے ساتھ بدین خیال انجام دے رہا ہے۔ کہ اسکا غیر معمولی تسخیر اثر دیگر  
ملل ادیان کے سادہ طبائع پر جاگزین ہوئے بغیر نہ ہے یہ بات کچھ کم قرین مصلحت نہیں۔ کہ پورا اسلام  
بھی قانون شرع کے اندر رہ کر خلاص و نیک بنتی کیا تھا اپنے مذہبی شعائر و فرائض کو عام اس کے گروہ  
کسی ہی درجے اور رتبے کے کیوں نہ ہوں۔ کسی قدر اولوالعزما نظر و انازہ پراد کریں۔ اور اپنے درجہ  
اور حیثیت کے مطابق و موافق ایک حد تک بلند حوصلگی سے حصہ لیں۔ تاکہ اسلام اور بائیس اسلام کی  
حقیقت و عظمت کا اثر مخالفین کے قلوب و دفترا محو نہ ہونے پائے۔ برادران من! کیا آپ کو یاد  
نہیں۔ کہ ایک وقت وہ تھا جب کہ مصحف مقدس کی منزل من اللہ آیتیں صرف مختلف چیزوں  
کے معمولی ٹکڑوں پر بغرض تحفظ قلب بند کر لی گئی تھیں۔ اور ان کی کوئی باضابطہ ترتیب بھی متفرق  
اجزا متعدد صحابہ کے پاس تھے بن میں کچھ جانوروں کی ہڈیوں پر کچھ کھجوروں کے پتوں پر کچھ پتھر  
کی تختیوں پر لکھے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ وقت آیا کہ مستقل کتاب کی صورت میں ان کی باضابطہ  
سلسلہ وار تدوین عمل میں آئی۔ اراں بعد مصلحت کے لحاظ سے اعراب کی ضرورت محسوس ہوئی  
اعراب لگائے گئے۔ پھر سلاطین کے عہد میں کہیں پرطلانی و نفرتی حروف میں کتابت ہوئی۔ کہیں



پیشانیوں پر آب زر سے گلکاریاں کی گئیں۔ کہیں مطلقاً جلدوں اور زربین ٹائسل پتھروں کے ذریعہ  
 زمین عمل میں آئی۔ اور بعینہ یہی صورت ابتداءً احادیث نبویہ کی تھی۔ لیکن مصلحت کے وقت کے  
 لحاظ سے اس کی جو مناسب خدمت وقتاً فوقتاً عمل میں آتی رہی۔ محتاج توضیح نہیں ہے۔ لہذا ایک  
 زمانہ تھا کہ مسجد نبوی کی بساط محض کھجور کی چند خشک ٹہنیاں تھیں۔ اور اس کے چند چوبی ستون  
 پھر وہ وقت آیا کہ وہی مسجد مقدس ایک ایسی عالیشان خوشنما صورت میں تبدیل ہو کر رہی۔ جو  
 انسانی دنیا کی ممتاز ترین عمارتوں میں شمار ہونے لگی۔ اور فی الحال اس کی رونق اور عظمت کی کیفیت  
 وہ ہے جو ان پاک نگاہوں سے پوچھئے جنہیں اس کی زیارت کا فخر حاصل ہو چکا ہے غرضیکہ بکثرت  
 اشیاء و نظائر ایسے موجود ہیں جن سے اس امر کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ گواہی ابتدا میں بعض بعض  
 چیزیں سادگی سے برقی گئیں۔ مگر بعد کو وقتاً فوقتاً مصلحت وقت کے لحاظ سے ان میں مناسب  
 اضافے ہونے لگے اور ان اضافوں کو سوا و اعظم امت مرحومہ نے بالاتفاق مستحب و مستحسن سمجھا  
 یہ ایک وسیع بحث ہے جسکی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ لفظ صفحہ ۱۰-۱۱-۱۲:

(۲) حضرت مولانا پاپہ مرین شریفین زادہ ہما اللہ شرفاً و تعظیماً تمام دیوبندیوں کے استاد مولانا  
 مولوی رحمت اللہ مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر کہ مولود شریف اس وقت فرض کفایہ ہے  
 اس زمانہ میں جو ہر طرف پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو خدا ان کو عبادت کے  
 پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو  
 اوپر ذکر کی ہیں۔ اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں  
 کہ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں  
 ہرگز نہ التفات کریں الخ۔ بالقطہ۔ انوار ساطعہ۔ صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴:

ان عبارات فتاویٰ علمائے یہ صاف ظاہر ہے کہ پہلے زمانہ میں مولود شریف کا کرنا صرف  
 مستحسن یا مستحب اور مسنون تھا۔ لیکن اب اس زمانہ میں اس کو ضروری تصور کر کے فرض کفایہ تحریر  
 فرمایا ہے اور یہ بھی تاکید کر دی ہے کہ منکروں کی کوئی بات نہ سننی چاہئے:

## فصل دہم اجماع امت مولود شریف کا ثبوت

میں کہتا ہوں کہ اس عمل خیر مولود شریف پر جو عرصہ سات سو تین بیس (۱۳۳۳ھ) سے حکم سلطانی



عادل و علما کرام فاضلین جاری ہے اس پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے لیکن منکرین کا انکار آخر  
 اجماع پر زور سے ہے اور اس پر فلفلے کفر اور شرک کے جاری ہیں و جاس کی صرف سوا  
 بغض و عداوت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور کچھ نہیں ثبوت اس فصل کا  
 اس طرح پر ہے: (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمِنْ خَلْقِنَا مَتَرِيهَدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ**  
**يَعْدِلُونَ** (سورہ اعراف) یعنی اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے (جنت کیلئے) پیدا کیا ہے  
 ایک گروہ ہے جو راہ دکھاتے ہیں حق کے ساتھ اور اسکے ساتھ عدل کرتے ہیں۔  
 یہ آیت شریف مسلمانوں کے حق میں ہے۔ جو جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ ایسا  
 کام کرتے ہیں (۱) تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت میں اس طرح لکھا ہے فی احکامہم  
**قِيلَ لَهُمُ الْعُلَمَاءُ وَالِدَاعَةُ** الے الدین و فیہ دلائل ان اجماع کل عصر حجتہ الخ یعنی  
 اوس حق کیساتھ انصاف کرتے ہیں اپنے احکام میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ علما اور واعظ دین کی طرف بلا نیوالے  
 ہیں اور اس میں ایک دلیل ہے کہ واقعی ہر زمانہ کا اجماع حجت ہے (۲) تفسیر بیضاوی والے  
 حضرت اس آیت شریف کے نیچے اس طرح فرماتے ہیں: **وَاسْتَدْلَ بِهِ عَلَى صِحَّةِ الْاِجْمَاعِ**  
**لَا تَلَا مَوَادِمْنَهُ** ان فی کل قرن طائفة بهذه الصفة یعنی صحت اجماع پر اس کے  
 ساتھ استدلال ہے اس لئے کہ مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ (علماء ربانی) کا اس صفت  
 کے ساتھ موجود ہوتا ہے: (۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَمَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا**  
**تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمَوْئِنِ** نولہ مائولے ونصلہ جہنم  
 وساعات مصابیر سورہ النساء یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول اللہ علیہ السلام  
 سے جب کھل چکی اس پر راہ ہدایت کی بات اور چلے سب مسلمانوں کے راہ کے سوا سو ہم اس کے  
 حوالہ کریں اسی طرف جو اس نے پکڑی ہے اور ڈالیں اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ  
 پہنچا: اس حکم خداوندی سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص تمام مسلمانوں (جو کثرت سے ہیں) کے  
 خلاف راستہ نکالے اس کی جگہ دوزخ میں ہے یہ ظاہر ہے کہ وہابیہ شذوہ قلیلہ تمام دنیا کے  
 مسلمانوں کو اس عمل کی وجہ سے کافر اور مشرک کہتے ہیں: (الف) تفسیر مدارک میں اس آیت  
 شریف بالائے نیچے اس طرح تحریر فرمایا ہے: **الْحَنِفِيُّ وَهُوَ لَيْلٌ عَلَىٰ اَنْ اِجْمَاعُ حُجَّةٍ لَا يَجُوزُ مَخَالَفَتُهَا كَمَا لَا يَجُوزُ مَخَالَفَةُ الْكُتُبِ**  
**وَالسَّنَةِ** لان اللہ تعالیٰ جمع بین اتباع غیر سبیل المؤمنین و بین مشاققة



الرسول في الشرط وجعل جزاءه الوعيد الشديد فكان اتباعهم واجبا  
 كولات الرسول انتهت - يعني وہ راستہ جس پر وہ لوگ بن عقیف یا حنفی پر ہیں اور یہ  
 دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں۔ جیسے قرآن مجید اور حدیث شریف کی مخالفت  
 جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اتباع غیر راہ مومنین اور مخالفت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
 کو ایک شرط میں جمع کر دیا ہے۔ اور اس کی جزایا سزا میں وعید سخت فرمائی ہے پس اتباع واجب  
 ہے جیسے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واجباً اور تفسیر بیضاوی میں  
 اس آیت شریفہ کے نیچے اس طرح لکھا ہے:- والایۃ تدل علی حرمة مخالفة الاجماع لا  
 تعالیٰ رتب الوعيد الشديد علی المشاقة واتباع غیر سبیل المومنین الخ یعنی یہ  
 آیت اجماع کی مخالفت کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وعید  
 شدید مرتب فرمائی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اور مسلمانوں کے راہ کی مخالفت  
 کرے (۴۳) حدیث شریف (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام) عن ابن عمر (رضی اللہ عنہما)  
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتبعوا السواد الأعظم فإنه من شذ شذ  
 في النار (سواد ابن ماجہ من حدیث انس) یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت  
 ہے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیروی کرو سواد اعظم (جمہور علماء و مسلمین)  
 کی جو کوئی دور ہوا جماعت جمہور علماء اور مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخ میں ہے  
 (۴۴) حدیث شریف (مشکوٰۃ) وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتي على ضلالة ويدا الله على الجماعة  
 ومن شذ شذ في النار (سواد الترمذی) یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں جمع کرتا۔ اور نہ کرے گا میری  
 امت کو مگر ایسی پر اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ قدرت جماعت پر ہے اور جو کوئی اس جماعت سے الگ  
 ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا (۴۵) حدیث شریف مشکوٰۃ عن معاذ بن جبل قال قال رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ذئب الانسان كذا ثب الغنم يأخذ  
 الشاة القاصية الناحية وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامۃ  
 (سواد احمد) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے کہ شیطان آدمی کے لئے بھیڑیا ہے (جماعت سے الگ الگ کر کے ہلاک کرتا ہے)



جیسے بکری کے لئے بھڑیلے ہے۔ جو اس بکری کو پکڑ لیتا ہے (جو گلہ سے دور رہتی ہے) اس بکری کو بھی جو گلہ سے ایک کنارہ پر پہنچتی ہے۔ سو تم اپنے آپ کو ایسے راستوں سے بچاؤ۔ اور تم کو لازم کہ جماعت اور جمہور مسلمانوں کے ساتھ ملے رہو۔ (۶) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ عن ابی ذر  
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فارق الجماعة شبرا فمدرته في النار  
الاسلام عن عنقه۔ یعنی حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت بھرے تحقیق اس کے اپنی گردن  
پر سے اسی اسلام کو نکال دیا۔ (۷) مولوی احمد علی محدث سہارنپوری اپنی مطبوعہ مشکوٰۃ میں  
حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں۔ یعبر بہ عن الجماعة الکثیرۃ والمراد ما علی  
اکثر المسلمین یعنی سواد اعظم سے مراد جماعت کثیر ہوتی ہے۔ یعنی تم پیروی اس امر کی کرو کہ  
جس پر اکثر مسلمان ہوں۔ (۸) کتاب توضیح میں ہے۔ والسواد الاعظم عامة المسلمین  
من ہوامۃ مطلقۃ والمراد بالامة المطلقۃ اهل السنۃ والجماعۃ یعنی سواد  
الاعظم عام مسلمانوں کو کہتے ہیں جو کوئی امت مطلقہ ہو۔ اور امت مطلقہ کی مراد وہی  
اہل سنت و جماعت ہے۔ (۹) مسلم الثبوت میں ہے۔ ان اتفاق العلماء المحققین  
على صمرا لا عصار حجة کالاجماع۔ اور شارح بحر العلوم نے محققین کے نیچے لکھا ہے۔  
وان كانوا غیر مجتہدین۔ یعنی تحقیق اتفاق علماء محققین کا جو ہم عصر ہوں حجت ہے  
اجماع کی طرح اگرچہ مجتہد بھی نہ ہوں۔

## (توضیح)

ان آیات و احادیث و تفاسیر سے صاف صاف ظاہر ہے کہ اجماع امت کا منکر یا اس کے  
خلاف کرنے والا جماعت سے خارج ہے کیونکہ تمام علماء کرام و صوفیاء عظام و سلاطین فہام و  
مفتیان اعلام ہر چہ مذاہب حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا و  
تعظیما جہ۔ جدید۔ روم۔ شام۔ مصر۔ اندلس۔ بغداد۔ بصرہ۔ موصل۔ بخارا۔ ہندوستان۔ پنجاب وغیرہ  
عمل خیر و برکت مولو و شریف کو اور قیام قیام کو مستحسن مسنون۔ واجب فرض کفایہ جانکر نہایت  
شوق اور ذوق اور محبت سے کر رہے ہیں۔ اور اس کے منکرین جماعت مسلمین سے نکل کر خرق اجماع  
کے مرتکب ہو رہے ہیں جو شرمزدہ قلیلہ ہیں۔ وہ سواد اعظم سے جدا ہو کر فاروق الجماعت کے فعل سے



شیطان کے قبضہ میں جا رہے ہیں۔ اور ہر خبیث ہمارے علمائے اہلسنت و جماعت کافی طور پر سمجھا چکے ہیں مگر ایک نہیں سنتے اور مخالفت کا بیڑا ایسا بلند کر رکھا ہے کہ جس سے حق و باطل کے سمجھنے کی نیز کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون :

## آدم بر سر مطلب یعنی اثبات مولود شریف

(۱) تفسیر روح البیان زیر آیت شریفہ :- محمد رسول اللہ الایہ ومن تعظیمہ عمل المولد ذلہ لیکن فیہ منکر و المولد من المنکر ضد المعروف و کل شیء لا یعرف اباحتہ من الشرع۔ یعنی عمل مولود شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے۔ جب تک اس میں منکر نہ ہو اور منکر سے مراد معروف کی ضد ہے اور ہر چیز جس کی اباحت شرع میں پائی جائے مولود شریف میں کوئی منکر نہیں۔ بلکہ عین شریعت آیات و احادیث سے ثابت ہے :

(۱۲) مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۲۷۔ سطر ۱۱ مصری حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ :- ثویبہ علیقۃ ابی لہب اعتقہا حین بشرتہ بولادۃ علیہ السلام و قد راوی البولہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنتین و امس من بین اصبعی ہاتین ماء و اشار براء من اصبعہ و ان لا باعنا فی ثویبہ عند ما بشرتہ بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و باز ضاع حالہ۔ قال ابن الجوزی فاذا کان هذا البولہب لکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوخری فی النار لضررہ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحّد من امتہ علیہ السلام الذی یسر بولداک و یبذل ما تصل الیہ قد راقہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاؤک من اللہ الکرم ان یدخلہ بفضلہ العیسم جنات النعیم۔ بلفظہ ترجمہ ثویبہ (بولہب) کو البولہب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جو اس نے البولہب کو جو بخیری پہنچائی تھی آزاد کر دیا تھا۔ البولہب کو اس کے مرنے کے بعد کسی خواب میں دیکھا۔ اور اس کے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ (بولہب) کہا کہ روزخ میں ہوں۔ لیکن ہر دو شنبہ کی رات کو میرا عذاب ہکا کر دیا جاتا ہے اور میں اپنی دو انگلیوں میں سے پانی چوستا ہوں۔ اور اس نے اپنی انگلیوں کے اشارہ سے بتایا۔ یہ اس واسطے ہے کہ ثویبہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ



والہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ اور ان کے دور میں پلائی گئی وجہ ہے۔ فرمایا ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب علیہ بابہ البیہ کے لئے حاصل ہوئی جو کا فر تھا۔ اور اس خدمت قرآن شریف میں نازل ہوئی تھی جب کہ ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کرنے میں اس کے خیر ادا دی گئی۔ اور اس کا عذاب و شکنجہ کی رات کو خفیف کیا جاتا ہے پس کیا حال ہے مسلمان موصوفہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا۔ جو ان کا مولود شریف خوشی سے کرتا ہے۔ اور اپنی توفیق کے مطابق خرچ کرتا ہے (ابن جزری کہتے ہیں) مجھے اپنی عمر کی قسم ہے بیشک اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل کے بہشت میں داخل کرے:

(۱۳) ایضاً جلد اول صفحہ ۲۷۔ سطر ۱۷۔ ولا تزال اہل الاسلام یحفلون بشہر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم ویقصدون فی لیلایہ بالوانع الصدقات ویظہرون السور ویزیدون فی المنبرات ویعتنون لقراءۃ مولدہ الکریم ویظہرون علیہم من بدکاتہ کل فضل عظیم۔ ترجمہ۔ تمام اہل اسلام ہمیشہ سے اس ماہ مبارک میں جس میں حضور رحمت للعلین نے ظہور فرمایا۔ بڑی بڑی محفلیں کرتے ہیں اور نہایت خوشی سے کھانے کھلانے اور تمام راتوں میں غزیر طرح طرح کے صدقات و خیرات کر کے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور مولود شریف میں لغت خوانی کرتے ہیں اس لئے ان پر تمام قسم کی برکتیں اور فضل ظاہر ہوتے ہیں: (۱۴) مواہب اللدنیہ۔ جلد اول صفحہ ۲۷ سطر ۱۹۔ مصری۔ وجماعہ من خواصہ انه امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والامام فوحم اللہ امراء اتخذوا لیلالی شہر مولد المبارک اعیاد الیکون اشد علی من فی قلبہ مرض وعناد۔ بلفظ۔ ترجمہ (مولود شریف کے کرنے میں) تجربہ کیا گیا ہے کہ کرنے والے کیلئے اس سال ان کے گھر میں امن رہتا ہے۔ اور دنیا کی تمام مرادیں اور مطالب اور حاجتیں حاصل ہونگی خوشی ہے۔ پس رحم کرے اللہ تعالیٰ ان پر جو مولود شریف کے مہینے کی راتوں کو عید بناتے ہیں تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت اور بغض کی بیماری ہے۔ ان کے لئے شدت سے بیماری ہو۔ (آئین) بعینہ و ہامیہ نجد یہ کی تھالت ہے: (۱۵) مولد النبی حضرت ابن جزری محدث شافعی علیہ الرحمۃ۔ لا تزال اہل الحرمین الشریفین والمصر الیمین والشام سائر البلاد العرب من المشرق والمغرب یحفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ



علیہ وسلم و یفرحون بقدر و مہلال ربیع الاول و یلبسون بالثیاب الفاخرة  
 ویتزینون بالنواع الزیت ویتطیبون ویکتھلون ویاثون بالستر ویرفعون  
 الايام ویدلون علی الناس بماکان عندھم ویمتھون اھتماماً بلیغاً علی  
 اسماع قرآۃ امولدا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیالون بذلک اجراً جزیل  
 وفوراً عظیماً وھما جرب عن ذلک انہ وجد فی تلک الايام کثرۃ الخیر والبرکۃ  
 مع السلاۃ والعافۃ وسعة الرزق وانھ یدلھ المال والاکاد واد واد واد  
 والامان فی البلاد الامصار والسکون والقراۃ فی البیوت والدار ببرکۃ  
 مولدا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بملقط۔ ترجمہ ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین (مکہ و مدینہ)  
 ہما اللہ شرفاً و تعظیماً، اہل مصر اور یمن اور شام اور تمام ملک عرب مشرق سے مغرب تک  
 مولود شریف کی مجلسیں کرتے ہیں۔ اور ماہ ربیع الاول کے آنے کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اور  
 عمدہ فاخرہ لباس پہنتے۔ اور قسم قسم کی زمینیں روشنی اور خوشبوؤں سے کرتے اور سرمہ لگاتے ہیں  
 خوشی اور خرمی کرتے ہوئے آتے ہیں اور لوگوں کو جو کچھ ان کے پاس ہے بذل اور بخشش کرتے  
 ہیں۔ اور بڑے بڑے اہتمام مولود شریف کے سنے میں بجالاتے ہیں۔ اور اس سے اجر  
 جزیل اور مراد عظیم کو حاصل کرتے ہیں اور مولود شریف کا عمل محرب ہے۔ جو ان دنوں میں کیا  
 جاتا ہے۔ مال میں کثرت اور برکت سلامتی اور عافیت کے اور کثادگی رزق اور زیادتی مال  
 اور اولاد کی اور ہمیشہ رہتا ہے۔ امن و امان اس ملک یا شہروں میں اور سکون اور قرار ہوتا ہے  
 گھروں میں مولود شریف کی برکت سے: (۱۶) منافع النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق  
 علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۲۷ سطر ۱۱ بعض عالموں نے اس قول کے متفق ہونے پر دعویٰ کیا  
 ہے کہ ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہویں تاریخ ربیع الاول کو واقع  
 ہوئی۔ اور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے اور اس شب میں مقام ولادت شریف کی زیارت کرتے ہیں اور  
 مولود شریف اور جو کچھ آداب اور اخلاص میں سے ہے بارہویں شب کو پڑھتے ہیں اور ولادت بارہویں  
 روز و شنبہ کو واقع ہوتی تھی: (۱۷) مجمع البحار حضرت محمد ظاہری۔ ث علیہ الرحمۃ ثلث اخیر  
 صفحہ ۵۵۵ فائدہ شہر امرونا باظھار الحبور فیہ کل عام بملقط۔ یعنی یہ ماہ  
 ربیع الاول ایسا ہے کہ ہم حکم کئے گئے ہیں اس بات کا کہ خوشی و اکرام ظاہر کیا کریں ہر سال  
 یعنی مولود شریف سال بسال کیا کریں۔



(۱۸) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۳۶ سطر ۸۔ وصل۔ اول جس نے سرور  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شیر و یا ثویبہ کنیزک تھی ابولہب کی جب متولد ہوئے پیغمبر سرور عالم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثویبہ نے فی الفور ابولہب کو بشارت جا کر پہنچائی۔ کہ تیرے بھائی کے گھر میں  
 یعنی عبداللہ کے یہاں فرزند متولد ہوا ہے۔ ابولہب کا یہ مشردہ سن کر ثویبہ کو آنسو ہو گیا۔ اور امر کیا  
 کہ مولود کو شیر دیوے ابولہب نے یہ شادی اور سرور جو اس مولود کو جو کے واسطے کی حق تعالیٰ  
 نے اس کے عذاب میں تخفیف فرمائی۔ اور دو شنبہ کے روز کا عذاب ابولہب پر سے اٹھایا۔ چنانچہ حدیث  
 میں آیا ہے اور اس جگہ مذکور ہے اہل موالید کیلئے کہ جس شب میں حضرت کی ولادت ہوئی۔ انہیں  
 سرور کریں۔ اور ہڈی اموال کریں۔ اور خیرات نکالیں۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا اور قرآن اکی نہ  
 میں نازل ہوا چنانچہ بت دید اابی لہب یعنی قطع ہو جو د و نوں ہاتھ ابولہب کے جب ایسے  
 کافر کی خبر دی جائے۔ کہ اس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت میں سرور کیا۔ اور ہڈی  
 کیا اپنی جاریہ کا شیر اسطے اس سرور کے تو پھر مسلمان کا کیا حال ہے کہ پڑے محبت میں سرور عالم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور سرور اور ہڈی مال کرتے ہیں اسکی راہ میں کیا کچھ ہو۔ بلکہ  
 (۱۹) ثابت بالسنتہ فی الایام والسنتہ شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمۃ صفحہ ۷۹۔ سطر ۹  
 وکمال اہل الا سلام یخفون بشہر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم و یعملون  
 الولائم و تصدقون فی لیالیہ بالانواع الصدقات و یظہرون السمر و یزیدون  
 فی المبارکات و یعتنون لقراءۃ مولدہ الکریم و یظہر علیہم من برکاتہ کل  
 فضل عظیم و مما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک العام و بشری عاجل  
 بنیل البغیہ و الما ام فرحمہ اللہ احرء اتخف لیا لی شہر مولدہ المبارک و اعیان  
 لیكون اشد علة علی من فی قلبہ مرض و عناد ترجمہ۔ اور اہل اسلام ہمیشہ حضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینہ محفل کرتے ہیں اور کھلنے کھلاتے ہیں اور اس مہینے کی راتوں میں طرح طرح  
 کے صدقہ کرتے ہیں۔ اور خوشیاں مناتے ہیں اور اچھے اچھے کاروبار نیک ہیں زیادتی بکھڑتے ہیں۔ اور حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں اور ان پر ہر ایک قسم کا فضل عظیم کی برکتیں ظاہر ہوتی  
 ہیں اور مولود شریف کی مجرب خاصیت یہ ہے۔ کہ اس سال بھر میں امان اور امن ہے اور حاجت  
 روائی اور مطلب برآری کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو مولد مبارک  
 مہینہ کی راتوں کو عیدین بنائے۔ تاکہ اس پر خیر کے دل میں مرض عداوت (رسول اکرم صلی اللہ علیہ



والہ وسلم کی اور عناد ہے سخت علت ہو۔ بلقطہ: (۲۰) در منظم علامہ طغریک میں ہے۔ قد عمل  
 المحبون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرحاً بمولده المولائم فمن ذلك ما عملہ بالقاهرۃ  
 من ولائم الکبار الشیخ ابو الحسن المعروف بابن فضل قدس سرہ شیخ شیخنا ابی  
 عبد اللہ محمد بن نعمان و عمل ذلك قبلہ جمال الدین عجمی الہمدانی و من عمل  
 ذلك علی قدر وسعہ یوسف الحجاز بمصر و قدرائی النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم و هو محیی ص یوسف المذاکور علی عمل ذلك: یعنی میلاد مبارک کی شادی  
 میں مجاہد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ویسے کئے۔ انہوں نے جملہ قاہرہ کے بڑے لیموں  
 میں سے وہ ویسے جو ہمارے استاد ابو عبد اللہ محمد بن نعمان کے استاد شیخ ابو الحسن معروف بہ  
 ابن فضل قدس سرہ نے کیا۔ اور ان سے پہلے جمال الدین ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور یو  
 جمانہ نے مصر میں بقدر اپنی وسعت کے ترتیب دیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب  
 میں انہیں اس عمل مبارک کی ترغیب تحریر فرمائی۔ بلقطہ: (۲۱) کتاب اذا قمت الاثام لما نعی عمل  
 المولود والقیام مصنفہ حضرت مولانا محمد تقی علی خاں حنفی قادری بریلوی صفحہ ۸۲۔

(۲۱) امام حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں۔ لم یکن فی ذالک الا ارا غام الشیطان ادغاک  
 اهل الایمان یعنی اس عمل مولود شریف میں تذلیل شیطان اور تقویت اہل ایمان کے سوا  
 اور کچھ نہیں۔ بلقطہ: (۲۲) اذا قمت الاثام لما نعی المولود والقیام حضرت مولانا محمد تقی علی خاں حنفی قادری  
 بریلوی صفحہ ۸۲: (۲۲) در ثمن فی بشرات النبی الامین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث  
 دہلوی صفحہ ۸ (بابیسوی حدیث) اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں۔ کنت اصنع فی  
 ایام المولود طعاماً ضلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی فی سنتہ من لیسن  
 شیء اصنع بہ طعاماً فلم اجد الا حمصاً مقلیاً فقسمتہ بین الناس قرایتہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم و بین ید یہ ہذا الحمص مبتہجاً بشاشائے فی میں ایام مولود شریف  
 میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کا کھانا کیا کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا  
 کچھ میسر نہ ہوا میں نے لوگوں میں وہی چنے تقسیم کر دیے حضو اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی زیارت سے مشرف ہوا اور دیکھا کہ وہی چنے حضو کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضرت شاد اور سرور ہیں  
 (۲۳) فیوض الحشر میں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۳۶ و ۳۷۔ کنت قبل  
 ذالک یمکۃ المعظۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتنا والناس



یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکرون اوصافہ التی ظہرت فی  
ولادته و مشاہدہ (قبل بعثۃ صلی اللہ علیہ وسلم) فرأیت النوا واسطعت  
دفعۃ واحدة لا اقول انی ادسا کتھا بصر الجسد ولا اقول ببصر الروح فقط  
اللہ اعلم کیف کان الامر بین ہذا و ذاک فتأملت تلك الا نواس فوجدتھا من  
قبل الملئکة الموحلین بامثال ہذا المشاہد و بامثال ہذا المجالس فرأیت  
مخالط النوا الملئکة یا نوا الرحمة - تدرجۃ - میں اس سے پہلے کہ مبارکہ میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد مبارک میں تھا - میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے -  
اور وہ شریف پڑھ رہے تھے - اور بیان کر رہے تھے - وہ معجزات جو ولادت کے وقت ظاہر  
ہوئے تھے - تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی نوا اور ظاہر ہوئے - میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا  
ہوں کہ روح کی آنکھوں سے دیکھا - فقط خدا جانے کیا امر تھا - میں نے نازل کیا - تو معلوم ہوا کہ  
یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موحل ہیں - ۱۱ - شاید یہ میں نے دیکھا کہ نوا اور  
ملائکہ اور نوا رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں - (۲۵) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی  
صاحب تفسیر فتح العزیز دادا پیر دیوبند یاں آپ نے علی محمد خاں رئیس مراد آباد کے نام خط تحریر  
فرمایا تھا عبارت اس کی مختصر ایہ ہے :- "در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقدے شود  
اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دورہ در پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد بلکہ قریب ہزار کس  
زیادہ از ان فراہمے آید و دورہ خوانند بعد از ان کہ فقیرے آیدے نشند و ذکر فضائل  
حنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان مے آید - و آنچہ در احادیث اخبار شہادت این بزرگان  
وارد شدہ تیز بیان کردہ می شود و بعد از ان ختم قرآن و پنج آیت خوانند بر حاضر فاتحہ نو دہے آید پس  
اگر این چیز یا نزد فقیر جائز نہ بود اقدام بر آن اصلائے کرد (سامنے کھانا رکھ کر قرآن پڑھ کر فاتحہ)  
باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش این است کہ تبارہ میخ دو از دہم شہر ربیع الاول ہمیں  
مردم کہ موافق معمول سابق فراہم شدند - و در خواندن و در شریف مشغول گشتند فقیرے آید -  
اولاً از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکورے شود - بعد از ان مذکور ولادت  
باسعادت و نندے از حال فدا و حلیہ شریف - و بعضی از آثار کہ درین آوان لظہور آمد بمعرض  
بیان مے آید - پس بر حاضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خوانند تقسیم آن بجا ازین مجلس مے شود  
بلقطہ - (از نوا و ساطہ صفحہ ۱۵۴ - والد المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۱۰۴ - یہ بھی سامنے



لکھنا شیرینی رکھ کر فاتحہ پڑھی گئی: (۲۶) ارشادات حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بہا کی تمام دیوبندی علماء کے پیرو مشرقات قابل عمل و ہابہ۔ دیوبندیہ۔ ضروری:

### (الف)

خط از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی بنام مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب رامپوری مدرس احمد آباد (گجرات)۔ جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا معہ ہنیت کذا یہ معمولہ علماء ثقات صلحاء و مشائخ کرام بار بار قرار کر چکا ہے وراکثر اس کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے بلفظ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۶ سطر ۵: تا بیخ خط، رمضان ۱۳۳۰ ہجری۔

### (ب)

خط دوم از حضرت موصوف صدر بنام مولوی خلیل احمد انہٹوی۔ و مولوی محمود حسن دیوبندی۔ مورخہ ۲۰ ذیقعد ۱۳۳۰ ہجری: از امداد اللہ علیہ الرحمۃ۔ بخدمت عزیزم پرچی مولوی خلیل احمد صاحب انہٹوی و عزیز مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہا اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ تمام بلاد و ممالک ہندوستان گال و بہار و مدراس و کن و گجرات و بمبئی و پنجاب و راجپوتانہ و رامپور و بہاول پور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز و حسرت خیز اس قدر آتی ہیں کہ جس کو شکر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے۔ اس کی علت یہی براہیں قاطعہ و دیگر ایسی تحریرات ہیں۔ یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اسکی حمایت میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام ممالک کے علماء و مفتائی نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا ہے۔ دیکھو ہندوستان میں سینکڑوں مذاہب کفریہ و عقاید باطلہ مخالف دین و بیخ کن اسلام ظاہر ہوتے جاتے ہیں اور کیسے کیسے الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں ایسے وقت آپس کے مجاہدہ کی جگہ اس کی تردید کرنی چاہیے۔ اور قرآن شریف کی خوبیاں اور فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و مکارم و خلاق و محاسن اوصاف کی ہر مقام ہر شہر و قریہ میں نہایت زور و شور سے مستہرک کرنا چاہیے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ



اکہ وسلم کے محامد اوصاف و مکارم اخلاق کو مشہور و اشاعت کرنے کے لئے ہر مقام میں یکساں طور  
شرف کا چہرہ چاہئے اور عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔ بلقطہ۔ انوار ساطعہ ۳۲۷:۳۲۸

## (ج)

خط سوم۔ از حضرت موصوف صدر بنام مولوی محمد عبد السمیع مصنف انوار ساطعہ موزع  
وہم رمضان سنہ ۱۳۵۴ ہجری۔ انوار ساطعہ کے اکثر مسائل میں فقیر دل سے متفق ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ  
کی جناب میں بہت التجا اور دعا کی۔ کہ اے اللہ اگر میں ان مسائل میں صراط مستقیم پر ہوں و حق  
بجانب ہوں۔ تو اس کتاب کو مقبول علمائے دیار و امصار و اہل اسلام کر چنانچہ ظاہر ایسا معلوم  
ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا۔ کہ تمام علماء حرمین شریفین و بلاد اسلام اس کے  
مسائل میں متفق ہیں۔ اور خود کتاب کو پسند کرتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوقیہ من یشاک  
بلقطہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷:۳۲۸ (د)

خط چہارم از جناب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع صاحب علیہ  
الرحمۃ یازدہم رجب سنہ ۱۳۵۴ ہجری۔ انوار ساطعہ را از اول تا آخر شنیدم و بغور و تدبیر نظر  
کر و ہمہ تحقیق را موافق مذہب و مشرب خود و بزرگان خود یافتہ۔ بلقطہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷:۳۲۸  
(هـ)

خط پنجم۔ از جناب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع علیہ الرحمۃ موزع  
۱۳ ربيع الاول سنہ ۱۳۵۴ ہجری۔ میں خود مولود شریف پڑھاتا ہوں۔ اور قیام کرتا ہوں۔  
اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے۔ مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد ویر کے بعد  
ہوش آیا تب بیٹھا۔ بلقطہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷:۳۲۸

(۱۲۷) فیصلہ ہفت مسئلہ مولفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع علیہ الرحمۃ  
حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ نے اشاعت مسائل کا فیصلہ منصفانہ لکھا ہے۔ جن میں  
حضرت مولانا مولوی ابو محمد عبد الرحمن غلام و شکر صاحب تصوری علیہ الرحمۃ اور مولوی  
خلیل احمد صاحب بانی دیوبندی کے درمیان بہاول پور میں سنہ ۱۳۵۴ ہجری میں مناظرہ ہوا تھا۔ اور پھر  
کتاب تقدیس الوکیل من توہین الرشید الخلیل لکھی گئی۔ اور علماء و مفتیان اربعہ مذاہب حرمین شریفین  
کی تصدیق سے شائع ہوئی۔ وہ ہفت مسائل یہ ہیں۔ اول مسئلہ مولود شریف  
دوم مسئلہ فاتحہ مروجہ۔ سوم عرس و سماع چہارم غدار غیر اللہ پنجم جماعت ثانیہ



**ششم** امکان کذب باری تو ایسے ہی مقسم امکان ظہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 اس بات میں صرف مسئلہ مولود شریف کی ضرورت ہے اس لئے وہی لکھا جاتا ہے :-  
 اس امر میں تو کوئی شک نہیں کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجب خیر  
 و برکات دنیوی و اخروی ہے۔ صرف کلام بعض تعینات وغیرہ میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے  
 بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ کل بدعة ضلالة اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں  
 لاطلاق دلائل فضیلتہ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں  
 داخل کر لیا جائے۔ کما یظہر من القائل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا  
 هذا ما لیس منہ فهو ش۔ پس ان تخصیصات کو اگر کوئی عبادت مقصود نہیں سمجھتا۔ بلکہ فی  
 نفسہ مباح جانتا ہے اور بہتیت سبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام لذاتھا  
 عبادت نہیں مگر تعظیم رسول کو عبادت جانتا اور کسی مصلحت سے اس کی یہ بہتیت معین کر لی  
 اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر شخص مستحسن سمجھتا ہے مگر مصلحت سہولت و دوام یا کسی اور مصلحت بہ  
 ربیع الاول مقرر کر لی تو ایسی تخصیص مذموم نہیں۔ تخصیصات اشغال و مراقبات تعینات رسول  
 مدار میں و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں۔ اگر کوئی شخص عمل مولد بہتیت کہ ایک کو موجب کات  
 یا آثار کا اپنے تئیں تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے و ثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری  
 سمجھے تو اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں اور اعتقاد ایک امر باطن ہے۔ اس کا حال  
 بد و نوریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا۔ محض قرآن تکمیل سے کسی پریدگمانی اچھی  
 نہیں اور یہ قیاس کر لینا کہ ہر شخص وجوب قیام کا مستعد ہے درست نہیں اور اگر کسی کا یہی عقیدہ  
 ہو کہ قیام فرض واجب ہے تو صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائے گا۔ جسکا یہ عقیدہ نہیں۔ اس  
 کے حق میں مباح اور مستحسن رہیگا۔ اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی زیادتیوں دیکھ کر جیسا کہ  
 بعض مجالس میں واقع ہوتا ہے سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں۔ یہ بھی انصاف کے خلاف  
 ہے پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی۔ اور شرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں  
 شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف اول  
 لذت پاتا ہوں۔ الخ۔ بلقطہ صفحہ ۲ تا ۶ دیکھئے مفتی جی! یہ ہے انصاف بزرگان دین کا  
 بالخصوص محل پر و مرشد و پابند و یو بند یہ کاسو مریدوں پر واجب ہے (۲۸) حضرت مجدد  
 زمان پاپہ حرمین شریفین شیخ العلماء و الفضلاء و مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تشریحات جگہ خود مولود



خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں شیخ الہند اور تمام علمائے مکہ معظمہ پر فائق اور ان سے علم لکھا ہے  
 (الف) اس رسالہ دانوار سا طعہ در بیان مولود قاتحہ کو اول سے آخر تک اچھی طرح  
 سنا۔ اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت ہی پسند آیا۔ میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولود نثر  
 کے باب میں قدیم سے یہی تھا۔ اور یہی ہے بلکہ محفل سچ سچ ظاہر کرتا ہوں کہ میرا ارادہ یہ سچ

برین زیستم ہم برین بگذرم

اور عقیدہ یہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے تغنی اور باجا اور کثرت  
 روشنی یہودہ نہ ہو۔ بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شرمی بھی تقسیم کی جائے۔ اس میں کچھ ہرج نہیں  
 بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں، اور دوسری طرف آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے  
 پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اسی محفل کا انعقاد ان شرط کے ساتھ جو  
 میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے  
 کہتا ہوں۔ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بیجا منکروں کی طرف جو تعصب ہے کہتے ہیں  
 ہرگز نہ التفات کریں۔ اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے چھوڑ علماء صالحین نے متکلمین  
 اور صوفیہ صافیہ نے جائز رکھا ہے۔ اور تعجب ہے۔ ان منکروں سے ایسے بڑھے کہ قاکہ بانی مغربی  
 کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین محمدین اور صوفیہ صافیہ سے ایک ہی لڑی میں پڑویا  
 اور ان کو ضال و مضل بتلایا۔ اور خدا سے نہ ڈرے نہ اس میں ان لوگوں کے استاد اور پیر بھی تھے  
 مثل حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی ان کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور ان کے  
 صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلوی ان کے بھائی شاہ عبدالعزیز دہلوی۔ اور ان کے  
 نوٹ سے حضرت مولانا اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرار ہم سب کے سب انہیں ضال و مضل میں  
 داخل ہوئے جاتے ہیں۔ اُن ایسی تیزی پر جس کے موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیہ  
 سے حرمین مصر اور شام اور یمن۔ اور دیار عجمہ میں لاکھوں گمراہی میں۔ اور یہ چند حضرات  
 ہر ایک پر بیعت و انوار سا طعہ صفحہ ۳۲۲-۳۲۳ (ب) نقل تشریط از کتاب  
 تقدیس الوکیل عن توفیق الرشید والخلیل۔ مؤلف حضرت حاجی حرمین شریفین زاوہ اللہ شرفاً  
 و تعظیماً مولوی ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ



## وہابیہ و یونیدیہ کے عقائد کا لب لباب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے حاجی رحمت رب المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہا المنان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا جو میرے نزدیک وہ اچھی نہیں۔ اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہو گا۔ اور مولوی عبد السمیع صاحب کو چنانچہ میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے۔ جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے۔ تحریراً منع کرتا تھا۔ اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریراً بہت تاکید سے بالمشافہ منع کرتا تھا۔ کہ آپ میں مختلف مذہبوں اور علماء مدرسہ و یونیدیہ کو اپنا بڑا سمجھو۔ پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرتا۔ کس طرح متمدن رہا کہ حضرات علماء مدرسہ و یونیدیہ کی تحریر اور تقریر بطریق تو اتر مجھ تک پہنچی۔ کہ تمام آفسو سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا۔ لیکن میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلتے۔ دیتے غیر رشید جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے روٹنا کھڑا ہوتا ہے۔

حضرت اول قلم اسپر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اس میں دوسری جماعت کو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہ ہو جائے نہیں۔ آپ کا اور آپ کے تبعین کا وہ حکم تو نہ تھا۔ جو یونیدیہ وقت حکومت مکہ معظمہ کے تھا۔ کہ جماعت اول میں حاضر نہ ہو۔ اس کو سزا دیتے تھے۔ سو آپ کا اور آپ کے تبعین کا ایسا حکم جاہلوں کے واسطے من و سلوئے ہو گیا۔ کہ سب موسموں میں خاص کر شد گرمی کے موسم میں غدر بہا تھ لگ گیا۔ کہ غدر کے سبب اب تو جماعت فوت ہو گئی ہے دوسری جماعت جائز نہیں دکان اور گھر چھوڑ کر مسجد میں کس واسطے جاویں۔ اور علمائے جو مخالفت ان کے لکھا کہ سنتے تھے۔ اپنی ہٹ پر نہ و نہ و نہ ہتھ تھے۔ پھر ایک فاسق مرد کو ہوائے کو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے برابر سمجھتا تھا۔ اور سب انبیاء نبی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا۔ اور اپنے بیٹے کو درجہ خدائی پر پہنچاتا تھا۔ عیسیٰ اور موسیٰ اور یحییٰ علیہم السلام کا کیا ذکر ہے۔ اور اس کے نزدیک تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہاؤ الدین نطنز (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور شہاب الدین سہروردی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور حضرت معین الدین چشتی قدس سرہ اسرارہم کو جنکے سلسلوں میں لکھو کھما صالحین اور بنابر ہا اولیاء مقبول رب العالمین گناتے ہیں۔ کافر اور گمراہ



کنندہ بتلاتا ہے۔ اور لفظ جوائے سے

این سلسلہ از طلبائے ناب است این خانہ تمام آفتاب است

بڑا بھائی اس مردود کا دنیا کی کمائی کے لئے اور ہی طریقہ برتنا ہے اور دوسرا چھوٹا بھائی اس  
امام الدین نامی چوہدری اور بھنگیوں کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور ان کے نزدیک مقبول  
پیغمبر ہے حضرت مولوی رشید اس مردود کو مرد صالح کہتے ہیں۔ اور جو علما اس مردود کے حق  
میں کچھ کہتے تھے مولوی رشید احمد اپنی ہٹ سے نہیں ملتے تھے۔ اور کہتے تھے مرد صالح ہے  
الحمد للہ کہ حق تعالیٰ نے اسکو جھوٹا کیا۔ اور اپنے بیٹے کے حق میں دعویٰ کرتا تھا۔ اس میں بالکل ہی  
جھوٹا کیا۔ پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ  
ہوئے۔ اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیا ہی روایت  
صحیح سے ہو منع فرمایا۔ اور حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب مہتاب مولانا اسحاق مرحوم تکلیف  
تھی کہ عاشورے کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جا کر روایات صحیحہ بیان حال شہادت کرتے  
تھے۔ سو یہ سب ان کے مشایخ کرام و اساتذہ عظام میں ہیں سو آپ کے تشدد کے موافق ان  
مشایخ کرام و اساتذہ عظام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے اور میرے نزدیک اگر روایات صحیحہ سے  
حال شہادت کا بیان ہو تو فائدہ سے خالی نہیں۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جب میں ہندوستان میں  
تھا عاشورے کے دن حال شہادت کا بیان کرتا تھا اس مجلس میں کم سے کم ہوں تو ہزار آدمی  
سے زیادہ ہی ہوتے تھے۔ اور اس بیان شہادت میں تعزلیوں کے بنانے کی برائی اور جو رسوم  
اور بدعات تعزلیوں کے سامنے کی جاتی ہیں۔ ان کی برائی بیان کرتا تھا۔ اور اس میں تین فائدے تھے  
اول یہ کہ میں چھ کھڑی دن چڑھتا تھا اس وقت کو شروع کرتا تھا۔ اور دو پہر تک اس مجلس کو ممتد بناتا  
تھا۔ سو ہزار سے زیادہ آدمی تعزلیوں کے دیکھنے اور ان رسوم اور بدعات کے کرنے سے رکے  
رہتے تھے۔ دوسری یہ کہ اس بستی میں ساٹھ تعزے بنتے تھے۔ جس میں سے دو شیعوں کے اور  
اٹھاون (۵۸) سنت جماعت کے سوا اٹھاون میں سے دو ہی برس میں اکیس کم ہو گئے۔ دو  
برس کے بعد غدر پڑ گیا۔ اور میں ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا امید کہ ایک برس اگر رہتا میرا اور  
ہوتا تو یہ ستائیس جو اٹھاون میں سے باقی تھے یہ بھی موقوف ہو جاتے۔ تیسرے یہ کہ ہزار آدمیوں  
سے اونچے کو بلا واسطہ اور ہزار مرد و عورت اور بچوں کو بلا واسطہ ان ہزار کے برائی تعزلیہ کی اور  
ان بدعات کی معلوم ہو جاتی تھی۔ پر شکر کرتا ہوں۔ کہ حضرت رشید نے حرمت بیان شہادت



بقلم اٹھایا۔ اور شہادت کے باطل کرنے پر لب نہ کھولی : پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف  
توجہ کی تھی۔ اس پر بھی اکتفا نہ کر کے خود ذات حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آلہ و اصحابہ  
وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو کنھیا کا جنم ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کرنے کو حرام بتلایا  
اور کھڑے ہونے کو گو کوئی کیسے ذوق شوق میں ہو بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھہرانے بتلانے فرمے  
کہ وہ کھانا علماء صالحین اور مشائخ مقبول رب العلمین ان کے نزدیک بڑے نفرتی ٹھہر گئے : پھر  
نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر دیے  
اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی۔ اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑھتی نہ رہا۔ اور  
ہر کسی کو شش اسمیں کی کہ حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے۔ اور اسی عقیدے کی خلاف کوثر  
فرمایا : پھر اس توجہ پر جو ذات اقدس نبوی کی طرف تھی اکتفا نہ کیا۔ ذات اقدس الہی کی طرف  
بھی متوجہ ہوئے۔ اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں وعوے کیا کہ اللہ کا جھوٹ بونا ممتنع بالذات  
نہیں۔ بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات  
میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر اور باطن میں بہت بڑا سمجھتا ہوں۔ اور اپنے مجاہد کو منع کرتا ہوں  
کہ حضرت مولوی رشید کے اور ان کے چلیے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا  
ہوں کہ مجھ پر کھلم کھلاتا ہو گا۔ لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول  
رب العلمین اور جناب باری جہان آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت  
ہو گی : یہ عقیدہ گنگوہ بدت ہائے دراز تک محل اولیائے کرام سلسلہ چشتیہ صابریہ کا رہا ان میں  
سے ایک نام ایک الہ بخش نامی بعد مرنے کے خلق کے نزدیک ایسی روح نجس موزی مشہور ہوا  
کہ صد ہا کوشن تک اس کی ایذا سے خلق ڈرتی ہے۔ کیا اس روح نجس کے سبب ان اولیا کو  
جو بکثرت ہوئے ہر اکہ سکنا۔ حاشا و کلا وہ تو اپنی زندگی جہل کے سبب بڑا اعتبار نہ رکھنا تھا خود  
یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا اعتبار والا حضرت گنگوہ میں نکل کھڑا ہو تو اس سے کتنا خود ہو گا۔ اور  
جیسا مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الامارۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
انفوذ باللہ من داس السلین وامارۃ الصبیان یعنی ہم پناہ مانگتے ہیں اور اس ستر  
سے اور حکومت لڑکوں سے اس بھی اس زمانہ کے حالات اور حضرت رشید اور ان کے چلیے  
چانٹوں کی تحریر اور تقریر سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو اس قدر میں وہ کچھ میرے اوپر گھری کر نیکی  
تین سبب سے اس کے جواب کی طرف التفات نہ کروں گا۔ اول یہ کہ شدت کا ضعف ہے۔



طاقت ان چیزوں کی طرف توجہ کی ہی نہیں۔ دوسری یہ کہ اس امر میں بوجہ مصلحت زمانہ کے بالکل مخالف ہے۔ تیسری یہ کہ اور بہت اللہ کے بندے ان کے مقابلہ پر کھڑے ہیں۔ باقی ہیں اور دو بات۔ ایک یہ کہ فرماتے ہیں۔ بموجب خواب کسی شخص کے کہ علما دیوبند کے علمائے حرمین افضل ہیں: سبحان اللہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ شیخ عبدالرحمن سراج نے بیس برس منصب افتاء پر قیام کیا۔ اس بیس برس میں صغیر و کبیر موافق مخالف ان کی دیانت کے قائل ہیں۔ ان کے پہلے سید عبداللہ مرغنی جو مفتی تھے۔ ان کی دیانت بھی ضرب المثل ہے۔ اور اکثر علماء صالحین یہاں موجود ہیں۔ گو بعض غیر صالحین بھی یہاں موجود ہیں۔ بعض کی خطا میں اکثر کے حق میں بدگمان ہونا شان مسلم کی نہیں۔ دوسری یہ کہ فرماتے ہیں۔ کہ مسجد الحرام میں ایک عالم نابینا سے مولود کا حالی پوچھا۔ انہوں نے کہا بدعت و حرام! شاید وہ نابینا مولوی محمد انصاری سہارنپوری ہوں جو تھپہ سے نام ان کا نہیں لیا۔ ان کو مکہ کا ہر صغیر و کبیر اہل علم سے برا کہتا ہے یا اور کوئی ایسا اندھا عقل اور بنیائی کا ہو گا: سبحان اللہ! خواب ایک مجہول شخص سے دیوبند کے علماء حرمین کے علما سے افضل ٹھہریں اور ایک بنیائی کے اندھے کے کہنے سے جو حقیقت میں وہ عقل کا بھی اندھا ہے۔ مولود شریف بدعت اور حرام ٹھہر جائے۔ اس پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے۔ کہ مداری فقہوں میں کہ اکثر ان میں کے رند و بد مذہب ہوتے ہیں۔ گوشاذ و نادار بعض ان میں کے اچھے بھی ہوں ایک اپنے مرید کو کہتا تھا۔ کہ بعد کچھ خدمت کے تجھے ایک نکتہ فقیری کا بتاؤں گا۔ بعد چند مدت اس نے خدمت کر کے جو نکتہ پوچھا۔ تو کہا کہ مولانا محمد۔ مدارتینوں کے اول میم ہے کہ تینوں کا درجہ ایک ہی رہا۔ دوسرا نکتہ تجھ بعد اور کچھ خدمت کے بتاؤں گا۔ بعد گزرنے مدت کے اور کرنے خدمت کے جو وہ دوسرا نکتہ پوچھا۔ کہا کہ مکہ مدنیہ۔ لیکن پور تینوں کے اول میم ہے۔ اس میں اشارہ ہے۔ کہ تینوں آپس میں برابر ہیں۔ اس رند نے مکہ مدنیہ کو لیکن پور کے برابر ٹیلا یا تھا۔ حضرت مرجع لفقوائے ہر کہ آمد براں مزید کرو۔ دیوبند کو مکہ مدنیہ دونوں سے افضل ٹھہرا دیا کیوں نہ ہو شاہان شاہ

ایں کار از تو آید و مرداں چنین کنند

دوسری بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں الزام ساطع کے جواب میں کوئی فقیر نہ ہو گا۔ کہ اس کے مہذہب کو صراحتہ کلمات فحش سے یاد نہ کرتے ہوں: اس پر مجھے دوسری نقل یاد آئی کہ جامع مسجد کے شہرے کہ رندی اور گالی گلینج بکنے میں مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک کی بہت



کا حال میں نے سنا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے مرشد نے وقت بیعت لینے کے یہ کہا تھا کہ سُن بے !  
 جو اُکھلیو۔ گالی گلو تِج بکِیو۔ بہ کاف لام سے رُکیو۔ سُن کر کے یہ مضمون میری سمجھ میں نہ آیا۔ میں نے  
 ان کے ایک معتبر سے پوچھا۔ کہ اس قول کے کیا معنی ہیں۔ کہا کہ کاف سے مراد کسی کو کافر کہنا  
 اور لام سے لعنت کرنا۔ سبحان اللہ ! جامع مسجد کے شہدے کافر کہنے اور لعنت کہنے کو ایسا بُرا  
 سمجھیں۔ اور براہین قاطعہ کے مصنف ان کو مشرک اور کافر بتا دیں : بعض جگہ بعض چیزوں  
 میں مشہور ہیں۔ جیسے میری بستی کرانہ اور تالوتہ جس کے رہنے والے مولوی قاسم اور مولوی یعقوب  
 وغیرہ تھے۔ نجوستان میں مشہور ہیں۔ کہ عوام صبح کی نام بھی نہیں لیتے۔ کرانہ کو سیریل والا شہر اور  
 نارتہ کو پھوٹا شہر کہتے ہیں۔ اور کرسی اور کاندھلہ ..... اور انھیں جو حلقہ میں مشہور  
 ہیں۔ اور ان بستیوں کے اہالی میں کچھ نہ کچھ تاثیر ہوتی ہے۔ میری بستی کی تاثیر میرے میں یہ ہوتی۔ کہ ایسا زنا  
 نجوستان کا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ مولوی خلیل احمد کو ان کی بستی کے خواص سے بچائے۔ اور حضرت مولوی  
 غلام دستگیر صاحب کو ان کے رد میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین :

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما اللہ خان۔ ۵ ذیقعد ۱۲۸۳ ہجری از

مکہ معظمہ : دلفظہ کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والتحلیل صفحہ ۳۰ تا ۳۱

فقیر اتم الحروف عرض کرتا ہے۔ کہ مولود شریف کا بیان باوجود اختصار کرنے کے طول  
 ہوتا جاتا ہے۔ اگر کلیم مفصلاً لکھا جائے تو کئی جلدوں میں بھی نہ سمائے۔ اس لئے نجوستان  
 بس کرتا ہوں۔ اور بحث اثبات قیام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جس کی بابت آپ نے لکھا ہے۔ کہ اتحاد  
 و آثار سے کسی قادم کے لئے قیام کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ بات آیات و احادیث و آثار اور اقوال علما  
 کبار کے بالکل خلاف ہے۔ اب ذرہ ٹھنڈے دل سے سنئے :

## فصل یازدہم در بیان اثبات قیام مہدی و ذکر ولادت

### باسعاد حضرت سول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

پہلے اس سے آپ کے اعتراضات کے جوابات جو قیام ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم پر تھے۔ کافی طور پر آچکے ہیں۔ اب میں بالعموم قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کو آیات اور احادیث و دیگر اقوال محدثین و علمائے کرام عرب اور عجم سے ثابت کرتا ہوں۔ غشاوہ



قلب و عین کو دور کر کے غور اور تدبر کیجئے: (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا ارسلناک شاہداً  
 مبشراً و نذیراً التو صواب اللہ و رسوله و تعذروا و تو قروا و تسبحوا بکرمہ و اصیلا و فتح  
 تحقیق ہم نے رسول بنا کر آپ کو بھیجا گواہ اور حالات بتانے والا خوشی کے اور ڈر ستانے والا تاکہ تم  
 اے لوگو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اسکی مدد کرو  
 اور عزت اور تعظیم کرو اس کی اور پھر تسبیح کرو اللہ تعالیٰ کی صبح اور شام: یہ آیت شریفہ اصل  
 تعظیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے جس کا مفصل ذکر آیت نمبر ۱۳ صفحہ ۹۸ پر  
 ہے (۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین یدن کرون اللہ قیما و قعوداً و علیٰ جنوبہم الایۃ سورہ  
 آل عمران، وہ لوگ ہیں جو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر ذکر  
 اپنی کھڑے بیٹھے اور لیٹے تینوں طرح کر سکتے ہیں۔ اور کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ذکر رسول اکرم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کرنا چاہئے۔ کیونکہ ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر خدا میں شامل  
 ہے۔ جیسے کتاب الشفا میں زیر آیت و دفننا لک ذکرک کے لکھا ہے کہ جعلتک ذکراً من ذکری من  
 ذکرک ذکر فی یعنی کیا میں نے تجھ کو لے لیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اپنا جس نے یاد کیا تجھ کو اس نے یاد کیا  
 تجھ کو پس کھڑے ہو کر ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا جو  
 قیام اعظمی ہے (۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۶۳۸ سطر ۱۰۔ و دفننا لک ذکرک اور بلند  
 کیا ہم نے تیری قدر ظاہر کرنے کو تیرا ذکر نبوت و رسالت اور خاتم ہونے کے ساتھ یا اس طور  
 پر کہ اذان و اقامت شہد خطبہ میں تیرا نام اپنے نام سے ہم نے ملا رکھا ہے۔ تاکہ بندے  
 جب مجھ کو یاد کریں۔ تو مجھ کو بھی یاد کریں۔ یا خود میں نے تجھ پر سلام بھیجا۔ اور اور تو کو تجھ پر درود  
 بھیجنے کا حکم دیا۔ الخ۔ گویا خداوند تعالیٰ کا ذکر کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر  
 کے ساتھ شامل ہے۔ اور مولود شریف میں ذکر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کا ہی ہوتا ہے۔ جو قیاماً جائز ہے (۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اذ  
 قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا ففسح اللہ لکم و اذا قیل التشرذبا فالتشرذبا الا  
 یث۔ یعنی اے ایمان والو مسلمانوں جب تم کو کہا جائے کہ جگہ کشادہ کرو۔ و مجلسوں میں تو  
 جگہ کشادہ کرو دلوگوں میں۔ تاکہ کشادہ کروے اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے رقبہ یا  
 بہشت۔ یا تنگی اور زحمت دور کر دے، اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو۔ تو اٹھ کر  
 کھڑے ہو جاؤ۔ اس آیت کے نیچے تفسیر قادری میں لکھا ہے۔ مجلسوں سے مراد مجالس



ذکر اور تلاوت نماز کی مجلسیں ہیں۔ پس کوئی شہر نہیں کہ مجلس ہذا جو کہ مولود شریف کی محفل ہے۔ مجلس ذکر ہے۔ اس میں وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونا واجب ہے۔ کیونکہ قاری مولد کے کہنے پر عمل کرنا واجب ہوا۔ جب وہ مجلس میں سب کو کہہ دیتا ہے کہ تعظیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور قاری مولد وقت ذکر ولادت شریف یوں کہتا ہے ۵

اٹھ کھڑے ہو مو منو تعظیم کو	اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو	یا یوں
نہا از حلالین عرش آمد	کہ بر خیز از پے تعظیم احمد	"
نہائے غیب یہ آئی برابر	کہ تعظیم محمد کیجئے اٹھ کر	"
اٹھو ذکر میلاد حضرت ہے ابا	کھڑے دست بستہ ہو و سب کسب	"
سر کے بل اٹھو سنجوب مصطفیٰ پیدا ہوئے	نور سے جن کے جہاں میں انبیاء پیدا ہوئے	"

اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص ذکر ولادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھڑا نہ ہو وہ آیت قرآنی کا منکر شقی القلب مہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے (۵) حدیث شریف اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۲۵ باب القیام۔ عن عکرمہ بن ابی جہل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم جنتہ عکرمہ کہ گفت آنحضرت در نو آمدن من آنحضرت را ہر اے بیعت اسلام ہر حبا بالواکب المہاجر بسوا کے کہ ہجرت آورو۔ در حب مکان فراخ را گویند اس دعا بخوش آمدن و خوشحال رسیدن و سیوطی در جمع الجوامع از مصعب بن عبد اللہ آوردہ کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عکرمہ بن ابی جہل را دید ایستاد و بجانب او رفت اعتناق کرد و فرمود۔ ہر حبا بالواکب المہاجر۔ الحدیث۔ رواہ الترمذی بلفظہ فی اس حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکرمہ بن ابی جہل کے لئے قیام بھی فرمایا اور استقبال کر کے معانقہ بھی فرمایا (۶) حدیث شریف ایضاً جلد چہارم صفحہ ۲۶۔ وعن الشعبي ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم تلقی جعفر بن ابیطالب۔ شعبی کہ از تابعین است روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش آمد جعفر بن ابی طالب را خالتزمہ و قبل ما بین عینیہ پس معانقہ کروا اور البوسہ داد در میان دو چشم دے۔ الخ۔ بلفظہ (۷) حدیث شریف ایضاً جلد چہارم صفحہ ۲۷۔ وعن زارع وکان دھن عبد القیس روایت است از زارع۔ و بودے در



الیحیٰ بن عبد القیس قال گفت لما قد منا المدینة برکاه که قدم آوریم بدینہ فجعلنا قنبا  
 من یواحلنا پس شتابی نے کریم و از دورے شتافتیم و فرو دے آمدیم دے افتا یم از مرکب  
 ہائے خود فقلنا یدارسول اللہ پس بوسہ دے دادیم دست مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم و سرجہ و پائے شریف اور ازین جائے بویز پائے بوس معلوم شد رواہ ابو داؤد و بلفظ  
 تو صحیح :- اس حدیث شریف اور اس سے بھی حدیث شریف سے قیام و معانقہ اور  
 بوسہ ہاتھوں اور پاؤں کا ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے کس قدر تعظیم اور  
 ادب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنی سوار یوں پر سے کود پڑے اور دور  
 ہی اتر پڑے۔ اور آتے ہی ہاتھ اور پاؤں مبارک کو چوم لیا۔ اس سے قدم بوسی کیسی صاف ثابت  
 ہے یا تو وہابیوں کو قیام ہی برا معلوم ہوتا تھا۔ حالانکہ قدم بوسی سر کو چھکار سجدہ کی طرح کیجانی ہے قیام  
 کا رونا تو روتے ہی تھے۔ اب قدم بوسی پر سینا اور سر کو نوچا ہو گا جو رہا بیوٹکے نصرت قرآنہ حدیث شریف  
 اللہ تعالیٰ جلد چہارم صفحہ ۲۲ رضی اللہ عنہا قالت ما رأیت احدا کان استنادہ یدیا و دلا و فی روایۃ  
 حدیث یاد بولا ما گفت عائشہ رضی اللہ عنہا ندیم پیچے کے را مانند ترا بخشوع و خضوع و تواضع و بی لکین  
 و وقار و حسن خلق و حسن حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ رضی اللہ عنہا  
 از فاطمہ رضی اللہ عنہا کانت اذا دخلت فاطمہ چوں مے در آمد بر اں حضرت قائم الیہا  
 مے ایستاد و مے رفت و میل مے کرد آنحضرت بسوئے مے فاخذ بید ہا پس مے گرفت  
 آنحضرت دست فاطمہ و قبلہا پس بوسہ مے کرد و را اجلسہا فی مجلسہ دے  
 نشاند آنحضرت فاطمہ را در جائے نشست خود یعنی جائے خود را برائے دے  
 مے گذاشت و اورا مے نشاند دکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت  
 بیدہ فقبلتہ و اجلسہ فی مجلسہا۔ و بود آنحضرت چوں مے در آمد بر فاطمہ مے  
 ایستاد و مے رفت و میل مے کرد بسوئے آنحضرت پس مے گرفت دست آنحضرت  
 را پس بوسہ مے کرد و مے نشاند آنحضرت را در مجلس نشست خود رواہ ابو داؤد  
 بلفظ :-

دیکھئے کیسا قیام بالوضاحت ہے قائم کے لئے جس کے آپ منکر ہیں :-

(۹) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ باب القیام۔ عن ابی سعید الخدری قال انزلت علی  
 حکم سعد بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ دکان قریباً منہ فباع علی



حمار قلماذ خاصن المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا انصار قوموا الى  
سيدكم متفق عليه یعنی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب بنو قریظہ  
کا قبیلہ ایک حصار سے (اترے) بحکم سعد بن معاذ۔ قبیلہ ادس کے سردار تھے) آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو (سعد بن معاذ کی طرف) بھیجا۔ اور حضرت سعد آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تھے طلب کیا ان کو۔ پس حضرت سعد بن معاذ آئے۔ پر سوار  
ہو کر آئے۔ اور جب مسجد بنوی کے نزدیک پہنچے (جہاں حضرت تشریف فرما تھے) تو آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو فرمایا کہ اٹھو اور جاؤ اپنے سردار کی طرف۔ یعنی کھڑے  
ہو جاؤ اپنے سردار کے لئے۔ نیز اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق  
اشعۃ اللمعات میں اس طرح لکھتے ہیں:۔ وہم طیبہ از محی السنۃ نقل کردہ اندھا ہیر علماء  
باین حدیث بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا عتق بقیام و امام محی السنۃ محی الدین نووی رحمۃ  
اللہ علیہ گفتہ کہ اس قیام مراہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است و احادیث  
در باب وارد و یافتہ و در نہی از ان صریحاً چرے صحیح شدہ الخ بلفظہ صفحہ ۳۰۰:

پس صاف ہے کہ اس پر اجماع جما ہیر علماء ہو چکا ہے کہ ہر اہل فضل و قادم کے لئے  
قیام کرنا جائز ہے:۔ (۱) مشکوٰۃ کی حدیث کتاب الادب باب القیام الفصل الثالث۔ وعن  
ابن ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المسجد یجدنا  
فاذا اقام قمنا قیاماً حتمیاً فراح قد دخل بعض بیوت ازواجہ یعنی حضرت ابو ہریرہ  
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف  
رکھا کرتے تھے۔ جب حضور کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ ہم بھی کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور کھڑے ہوا  
کرتے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اپنے ازواجات مطہرات کے گھر میں داخل  
ہو جاتے:۔ (۱۱) ایضاً۔ وعن واثلہ بن خطاب قال دخل رجل الى رسول الله  
صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی المسجد قاعد افترج حرج له رسول الله صلی اللہ  
علیہ وسلم فقال الرجل ان فی المکان سعة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان  
للمسلم لحقاً اذا راہ اخوه ان یتزحزح له۔ یعنی واثلہ بن خطاب سے روایت ہے  
کہا کہ ایک روز ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا حضور مسجد میں  
تشریف رکھتے تھے۔ پس سرگے اور بے (بطور قیام) اپنی جگہ سے اس آدمی کے لئے۔ پس







کھڑے ہو تم طرف سردار اپنے کے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں۔ تو آپ ان کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہؑ کے پاس جاتے تھے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جایا کرتی تھیں۔ اور آپ کا دست چار ہاتھ چومتی تھیں۔ اور اپنی جگہ آپ کو بٹھاتی تھیں۔ الخ۔ بلفظہ ۲

(۱۴) عقیدہ جو ہر برزخی۔ مصنفہ حضرت علامہ جعفر بن حسین برزخی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۲ مطبوعہ  
مسئلہ ہجری وقد استحسن القيام عند ذکر صلوات الشریف ائمہ ذوالایۃ و

رویہ قطوبی لمن کان تعظیہ صلی اللہ علیہ وسلم غایہ ہی املہ و صرماہ یحییٰ اور  
بے شک اچھا جانا قیام کرنے کو وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل  
جو روایت کیے دے شعور مند ہیں۔ سو خوشخبری اور بھلائی ہو جو اس کے لئے ہے  
سند یو تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت ہو مقصود نظر اس کا اور خواہش محکم

(۱۵) حاشیہ عقیدہ جو ہر مذکورہ بالا صفحہ ۲۹ منجانب حضرت مولانا شاہ قاری لکھنوی  
یعنی علماء دین شرع متین اور فقہائے راشدین و محدثین اور مجتہدین ملتزمین مذاہرین  
نے فرمایا کہ بے شک قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریف پر واسطے تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے مستحسن اور لازم ہے۔ اور اس بات پر تمام مکہ اور مدینہ منورہ کے عالموں

کا اتفاق ہے۔ مگر فرقہ وہابیہ کے لوگوں کو البتہ اس میں کلام ہے۔ اور سوائے ان کے  
سب اکابر دین اور علمائے محققین بے تکلف ہمیشہ سے قیام مولود شریف کرتے چلے  
آئے ہیں۔ کسی کو انکار نہیں۔ جب مسلمانوں کو یہ بات ثابت ہو چکی تو ہر ایک صاحب  
ایمان کو پیروی کرنا لازم ہے۔ خصوصاً مولانا جلال الدین سیوطی اور ابن جوزی

محدث اور امام جعفر بن حسین برزخی علاوہ ان کے بڑے بڑے علماء ہندوستان  
اور نقباء محذران چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی و معلم العلماء ذیجاہ مولانا ولی اللہ  
محدث دہلوی اور ابوالعلماء متاخرین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور امام اللہ فیہم  
سب کے سب مولود کے قیام کو مستحسن سمجھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی تصانیف میں مکاحقہ ان

صاحبوں نے وجوہات لکھی ہیں۔ بلکہ ہمارے جناب نقی مابا امام العلماء سلطان الاحقاف  
پیر دستگیر حنبلی آر مگاہ حضرت مرشدنا محمد شاہ سلامت اللہ علیہ الرحمۃ نے



رسالہ اثباتہ الکلام فی اثبات المولد والقیام میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ اس کی تشریح بخوبی تمام لکھی ہے۔ جس کا جی چاہے نظر انصاف سے دیکھ کر خاطر جمع کرے۔ جب مطلب اس قدر حدیثوں کو پہنچ چکا ہے۔ تو نزدیک اس فقیر مترجم کے قیام مولد شریف واجب ٹھیرا اور اب انکار اس بات کا قصد افسوس سے بلا تاویل لا محالہ کفر ہوگا۔ اللہ صراط المستقیم ۱۲ بلفظ صفحہ ۲۹ ذیل ۱۶۹۱۷۱۸۱۹۲۰ حکم مولد النبی الاعظم حضرت شیخ محمد عبدالحق مہاجر کی صفحہ ۱۳۸۔ انادالعلامة مولانا وشیخ شیخنا عبد اللہ سراج الحنفی مفتی مکہ المکرمہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اما القیام اذ احیاء ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم عند قراءۃ السرائر الشریف قوامتہ الاخۃ اہلام واقراء الائمة والحکام من غیر نکیرو ولادہ۔ وادولہذا کان مستحسنا ومن یشتمق التعظیم غیرہ ویکفی اثر عبد اللہ بن مسعود ما رآہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن اللہ ولی التوفیق والہادی الی سوائہ الطریق حریۃ خادم الشریفۃ والمنتہاج عبد اللہ بن المرحوم عبد الرحمن سراج المفسر بالمسجد الحرام بلفظ ترجمہ۔ افادہ فرمایا ہے مولانا وشیخ شیخنا عبد اللہ سراج حنفی مفتی مکہ معظمہ نے۔ اور قیام کرنا آپ کی ولادت باسعاد کے وقت مولود شریف میں سو یہ ائمہ اعلام سے متعارف ہے۔ اور قبول کیا ہے۔ اس کو اماموں اور حکام بادشاہوں نے بغیر انکار کرنے کسی منکر کے اور بغیر رو کرنے والے کے اس واسطے مستحسن ہے اور کافی ہے۔ یہ اثر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ما رآہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن۔ یعنی جس چیز کو مسلمان لوگ نیک جانیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے (۱۷) ایضا قول حضرت مولانا شیخ جمال بن عبد اللہ بن عمر مفتی حنفی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹۔ القیام عند ذکر مولدہ الاعظم جمع من السلف استحسنہ فہو بدعۃ حسنۃ بلفظہ۔ یعنی مولود شریف قیام کرنا وقت ذکر پیائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا ہے۔ پس وہ بدعت حسنہ ہے (۱۸) ایضا تحریر مولانا شیخ محمد رحمت اللہ مہاجر کی صفحہ ۱۳۹۔ اصحاب من احباب ترجمہ جو مولانا شیخ عبد الرحمن سراج نے جواب دیا ہے۔ وہ صحیح ہے (۱۹) ایضا تحریر حضرت محمد بن سعید بن محمد البصیل مفتی شافعی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹:۔ ان القیام عند ذکر ولادته نہ مترجم الخ۔ یہ حضرت مترجم ہیں کتاب عقد الجواہر مصنف حضرت جعفر بن حسین برزنجی کے:



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیل انه مندوب وقیل انه بدعة  
 حسنة لان البدعة تنقسم الى واجبة والى مستحبة والى بقية الاحکام  
 الخمسة كما بينه العلماء في محله - بلفظ ترجمہ - بے شک ذکر ولادت آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت قیام کرنا بعض نے مندوب کہا ہے اور بعض نے کہا  
 کیونکہ بدعت کے بہت سے اقسام ہیں - واجب مندوب - اور باقی احکام خمسہ علیہ  
 علمائے بیان کیلئے (۲۰) ایضاً تحریر حضرت خلف بن ابراہیم مفتی حنبلی مکر معظم صفحہ ۱۴۱  
 واما القیام عند ذکر مولد صلی اللہ علیہ وسلم فهو ادب حسن ولا يخالف  
 مشرعا من تركه مع قیام الناس على اختلاف طبقاتهم فقد سلك سلك  
 الجفا وربما يحصل عليه من الذم والتوبيخ ما لا خير فيه ولا يهولنا في  
 الشطط والتعق والتشريد في انكاره فانه اساءة واستخفاف بالجناب الاعظم صلی اللہ  
 علیہ وسلم - بلفظ - یعنی قیام کرنا وقت ذکر سید الشیخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ادب  
 شریعت کے مخالف نہیں - اور جو کوئی آدمیوں کے ساتھ مولود شریف میں قیام کرنا ترک  
 کرے - پس اس نے طریقی جفا کا اختیار کیا - اور اکثر اس پر برائی اور توبیخ حاصل کرتے  
 ہیں جس میں خیر نہیں - پس یہ بات ترک کرنا قیام کا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی جناب میں استخفاف اور توہین ہے (جو کفر ہے) :-

(۲۱) ایضاً تحریر شیخ مولانا محمد بن عبد اللہ بن حمید مفتی حنبلی مکر معظم صفحہ ۱۴۰ - ان المولد  
 النبوی فصل السیرة النبویة ومعلوم استحباب قراءۃ السیرة الشریفیة کلار  
 بعضا واما القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم فهو مقتضى الادب ولا  
 یخالفی مشرعا والی - بلفظ یعنی بیشک مولد نبوی ایک فصل ہے - سیرت نبویہ  
 سے سیرت شریفہ کا کلاما بعضا پڑھنے کا استحباب سب کو معلوم ہے - مگر قیام کرنا مقتضائی  
 ادب ہے - اور قواعد شرعیہ کے مخالف نہیں :- (۲۲) ایضاً تحریر مولانا محمد بن یحییٰ مفتی حنبلی  
 مکر المشرفہ صفحہ ۱۴۰ - يجب القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم  
 لما استحسنته العلماء الاعلام وقدوة الدین والا سلام فذا کروان عند  
 ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم بحضور وحائقة صلی اللہ علیہ وسلم  
 فعند ذلك يجب التعظیم والقیام - یعنی قیام کرنا وقت ذکر ولادت با سعادت



حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علمائے اعلیٰ نے اس کو مستحسن کہا ہے جو کہ پیشوائے دین و اسلام کے ہیں۔ انہوں نے ذکر کیلئے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت آپ کی روح مبارک حاضر ہوتی ہے، تو اس وقت تعظیم کے لئے قیام واجب ہے۔

(۱۲۳) ایضاً تحریر مولانا حسین بن ابراہیم مفتی مالکی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۱۔ القیام عند ذکر ولادت

صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم

کثیر من العلماء یعنی حضرت سید الاولین والآخرین کی ولادت کے ذکر کے وقت

قیام کرنے کو اکثر علمائے مستحسن کہا ہے (۱۲۴) ایضاً تحریر مولانا محمد عمر بن ابی بکر الریس مفتی

شافعی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۱۔ نعم القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم

العلماء وهو حسن یجب علینا من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ

یعنی ہاں البتہ قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استحسان علماء

ہے اور وہ اچھا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہم پر واجب

ہے:

(۱۲۵) ایضاً تحریر مولانا عثمان حسن الدمیاطی شافعی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۱۔ القیام عند

ذکر ولادتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فی قراءۃ المولود الشریف

تعظیم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر لا شک فی استحسانہ وطلبہ واستحبابہ

بما یحصل لفاعله من الثواب الحظ الا وفرو خیر الا کبر لانه تعظیم ای

تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ بہ من ظلمات الکفر

تور الایمان وخلصنا بہ من نار الجہنم الی جنت المعارف والایقان

فتعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم مسارعۃ الی رضا رب العالمین واظہار لا

قوی شری الیم الدین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ومن یعظم

حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ ثم قال الدمیاطی بعد نقل الاحادیث

المشتتۃ للقیام فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب القیام لہ عند ذکر ولادتہ

الخ بلفظ ترجمہ کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت مولود شریف میں

اپنی تعظیم کے واسطے قیام کرنا ایسا بہت جس کے استحباب اور استحسان میں شک نہیں۔ اور

اسے کرنے والے کو بہت بڑا ثواب ملتا ہے کیونکہ یہ قیام تعظیمی ہے۔ اور تعظیم بھی اس نبی کریم



کی جن کے سبب سے خداوند کریم نے ہم کو کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کیا اور انہیں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو جہنم کی آگ سے نکال کر معاف اور ایقان کے باغ میں پہنچایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا صحابہ اہل کا باپ ہے جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے شعاثر کی وہ تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے جو شخص تعظیم کرے اللہ تعالیٰ کے حرمت کی پس وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے واسطے بہتر ہے پھر وہ میاں ملی نے بعد نقل کر کے ان حدیثوں کے جن سے قیام کا ثبوت ہوتا ہے کہا اس مجموع سے جنکو ہم نے بیان کیا ہے آپ کی ولادت کے وقت قیام کرنا استحباب مستفاد ہوا: (۲۶) ایضاً (مولدہ البکیر مصنف حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۳) فیقال نظیر ذلك في القيام عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم ايضاً قال اجتمعت الامم المحمدية من اهل السنة والجماعة على استحسان القيام المذکور قد قال صلى الله عليه وسلم لا يجتمع امتي على ضلالة۔ بافظہ ترجمہ اس کا کیا جائے گا اسی کی نظیر سے قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیز قیام مذکور کے استحسان پر امت محمدیہ اہلسنت وجماعت نے اجماع کر لیا ہے۔ اور تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

(۲۷) ایضاً افادہ مولانا ابوالبرکات رکن الدین محمد المدعو بہ تہراب علی قدس سرہ صفحہ ۱۲۳ حادہ اذ مصلیاً در پردہ مباد کہ ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و پہچان ذکر معراج و غزوات و معجزات و مانند اینہا بر دایات معتدہ و معتبرہ در ہر وقت و ہر مکان ظاہر بلا قید و تعین تاریخ و ماہ معرے از بدعات منفردہ او مجتمعا بزبان عربی باشد یا فارسی یا اردو و نہر باشد یا نظم بالا تفاق از مشایب است و خیر محض و موجب تقویت ایمان۔ و اما تعیین آن در شہر بیع الاول و در شب دواز دہم آل در روز دس پس نزد محدثین مانند امام نووی و حافظ البوشامہ استاد امام نووی و ابن جوزی و شیخ ابو موسیٰ زہد ہونی و علامہ تہرا بدین مبارک معروف بابن طباطبائی و جلال الدین سیوطی۔ و علامہ ظہیر الدین جعفر۔ و محمد بن علی۔ و مشقی مصنف سبل اللہ۔ و امام بزرگنجی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی و غیر ہم قدس اسرار ہم پس از امور مستحسنہ است و از اول قویہ و ندان شکن مبرہن و مثبت است۔ الخ بلفظ: (۲۸) غیر مسلموں کی طرف سے ولایت اللہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی تعظیم کے لئے قیام۔ از اخبار زیندار لاہور مورخہ ۸ فریقہ ۳۳۲ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء یوم یکشنبہ صفحہ ۲۔ کالم ۳۰



# ایک ہندوستانی مسلمان کا اعزاز انگلستان میں لوڈائی

خلاصہ :- اس جلسہ لوڈائی چودھری عبدالحق بیرشتر کا یہ ہے کہ اس جلسہ میں کثرت سے لوگ تھے۔ اور اعلیٰ طبقہ کے اوراق قابل ذکر حسب ذیل حاضر تھے۔

- (۱) ڈاکٹر جان پولن سی۔ آئی۔ ای۔
- (۲) مسٹر جی بی سنیکین سی۔ آئی۔ ای۔
- (۳) پروفیسر بی ڈبلیو رنلڈ۔
- (۴) ڈاکٹر کیا ڈیا۔ ایم۔ ڈی۔
- (۵) مسٹر بی ورمایر سٹراٹ۔
- (۶) مسٹر جی۔ او بیر سٹراٹ۔
- (۷) مسٹر این۔ بی۔ دلال۔
- (۸) پروفیسر لیون ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ لیون۔
- (۹) مسٹر اے۔ ایچ۔ تیمور مصر۔
- (۱۰) نواب امین الدین حسین خاں۔
- (۱۱) السید بکری مصر۔
- (۱۲) مسٹر اے۔ جے ہیلکٹ۔
- (۱۳) مسٹر مروا کشمیر۔
- (۱۴) مسٹر و مسٹر مرزا ڈاکٹر حسن علی سندھ۔
- (۱۵) مسٹر و مسٹر فلاٹ۔
- (۱۶) مسٹر و مسٹر لیون ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ لیون۔
- (۱۷) مسٹر و مسٹر لیون ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ لیون۔
- (۱۸) مسٹر و مسٹر لیون ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ لیون۔
- (۱۹) مسٹر و مسٹر لیون ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ لیون۔

میر مجلس ڈاکٹر جان پولن صدر ہوئے جنہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ چودھری عبدالحق نے مشرق سے مغرب کے درمیان دوستانہ ارتباط برپا کرنے میں کوشش کی ہے جو قابل داد اور اور صاحبان نے بھی اپنی اپنی تقریریں کیں۔ اخیر پر بہت سے انگریز مرد و زن میں سے ایک جاپانی شاعر (مسٹر کوماٹی) نے بھی اپنی نغمہ سنجی کی۔ اور ڈاکٹر پولن نے ایک لطیف نظم پڑھا۔ انگریزی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و مناقب میں پڑھی جس کے دوران میں تمام حاضرین ازراہ تعظیم سر و قد ایستادہ رہے اور جلسہ ختم ہو گیا۔ بلفظہ۔ ملخصاً۔ و ملتقطاً۔ میں کہتا ہوں مسلمانوں غور کرو! اور منکر و سوچو! یہ ہے قیام تعظیمی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اس جلسہ میں غیر مسلمین عالی درجات دنیا کی طرف سے عمل میں آیا۔ اس تعظیم کی وجہ سے ممکن ہے کہ خداوند کریم ان لوگوں کو آخرت میں بھی کوئی ایسی سبیل پیدا کر دے گا کہ وہاں بھی عالی درجات ہوں اور منکر میں (جو برائے نام مسلمان ہیں) اس انکار تعظیم کی گستاخی کی وجہ سے درجہ اسفل ایسا فلین سے بچائے۔ عبرت! عبرت! عبرت!!!



(۳۰) اقتباس فتاویٰ علماء مکہ معظمہ و مدنیہ منورہ و جدہ و حدیدہ۔ جو مولوی عبدالرحیم مرحوم دہلوی  
 ۱۲۸۸ھ کو لائے۔ اور اپنی کتاب روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم میں شائع کئے جن میں حکم ہے کہ  
 جو شخص مولود شریف اور قیام تعظیمی کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔ حاکم شرع کو لازم ہے کہ  
 ایسے منکر کو سزا دے۔ تعداد علماء۔ ۹۴۰۔

## سوال استفادہ از علماء مکہ معظمہ

ما قولکم دام فضلکم فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و القیام عند ذکر ولادت  
 خاصہ مع تعیین الیوم و تذکین المكان و استعمال الطیب و قرأتہ سورۃ من  
 القرآن و اطعام للمسلمین هل يجوز و یشاب فاعلہ ام لا یلتوا جزا کم اللہ  
 تعالیٰ ترجمہ کیا فرماتے ہو ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ بزرگی تمہاری بیچ اس امر کے ذکر کرنا ولادت  
 حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور کھڑا ہونا نزدیک ذکر پیدائش کے خاص کر ساتھ معین کرنے  
 دن کے اور مزین کرنے مکان کے اور استعمال کرنے خوشبو کے اور پڑھنا کسی صورت کا قرآن  
 مجید سے۔ اور کھانا کھلانا مسلمانوں کو خدا کے واسطے کیا درست ہے۔ اور ثواب ملتا ہے۔  
 اسکے کرنے والے کو یا نہیں بیان فرماؤ تم کو اللہ تعالیٰ جزا دے گا:

## الجواب

اعلم ان عمل المولد الشریف بہذا کیفیۃ المذکورۃ مستحسن مستحب  
 لان العلماء المتقدمین قد استحسنوا و قد استحسن القیام عند ذکر ولادت النبی  
 فالمنکر ہذا مبتدع بدعت سنیۃ مذمومۃ لانکارہ علی شئی حسن عند  
 اللہ المسلمین کما جاء فی حدیث ابن مسعود قال ما رآہ المسلمون حسناً  
 فهو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین ہما الذین ملکہ الاسلام کالعلماء  
 العاصیین و علماء العرب و المصر و الشام و الروم و الاندلس کلہم رافقہ حسناً  
 زمان السلف الی الان فصار علی جماع الامۃ فہر حق لیس بضلال قال رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فعلی حاکم الشریعۃ تعزیر  
 منکرہ واللہ اعلم ترجمہ: جان لو کہ کرنا مولود شریف کا اس ہیئت کذا یہ ملزمہ وقتہ سے مستحسن



مستحب ہے۔ کیونکہ علمائے متقدمین نے اس کو مستحسن کہا ہے۔ اور اسی طرح قیام تقظیمی کو مستحسن کہا ہے۔ اور اس کا منکر بدعتی ہے۔ اور برا بدعتی۔ اس لئے کہ وہ ایسے عمل کا منکر ہے جو بلا شرع اور کافہ مسلمین کے نزدیک مستحسن ہے۔ اثر حضرت عبداللہ بن مسعود سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اور اچھی سمجھیں وہ عند اللہ بھی نیک اور اچھی ہے۔ عام مسلمانوں مراد علمائے باعمل ہیں۔ چنانچہ ساف سے اب تک علمائے عرب۔ مصر۔ شام۔ روم۔ اندلس بالاتفاق اس عمل کو مستحسن جانتے ہیں۔ پس اس پر اجماع امت ہو گیا ہے۔ اس کے حق ہونے پر شبہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارتداد ہے۔ کہ میری امت گمراہی پر کبھی اتفاق کر کے جمع نہ ہوگی۔ لہذا حاکم شرع کو لازم ہے۔ کہ اس کے منکر کو سزا دے۔ اس فتوے پر مفتیان مذہب الرابع و دیگر علمائے مکہ معظمہ بالیس (۲۱) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

خلاصہ تحریر علمائے مدینہ منورہ سوال ہی ایک ہے

## الجواب

اعلم ان ما صنم من الولد اثم في مولد الشريف وقرئت محضرة المسلمين  
والفاق الطعومات وقيام عند ذكر ولادة الرسول الامين ورش ماء الورد والقياد  
البحور وتزيين المكان وقراءة شيء من القرآن والصلاة على النبي صلى الله عليه  
وسلم واظهار الفرح والسرور فلا شبهة في انه بدعة حسنة مستحبة وفضيلة  
مستحسنة فلا ينكرها الا المبتدع لا استماع بقوله بل على حاكم الا سلام ان  
يعززه. والله اعلم. ترجمہ جو چیزیں عمل مولد شریف میں برتی جاتی ہیں۔ مثلاً خمر خراش اور  
اچھی چیزیں تقسیم کرنا۔ اور آیات قرآنی اور درود شریف کا پڑھنا اور اطہار و فرحت اور سرور اور  
قیام وقت ذکر ولادت کرنا۔ اور گلاب یا شے اور بخور کا سلگانا۔ اور مکان کو سجائے سب  
بلاشبہ بدعت حسنة ہیں۔ اور نہایت خوبی اور فضیلت کی باتیں ہیں اس کا انکار وہی کرے گا  
جو بدعتی ہوگا۔ اور ایسے بدعتی کی بات سرگز نہ سنا جائے۔ بلکہ حاکم شرع کو واجب ہے کہ  
اس منکر کو سزا دے۔

اس فتوے پر علماء کرام مدینہ منورہ کے تیس (۳) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔



## خلاصہ تحریر علمائے جد شریفہ

اعلم ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھذا الصّورة المجموعۃ المذکورۃ بدعۃ حسنة مستحبة شرعاً لا ینکوها الا من فی قلبہ شعبة من شعب النفاق والبغض لہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یسوغ لہ ذلک مع قولہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب واللہ اعلم بترجمہ محفل میلاد مبارک بہیت کذا یتہ شرعاً بدعت حسنة اور مستحب ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا۔ جس کے دل میں نفاق اور بغض و عداوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ کس طرح سے اس کا انکار کوئی کر سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ اس فتوے پر علمائے کرام جدہ شریفہ کے دس (۱۰) کس کی مواہیر ثبت ہیں :

## خلاصہ تحریر علمائے کرام جدید شریفہ

نعم قراءة المولد الشریف مع الاشیاء المذکورۃ جائزة بل مستحبة یتاب فاعلمنا فقد الف فی ذلک العلماء وحشوا علی فعلہ وقالوا لا ینکرها الا المبتدع علی حاکم الشریعة ان یعزّره واللہ اعلم یعنی ہاں ! اعتقاد محفل پاک مولود شریف بہیت کذا یتہ جائز ہے۔ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اکثر علمائے اس محفل پاک کے بارہ میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور لوگوں کو اس محفل پاک کے اعتقاد کی ترغیب دلائی ہے۔ ان کا قول ہے کہ اس محفل پاک کا منکر بدعتی کے سوا اور کوئی نہیں۔ حاکم شرع پر واجب ہے کہ اس کے منکر کو منرا دے :

اس فتوے پر جدیدہ شریفہ کے بارہ (۱۲) کس کی مواہیر ثبت ہیں :

فہرست اول اشم دار محمدین و علمای مجوزین مولود شریفہ عالمیں

رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

(۱) شیخ عمر بن محمد الملاح مصلی من الصالحین المشہورین سبک اول انہوں نے مولود شریفہ کو ترتیب دیا



- (۲) علامہ ابو الخطاب ابن رجب اندلسی جو دجیہ کلبی صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ اور علماء و  
صلحا سلطان ابوسعید منظر کی محفل میں آتے تھے انہوں نے سب سے اول کتاب التنبیہ  
فی مولد السراج المنیر تصنیف فرمائی۔ اور سلطان اربل کو پیش کی۔ دیکھو صفحہ ۲۶۰۔
- (۳) علامہ ابو طیب السبکی نرلی قوس من اجلۃ العلماء المالکیہ :
- (۴) امام ابو محمد عبد الرحمن ابن اسماعیل استاد امام نووی معروف بابو شامہ :
- (۵) علامہ ابو لقرح بن جوزی محدث و فقیہ حنبلی :
- (۶) امام علامہ سیف الدین حمیری و مشقی حنفی محدث معروف بابن طغریک :
- (۷) امام القرار و المحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری :
- (۸) حافظ عماد الدین ابن کثیر :
- (۹) علامہ ابوالحسن احمد بن عبد اللہ البکری :
- (۱۰) علامہ ابوالقاسم محمد بن عثمان اللؤلؤی الدمشقی :
- (۱۱) شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی :
- (۱۲) علامہ سلیمان برسوی امام جامع سلطان کشف الظنون میں لکھا ہے کہ مولود شریف انکا مولود  
مجاہد رومیہ میں پڑھا جاتا ہے :
- (۱۳) ابن الشیخ آقا شمس الدین (کشف الظنون) :
- (۱۴) ابو بکر الدنقلی :
- (۱۵) الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ :
- (۱۶) الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیوسی :
- (۱۷) علامہ حافظ ابوالخیر سخاوی :
- (۱۸) سید عقیف الدین شیرازی :
- (۱۹) برہان محمد ناصحی :
- (۲۰) برہان ابوالصفاء ان کے مولود شریف کانام  
ہے فتح اللہ حبشی و کفای فی مولد المصنف  
السنبا لہی :
- (۲۱) برہان بن یوسف الفاقوس۔ ان کا مولود  
شرف چار سو شعر سے زیادہ ہے :
- (۲۲) شمس الدین و میاطی المعروف بابن  
مجدد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی صاحب قلم موس ان کے مولود شریف کانام  
ہے النفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ
- (۲۳) برہان بن یوسف الفاقوس۔ ان کا مولود  
مجدد الدین محمد بن النعمان :
- (۲۴) حافظ زین الدین عراقی :
- (۲۵) امام محقق ولی الدین ابو ذرعة العراقی :
- (۲۶) جمال الدین العجمی الہمدانی :
- (۲۷) یوسف انجازی :
- (۲۸) یوسف المصری المولود :
- (۲۹) یوسف بن علی بن رزاق الشامی الاصل  
ابو بکر الحجازی :
- (۳۰) ابو بکر الحجازی :



(۳۴) منصور شہار : ابو موسیٰ ترہونی وقیل زرہونی :

(۳۴) الشیخ عبدالرحمن بن عبدالملک المعروف بالمخلص :

(۳۵) ناصر الدین المبارک الشہر بابا بن الطباخ : انہوں نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ مولد شریف کے پڑھنے والے کو لباس یعنی پوشاک پہنانی چاہئے :

(۳۶) امام علامہ ظہیر الدین ابن جعفر سیسی (۳۷) فاضل عبداللہ بن شمس الدین انصاری :

(۳۸) الشیخ الامام صدر الدین مویہوب الجزری الشافعی :

(۳۹) علامہ ابن حجر عسقلانی : (۴۰) شیخ جلال الدین سیوطی : مجرد ماتہ تاسعہ :

(۴۱) محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی : (۴۲) شیخ شہاب الدین شطلانی صاحب مواہب

الدینیہ و شاریح صحیح بخاری : (۴۳) نور الدین علی حلبی شافعی مصنف سیرت حلبی

(۴۴) علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شاریح مواہب وغیرہ کتب احادیث :

(۴۵) علامہ علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملّا علی قاری : انہوں نے اپنے مولد شریف میں

ثابت کیا ہے عمل مولد شریف تمام ملکوں مصر و شام و روم و اندلس و مغرب و بلاد ہندستان

و مکہ و مدینہ زاد ہما اللہ شرفاً جمیع بلاد اسلامیہ میں ۔ پس در حقیقت یہ ایک

کتاب گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہے اور لکھا ہے ۔ اس میں علی قاری نے کہ اس محفل کی

عظمت یہ ہے کہ کوئی مشائخ و علمائے انکار نہیں کرتا اس میں شامل ہونے میں ۔

(۴۶) عبدالرحمن صفوی شافعی صاحب نزہۃ المجالس :

(۴۷) نور الدین ابوسعید بورانی انہوں نے بھی کل ملکوں سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے ۔ اور

بادشاہ مصر کے حال میں لکھا ہے کہ بادشاہ مصر سائبانے ساختہ بود کہ دوازده ہزار کس در

سایہ اوئے نشستند در غایت آراستگی از جہت آنکہ درین شب دروزاں را برافرازند

و در غیر آن پیچیدہ باشد :

(۴۸) سید امام جعفر برزنجی : ان کا مولد شریف نشر

عبارت مقفی فصیح مشہور ہے ۔ دیار عرب میں بہت پڑھا جاتا ہے :

(۴۹) سید زین العابدین برزنجی : ان کا مولد شریف منظوم دیار عرب شریف میں رائج ہے :

(۵۰) شیخ احمد ابن علامہ ابوالقاسم بخاری : ان کا نسب محمد بن اسمعیل بخاری تک پہنچا ہے :

(۵۱) شیخ اسمعیل حنفی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان :

(۵۲) احمد بن قشاشی مدنی استاد اساتذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی :



(۵۴) شیخ عبد الملک کروی۔

(۵۳) محمد بن عزب مدنی

(۵۶) امیر محمد استاد ابراہیم باجوری۔

(۵۵) فاضل ابراہیم باجوری

(۵۸) شیخ عبد الباقی پدر استاد علامہ زرقانی۔

(۵۷) شیخ سقاط استاد باجوری

(۶۰) علامہ احمد بن حجر مؤلف تحفۃ الاخیار مولد المنار

(۵۹) شیخ محمد ریلی۔

(۶۲) ابی زکریا یحییٰ ابن عائد حافظ کبیر اندلسی۔

(۶۱) حافظ بن الحدیث رجب دمشقی حنبلی۔

(۶۳) سعید بن مسعود گازرونی۔ انہوں نے بھی بہت ملکوں کے علما و صوفیہ سے مولد شریف کا ہونا

ثابت کیا ہے۔ (۶۴) مولانا زین الدین محمود نقشبندی۔

(۶۵) علامہ شہاب الدین احمد النخاجی شارح شفا وغیرہ۔ ان کا بھی ایک رسالہ عمل مولد شریف

کے جواز میں ہے (۶۶) حضرت مولانا سید جمال الدین میرک

(۶۷) علامہ محمد رفاعی مدنی الساکن فی فاق البدن (۶۸) قاضی ابن خلکان شافعی۔

(۶۹) مولانا معین الدین الواعظ الہروی المعروف بجماسکین۔ انہوں نے کتاب معارج النبویہ اسی

واسطے تصنیف فرمائی کہ مجالس میلاد یہ میں بیان کریں۔ دیباچہ کتاب میں یہ حال لکھا ہے۔

(۷۰) علامہ ابواسحاق ابن جماع رحمۃ اللہ علیہ۔ ملا علی قاری نے ان کا حال لکھا ہے کہ وہ مولود شریف

میں کھانا کھلاتے تھے۔ اور یہ فرماتے کہ اگر مجھ کو مقدور ہوتا۔ تو میں ربیع الاول میں مہینہ

بھر مولد شریف کیا کرتا: (۷۱) شیخ محمد طاہر محدث مصنف مجمع البحار۔

(۷۲) شیخ محمد عبد الحق المحدث دہلوی: (۷۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی

کتاب فیوض الحرمین میں اپنا شریک ہونا محفل مولود شریف میں بمقام مکہ معظمہ مولد خاص

میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دیکھنا انوار کا بیان کرتے ہیں۔

ربلفظ از کتاب انوار ساطعہ صفحہ ۲۷۶ سے ۲۷۹ تک (

فہرست دوم شہداء و علمائے مفتیان کرام و صوفیائے عظام کی جو مولود شریف و قیام تعلیمی کرتے ہیں جن کے دستخط اور مواہیر ہیں۔

نمبر شمار	نام مقامات علمائے کرام	تعداد کرام	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۱	مکہ معظمہ	۴۲	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم ۲۸۸ ھ ہجری	اسکے شان فتوے	اس کتاب کے ساتھ یہ فتوے ہیں



نمبر	نام مفاہات علمائے کرام	تقدیر علامہ کرام	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۱	مدینہ منورہ	۳۰	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکرم ۱۲۸۸ ہجری	اسکے شامل فتوے	اس کتاب کے ساتھ یہ فتوے ہے
۲	جدہ شریفہ	۱۰	"	"	"
۳	حدیدہ شریفہ	۱۲	"	"	"
۴	مکہ معظمہ	۶	تقدیس الوکیل عن توہم الرشید والخلیل	۲۸۰ تا ۲۸۶	یہ کتاب بحث میں ہے جو درمیان مولوی غلام دستگیر قصوی مولوی خلیل احمد ابٹھوی دیوبندی کے ہوئی
۵	بلاد متفرقہ عرب وعجم	۷۳	انوار ساطعہ در بیان مولود و وفاتہ	۲۷۶ تا ۲۷۹	.
۶	بغداد شریف	۸	"	۲۸۹	.
۷	فرنگی محل لکھنؤ	۱۱	"	۲۹۱	.
۸	دہلی بریلی رامپور	۶۷	"	۲۹۲	.
۹	علی گڑھ	۱	"	۲۹۶	.
۱۰	سہارن پور	۱	"	۲۹۷	.
۱۱	قصو ضلع لاہور	۱	"	۲۹۸	.
۱۲	ریاست رامپور	۲	"	۲۹۹	.
۱۳	بریلی	۱	"	۳۰۱	.
۱۴	بدایوں	۱	"	۳۰۲	.
۱۵	بھٹی	۲	"	۳۰۶	.
۱۶	حیدر آباد	۱	"	۳۰۷	.
۱۷	احمد آباد	۱	"	۳۰۸	.
۱۸	غازی پور	۱	"	۳۱۰	.



نمبر شمار	نام مقالتا علمائے کرام	تقدیر اہل علم	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۲۰	چڑیا کوٹ	۱	انوار ساطعہ درمیان مولود و فاتحہ	۳۱۲	.
۲۱	لکھنؤ	۳	"	"	.
۲۲	بلند ضلع فتح پور سوا	۱	"	۳۱۳	.
۲۳	کانپور	۱	"	۳۱۵	.
۲۴	اکبر آباد	۱	"	۳۱۶	.
۲۵	دہلی	۲	"	۳۱۶	.
۲۶	رڑکی	۱	"	۳۱۸	.
۲۷	میرٹھ	۱	"	۳۱۹	.
۲۸	ریاست ہریانہ و لہو و نواح	۱۵	فتوے مطبوعہ ۹ ذیقعدہ	۱۳۰۸	ہر موقعہ بحث مذکورہ نمبر
۲۹	متفرق عجم	۲۸	الدین المظہر فی بیان حکم مولد النبی الاعظم	۱۲۸ تا ۱۵۶	.
۳۰	موجودہ عرب	۸	تقدیس الوکیل	۳۲۱	.
میزان کل		۳۳۳	(انہررگان ہادی پاکباز) (۳۳۳) کے اعداد کے برابر		

یہ سب حضرات محدثین و فقہاء و علماء و متقدمین و متاخرین و مفتیان اعلام عرب و عجم کل تعداد میں تین سو تینتیس (۳۳۳) ہیں۔ اور اگر تمام موالید کی کتابیں اور فتاویٰ جمع کئے جاویں۔ تو ہزاروں علماء و فضلاء اجل شمار میں آئیں۔ لیکن بوجہ طوالت ترک کرتا ہوں اپنے دو تین آدمیوں مولویوں منکرین سے مقابلہ کیجئے اور شرم کو مول لیجئے یہ قول مطالبہ ضمن مطالبہ نمبر ۱۳ جن علماء کی تحریرات کو ہم تو ضیح مطالبہ میں نقل کر چکے ہیں۔ اگر ان کو آپ اہلسنت سے نہیں جانتے ہیں تو اس امر کے ثابت کرنے کو جواب مطالبہ میں متقدمین علماء کی تحریرات نقل فرمائیے جن میں انہوں نے اہلسنت سے خارج لکھا ہو۔ بلفظ صفحہ ۳۱ :

اقول۔ مفتی جی! مولود شریف اور قیام تعظیمی کے اثبات میں اعتراضات کے جوابات کے بعد کثرت سے آیات قرآن شریف اور احادیث اور اجماع امت اور اقوال علماء متقدمین و متاخرین و فتاویٰ نقل کئے گئے ہیں جس سے آپ کے خیالات باطلہ کا دفعیہ کافی سے زیادہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اگر آپ ان کو دیکھیں گے۔ اور انصاف سے ان پر غور کریں گے



تو آپ صراطِ مستقیم پر آجائیں گے۔ اور اگر آپ نے صرف قولِ فاکہانی یا دو ایک ہابیہ غیر مشہور  
مجہول الاسم کی تحریرات پر اپنا اعتقاد رکھا تو واقعی آپ اہلسنت و جماعت سے خارج ہونگے۔ بلکہ  
اسلام سے ہی خارج ہوں گے۔ ابن حجر کی مدخل کا ذکر جو آپ نے سن سنا کر لکھ دیا تھا۔ وہ بالکل غلط  
ثابت ہوا۔ اور حضرت نجد والہ ثانی علیہ الرحمۃ مولود شریف کے ہرگز خلاف نہیں بلکہ وہ تو سماع  
اور قوالی کا بھی انکار نہیں کرتے اور اس کو جائز بلکہ موجب ترقی مدارج فرماتے ہیں۔ جیسے لکھا  
جا چکا ہے: آپ کہتے آپ کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام تابعین و تبع تابعین  
اور محدثین اور علماء متقدمین و متاخرین و حریمین شریفین زادجہ اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً و ملک  
شام و روم۔ مصر۔ بغداد۔ موصل و اندلس و ہندوستان و پنجاب و غیرہ اہل ان آپ کے نزدیک  
بدعتی اور مشرک ہیں۔ اور میاں فاکہانی و شوکانی وغیرہ دو چار اہل سنت و جماعت ہیں۔ حاشا  
و کلا ہرگز نہیں۔ آپ کے سب مطالبات گناہ و خوار ہو گئے۔ واللہ العلیم:

## غزل خاتمہ باب بر قیام تعظیم وقت ذکر و لاوت با سعادت

نبی کی شان و شوکت ہے قیام محفل مولد  
عبث کہتے ہیں بدعت ہے قیام محفل مولد  
کھڑے ہوں دست بستہ محفلِ قدس میں اے شاغل  
ہے اہل علم کی سنت یہ سنت دیکھ شامی میں  
نہ اس میں رفع سنت ہے نہ شرک کفر و بدعت ہے  
خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے  
سوا چند آدمی کے دیکھو مشرق سے مغرب تک  
حریم کعبہ اور بیت المقدس اور مدینہ میں  
نہوں خوش مفتیاں منع گر عشاق قائم ہیں  
ادب دل میں مثال پر کھڑے ہوں سڑقا ٹھکر  
حصول فیض رحمت ہے نزولِ خیر برکت ہے  
اٹھے جب صف بصف محفل کھڑا ہو بھیجے بید

عجب تعظیم حضرت ہے قیام محفل مولد  
طریق اہل سنت ہے قیام محفل مولد  
ادب کی خاص ہئیت ہے قیام محفل مولد  
اسی معنی میں سنت ہے قیام محفل مولد  
یہ ردِ شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد  
یہ ذلول کی اطاعت ہے قیام محفل مولد  
ہوا مقبول امت ہے قیام محفل مولد  
یہ کہتے ہیں سعادت ہے قیام محفل مولد  
تو قائم تا قیامت ہے قیام محفل مولد  
عجب یہ فوق حالت ہے قیام محفل مولد  
وصول عشق حضرت ہے قیام محفل مولد  
ادب کی خاص صورت ہے قیام محفل مولد



مصنف حضرت مولانا مولوی محمد عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ رام پوری مصنف کتاب انوار  
ساطعہ مرید و خلیفہ حضرت حاجی شاہ احمد دالہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی :

# باب پانزدہم

## عقیدہ نمبر ۲۰

عقیدہ نمبر ۲۰ وہابیہ دلیو بند یہ را آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال  
نماز میں آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ بلفظہ صراط مستقیم مولوی  
اسمعیل دہلوی صفحہ ۸۶۔ سطر ۳: اصل عبارت فارسی یہ ہے از وسو  
زنا خیال مجامعت زوجہ بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال  
آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند چندین مرتبہ بدتر از استغراق  
در صورت گاؤ خر خود است۔ بشرک مے کشد

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۴۔ بر عقیدہ نمبر ۲۰۔ مولوی اسمعیل صاحب مرحوم کی کتاب صراط  
مستقیم کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال  
آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اگر مصنف کی غرض اور عبارت کا مقصد آپ سمجھتے تو اس  
کو وہابیہ کا عقیدہ نہ قرار دیتے۔ مصنف کا مطلب صرف اس عبارت کے لکھنے سے اتنا ہے  
کہ نماز ایک عبادت ہے اس میں معبود کی طرف دھیان لگانا چاہئے۔ اور غیر معبود کا خیال  
اس موقع پر نہ آئے۔ لان اللہ تعالیٰ یقول فاعبد اللہ مخلصین بس۔ نماز میں  
اللہ تعالیٰ کی ذات کے خیال کے سوا کسی کا خیال نہ آنا چاہئے۔ مولوی صاحب کا یہ  
لکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے  
حق ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کا خیال آوے گا۔ تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت  
مرتبہ کا خیال آوے۔ سو یہ مذموم ہے۔ النہ بلفظہ صفحہ ۳۱۔ سطر ۵ :

اقول۔ مفتی جی اشکر ہے۔ کہ یہاں پر آپ نے مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر کو بعینہ  
قبول کر لیا۔ اور حسب عادت خود انکار نہیں کیا۔ کیونکہ میں نے لفظ بلفظ لکھا



اس عبارت کے لکھنے میں بھی آپ نے چند غلطیاں کی ہیں۔ اول یہ کہ صراط مستقیم کو صراط المستقیم  
 الف و لام زیادہ لگا دیا۔ اور لفظ مرتبہ بے معنی لکھ دیا۔ اور تیسری یہ عبارت کا لا اللہ یقر  
 فاعبد اللہ مخلصین لکھ دی جس کے کوئی معنی یا مطلب اس جگہ پر نہیں۔ کیا یہ آیت ہے  
 یا حدیث ہے۔ یا کوئی آثار ہے۔ یا کسی کما بے معنی قول ہے۔ ترجمہ بھی اس کا آپ نے نہیں کیا  
 کسی رسالہ و ہادیہ میں سے بے سمجھے لہجے نقل کر دیا۔ اور ساتھ ہی کیسی دلیری اور بے باکی  
 اور شلوخ چشمی اور بیدہ دہنی سے لکھ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز  
 میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اور اپنی عورت کے ساتھ جملع کرنے کا  
 خیال آئے تو اچھا ہے۔ اور حق ہے۔ اللہ! اللہ! اے غضب یہ تو ہیں دہانت و دشنام  
 حضرت افضل المرسلین سید الانبیاء محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 ہے: بے پاک پروردگار خالق اللیل والنہار منتقم حقیقی قہار و جبار اس قوم سرکش و غلام  
 دنا ہنجار کی گستاخیوں اور گالیاں تو اپنے حبیب کی شان میں کب تک سنے گا۔ اور ان کا بیڑا  
 غرق نہ کرے گا۔ بار بار خیال آتا ہے۔ اور رنج و غم میں کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ کہ کیوں اس قوم  
 نابکار ظالم و کفار مہین رسا، شاتم النبی المختار پر آسمانی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ کیوں  
 انکی صورتیں مسخ نہیں ہو جاتیں۔ کیوں ان پر پتھر برسائے نہیں جاتے۔ کیوں بجلی ان کا کام تمام  
 نہیں کرتی۔ کیوں ان کو خسف نہیں کیا جاتا۔ مگر کیا کریں۔ اسی وقت تیرا کلام پاک جو آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت قدر و منزلت تو قیر و عزت میں ہے:-

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُخَيِّدَ بِهِمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (انفال) یاد آ جاتا ہے۔ کہ سرور عالم رسول  
 کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی کی وجہ سے ان لوگوں پر عذاب نازل  
 نہیں ہوتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ضرور ہی یہ قوم یا لوگ دنیا میں بھی مغرب ہوتے۔ لیکن اس میں  
 کوئی شک نہیں اور نہ ہی کوئی شبہ ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند اور غضب لانے  
 والی ہیں۔ جس سے ایمان کا توصیف صفا یا ہے۔ جو سب سے بڑا عذاب ہے۔ عبرت !!

دوسرا فقرہ آپ کا کہ ”اگر نبی علیہ السلام کا خیال آئے گا۔ تو ضرور ہے اس کے ساتھ ہی  
 نبی علیہ السلام کی عظمت و مرتبت کا خیال آئے یہ مذموم ہے۔“ درج ہے جس سے آپ کے ایمان  
 کا مستحکمان ہو گیا۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اس قسم کے الفاظ حضور سرور  
 عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں سخت سب و شتم ہیں۔ جن کا حکم کتب



معتبرات سے کفر و ارتداد کا لکھا جا چکا ہے۔ اللہ رحم کرے: اب میں کچھ کسی قدر تفصیل کے ساتھ قرآن شریف و احادیث شریف سے اسی کلام کا کفر ہونا ثابت کرتا ہوں۔ میں آپ کے امام الطائفہ اور آپ کے الفاظ کو دہرانہ نہیں چاہتا۔ اور اس کو بھی کفر سمجھتا ہوں العیاذ باللہ۔ مگر بقول عرب کُلُّ اِنَاءٍ تَرِ شَحَّ بِمَانِهِ جس برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی برآمد ہوتا ہے پیشاب کے قارورہ سے کبھی گلاب نہیں نکل سکتا ہے۔ مبارک ہو:

سنئے! نماز میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے یا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سب سے پہلے قرآن شریف میں سورہ فاتحہ ہے جس کا نماز میں پڑھنا فرض اور واجب ہے۔ لیکن ہمارے مذہب میں واجب ہے جب نمازی مسلمان اس سورہ کو پڑھے گا۔ فوراً اس کا خیال اس طرف جائے گا۔ کہ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی جو ہمارے شفیع الوالعزم رسول ہیں۔ جب نمازی اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھے گا کہ میں حمد اور تعریف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس وقت تمام جہان نمازی کے خیال میں آئے گا۔ جس کے سرور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر صحابہ الذین انعمت علیہم ہم کو ان لوگوں کا راستہ دکھلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ جو انبیاء و صدقا۔ اور شہداء و صلحا۔ مومنین ہیں۔ وہ سب خیال میں آویں گے۔ جن کے سرور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ نیز صراط مستقیم نام پاک ہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاً نمازی کا خیال حضور کی طرف منعطف ہوگا بشرطیکہ نمازی باایمان اور محب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو: تمام قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی شان میں نازل ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخاطب ہیں۔ جگہ جگہ لفظ قل اور کاف خطا اور خاص نام مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوگا۔ اور قرآن مجید پڑھنا شروع کرے گا۔ معاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال بہر حال دل میں آئے گا۔ اور آنا بھی ضروری ہے۔ اور عظمت اور مرتبت ان کی دل میں ہوگی۔ اور ضرور ہوگی: سورۃ فتح میں جب نمازی پڑھے گا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ اٰلَا يَہٗ۔ تو لامحالہ حضور کا ہی خیال دل میں آئے گا۔ اور ساتھ ہی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال ضرور آئے گا۔ پھر جہاں



جہاں یَا یَحْیَا الرَّسُولُ۔ یَا یَحْیَا النَّبِیُّ یَا یَحْیَا الْمُرْسَلُ۔ یَا یَحْیَا الْمَدِیْنُ۔ لیس  
 ظہ۔ اِنَّا اعْطٰیْنَاكَ الْکُوْثَرَ۔ اے رسول اور اے نبی۔ اے جھڑت ماننے والے۔ اے  
 سردارِ ظہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق ہم نے آپ کو کثیر عطا فرمائی گویا نماز میں قرآن شریف  
 پڑھنے والا نمازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل میں خیال کئے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں  
 سکتے۔ اور نہ کسی نمازی کی نماز سوا اس کے ہو سکتی ہے۔ وہ نماز ہی نہیں جس میں حضور سرور  
 عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ آپ کو نماز میں پڑھنے کے لئے ایک نئے  
 وہابیہ کے قرآن کی ضرورت ہی ضرورت ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام  
 پاک اور ذکر تک نہ ہو۔ نیا قرآن پیدا ہونا یا بننا مشکل ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ اپنی  
 نمازوں میں ویدوں۔ شاستروں۔ پرانوں۔ پوتھیوں۔ گرنٹھوں۔ رامائن۔ مہا بھارت  
 کے پڑھنے کی تجویز کر کے شروع کر دیں۔ تاکہ اس شرک سے نجات ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے جو بغض اور عداوت ہے پوری ہو جاوے۔ تعجب یہ کہ مولوی اشرف علی صنا  
 کا کلمہ کَالَاِلهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْرَفُ عَلٰی رُسُلِ اللّٰهِ ان کے مرید بڑے شوق سے پڑھیں۔ اور  
 ذرہ بھر زبان پر کاٹنا نہ چھے۔ اور اگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نماز میں  
 آجائے تو ایسی ناپاک قبیح تشبیہ دی جائے۔ لاجول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔  
 اور ہوش سے سنئے بہتر ہوگا۔ کہ التحیات اور درود شریف کو بھی تشہید میں پڑھنے  
 کو نماز میں سے نکال ڈالئے۔ کیوں ایسا شرک پنجوقتہ نماز میں آپ لایا کرتے ہیں۔ اور  
 بیل او گدھے میں غرق رہتے ہیں۔ مرد بنئے چکرالوی عبداللہ کی طرح التحیات اور درود شریف  
 کو نماز سے خارج کیجئے۔ ہم اہلسنت وجماعت اپنی نمازوں میں التحیات للہ والصلوٰۃ  
 والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ  
 الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبیدہ ورسولہ اللہ  
 علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی ابراہیم انک حمید مجید  
 اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک  
 حمید مجید پڑھتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اگر نہ  
 پڑھے گا تو نماز خراب ہوگی۔ اور یہی حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو  
 ملے بلکہ اپنے والدین اور تمام مرد مسلمان اور عورتوں کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔ آمین



حاضر و ناظر جانتا بھی ضروری ہے۔ ورنہ نماز ناقص ہوگی۔ آپ کی تسلی کے لئے مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کی کتب معتبرات سے دکھلاتا ہوں۔ اور پوچھتا ہوں کہ مولوی اسماعیل آپ کے امام الطائفہ نے جو یہ ناپاک و گستاخانہ تشبیہ دی ہے۔ اور جس کو آپ نے تصدیق کر کے کہا کہ یہ حق ہے کونسی آیت یا حدیث یا آثار یا کتب فقہ یا کسی امام یا مجتہد یا مفتی کا قول عرب و عجم کا ہے۔ اس کو پیش کیجئے۔ ورنہ آپ کے امام الطائفہ اور آپ ایسے عقیدہ رکھنے والے سب کا کافر اسلام سے خارج ہیں۔ اور سب اور شاتم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہیں۔ نعوذ باللہ منها۔

## تشہد نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جاننے کا ثبوت

(۱) غایتہ الادوار ترجمہ درمختار جلد اول صفحہ ۲۳۸۔ ویقصد بالفاظ التشہد معاینہا مرادۃ لہ علی وجہ الانشاء کا نہیحی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ وعلیٰ نفسہ واولیائہ لا الاخبار عن ذلک ذکرہ المجتبیٰ۔ ترجمہ اور قصد کرے تشہد کے الفاظ سے ان کے منی بطور انتشار کے نمازی کو مقصود ہوں یعنی ان کا ایجاد اسی وقت سمجھے تصور کرے اس طرح کہ گویا نمازی اللہ تعالیٰ کو تحیت پہنچاتا ہے۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اور اپنے نفس اور اولیائے کرام پر سلام بھیجتا ہے۔ نہ قصد کرے تشہد کے الفاظ سے خبر دنیا اور حکایت کرنا اس حال کا ذکر کیا ہے۔ اس کو مجتبیٰ میں۔ بلفظ: (۲) والمختار شرح درمختار معروف بشامی جلد اول صفحہ ۳۴۲۔ بموجب و موافق بالاداس، مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد اول باب چہارم۔ صفحہ ۳۱۹۔ اور جب تشہد کے لئے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں۔ خواہ صلوات ہو یا طبیات یعنی اخلاق ظاہرہ سب اللہ کے لئے ہیں۔ اسی طرح ملک خدا کے لئے ہے۔ اور یہی معنی التحیات کے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود بادی و کو اپنے دل میں حاضر کرو۔ اور کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بلفظ: (۴) میزان امام شعرانی جلد اول صفحہ ۱۸۲۔ سطر ۱۴۔ مطبوعہ المل المطابع دہلی ۱۲۸۲ھ اور مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۹۔ سمعت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ یقول انما امر الشارح المصلی بالصلوۃ



والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التشہد لیذہ الغافلین فی جلوسہم  
 بین یدی اللہ عزوجل علی نبیہم فی تلک الحضرۃ فانہ لا یفارق حضرة اللہ تعالیٰ  
 ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافہۃ۔ بلفظہ۔ ترجمہ:- میں نے اپنے سر دار علی خواص حمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے  
 دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ تاکہ انہیں آگاہ فرمائے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھیں۔ اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے  
 پس بالمشافہہ سامنے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کریں۔ (۵) اشعۃ  
 اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول۔ باب تشہد۔ صفحہ ۳۳۰۔ حدیث شریف از عبد اللہ بن مسعود  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ السلام علیک ایھا النبی ودحۃ اللہ وبرکاتہ وغابخر وسلامت  
 است بر تولی پیغمبر و مہربانی خدا وافر و نہایت خیر و کرم ہے و وجہ خطاب بآنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم بجمہت البقائے ایں کلام است پر آنچہ در اصل ہو کہ در شب معراج از جاب  
 پروردگار تعالیٰ و تقدس بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطاب بسلام آمد پس  
 آنحضرت در حین تعلیم امت نیز بر ہماں لفظ اصل گذاشت تا ایشان را بذکر اں حال  
 گرد و نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان  
 در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر اں کہ وجود نورانیت و انکشاف وریں  
 محل بیشتر و قوی تر است۔ و بعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجمہت سر بیان حقیقت محمدیہ است  
 در ذرات موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است  
 پس مصلے باندیکہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بالوارقرب و اسرار معرفت متہود  
 و فائز گرد و۔ بلفظہ: (۶) حدیث شریف نسائی مطبوعہ نظامی۔ صفحہ ۲۴۳۔ فرمایا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دأیت فی مقامی ہذا کل شیء وعدت لیخبر ویکھا میں نے اپنے  
 اس مقام میں ہر چیز کو جس کا مجھ کو وعدہ دیا لیا۔ اور حاشیہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ میں  
 علامہ اکمل الدین حنفی صاحب عنایہ شرح بدایہ میں مشارق سے منقول ہے۔ فی قولہ مقامی

لہ نصب العین۔ روبرو سامنے آنکھوں کے روبرو ۱۲ لہ قرۃ العین۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ۱۲ لہ سر بان اجرے۔ آب یا جاری ہوتا  
 ۱۲ ذرا جمع ذرہ کی ۱۲ ذرات جمع ذات کی۔ اور ذات بمعنی نفس ہر شے کا ۱۲ شہود بمعنی حاضر ہونا اور حاضری ۱۲



يجوز ان يكون المراد به المقام المحسبي وهو المنصور يجوز ان يكون المراد به المقام المعنوي  
 وهو مقام الكاشفة والتجلي و حضرة الملك والملوك والارواح والغيب الاضافي  
 والغيب الحقيقي فانه البرزخ الذي له التوجه الى الكل كنقطة الدائرة صلوة الله  
 وسلامه عليه يعني علامہ مذکور اس کی شرح حدیث میں فرماتے ہیں کہ مقام سے مراد مقام محسبی ہے اور وہ  
 منبر ہے یا مقام معنوی۔ اور وہ مقام مکاشفہ ہے۔ اور روشن اور حاضر ہونا۔ ملک اور ملکوت  
 اور ارواح اور غیب اضافی اور غیب حقیقی کا اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق و  
 مخلوق میں برزخ و متوسط ہیں تمام کی طرف آپ متوجہ ہیں۔ مانند مرکز دائرہ کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کے ہر شے کی طرف متوجہ  
 ہیں۔ جیسے مرکز دائرہ ہر نقطہ محیط کی طرف ہوتا ہے جس کو آپ ملاحظہ فرماتے ہیں نہ  
 (۷) مناجات النبوة ترجمہ مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۲۷۶ سطر ۱۲ حکایت: شیخ ابی العباس  
 مری سے کہا کہ اگر پوشیدہ ہو جمال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے ایک پل لمحہ تو میں اپنے تئیں  
 مسلمانوں سے نہیں گنتا۔ یہ محمول اوپر ہمیشگی کے ہے۔ بلفظ: (۸) ضابطہ رابطہ مصنف حضرت  
 مولانا مولوی فاضل مشاق احمد صاحب حنفی حنفی صابری انیسوی صفحہ ۳۰ سطر اول: وقد  
 بلغنا عن ابي الحسن الشاذلي وتلميذنا ابي العباس موسى رحمة الله عليه وغيرهما  
 انهم كانوا يقولون لو احتجبت عنار وية رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفة عين ما  
 اعدنا الفسنا من جملة المسلمين بلفظ: اور تحقیق حضرت ابی الحسن شاذلی اور ان کے شاگرد  
 ابی العباس مری رحمۃ اللہ علیہا سے ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک لمحہ بھی آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہم سے پوشیدہ ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں  
 کرتے: (۹) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۹۲ مطبوعہ  
 امرتسر بعضے از آداب پیر و شراط ضروریہ در معرض بیان آورده می شود بگوش ہوش باند  
 شنید۔ بدانکہ طالب را باند کہ ردے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد  
 باوجود پیرے اذن او بنوافل و افکار نیرد از و در حضور او بغیر او التفات نہ نماید و بکلیت خود  
 متوجہ او بنشیند۔ حتی کہ بذکر ہم مشغول نشود۔ بلفظ: (۱۰) ایضاً مکتوب نمبر ۳۱ جلد ثانی (۱۱) تصویح  
 این قسم دولت سعادت مندال را میراست تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود  
 واند و در جمیع اوقات متوجہ او باشد۔ بلفظ صفحہ ۲۰:



دا۱۱) حجۃ اللہ الباقی حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۰۔ ثم اختار بعد السلام  
 علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقنویہا بید کرہ واثباتا للاقراء برسالۃ واداعی بعض حقوقہ  
 بلفظ: ترجمہ۔ پھر اس کے بعد ہی (التحیات) میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام اختیار کیا ان  
 ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت اور حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے  
 کے لئے: (۱۳) سبیل الرشاد مصنف حضرت محمد عاشق علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ  
 علیہ الرحمۃ۔ اگر وقت ووری شیخ کے استفادہ خواہد طریقہ آفتاب کہ فارغ دل و ضو ساختہ  
 نماز گزار دوہماں جانشستہ صورت شیخ کے ازوے فیض سے جوید جمع ہمت و وقعہ خطرات  
 ملاحظہ نمایند۔ بلفظ: (۱۴) انوار محمدی مصنف شیخ محمد غوث محدث تھانوی علیہ الرحمۃ۔

جن سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی کچھ حدیث اپڑھی تھی: (۱۵)

باید کہ مرشد دے راعیے مرید را، بوقت پرانندگی خاطر و عدم جمعیت برائے ملاحظہ صورت  
 خود بدی معنی امر فرماید۔ اور ضلع مراد اخلاق مثل ریش و خال و خد و لباس وغیرہ

آں چناں بصورت خیالیہ خود منقوش خاطر کن کہ وراں محو گردی۔ الخ:

(۱۶) امداد السلوک مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی مرشد مولوی خلیل احمد صاحب کہیں

قائد اس کتاب کا نام ہی مصنف نے اپنے مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے نام پر  
 رکھا ہے۔ صفحہ ۱۴۔ سطر ۴ ہم مرید یقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید  
 یا شاہ قریب یا بعید اگرچہ اندک شخص شیخ دور است اما روحانیہ و درنیت۔ چوں کہ امر محکم و نہ  
 ہر وقت شیخ را بیاد و آرد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و مرید در حل و احوال محتاج شیخ بود  
 شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اورا القا خواہد

مگر ربط تام شرط است۔ و بسبب ربط قلب شیخ لسان قلب ناطق ہے بود و لبوئے حق  
 تعالیٰ راہ مے کشاند و حق تعالیٰ اورا می رسد مے کند۔ الخ۔ بلفظ:

لیجئے ان سب بزرگوں پر فتوے کفر و شرک لکھ دیجئے۔ بالخصوص مولوی رشید احمد صاحب  
 اپنے بزرگ پر تو ضروری لکھئے۔ شاید آپ کہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب اس عقیدہ پر قائم  
 نہیں رہے تھے۔ اور انہوں نے توبہ کر لی تھی۔ مگر محض غلط۔ وہ تحریر دکھلائیے جس میں انہوں نے  
 توبہ کی ہو: (۱۵) مصلح الہدایت۔ ترجمہ عوارف حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی  
 علیہ الرحمۃ۔ صفحہ ۱۶۵۔ سطر ۵۔ پس باید کہ بندہ، پچتاں کہ حق کانہ تعالیٰ پیوستہ پر



جميع احوال خود ظاہر و باطناً واقف و مطلع بنید و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن مطلع و حاضر داند تا مطالعہ صورت تعظیم و وقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش دیکل بود و از مخالفت او سر او اعلانیاً شرم وارد و بیج و قبیقہ از و قائل آداب صحت او فرو نگذارد بلفظ۔ یہ بھی وہابیہ کش اور قاطع التوین تحریر ہے :- (۱۶) مسکات الختام مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی مجتہد وہابیہ۔ صفحہ ۲۴۴۔ نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان قرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی است و بعضی از عرفا قدس سرہم گفتہ اند اس خطاب سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرا اثر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیٰ موجود و حاضر است پس مصلیٰ را باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہود غافل نہ بود تا بالوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد و۔ آئیے

در رہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیت :- :-

مے بینمت عیاں و دعلے فریمت :- :- بلفظ

دیکھئے نواب صاحب وہابی فرمایا ہے ہیں۔ جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرما چکے ہیں۔ جو نمبرہ پر درج ہو چکا ہے۔ یعنی (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین اور عابدوں کے آنکھوں کے سامنے ہر وقت ہیں (۲) تمام حالات اور خصوصاً عبادات کے وقت نورانیت کا انکشاف زیادہ اور قوی ہوتا ہے یعنی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ توجہ مبذول ہوتی ہے۔ (۳) بعض عارفوں نے فرمایا ہے :- (۴) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے نمازیوں میں موجود اور حاضر رہتے ہیں :- (۵) پس نمازیوں کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی اور حاضری سے آگاہ رہیں :- (۶) اور نمازیوں کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہود یعنی حاضری اور موجودگی سے غافل نہ ہوں :- (۷) تاکہ نمازی انوار قرب اور اسرار معرفت سے منور اور فائز ہو :- لیجئے ! اپنے نواب صاحب پر بھی اپنا فتوہ جھونک دیجئے۔ اور کفر لگا دیجئے۔ العیاذ باللہ :- مفتی جی ابصوفیلے کرام رحمۃ اللہ علیہم سلاسل اربعہ کا شہود اور مسلمہ مسئلہ تصور شیخ یا رابطہ بالشیخ ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ والوکن الا عظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبة والتعظیم یعنی بڑا کن سلوک میں تصور شیخ ہے۔



جو محبت اور تعظیم کے طریق پر کیا جاتا ہے۔ کہ شیخ کی صورت کو ہر وقت دل میں رکھنا۔ اگر تمام کتابوں کی عبارتیں لکھی جائیں تو ایک بسوط کتاب تیار ہو۔ بخوف اظناب ترک کرتا ہوں :-  
 تمام اہلسنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ یہ کلمات گستاخانہ جو آپ کے امام الطائفہ و آبا کے استعمال کئے ہیں۔ اور انیدار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی ہے۔ جو کفر ہے اور یہ کام اسلام سے خارج شدہ لوگوں کا ہی ہے۔ اور صریح گالیاں ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعد لہم عذابا  
 مہینا۔ یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے عذاب ذلیل کرنے والا تیار کیا ہے۔  
 نکتہ۔ یہ لفظ۔ لعنت کا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اس کے اعداد جمل بھی پانچ سو پچاس  
 (۵۵۰) ہیں۔ اور ادر حجلہ مولوی اسماعیل دہلوی ناالائق کے اعداد جمل بھی وہی پانچ سو  
 پچاس (۵۵۰) ہی ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین یؤذون رسول اللہ  
 لعنہم عذاب الیم۔ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے  
 لئے عذاب ہے دردینے والا ہے۔ نکتہ۔ اس آیت شریف میں نکتہ یہ ہے کہ جملہ اعداد جمل  
 آیت شریف ولہم عذاب الیم کے نو سو و نسیس (۹۲۹) ہیں۔ اور ادر فقرہ مولوی  
 اسماعیل دہلوی و فرقہ بالوا و ہابہ و لہو بند یہ کے بھی وہی اعداد جمل نو سو و نسیس ہی ہیں ۹۲۹  
 یہ خدا کی طرف سے مبارک ہو۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے۔ یا  
 کسی بری تشبیہ سے نسبت کرے جو وہ بھی گالی ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے  
 اور اس کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اگر بس چلے تو اس کی جان مار دے۔ لیکن افسوس دن  
 و ہارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور بری تشبیہیں لکھی  
 جاتی ہیں تو نام کے مسلمانوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رنگتی اور غدار گناہ بدتر از گناہ واپس  
 لا یعنی کی جاتی ہیں۔ اور بلاتادیل ان گالیوں اور توہینوں کو قبول کر کے یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ حق ہے  
 افت اور تلف ہے۔ ایسی نام کی مسلمان پر۔ الہی ہیں ان سے اور ان کے شر سے بچا آمین۔  
 دو کتابوں کی عبارت جو نہایت معتبر ہیں۔ عبرت کے لئے درج کرتا ہوں :-

(۱) کتاب الخراج مصنف حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ شاگرد رشید حضرت امام الامام سراج  
 الامت امام ابو حنیفہ امام عظیم رضی اللہ عنہ الیما دجل۔ مسلم سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کتبہ



او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانٹ منہ اموتہ۔ یعنی جو شخص مسلمان کہلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہے یا گالی دے۔ یا جھوٹ کی نسبت کرے۔ یا کسی طرح کا عیب لگائے۔ یا کسی طرح حضور کی شان کھٹائے۔ وہ یقیناً خدا کا منکر اور کافر ہے۔ اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی (د ۱۲) و مختار۔ الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبہ مطلقاً و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان کھٹائی۔ وہ کافر ہے۔ اس کی توبہ بھی قبول نہیں اور جو شخص اسکے عذاب کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے میں کہتا ہوں۔ یہ لوگ شیعہ قوم سے بھی کئی درجہ بڑھ گئے۔ وہ تو صرف اصحاب ثلاثہ یا دیگر صحابہ کی گستاخی کرتے ہیں یا تبرک کے اہانت و جماعت سے نکل گئے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالی پر اس قدر دست اندازی اور اہانت نہیں کرتے جیسے ان لوگوں و ہابی نے او دہم مچار بھی ہے۔ یہاں پر میں اپنے وطن پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور ایک مسجد میں مسلمانوں کی درخواست پر مختصر سا وعظ کرنے کا ذکر کرتا ہوں اس میں وعظ کے بعد ایک شیعہ کی طرف سے اصحاب ثلاثہ کی نسبت اعتراض ہوا۔ اور اس کا جواب یا کیا اعتراض عجیب تھا اور اس کا جواب بھی عجیب و غریب ہوا۔

## ایک شیعہ کی طرف سے اعتراض ۱۸ سوال ۳۳

شیعہ۔ قرآن میں آیت ہے۔ انما من الجحیم ممتنعون ہم مجرموں سے بدلہ یا انتقام لینے والے ہیں اس کے اعدا و حمل بارہ سو و (۱۲۰۲) ہیں جو مطابق ہوتے ہیں اعدا و۔ الی و کر۔ عمر عثمان کے نام سے یعنی ان ناموں کے بھی بارہ سو و (۱۲۰۲) اعدا و حمل ہیں۔ اس لئے ہر سہ صحابہ مجرم ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بدلہ لے گا۔ (نقل کفر نباشد)

## مختصر جواب بطور تازیانہ از جانب خیر ائمہ اربعہ

میں۔ ایسے اعدا و کا اعتبار نہیں۔ جب تک ان کی واقعات سے تصدیق نہ ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جان نثاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی کی کہ وطن چھوڑا سگریا ترک کیا۔ خدا کے راہ میں شہید ہوئے۔ اور اسلام کو شرق و غربا و جنوباً و شمالاً پھیلایا۔ اور انتقال فرماتے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک میں جگہ لی۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی ان



کا بھی خیر تھا۔ اور ایک ہی جگہ کی خاک مبارک تھی۔ پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خسراورداد اپنا بنایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ان کے گھر میں اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دختر پاک اختر بھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی ووصنا زادیاں یکے بعد دیگرے عطا فرمائیں۔ پھر ایسے بزرگ عالی مرتبت جان نثار مجرم کیسے ہو سکتے ہیں یہ بات محض غلط ہے :

**دوم** یہ نام حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ رضی اللہ عنہم کونسے اصحاب کے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزند ان بھی تھے۔ اور حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صاحب زادے بھی تھے۔ شیعہ صاحب فرمائیں۔ کہ وہ ہر سہ بزرگ کونسے ہیں۔ جن پر آیت شریف کے اعدا و منطبق کئے جاسکتے ہیں۔ مگر اس کا فرق کبھی تبلا بھی نہیں سکتے۔ خواہ تمام دنیا کے شیعہ جمع ہو جائیں۔ فان لم تفعلوا اولن تفعلوا :-

**سوم** ہمارا سنیوں کا ایمان یہ ہے کہ اس آیت شریف کا مطلب یہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے ان حضرات مندرجہ بالا اور خلفائے راشدین و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایذا دی جن کے اعدا و آیت شریف میں ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ بدلہ لینے والا ہے۔ قیامت کو وہ مجرم قرار دیئے جا کر دوزخ کے حوالے ہوں گے۔ اور مشہور مجرم :-

**چہارم** یہ ہیں۔ عبد اللہ بن سلول وہ مرد و مجرم ہے جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افک لگایا۔ (۲۱) فیروز غلام ہے جس مرد و مجرم نے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۳۲-۳۳) سار۔ سودان۔ یہ وہ شخص مرد و مجرم ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۳۵) ابن ملجم۔ وہ مرد و مجرم ہے جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا۔ (۶) یزید وہ خبیث مرد و مجرم ہے جس نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا پس ان چھ مرد و مجرموں کے ناموں کے اعدا و بارہ سودو (۱۲۰۲) برابر اس آیت شریف کے ہیں۔ فہو المراد شیعہ صاحبان سن کر حیران ہوئے۔ اور اس عقیدہ سے باز آ گئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اس پر ایک استفتاء کیا گیا۔ جو ذیل میں درج ہے :



# استفتاء و فتویٰ لہامی

علمائے کرام اس میں کیا ارشاد ہے۔ کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیہ کریمہ اذما صلب المجرمین  
مستقیمون کے اعداد بارہ سو دو (۱۲۰۲) ہیں۔ اور یہی اعداد ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کے ہیں۔  
یہ بات ہے بدینہ التوجروا المستفتی قاضی فضل احمد لودھیانوی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

## الجواب

روافضی بعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام ہے سرو پا و پا و رو پا پر ہے۔  
اگر آیت عذاب کے عدد واسما راخیار سے مطابق کر سکتے ہیں۔ اور ہر آیت ثواب کے اسما کفار  
سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے ثانیاً امیر المؤمنین مولیٰ علیؓ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین  
صاحبزادوں کے نام۔ ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناہی اور  
پھیر دیا۔ اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث شریف میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ اور ارشاد فرمایا۔ او نے  
ابنی ماذا اسمی فتوتہ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علیؓ نے عرض  
کی حرب فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنه کی ولادت پر  
تشریف لے گئے۔ اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علیؓ نے عرض  
کی حرب فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علیؓ  
نے وہی عرض کی۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شبیر و محسن و حسین محسن ان  
ہموزن و ہم معنی۔ اس سے حضرت مولیٰ علیؓ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد  
کے نام اخبار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابو بکرؓ  
عمرؓ عثمانؓ عباسؓ وغیرہ رکھے۔ ثالثاً رافضی نے اعداد غلط بدلے امیر المؤمنین  
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا۔ تو عدد بارہ سوا ایک  
ہے۔ نہ کہ دو۔ ہاں اور رافضی (۱) بارہ سو عدد دیکھے کہ ہیں۔ ابن سبیر افضہ کے (۲)  
ہاں اور رافضی بارہ سو عدد ان کے ہیں اہلیس یزدی ابن زیاد شیطان الطاق



کینی ابن بابویہ قمی طوسی خلی (۲) ہاں اور رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ  
 خَرَقُوا دِیْنَهُمْ وَكَانُوا شَیْطَانِیَّتٍ مِّنْهُمْ فِی شَیْءٍ مِّنْ شُكِّ جَنَّتِمْ لَمْ یَاوِیْكُمْ مَّكْرُكُمْ  
 کر دیا۔ اور شیعہ یہ کہتے ہیں کہ ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲۸  
 اور یہی عدد وہابی و وافق اثنا عشریہ شیطانیہ اسماعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرح سے  
 اسماعیلیہ میں الفت چاہتے تو یہی عدد وہابی و وافق اثنا عشریہ و فصریہ و اسماعیلیہ کے  
 (۳) ہاں اور رافضی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی سُوْعَ الدِّیْنِ اَرَانِ کِلِّیْہِ  
 لعنت اور ان کے لئے ہے براگھر۔ اس کے عدد ۶۴۴ ہیں۔ اور یہی عدد وہابی شیطانی الطاق  
 طوسی خلی کے (۵) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اُولَئِکَ هُمُ الصَّٰدِقُوْنَ  
 الشَّٰہِدَۃُ عِنْدَ رَبِّہُمْ لَہُمْ اَجْرٌ ہُمْ وِہِی اَبَآرِبَآکَ ہَاں صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے  
 لئے ان کا ثواب ہے اس کے عدد ۳۴۵ ہیں۔ اور یہی عدد وہابی۔ ابو بکر۔ عمر۔ عثمان  
 علی سعید کے (۶) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولَئِکَ هُمُ الصَّٰدِقُوْنَ  
 وَالشَّٰہِدَۃُ عِنْدَ رَبِّہُمْ لَہُمْ اَجْرٌ ہُمْ وِہِی اَبَآرِبَآکَ ہَاں صدیق و شہید ہیں  
 ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور اس کے عدد ۹۲۴ ہیں۔ اور یہی عدد وہابی۔ ابو بکر  
 و عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر و سعد کے (۷) نہیں اور رافضی بلکہ عزوجل فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ  
 اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَاسَلٰہِ اُولَئِکَ هُمُ الصَّٰدِقُوْنَ وَالشَّٰہِدَۃُ عِنْدَ رَبِّہُمْ لَہُمْ اَجْرٌ ہُمْ وِہِی  
 جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و  
 شہید ہیں۔ ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور آیہ کریمہ کے عدد تین ہزار سورہ ۱۶  
 اور یہی عدد وہابی۔ صدیق۔ فاروق۔ ذوالنورین۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ سعید  
 ابو عبیدہ۔ عبد الرحمن بن عوف کے الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جملہ صحیح بھی پورا  
 ہو گیا۔ اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً  
 تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔ کچھ روزوں سے آنکھیں کھلتی ہیں۔ یہ تمام آیات عذابِ اسمائے  
 شرار و آیات مدح و اسمائے اختیار کے عدد و محض خیال میں مطابق کئے ہیں صرف چند مرتبہ  
 صرف ہوئے۔ اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی۔ مگر چونکہ تعالیٰ اس قدر  
 بھی کافی ہے۔ قَدِیْلَہُ الْحَمْدُ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

فقیر احمد رضا وادری عفی عنہ



راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ رافضی کا تو ماشاء اللہ ولیہ نہیں بلکہ قیمہ ہو گیا اب  
مجال دامن زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددانہ حاضرہ امام اہل سنت  
والجماعت پچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات اور اعداد کی مطابقت زبان  
فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف کے گزر چکی تھی۔ واللہ بانہ  
اعداد و اخبار و اشعار کے بلا سوچے اور تامل کئے فرمائیے کہ فقیر سوائے اس کے اور اندازہ نہیں  
کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القادر ربانی اور الہام سبحانی تھا۔ اس سے پیشتر جب کہ  
اعلیٰ حضرت نے کتاب کو سماعت فرماتے ہوئے متعدد جگہ فرقہ و بابیہ اور معترض پر نکات اعداد و اہل کی  
مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اسی وقت معاً بلا تفہیم۔ و تاویل کے یوں فرمایا۔ جناب نے فرمایا کہ  
لکھو۔ فقیر نے تعمیل حکم اس طرح پر کی۔ آیت قرآنی (۱) اھلکھم انھم کانوا مجرمین کے  
اعداد ۶۶۸ جو برابر ہیں رشید احمد گنگوہی کے (۲) ولقد قالوا کلینا الکفر و کفر البعل اسلا  
کے ۱۲۶۳ ہیں جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے (۳) آیت شیطانا ہریدنا لعنة  
اللہ کے اعداد ۸۴۶ ہیں۔ اور وہی عدد ہیں دجی قاسم صاحب نانو توی کے سبحان اللہ  
بجہدہ کیا قدرت الہیہ کا تماشا اور تقدیر الہی کا نظارہ ہے۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے  
علم میں ان لوگوں کی حالت کا نقشہ درج کر رکھا ہے۔ جو بندگان رب العطا اور خاصان بارگاہ  
خدا اس قسم کے کشف اور الہام سے بیان فرما سکتے اور عوام کو سمجھا سکتے ہیں۔ ذلک فضل اللہ  
یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۱۲ علاوہ اس کے فقیر کہتا ہے کہ ہم سنی ہیں۔ اور لفظ  
سنی کے (۱۲۰) ایک سو بیس عدد ہیں۔ اور حجت علی کے بھی وہی ہیں اور لفظ شیعہ کے عدد  
تین سو پچاسی (۳۵۰) ہیں۔ اور یہی عدد میں شیطانیہ کے ۱۲

قولہ مطالبہ نمبر ۴ اکا نماز میں اللہ کی طرف دھیان لگانا چاہئے یا نبی علیہ السلام کی طرف  
اگر صرف اللہ ہی کی طرف دھیان لگانا چاہئے۔ تو کیا نبی علیہ السلام کا اس وقت دھیان آنا  
کسی اور کا دھیان اول کے مضر ہے کہ نہیں۔ اگر مضر ہے تو مذموم ہے کہ نہیں۔ بل فقط صفحہ ۱۳۵ سطر  
اقول مفتی جی! آپ کی منطق قابل داد ہے۔ صغریٰ کبرے آپ کا مثل حماد قابل فساد  
ہے۔ اگر صرف دھیان لگانا ہے۔ تو نماز کی کیا ضرورت ہے صرف مراقبہ میں دھیان لگانا  
کر میں۔ کیونکہ نماز میں تو قرآن شریف پڑھنا پڑے گا۔ جس میں ہر لفظ لفظ پر حضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دھیان یا خیال آئے گا۔ اور ضرور آئے گا۔ پھر شہار میں



لازمی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آئے گا۔ بلکہ ان کو اپنے سامنے حاضر و نا  
جا اور درود شریف پڑھنا پڑے گا۔ گویا کوئی وقت خالی نہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ پس وہابیہ نجد یہ کو نماز ترک کر کے کوئی سندھی (نماز ہنوا بنانی چاہئے۔  
اور تصویر شیخ جو کے بزرگوں کی طرف سے ضروری طور پر رائج ہے۔ اسکو بھی خیر باد کہنی چاہئے اور  
ان پر فتویٰ کفر و شرک جاری کر کے پکے بننا چاہئے۔

باقی دو مطالبے اسی قبیل کے بہرہ ہیں جس کے نقل کرنے میں دل کا نیتا ہے آپ کے  
لکھا ہے کہ اگر نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجائے تو ان کو ذلیل سمجھنا چاہئے  
الغیاز باللہ۔ کسی مسلمان کا خواہ کسی فرقہ کا ہے۔ یہ عقیدہ نہیں۔ لیکن وہابیہ دیوبندیہ کا بڑے  
زور سے اور یہ بھی کہ وہ کتاب جس میں یہ عقیدہ لکھا ہے۔ اور اس مسئلہ مردودہ کو درج کیا  
ہے۔ آپ کے امام الطائفہ کے مجاہدین کو ہ پنجتار سے ابھی لائے ہیں۔ اور دیوبندیوں کے  
حوالہ کی ہے جو قرآن شریف و احادیث و اجماع امت کے برخلاف ہے جو ہم نے یا ہمارے  
باپ دادا نے بھی ایسا مسئلہ نہیں سنا جو اسلام سے خارج ہے۔

میں کہتا ہوں قرآن شریف میں جگہ جگہ پیغمبران علیہ السلام کے نام اور ان کا تذکرہ تعلیم  
کے ساتھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے احکام اور امر و نہی  
موجود ہیں۔ اور سورہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یونس۔ طہ۔ المزمل۔ المدثر سورہ ابراہیم  
سورہ یونس۔ سورہ یوسف۔ سورہ ہود۔ سورہ مریم۔ سورہ کہف۔ سورہ انبیاء سورہ لقمان  
سورہ نوح علیہ السلام قرآن شریف میں موجود ہیں۔ جن کی تلاوت نماز میں کی جاتی ہے  
گویا تمام قرآن شریف انبیاء علیہم السلام اور فرشتگان الہی کا تذکرہ ہے پر ہے ان سب  
کو نماز پڑھتے ہوئے مذکور اور ذلیل سمجھنا چاہئے۔ اور جب نماز میں تعزیر و توقیر و  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور عزت اور تعظیم کرو۔ پڑھا جائے تو قرآن شریف  
سے اس آیت شریف کی جگہ قد للوہ و تحقیق و لکھنا چاہئے۔ اور جہاں واللہ العزۃ  
و رسوله آئے۔ وہاں نعوذ باللہ اور کچھ کرنے چاہئے۔ اگر کلمات کفر آپ کے جمع کیے جائیں  
تو آپ کے لئے ہار کی سجاوٹ پوری ہو جائے۔ وہاں بیت کیا ہے جہنم کے لئے عمدہ سے عمدہ  
سرفیکٹ ہے، مبارک ہو۔



# باب شانزدہم

## عقیدہ نمبر ۲۱

عقیدہ نمبر ۲۱۔ وہابیہ دیوبندیہ دکنیہ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں۔ وہ مذموم ہیں، سبیل الرشاد مولوی رشید احمد صاحب :

**قول۔** توضیح مطالبہ نمبر ۱۵۔ ہر عقیدہ نمبر ۲۱۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۱ سبیل الرشاد کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس میں ہے۔ کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں۔ وہ مذموم ہیں۔ اگرچہ سبیل الرشاد میں بعینہ یہ الفاظ نہیں جو آپ نے لکھے ہیں۔ پھر ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ سے دریافت کرتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳۲ سطر ۱۹۔ مفتی جی پھر آپ اپنی عادت معہودہ پر آگئے۔ کہ عبارت کا انکار کرنے لگے۔ لیجئے پہلے میں سبیل الرشاد کی اصل عبارت لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کی غلط بات کی غذا پوری ہو جائے۔ وہ ہوتا ہے :۔ الیہ چار مصلے جو کہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں۔ لاریب یہ امر زیوں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۲ سطر ۱۹۔ میری عبارت اور اصل عبارت میں جو فرق ہوا وہ صرف یہ ہے۔ کہ لفظ مذموم کی جگہ لفظ زیوں لکھا ہوا ہے لفظ مذموم عربی ہے جس کے معنی بد کے ہیں۔ یعنی برے۔ اور لفظ زیوں فارسی ہے اس کے معنی بدتر کے ہیں۔ دیکھو کتب لغت۔ الحمد للہ میرے لکھنے سے اصل عبارت کے لفظ زیوں کے معنی اور بھی زیادہ خراب اور سخت بجائے بد کے بدتر نکلے۔ گویا مولوی رشید احمد مصنف کتاب سبیل الرشاد کے نزدیک اور تمام دیوبندیوں کے نزدیک تمام علماء رحمہم شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعلیاً۔ اور علماء عرب و عجم سب کے سب بے علم اور بے خبر ہیں۔ جن کو ان چار مصلوں کی زیوں معلوم نہ ہوئی۔ اور مولوی رشید احمد صاحب کو اپنے بڑے بھائی غیر مقلدوں کی صحبت سے علمیت اور فضیلت حاصل ہوئی۔ کہ کسی عالم مفتی حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی کو آج تک صد ہا سال گزر گیا۔ معلوم ہی نہ ہوا۔ اور نہ کسی نے ایسا لکھا۔ یہی سبب ہے کہ دیوبندیہ علماء رحمہم شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعلیاً سے افضل ہیں۔ لاجل ولا قوۃ الا باللہ چونکہ یہ ہر چار مصلے جو حکم سلطان وقت اولی الامر کے بالاتفاق علماء مفتیان وقت بغرض اصلاح



مسلمین و رفع تنازعہ کئے گئے تھے۔ وہابیہ کے نزدیک بدتر (زبون) ہیں۔ اسی طرح تقلید شخصی بھی ان کے نزدیک بدتر ہے۔ درانی ایک بادشاہوں کا حکم خدا تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاطِيعُوا أَوْلِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ** آلائیہ۔ نساء۔ یعنی اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور حاکموں بادشاہوں اور مجتہدوں کی جو تم میں سے ہیں۔ پس اس آیت شریفہ پر عمل کرنے والے مسلمان ان کی اطاعت واجب جانتے ہیں۔ دیکھئے :- (۱) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ - صفحہ ۸۶۔ کسانیکہ اطاعت آئنا بحکم خدا فرماست بخشش کردہ اندازاں حمله سلاطین و امرا دہل خدمات اند۔ مثل قضاة و محتسبین و حکام کلا و امرو نوای ایشاں در مصالح جزئیہ و حوادث یومیہ واجب الاتباع است و در حق رعایا۔ بلفظہ (۲) ترجمہ حجتہ البالیفہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ و ہلوی صفحہ ۲۳۳۔ سطر ۲۔ چوتھی صدی میں تقلید شخصی کا رواج ہوا۔ اور سلاطین نے فقہ میں مناظرے کئے۔ بلفظہ :- (۳) خلاصہ تواتر بخ نکہ مظہ صفحہ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ بعد فقرہ تقلید شخصی کے ۳۹۹ ہجری :- اور بعد اس کے زمانہ فرح بن ظاہر ہر فوق بادشاہ کے آگ لگ گئی۔ ۳۹۹ ہجری میں بعد اس کے بسوق طاری امیر الحاج مہر نے ۳۹۹ ہجری میں کعبۃ اللہ شریف کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور مصلات اربعہ کو بھی ہیئات قدیمہ پر تعمیر کیا۔ بلفظہ :- اس سے ثابت ہے کہ مصلات اربعہ ۳۹۹ ہجری سے پہلے کے بنے ہوئے تھے۔ جو پھر اسی ہیئت پر تعمیر کئے گئے۔ اس پر یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ جب تقلید شخصی ۳۹۹ ہجری میں قائم ہوئی تب سے ہی یہ مصلاۃ اربعہ بھی بحکم بادشاہ وقت مصلحتاً بنائے گئے تھے۔ کہونکہ تواتر سے ثابت ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کئی بار تعمیر ہوا :- (۴) حلیقہ ندیہ شرح الطریقۃ المحمیدیہ للعارف باللہ تعالیٰ سید عبدالغنی نابلسی الحنفی الدمشقی الجزالی صفحہ ۱۰۳ :- یہ کتاب ۳۹۹ ہجری میں لکھی گئی۔ نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ اس کے اقسام البدعت فصل ثانی میں ہے۔ وهو ہذا۔ وقد سئل بعضی العلماء عن ہذا المقامات المنصوبۃ حول الکعبۃ التي یصلون فیہا الان باریعۃ الامة علی مقتضی المذاہب الاربعۃ ما کانت السنۃ علی ذلک ولا عصر التالبعین ولا تابعیہم ولا عہد الائمة الاربعۃ ولا امرؤ بہا ولا طلبوہا فاجاب بانہا بدعتہ ولكنہا بدعتہ حسنۃ لا سیئۃ لانہا تدخل بدلیل السنۃ الصحیحۃ



و تقریر ہلکے السنۃ الحسنہ لانتہا لم یحدث منها ضرر ولا حرج فی المسجد کلا فی  
المصلین من المسلمین ہا مہ اہل السنۃ والجماعۃ بل فیہا عظیم النفع فی المطر  
والحر الشدید والبرد وغینہا وسیلۃ للقرب من الامام فی الجمعۃ وغیر  
ہا فہی بدعت حسنہ وسمیون یفعلہم للسنۃ الحسنۃ وان کانت بدعت  
اہل السنۃ کلا اہل بدعت لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سن سنۃ  
حسنۃ فسمی المبتدع للحسن مستنفا فافعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
فی السنۃ وقریب الذی لا بداع وان لم یرد فی الفعل فقد ورد فی القول  
فالسان سنی لا بدعی لدخولہ تسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما قررہ  
من السنۃ وضابطۃ السنۃ ما قررہ او فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وداوم  
علیہ واظہرہ ومن جملہ فعلہ ایضاً قولہا صلی اللہ علیہ وسلم وسکوتہ  
علی الامر لانه تقریرہ ناؤن فی ابتداء السنۃ الحسنۃ الی یوم الدین وان  
مادون لہ بالتراجم فیہا وما جوس علیہا مع العاملین لہا بد واما  
اخرج الکلام احمد بن حنبل ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ  
عن جریر عن عبد اللہ ..... عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
قال من سنّ فی الاسلام سنۃ حسنۃ فله اجرہا واجر من عمل بہا من بعدہ  
من غیر ان ینقص من اجرہم شئی الحدیث فیدخل فی السنۃ تقریرہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعت حسنۃ ومنہا الی ربط والملا ارس والموافق  
والطصالح حیث کانت للمسلمین بالطریق وغیرہا المنافع بلفظہ ترجمہ: جو مسئلہ  
کعبۃ اللہ شریف کے گرد قائم ہیں۔ اور چاروں مذہب کی وجہ سے ابان میں چار اماموں  
پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ بیشک بعض علماء سے انہی بابت سوال ہوا کہ نہ اس طریقہ پر حدیث ہے۔ اور  
تابعین و تبع تابعین اور نہ ائمہ اربعہ سے کوئی روایت ہے اور نہ ان کا اس پر عمل تھا۔ اور نہ  
اسے طلب کیا۔ تو جواب فرمایا کہ وہ بدعت ہیں۔ لیکن بدعت حسنہ نہ سنیہ اس واسطے کہ وہ حدیث  
صحیح لے ارشاد و قبول سے نیک سنت میں داخل ہیں اس لئے کہ ان سے کوئی ضرر اور حرج نہ  
مسجد میں پیدا ہوا۔ اور نہ عام سنی مسلمان نمازیوں میں بلکہ ان میں عام نفع ہے بارش اور سخت  
گرمیوں اور سردی میں۔ اور وہ جمعہ وغیرہ میں امام سے قربا ہونے کا وسیلہ ہیں۔ تو وہ بدعت



حسنہ ہیں۔ اور وہ لوگ اس نیک سنت کے کرنے سے کو پیدا ہے۔ اہلسنت کہلائیں گے نہ اہل  
 بدعت۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اسلام میں نیک سنت ایجاد  
 کی تو نبی نیک بات نکالنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت والا فرمایا۔ اور اس کو حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت میں داخل کیا۔ اگرچہ حضور کے فعل سے ثابت نہیں ہوا۔ مگر حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے اور اس سے تکملہ کو مقبول رکھا۔ پس اس کا  
 تکملہ والا سنی ہے۔ نہ کہ بدعتی۔ اس واسطے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تقریری میں  
 داخل ہے۔ اور ضابطہ سنت کا یہ ہے کہ ہر وہ کام جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبول رکھا  
 یا خود ہمیشہ کیا۔ اور اسے ظاہر فرمایا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل میں سے حضور کا ارشاد  
 فرمانا۔ اور خاموش رہنا بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ مقرر رکھنا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے قیامت تک نئی بات پیدا کرنے کا اذن دیا۔ اور یہ کہ شرع سے اس سے پیدا کرنے کا  
 پیدا کرنے والوں کو اذن ہے۔ اور اسے اس کام اور جو اس پر عمل کرے ان سب کا ہمیشہ ثواب  
 ہے۔ امام احمد بن حنبل و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے جری بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اسلام میں کوئی نیک طریقہ ایجاد کرے  
 تو اس کیلئے اس کا ثواب ہے۔ اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہے۔ بغیر  
 اس کے کہ ان کے ثوابوں میں سے کچھ کمی ہو۔ الخ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر بدعت حسنہ کو  
 مقبول رکھنا اسے سنت میں داخل کرنا ہے۔ انہیں میں سے خالق ہیں۔ مدرسے۔ اور سب  
 منفعت اور مصلحت کی چیزیں جو راستوں وغیرہ پر مسلمانوں کے نفع کے لئے ہوں ختم ہوا ترجمہ  
 پس جب کہ یہ مصلات صد ہا سال سے بحکم بادشاہ وقت خاص مصلحت بنائے گئے ہو ہیں  
 جس پر حریم الشریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ لہ شرفاً و تعظیماً کا اجماع حجت ہے۔ اور اس پر دلیل ہے  
 حدیث شریف لا یجتمع امتی علی ضلالتہ میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی۔ اور دوسری  
 حدیث شریف صاراہ المسلمون حنا فہو عند اللہ حسن موطا امام محمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۳۰ سطر ۲:-  
 یعنی کسی چیز کو مسلمان اچھی اور نیک سمجھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے  
 پس ان مصلات اربعہ کو تمام دین کے علماء اور مسلمانوں نے نیک اور اچھا سمجھا۔ پھر کسی ایک  
 دیوبندی صاحب کے کہنے سے زبوں کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بلکہ کہنے والا خود زبوں اور خلق  
 اجماع ہے۔ ہاں بادشاہوں کے حکم سے ان مصلات کا بنایا جانا خود دیوبندی رشید صاحب



اسی اپنی سبیل المرشاد میں لکھتے ہیں۔ یہ طعن نہ علماء اہل حق مذاہب اربعہ پر ہے۔ بلکہ سلاطین پر کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔ بلفظہ صفحہ ۳۳۔ سطر ۴۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مصلحت اربعہ سلاطین اہل اسلام نے بنائے جو اولے الامر ہیں ان پر طعن ہے۔ حالانکہ انکی اطاعت حکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں پر فرض ہے۔ پھر یہ مولوی کو جسے کھیت کی مولیٰ ہیں کہ ان پر طعن کی زبان کھولیں اور اپنی رسوائی کرائیں۔ اور رسوائی کا اثبات ان کے ایسے پھر فتوے ہیں جن کی شکایت آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لودھیانوی بھی اپنی کتاب تحفہ قادریہ میں اس طرح کرتے ہیں۔ دیکھو:۔ تحفہ قادریہ مصنفہ مولوی محمد لودھیانوی صفحہ ۹۴-۹۵۔ ظاہر ہو گیا کہ فتوے مولوی گنگوہی کا ان کے عشرے ہونے پر ضرور باطل ہے۔ اور یہ ان مولوی صاحب کی پہلی ہی خطا نہیں۔ بلکہ ان کی عادت ہے۔ اسی قسم کے مسائل میں جن کی حقیقت نہیں معلوم ہوتی۔ مگر گہری نظر سے۔ درحقیقت وہ مولوی صاحب اہل نظر نہیں ہیں۔ کیونکہ:۔

(الف) پہلا فتوے یہ ہے دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے۔ وہ ہزاروں کے دعویٰ کیا ہے۔ کہ اس پر یہ حکم خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کہ ہم نے اتارا اس کو قادیان کے قریب (ب) پھر یہ فتوے دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے۔ باوجودیکہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف بخار کا بیٹا کہتا ہے (ج) پھر مولوی صاحب نے یہ فتوے دیا کہ خدا جھوٹا بول سکتا ہے۔ اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ سے کوئی سچی بات نہیں (د) اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا۔ باوجودیکہ شرط سلطان جو حقیقوں کے نزدیک ضروری ہے۔ نہیں پائی جاتی (ه) نیز جو اندہ شیخ عبد القادر جیلانی شیخ اللہ کا فتوے دیا۔ باوجودیکہ پہلا فتوے اس پر تھا۔ کہ یہ کلمہ شرک ہے: (و) اور کفار کے واسطے جواز تعمیر مسجد کا فتوے دے دیا (ز) اور یہ بھی فتوے دے دیا کہ جو مکانات کعبہ شریف کے گرد بنائے گئے جن کو مصلے کہتے ہیں وہ بدعت ہے: اور بھی مسائل ہیں جن میں محققین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ بلفظہ:

لیجئے۔ اس تحریر اپنے جد فاسد پر غور کیجئے اس سے ثابت ہے۔ کہ مولوی رشید احمد کے فتوے یا تحریر کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ اہل نظر نہیں ہیں۔ اور مصلحت اربعہ کو محققین کا راستہ لکھتے ہیں۔ خدا کے لئے اپنے بزرگوں کی کتابوں پر عمل کیجئے۔ یا یہ کہ آپ نے اس کتاب کو



دیکھا نہیں۔ اگر دیکھا ہے۔ تو یہ آپ کا ایمانی تقاضا ہے۔ اور مفتی بننے کے منگ میں جو چاہا سو کرے۔  
 مفتی جو ہوئے۔ میں نے ایک راست گوزبانی مولوی سے پوچھا کہ مفتی کس کو کہتے ہیں۔ تو اس نے  
 مجھے جواب دیا کہ مفت خوروں کو۔ میں نے کہا سچ ہے وہاں یہ قوم میں اسی قسم کے مفت خور مفتی ہیں  
 اسم بسمے:- قولہ۔ مطالبہ نمبر ۱۵ کیا یہ مصلیٰ بنی علیہ السلام یا خلفاء راشدین یا انکے مقرر  
 کئے تھے۔ اگر یہی امر ہے تو اس کا ثبوت دیجئے۔ ورنہ ہر وہ امر جو قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہوا ہو  
 اور اس پر اربعہ اولہ سے کوئی دلیل نہ ہو اسے تمام متقدمین نے مذموم لکھا ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۲  
 سطر ۱۲: اقول۔ آپ کے اس مطالبہ کا جواب آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ (مولود شریف) میں مفصل دیا  
 جا چکا ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کسی ایک عالم کا تقدیر میں سے نام تو لکھا ہوتا جسے  
 مذموم لکھا ہو۔ یا جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ کیا مدرسہ دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 یا خلفاء راشدین یا انکے مقرر کیا تھا۔ یا آپ کے جد فاس مولوی محمد نے جو مسجد لودھیانہ میں  
 دو منزلی بنوائی۔ وہ خیر القرون میں ہی تھی؟ یہ مذموم ہے یا نہیں؟ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہر امر  
 جو خیر القرون میں ہوا ہو قابل عمل نہیں۔ مثلاً مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 رو برو دعوت کیا۔ اور اس کسمائے سجاح سے نکاح کر کے مہر میں صبح و عشا کی نمازیں معاً  
 کر دیں۔ اب آپ کو لازم ہے کہ مسیلمہ کذاب کی پیغمبری پر ایمان لادیں یا صبح و عشا کی نماز معاً  
 کر دیں۔ اور یزید علیہ بالیسحقہ نے شراب کو حلال کر دیا تھا۔ تو آپ کو لازم ہے کہ شراب کو حلال  
 جان کر پیالیں۔ کیونکہ خیر القرون میں یہ بات پیدا ہوئی تھی۔ اسی طرح علم صرف و نحو و کلام و مدارس  
 خائفہ۔ رہا طین خیر القرون کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کے پڑھنے یا ان میں کہنے کا انکار کریں۔ یا  
 قرآن شریف جواب چھاپے کے موجود ہیں۔ ان پر تلاوت نہ کریں۔ ذرا ہوش میں آؤ۔ یہ ہوشی  
 ابھی نہیں بنی۔ قولہ۔ بعض مطالبہ نمبر ۱۵۔ تفریق جماعت آپ کے نزدیک مذموم ہے۔ اگر ہو تو کیا  
 ان چار مصلوٰں کے ہونے سے جماعت میں تفریق پیدا نہیں ہوتی۔ اگر مذموم نہیں تو کوئی دلیل  
 شرعی لا کر اس امر کو ثابت فرمائیے۔ بلفظ صفحہ ۳۲: اقول۔ تفریق کا مسئلہ لکھ دیا ہوتا کہ اس طرح  
 یہ تفریق جماعت ہوتی۔ مولوی رشید احمد کا سبیل الرشاد میں لکھا ہوا آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ  
 لکھتے ہیں۔ کہ ایک جماعت ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے۔ اور شریک  
 جماعت نہیں ہوتی اس سے تکرار جماعت لازم آتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳ سبیل الرشاد:

۱۵ دو منزلی مسجد جو لوگوں کے چندہ سے بنائی گئی تھی۔ ہزار مندرجہ



میں کہتا ہوں کہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے حج کرنے سے پہلے اس امر کو لکھا ہے ورنہ میں نے پچھتم خود دیکھا ہے۔ وہ اس طرح پر ہے کہ صبح کی نماز علی الصبح سب سے پہلے امام شافعی کے مصلے پر ہوتی ہے۔ اور تمام لوگ جو اس وقت حاضر ہوتے ہیں خواہ کسی مذہب کے ہوں امام شافعی المذہب کی اقتدار کرتے ہیں۔ چنانچہ میرا خود یہی عمل رہا ہے۔ اس کے بعد امام مالکی المذہب کی نماز کا وقت ہوتا ہے جو لوگ اس وقت حاضر ہوتے وہ انکے پیچھے اقتدار کرتے ہیں۔ اس کے بعد حنبلی مذہب کے لوگ جو موجود ہوتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ ان سب کے بعد جب خوب دشمنی ہو جاتی ہے تو اس وقت امام حنفی المذہب کا وقت ہوتا ہے۔ اور امام صاحب تشریف لاتے ہیں۔ اور مقتدی بھی اس وقت آتے ہیں۔ وہ کثرت سے لوگ نماز امام حنفی المذہب کے پیچھے پڑھتے ہیں خواہ کسی مصلے پر لوگ ہوں۔ لیکن امام حنفی المذہب اپنے مصلے پر جو کعبۃ اللہ سے جانب شمال ہے۔ کھڑے ہوتے ہیں۔ باقی چاروں نمازیں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء سب سے اول امام حنفی المذہب پڑھاتے ہیں تمام لوگ۔ باقی ہر مذہب کے ان کے پیچھے اقتدار کرتے ہیں۔ نہ تکرار جماعت ہوتا ہے نہ افتران جماعت۔ یہ سب باتیں معترضاتہ ہیں۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب مصلات کے اربعہ کوزیون یا بدتر جلتے میں حق پر تھے۔ اور ان کے پاس شرعی دلائل اور براہین قویہ مصلات کے زیون یا بدتر جلتے کے موجود تھے۔ توحج کے موقع پر علماء و مفتیان اربعہ مذاہب سے اس کا فیصلہ کر کے ان سے فتوے لیتے اور فیصلہ ہو جاتا۔ مگر ان علمائے کے رد و بات کرنا کالے دارو کا معاملہ ہے یہاں ہندوستان میں بے باکی سے جو چاہا لکھ دیا۔ گالیاں دیدیں۔ رشوت خواری کا الزام لگا دیا۔ بھوکا دی۔ اپنی فضیلت لکھ دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنا شاگرد بنا لیا۔ مگر مزہ جب تھا کہ اس مسئلہ کو حرمین شریفین میں طے کرتے۔ ممکن ہے۔ آپ یہ کہ دیں کہ علماء دیوبند پر یہ افتران ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بناتے اور لکھتے ہیں۔ مگر حضرت انرا کرنے والے سب سے بدترین ہیں۔ لیجئے میں آپ کے اطمینان کے لئے مولوی خلیل احمد صاحب کی کتاب براہین قاطعہ مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب کو دکھلاتا ہوں کہ وہ کیا لکھتے ہیں۔ دیوبند اور مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے۔ کہ صد ہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے۔ اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک مرد صالح فخر عالم علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ



زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ الخ برائین قاطعہ صفحہ ۲۷ سطر ۸  
 دیکھئے آپ کے موصولہ کی وضعی جواب جس سے علماء دیوبند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم اعلم علوم الاولین والآخرین کا استاد قرار دیا گیا۔ کہ جب علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا تب  
 اردو بولنا آگیا۔ اور اگر ان سے معاملہ نہ ہوتا تو حضور کو اردو بولنا نہ آتا۔ معاملہ بھی گویا ابھی پڑا تھوڑا  
 ہی عرصہ ہوا پہلے کچھ معاملہ علمائے دیوبند کے ساتھ نہ تھا نہ تھا معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا معاملہ تھا  
 جواب آن کر پڑا۔ اور یہ اردو زبان آگئی۔ نعوذ باللہ من ذلک الخرافات والخرعہ عیلات۔ واقعی  
 جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علماء دیوبند کی صحبت میں چند عرصہ تلمذ کرنے سے اردو  
 زبان آگئی۔ تو شاگرد ہونے میں کیا شبہ رہا۔ یہ مسلمہ بات ہے۔ کہ استاد کا درجہ شاگرد سے اعلیٰ ہو  
 وارفیع ہوتا ہے۔ اسی طرح علماء دیوبند کو علماء حرمین شریفین سے افضل لکھا ہے صفحہ ۱۸۔ ۱۹ براہین  
 کا دیکھو۔ مگر جب علماء دیوبند یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ تو علماء  
 حرمین شریفین کس شمار میں ہیں۔ العیاذ باللہ چونکہ مدرسہ دیوبند اور اس کے علماء کی تعریف  
 میں دیوبندیوں نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔ اس لئے میں حالات مدرسہ اور ان کے  
 علماء مدرسین و متہمین کے ایک معتبر رسالہ منظوم سے دکھلاتا ہوں۔ جو ایک راستگو مولوی صاحب  
 نے ظاہر کئے ہیں۔ رسالہ منظوم مسماۃ تدریس عربی دیوبند کا مرقع۔ اعلیٰ واقعی حالات مصنف حضرت  
 مولانا مولوی منظور الحق صاحب پشتر کا اقتباس۔ بلفظ جو مطبع اختر ہند سہارنپور میں طبع ہو کر  
 شائع ہوا مولانا فرماتے ہیں :-

غائبانہ ہر چہ در سماعاں شدہ بر خلافتش دیدہ چشماں شدہ

تانشتم من گرفتہ پیشین واقعی حالات را جویاں شدہ

بے دیکھے جو کچھ سنا گیا۔ اس کے خلاف آنکھوں نے دیکھا۔ جب میں پیش لے کر آیا تو میں نے

اس مدرسہ دیوبند کی تغلیش کی۔ حالات واقعی کو لکھتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں

کہ الحق مرثیہ ہے۔ لیکن جو سچ کہنے والے ہیں وہ سچ ہی کہتے ہیں :-

پہر ز سخوت چند مخالاں شدہ مدرسہ از رنگ شاں نالاں شدہ

گشتہ سہ یک بر سر طغیاں شدہ مدرسہ از رنگ شاں گریاں شدہ

گشتہ سہ یک دیکے گشتہ سہ

مات بر تثلیث تر سیاہاں شدہ



یعنی چند لوگ مغرور تکبر سے بھر گئے۔ اس لئے مدرسہ ان کی شرم سے روتا ہے۔ اور تین ایک ہو کر سرکش ہو گئے۔ مدرسہ ان کے عیب سے روتا ہے۔ تین ایک ہو گئے۔ اور ایک تین ہو گیا۔ عیسا یوں کی تسلیت پر مات ہو گئے۔ ابتداء مولوی ذوالفقار علی اور مولوی فضل الرحمن مرحومین عمر مدرسہ تھے۔ جب ان تینوں کا زور ہوا۔ تو ان کا بس نہیں چلتا تھا۔ انہوں نے اپنی ڈاہڑیوں کو ان کی سرکشی سے بچا یا جن تین مغرور متکبروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تین یہ ہیں۔ ایک جنیب (تصغیر جنیب کا بمعنی ناپاک خن کو غسل کی حاجت ہو)۔ دوسرا کھوکھی تیسرا کنعان (پسر ناعلف حضرت نوح علیہ السلام)۔ ان تینوں سرکشوں نے مولانا ابوالخیرات سید احمد صاحب کو بہت رنج دیا جب کہ انہوں نے مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ نکالا۔ اور مولانا نے اس بات سے منع کیا۔ اس پر ان کے ساتھ الجھ گئے۔ تب انہوں نے مدرسہ کو چھوڑ دیا۔ اور کھوکھی صدر بن گیا۔ ۵

آں جنیب اہلیہ اش قبل اطلاق فی المودۃ ہدیہ کنعان شدہ

مے گذارم تو غیلا اش نکش واہ وابرخلہ خللاں شدہ

یعنی جنیب کی جو ر و طلاق سے پہلے دوستانہ میں کنعان کو تحفہ دی گئی کہ میں اس کو چھوڑتا ہوں تو بھی اس کا مزہ چکھ لے۔ واہ وا۔ کیا اچھی دوستی ہے۔ جب اس عقیفہ نے یہ بات نہ مانی تب اس نافرمانی کی وجہ سے کنعان سے اس نے اپنی عزت بچائی۔ اس کو طلاق دے دی اور جب دوسرے شخص سے نکاح ہوا تو اس نے اس بات کی تصدیق کی۔ اس کے بعد کنعان کی جو ر و پردہ جنیب شخص سے اٹھالیا گیا۔ یہ بات دیوبند میں مشہور ہے۔ کہ کنعان کی جو ر و کا پردہ جنیب نے نہیں رہا کہ وہ جب وٹی کھانے بیٹھتا ہے۔ کہ کنعان کی جو ر و اس کو شکھا جھلتی ہے۔ اور بہت سے بھید ہیں۔ جو بوجہ شرم ظاہر نہیں کئے جاتے۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم مرحوم نے وصیت کی تھی جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا کہ ۵

گاہ از اولاد من فی المدرسہ لایلج احد ملازم آں شدہ

کہ سیری اولاد میں سے کوئی مدرسہ میں ملازم نہ رکھا جائے یہ وصیت ان کی از روی کشف تھی جس کے چھوڑنے سے یہ خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے بیٹے کا حال ان پر ظاہر گیا۔ جو اس کو خواہشات نفسانی کا تابع دیکھا۔ یہ مدرسہ ان کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔ مولانا مرحوم اپنے بیٹے سے تمام عمر ناراض رہے۔ مرنے کے بعد کیسے راضی ہو سکتے ہیں۔ وہ وصیت ان سرکشوں نے کم کر دی اس وقت کے خلاف کرنے سے یہ تمام خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے کہنے سے موم کی ناک کھوکھی



نے مشورہ کر کے مدرسہ کو کنگان کے سپرد کر دیا۔ اس کا وبال گھوگھی پر ہوا۔ تب جنیب مولانا رشید احمد کے پاس گیا۔ تاکہ کنگان کا اصل حال معلوم ان کو نہ ہو۔ ہر وقت ان کے پاس رہتا کسی کو موقع نہ دیتا کہ کنگان کا حال مولانا سے کہے۔ پھر مدرسہ میں چھ مشورہ پیہ کی چوری کر لی۔ اور محرم پر اس کا الزام لگایا۔ حالانکہ کنگی اس کی کنگان کے پاس تھی۔ پھر کنگان کو حلف دی گئی۔ اس نے حلف لینے سے انکار کر دیا۔ اور مولانا ظہور الحسن جھنجھالی نے جو ان دنوں دیوبند میں سب جبار تھے مولانا رشید احمد سے سب حال کہ دیا۔ کہ کنگان نے محرم سے کنگی لے لی تھی وہ جو نہایت کارستانی کنگان کی ہے۔ اس پر دو گواہوں نے گواہی دی۔ اور کنگان پر جرم ثابت کیا گیا۔ اور اسکو مدرسہ برخواست کر دیا گیا تب گھوگھی (فاختہ) مولانا صاحب رشید احمد کے پاس گیا بہت چالبوسی کی اور پھر بحال کر دیا۔ اور مولانا کا حکم نہ مانا۔ ان کی سرپرستی برائے نام تھی۔ جب مولانا فوت ہوئے تو جنیب وہاں سے چلا آیا۔ اور کنگان کا مددگار ہو گیا۔ ۵

گشتہ آن کنگان ملاح اقتناس کو تکبر سر بر ملاں شدہ

کنگان شکار کرنے کا ملاح ہو گیا۔ اور تکبر سے سرا سر بھر گیا۔ ۵  
اشتغال او بطلاب صغار مرتکز و در طبع آن کنگاشد

چھوٹے طالب علموں سے اس کی مشغولی طبیعت میں گرت گئی۔ تمام اہل مدرسہ اور ساکنان دیوبند کنگان کی اس حرکت سے واقف تھے۔ اور مختلف اوقات اس کے جھکڑے پیش آئے۔ مگر مدرسہ والے اس کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ۵

جملہ داند اہل مدرسہ گرچہ اخفائش ز خوف آن شد

تمام مدرسہ والے یہ سب حال جانتے ہیں۔ مگر اس کے خوف سے چھپاتے ہیں۔ نظام حیدر آباد سے جو وظیفہ مدرسہ کو ملتا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ کنگان اپنے گھر بیٹھا لیتا ہے۔ اور مبلغ ایک سو نوے روپے (بالعہ) مولوی محمد قاسم کا بیٹا لیتا ہے حالانکہ اس کے باپ ایسی نیا پر لات مارتے تھے۔ اور ان کا بیٹا حلال و حرام میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔ ۵

کبر و ہم نخوت کہ ماہم بالغیہ مرتکز اندر صد ور شاں شدہ

لا یحب کل محتال فخور نص قاطع وار و قرآن شدہ

تکبر و غور جس کو وہ نہ پہنچے گے وہ ان کے دلوں میں گڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ امتکبر اور فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ قرآن کریم میں یہ صاف ہے ۵



راہ وسطا قاسمی گنڈا شستند مبتغی راہ معوجاں شدہ

قاسم کے درمیانی راستے کو چھوڑ دیا۔ اور کجراہوں کی راہ کے طالب ہو گئے جس شخص کو ان کے حالات دریافت کرنے ہوں۔ وہ ان کی خیانتیں معلوم کر سکتا ہے۔ لیکن جو کوئی ایسی بات کرے۔ اس کو مدرسہ سے ایسا نکال کر پھینک دیتے ہیں جیسے دوسروں میں سے کبھی کو نکال دیتے ہیں۔ چنانچہ اہل دیوبند سے تین ممبر تھے۔ ان میں سے دو ممبروں کو اسی وجہ سے نکال دیا کہ وہ واقف شدہ اور مانع تھے۔

ہر چہ نے خواہند خود بامے کنند اہل شورے فیل راوندان شدہ

یہ لوگ جو چاہتے ہیں۔ وہی کر لیتے ہیں۔ اور اہل شورے ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں (نکالنے کے اور کھلنے کے اور)

کادہ فرش مکان مہتمم درج در مدرسہ حساباں شدہ

مہتمم مدرسہ کے لئے فرش خریدا گیا۔ اور مدرسہ کے حساب میں لگایا گیا۔ ان ہر دو ممبروں نے خود دیوبند کے قلعے اعتراض کیا۔ اسی سبب سے ان ہر دو ممبروں کو مدرسہ سے نکال دیا۔ اور جو غاصب اوقات تھا۔ اس کو رکھ لیا۔ باقی تمام ممبر باہر کے ہیں۔ کاش دیوبند۔ کے ممبر ہوتے تو ان کا حال کھلتا۔

کان یک اوقاف بخاری غضب کرم غضب اولہ خلق کے پنہاں شدہ

ابھی مسی شاہ بخاری کے اوقاف کا غضب کیا لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ دیوبند میں شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کی مسجد ہے۔ اس کے نیچے بازار ہے۔ وہ مسجد کے ساتھ وقف ہے۔ اس کی تمام آمدنی غضب کر کے کھا لیتے ہیں۔ اس بات سے مولوی منفعت علی مدرس نے ان کے خلاف مقابلہ کیا کہ وقف کی آمدنی محفوظ ہے۔ ان سب نے ایک کر کے مولوی صاحب پر چھوٹے الزامات لگا کر مدرسہ سے نکال دیا۔ اور ان لوگوں کو رکھا جو ان کے ہاتھ پاؤں چومیں۔

سجے غلماں گریزانتہ مسند تدریس را شایاں شدہ

ایک خود پسند نو نڈول کو بہکانے والا مدرسہ کی مسند کے لائق ہوا۔

تضرب الاجر اس فی اوقافھا شہد ضرب جس ترسایاں شدہ

اس مدرسہ میں اپنے وقتوں پر گھنٹے بجتے ہیں۔ جو عیایوں کی مشابہت ہے۔

یحسبون یحسنون مشعوم جملہ کار ہائے شان شدہ



سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان کے سب کام ارکارت ہو گئے۔  
 اُن حضرات کو بھی کر وہ ہپ شدائین ورا زوار شاں شدہ  
 مثل کو بھی مدرسہ ہم ہپ شود۔ اُن رفتہ کو نشان اُن شدہ  
 دیوبند میں تجارت کی کو بھی مسلمانوں کے روپیہ سے ہوتی تھی۔ اس کام کثیر المنفعت کھا گیا تھا  
 میرے ذمہ بھی اس کا لکھنا تھا۔ جب میں مراد آباد تھا۔ سنا کہ کو بھی ٹوٹ گئی۔ وہ روپیہ میں بنے  
 دیوبند کو بھیج دیا۔ لیکن جب دیوبند میں آکر پوچھا تو اس روپیہ کا کچھ پتہ نہ لگا۔ بہت لوگوں کو جو  
 کئے۔ اب تک معصوبہ حصص باقی ہیں۔

مال مفت و ہم دل برحم شاں گنج للہی و ران ویراں شدہ

گویا مال مفت اور دل بے رحم کی طرح سب خور و برد ہو گیا۔ مدرسہ کی ابتدا اس طرح ہے کہ  
 چند طالب علم کو ہاٹ سے پڑھنے کے لئے ہندوستان میں آئے۔ پڑھانے والے کو ڈھونڈتے ہوئے  
 دیوبند میں پہنچے۔ حاجی صاحب (شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ) نے ان کو خط لکھ کر مولانا محمد قاسم  
 صاحب کی خدمت میں میرٹھ بھیج دیا۔ اور ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ چند بڑے مولوی جب  
 جائیں گے تو نماز کا مسئلہ بھی بتلانے والا کوئی نہ ہوگا۔ غرضیکہ حاجی صاحب اور مولوی محمد قاسم  
 نے چندہ کر کے مولوی محمود دیوبندی کو میرٹھ سے بلوا کر مدرسہ مقرر کر دیا۔ اور مدرسہ چل نکلا۔

در شمول قاسم علم ہدے مظہر انوار بے پایاں شدہ  
 داشت او با حضرت قاسم و داد بودہ قالب و دے یکجاں شدہ  
 این حریفان میں کہ از جہل نہ گئے تفرقہ اندازہ بین شان شدہ

ان سرکشوں نے جہالت اور اندھے پن سے ان دونوں میں بھی تفرقہ ڈال دیا تھا۔  
 یہ ہے حالت مدرسہ اور مدرسین اور مہتممین کی جو ناگفتہ بہ ہے۔ اس پر دعویٰ لاف و گرافٹ  
 یہ ہے کہ علمائے مدرسہ دیوبند علمائے حرمین شریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً سے افضل ہیں  
 اور خاک بدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی استاد ہیں۔ البیاد باللہ آدم بہر مطلب  
 مگر یاد رہے کہ میرے نزدیک تمام مسلمانان کے عقیدہ میں سوائے وہابیہ دیوبندیہ کے (جو  
 مسلمان ہی نہیں) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان کی زبانیں اور تمام دنیا کے  
 علوم خدا کے فضل سے جانتے ہیں۔ اور ہر زبان میں بے تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں۔ اور یہ بات  
 بالکل آپ کے صالح کے خرابانغوا اور یہودہ ہے۔ کہ وہ اردو زبان جانتے نہ تھے۔ اور



پہلے کبھی ہندوستان کو جانتے بھی نہ تھے۔ اور بڑے بڑے اکابر اولیاء کرام اور مجتہدین عظام جو ہندوستان  
 میں گزر چکے ہیں۔ ان سے کبھی معاملہ ہی نہیں ہوا۔ اور اب علمائے دیوبند سے جو آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ ان سے معاملہ ہوا۔ یہ خواب  
 ہی جھوٹی ہے۔ ردی ہے۔ اور اضعافِ احطام ہے۔ اور یہ کذب عدا آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم پر لگایا گیا۔ جس کی وعید میں حضور کا ارشاد ہے۔ من کذب علی متعمداً اقلیتہ مقعدہ  
 من النار ابداً میں قرآن شریف سے بتلاتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ملک کی زبان جانتے  
 ہیں اور ہر ملک کے آدمی کے ساتھ اس کی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں۔ یہاں میں اپنی طرف سے کچھ  
 نہیں کہتا۔ ایک تحریر دکھلاتا ہوں۔ وہ یوں ہے: من ارجح النبوت ترجمہ باریج النبوت حضرت شیخ عبدالحق  
 محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ جلد اول۔ صفحہ ۱۷۳۔ وقال اللہ تعالیٰ قل یا ایہا الناس انی رسول  
 اللہ الیکم جمیعاً یعنی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق کہ میں فرستادہ خدا ہوں  
 طرف تم تمام کے و ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیروا وذنابوا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نہ بھیجا ہم نے تجھے مگر طرف تمام کی انسانوں کے بشارت دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور یہ یعنی  
 فرستادہ ہونا طرف تمام کی انسانوں کے اس مکرور خصائص سے ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ و ما  
 ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیسبین لہم۔ یعنی نہیں بھیجا ہم نے رسول سے من  
 بیانیہ ہے۔ مگر اس قوم کی بسان کر کے تاکہ بیان کرے واسطے اس قوم اور ترجمہ یہاں ایک  
 بھی فائدہ بیان کرتا ہے۔ شجرہ رفع کرنے کے واسطے اوپر کی آیتوں اور اس آیت سے معلوم ہوا  
 کہ حضرت تمام جہاں کے لوگوں کی طرف مرسل ہیں۔ اور سب کی زبان سے دعوت اور بیان کرتے  
 ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب میں تھے۔ اور زبان عربیہ ہر  
 ملک والوں کی زبان کے مخالف ہے۔ جواب یہ ہے کہ ثابت ہوئی ہے۔ یہ بات کہ حضرت صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ملک کے آدمی سے اسی کی زبان سے دعوت کی ہے۔ چنانچہ حدیث  
 میں ہے۔ اور مشہور ہے کہ ہندوستان کے راجوں سے مکن پورہ پورہ کے راجہ نے اپنے چوہا  
 کو پان اور چونہ وغیرہ لے کر کے کو بھیجوا یا۔ اور کہا کہ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیجو اگر  
 اس کو اس کے آئین سے کھائے۔ اور تجھ سے بات ہماری زبان میں کرے تو جانتو برحق پیغمبر  
 ہے۔ جب یہ اس راجہ کا فرستادہ وہاں پہنچا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پان اس  
 سے لے کر چونہ لگا کر تناول فرمایا۔ اور کلام اس کی بسان سے ساتھ ان لفظوں کے کی :



تقریر اور جو کچھ کمال ہو۔ پس تخصیص کی اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی ان کی قوم سے اور بھیج دیا ہمارے پیغمبر کو طرف تمامی خلق کے جس طرح اس سرور نے فرمایا۔ بعثت الی اکاسود و اکاحمر یعنی بھیج دیا گیا میں طرف اسود کے اور احمر کے۔ احمر سے مراد اہل عجم ہیں۔ کہ رنگ ان کے سرخ اور سفید ہوتے ہیں۔ اور اسود مراد عرب وغیرہ ہیں۔ کہ رنگ میں ان کے سبزی ہے۔ بلفظ مردود ہوا خواب آپ کے صالح کا۔

**قولہ۔ فتح الباری میں ہے۔** قوله محدثا تھا بفتح الخ۔ ترجمہ۔ محدثات وال کی زبردستی جمع ہے۔ محدث کی مراد ساتھ اس کے وہ چیز کہ نئی نکالی گئی ہو۔ اور نہ اس کی اصل شرع میں نام رکھا جاتا ہے۔ اس کا عرف شرع میں بدعت وہ چیز کہ ہو اس کی اصل شریعت میں نہیں ہے بدعت اور بدعت عرف شرع میں بری ہے۔ بخلاف لغت کے صفحہ ۳۲۔ سطر ۱۶

**اقول۔** فتح الباری سے جو آپ نے بدعت کی تعریف لکھی ہے۔ وہ ہمارے خلاف نہیں کیونکہ بدعت مذمومہ وہی ہے۔ جو خلاف حکم خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نئی بات پیدا کی جائے۔ سو اس میں کسی حکم کی مخالفت نہیں ہے۔ اور اس کی اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور قرآنی حکم ہے۔ کہ ادلی الامراء اس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔ پس جب یہ مصالحت اربعہ بحکم بادشاہ ادلی الامر مصلحتاً بنائے گئے ہیں۔ تو کیونکر بدعت مذمومہ ہوں گے بدعت کی کئی اقسام ہیں۔ جن کی تفصیل اور تعریف اکثر کتابوں میں درج ہے۔ بالفعل ایک کتاب سے مختصراً تحریر کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو بدعت کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور بار بار بدعت اور خیر القرون کا ہی وظیفہ نہ کر لیجئے۔ اس کا جواب متعدد جگہ پر لکھا آیا ہوں۔ لیجئے بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ بدعت کیا چیز ہے :

## بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام

جامع الفتاویٰ حضرت مفتی سید عبد الفتاح صاحب حسینی القادری گلشن آبادی جلد اول صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۸ مطبوعہ ممبئی سنہ ۱۳۳۳ھ بمطابق معلوم ہوئے کہ جمہور علماء کے نزدیک اصل بدعت دو قسم ہیں۔ ایک بدعت بدیہ جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ دوسری بدعت ضلالہ جس کو سید بولتے ہیں فصل الخطاب میں امام جزیری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔ قال الجزری فی النہایۃ البدعۃ بدعتان بدعت ہدی و بدعت ضلالۃ فما کان فی خلاف ما امر اللہ بہ



ورسوله فهو في حيز الذم وما كان واقعاً تحت عموم مآذبات الله اليه وحض  
 عليه اور رسولہ فهو في حيز المذموم ايتمکما حضرت جزی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت میں  
 بدعت و قسم پر ہے۔ بدعت بدعت غلطہ جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے۔  
 سو وہ کام برائی میں داخل ہے۔ اور جو واقعہ ہے۔۔۔۔۔ نیچے عموم اس حکم کے جو اللہ نے  
 فرمایا۔ اور اس کی رغبت و لائی۔ یا اس کے رسول نے فرمایا تو وہ کلام بھلائی میں داخل ہے۔ کلام  
 بھی ظاہر ہے۔ اور حرام بھی ظاہر ہے۔ مگر ان کے درمیان میں مشتبہات اشیا ایسی ہیں۔ کہ ان کے  
 لئے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ بحکم الاصل فی الاشیاء اباحتہ عند الجمهور سب تحقیق  
 کے نزدیک ہمہ اشیا جب تک حرام کا حکم نہ آئے اپنی اصلیت اباحت پر ہیں۔ کل بدعة  
 ضلالة مخصوص بعض ہے۔ اس حدیث کے سبب کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من  
 سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجور  
 شیئی ومن سن فی الاسلام سنة سيئة كان عليه وزر من عمل بها من غیر ان  
 ینقص من اذناہم شیئی: ترجمہ۔ جس نے اسلام میں طریقہ نیک نکالا اس کو اس کا اجر  
 ثواب ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ پر عمل کرے گا۔ اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔ لیکن  
 اس عمل کرنے والے کے ثواب میں کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جس نے اسلام میں طریقہ بد نکالا۔ اس  
 کو اس کا عذاب ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ بد پر عمل کرے گا۔ اس کا عذاب بھی۔ لیکن اس پچھلے  
 عمل کرنے والے کے عذاب میں کچھ کم نہ ہوگا۔ اور حدیث دوسری بھی اس کے متعلق ہے من  
 احداث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہود۔ جس نے نواہج کیا ہمارے دین میں جو کچھ  
 کہ اس دین سے تعلق نہیں رکھتا پس وہ روئے سنت کا لفظ باعتبار معنی لغوی کے نیک اور  
 بد دونوں کو شامل ہے۔ کل بدعة ضلالة عام مخصوص البعض اس معنی میں ہونی کل بدعة  
 سيئة ضلالة یعنی جو بدعت سیئہ ہے وہ ضلالة سیئہ ہے اور جو بدعت حسنة ہے وہ ہدایت ہے۔ امام  
 شافعی نے فرمایا احداث وخالف کتاباً او سنة او اجماعاً او اثرافہو البدعة الضلالة و  
 احداث من خیر و لم یخالف شیئاً من ذلك فہو البدعة المحمودة جو فعل یا قول ایسا  
 نیا نکلا کہ مخالف نہ ہو کتاب (قرآن) یا سنت (حدیث) یا اجماع امت سے یا کسی اثر سے ہو  
 بدعت حسنة یا محمودہ۔ یعنی تعریف کے لائق ہے۔  
 مطلق بدعت پانچ قسم کی ہے۔ یا اتفاق اکمہ اربعہ و جمهور علماء کے نزدیک ہے۔



**اَوَّلُ:**۔ حاجہ جیسا کہ تصنیفات تفاسیر و شروح احادیث و کلام اسانی کتاب سنت  
 و تدوین کتب تصویف و احوال و فروع فقہیہ و نحو و صرف و لغت و معانی و بیان اور جو کچھ دین میں  
 اصلاح و تعلیم و تعلم علوم و تالیفات و تفریق بتدعیہ جیسے نئے سوالات نکلتے گئے ویسے نئے جوابات  
 بنانا بھی علماء پر واجب ہوا ہے۔ سو ہم۔ مستحبہ۔ جیسے بنامدارس و خاتقاہ و مسافر خانہ و دارالشفار  
 و سرور میلاد و سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام نیکی اور ثواب کے کام جو قرون ثلاثہ میں نہ  
 تھے۔ سو ہم عیاہ۔ جیسا کہ مصنفہ خانہ کے بعد اور توسیع طعام لذیذ و عیالیں فاخرہ۔ و عمارت  
 جمیلہ بشرطیکہ مال حلال سے ہو۔ اور باعث فخر و نخوت نہ ہو۔ اور استعمال غریب و زیادتی اسباب  
 خانہ:۔ چہاں کہ ہم۔ مکروہ۔ جیسے آرائش مساجد و مصاحف سونے روپے کے نقش و نگار  
 سے و تجل فروش و سواری وغیرہ:۔ پنجم۔ محرمہ۔ جیسا کہ مذاہب روافض و خوارج و معتزلہ  
 و جہریہ و قدریہ و مرجیہ و مجسمہ و غیر ہم اسراف کے کام اور تفصیل اس کی سفینۃ النجاة میں مرقوم  
 ہے روایت ہے کہ تراویح کی نماز میں رکعات روشنی کے اہتمام کے ساتھ حضرت عمرؓ بن الخطاب  
 مزین المسجد والمنبر و المحراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جاری ہوئی۔ آپ نے فرمایا  
 نعت: البیداعہ ہذا یعنی یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے چند روز پر بھی تھی۔ وہ سنت ہے۔ اور بحکم علیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدین  
 یعنی تم کو میری سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔ اسی طرح جو کام خلفاء راشدین نے نکالا۔ اس پر بھی  
 سنت کی طرح عمل کرو۔ الخ۔ بلفظ: لیجئے یہ مختصر ابدعت کی تعریف کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ میری  
 مؤلف کتاب الدرامکون فی دعاء الطاعون میں کسی قدر تفصیل سے ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے  
 اس سے آپ کے فیوض محمدیہ کی حقیقت بھی ظاہر ہو گئی ہے۔ اور فتح الباری کی عبارت ہمارے  
 لئے مفید اور آپ کے لئے معزز اور غیر مفید۔ اور مصطلحات اربعہ۔ اگر بدعت اول میں شمار نہ ہوں  
 تو بدعت مستحبہ قسم دوم میں تو داخل ہیں:۔ آپ کی کرکری دور ہو گئی۔ ہاں بدعت و یونہد میں ہر وقت  
 گھنٹہ بجے تو وہ بدعت نہ ہو۔ بلکہ ہندوؤں اور نصاریٰ کی سنت ادا ہو۔ شرم!۔



# باب ہفت دہم

## عقیدہ نمبر ۲۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد شریف  
اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام مثل  
ہنود۔۔۔ فتوے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶-۱۷

**قول اول۔** توضیح مطالبہ نمبر ۱۶۔ بر عقیدہ نمبر ۲۲۔ آپ نے مولوی رشید احمد صاحب مرحوم  
کے فتاویٰ کے صفحہ ۱۶-۱۷ کے حوالے پر یہ لکھا ہے۔ کہ اس میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد الہی شریف اور گیارہویں شریف حضرت ثقلین  
کا کھانا حرام ہے۔ مثل ہنود۔ مولوی صاحب مرحوم کے فتاویٰ کا صفحہ ۱۶-۱۷ پر یہ عبارت نہیں  
ہے۔ لیکن اس عبارت سے جو ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لکھا جاتا ہے عقیدہ نمبر ۲۲  
سے ظاہر ہے کہ شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی اور کھانا پیرانہ برحمتہ اللہ علیہ کے نام کا جو ہوا  
اس کا کھانا حرام ہے۔ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ جو کھانا کچھ اور اللہ کے نام کا  
نہ ہو۔ بلکہ کسی نبی یا ولی کی تکریم کا ہو۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ صفت ۳۳۔ ص ۱۶  
**اقول۔** مفتی جی عبارات مندرجہ کا انکار کر کے اپنی عادت کو ضرور پورا کیجئے۔ بندہ خدا  
اگر یہ عبارت یا مطلب اور ان کے فتاویٰ میں موجود نہیں۔ تو آپ اپنی طرف سے ان کے ضمانتی  
وکیل بن کر جواب کس بات کا دیتے ہیں۔ اگر عبارت موجود نہیں۔ اور ان کے صفحہ ۱۶-۱۷ پر یہ مطلب  
نہیں تو صرف اتنا لکھنا کافی تھا۔ کہ جو کچھ لکھا ہے۔ وہ فتوے میں موجود نہیں جس کا جواب بھی کچھ  
نہیں دوسری بات آپ نے اپنے دل سے بنا کر یہ لکھ دی۔ کہ شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی یا  
حضرت پیر پیرانہ علیہ الرحمۃ کے نام کی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ اور اس پر اہل سنت کا اتفاق  
حالا نہ میری تحریر میں نام کا کوئی ذکر تک نہیں۔ میری تحریر صاف ہے۔ کہ باہویں تلامذہ کو میلاد  
شریف میں جو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ یا گیارہویں تلامذہ کو کھانا اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اور  
فقراء وغیرہ کو کھانا کھلا یا جاتا ہے۔ اس کا کھانا حرام بتایا گیا ہے۔ ایک حلال اور طیب کھانے کو



حرام قرار دینا کس مسلمان کا کام ہے اور حضرت غوث الثقلین کی جگہ آپ نے لفظ غوث کو الٹا کر صرف لفظ ثقلین بلا تفہیم معنی اور مطلب لکھ دیا۔ اس لئے کہ غوث کا لفظ وہابیہ کے لئے سم قاتل ہے۔ گواہ اپنے بزرگوں کو برابر لکھا جائے۔ مگر حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایسا لکھنا شرک ہے۔ واہ سبحان اللہ!!! آپ کا خیال ناپاک اس طرف رجوع ہوا ہے۔ کہ جس طعام حلال و طیب و پاک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت غوث الثقلین کا نام طاهر مطہر آگیا ہے۔ اس لئے ان کے نام پاک کی تاثیر سے وہ طعام ناپاک ہو گیا۔ لاجول لا قوۃ الا باللہ العیاذ باللہ۔ دیکھو۔ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور مولشی جن کو داغ دیے کرتوں کے نام پر نام بنام کھاتے چھوڑے ہوئے تھے۔ ان کو تو اللہ تعالیٰ حلال فرماتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب حکم خداوندی ان کے حلال ہونے اور کھانے کا حکم فرماتے ہیں اور ان کا کرنے والوں کو شیطان کا لقب فرماتے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما جعل اللہ من یجیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلہ ولا حام اللہ یعنی ہم نے اللہ تعالیٰ نے مقرر نہیں کیا ہے بحیرہ سائبہ و وصیلہ اور حام کو مگر کفار بہتان باندھتے ہیں۔ خدا پر بوجہ بے عقل ہونے کے۔ اس کی تشریح تفسیروں میں اس طرح پر ہے۔

(۲) تفسیر جلالین میں زیر آیت شریف بالا میں اس طرح لکھا ہے۔ کان اهل الجاهلیۃ لفعار روى البخاری عن سعید ابن مسیب قال البحیره التي یمنع درها للطواغیت فلا یحملها احد من الناس والسائبۃ كانوا یسبونھا لا یمتنع حمل علیھا والوصیلۃ الناقۃ البکر تبکر فی قول افتاح الا بل انشی ثم انتھنی بعد کة یافتی كانوا یسبونھا لطواغیتھم ان وصلت احدھما بالآخری لیس بینھما ذکر والحام فحمل الا بل یضرب المضارب المعد ودة فاذا قضی ضرایہ ودهونا لمطواغیتھم واعضوۃ من الحمل فلم یحمل علیہ شیء وسموۃ الحامی کذا فی المعالم بلفظہ۔ ترجمہ اس کا مؤرخ القرآن میں اس طرح پر ہے۔ کفر کی رسمیں نہیں۔ کہ اگر کوئی بچہ بہائم پیدا ہوتا تو اس کو بت کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس کا کان بھاڑ دیتے اس کو بحیرہ کہتے تھے اور کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو بت کے نام پر آزار دے دیتے اور اس کا نام سائبہ تھا اکثر کی عادت تھی۔ اگر نر پیدا ہوتا تو اس کو بتر کے نام کا داغ دے کر کے چھوڑ دیتے یہ وصیلہ تھا۔ اور جس مادہ شتر سے دس بچے پیدا ہوئے ہیں تو اس پر مال اسباب اور اس کا استعمال کرنا موقوف کر دیتے تھے۔ یہ حام تھا۔ اھ







مگر مسلمان لوگ آپ کے فتوے کو ردی کے ٹوکڑے میں ڈال دیتے ہیں۔ اور ضائع کر دیتے ہیں۔ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ کیا رہویں اور بارہویں کی فاتحہ اور مولود شریف کی تشریح کی نسبت یہ ہے۔ کہ اس روز عمدہ کھانا پکا کر یا کوئی بکرا عمدہ پرورش شدہ ذبح کر کے پلاؤ اور گوشت پکا کر علماء و فقرا کو بلا کر۔ اور اس پر سورہ فاتحہ یا قرآن کریم کی چند آیتیں یا قرآن شریف کلمہ پڑھا ہوا ان کی خوشنودی مزاج کے لئے ان کے نام ایصال ثواب کر کے اور حاج میلو کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو معمول باسلام ہے۔ اور بس: قولہ غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے۔ الخ عبارت بحر الرائق ملخصاً صفحہ ۳۳:

اقوال۔ آپ نے نذر اور منت کے معنی نہیں بتلائے۔ نذر غیر اللہ کیا ہے۔ اور منت کیا ہے اور جو مطلب آپ نے بارہویں اور گیارہویں پر نذر غیر اللہ سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہے۔ دیکھئے لغت میں: نذر کے معنی برہان قاطعہ میں تحفہ درویشاں لکھا ہے۔ اور تفسیر احمدیہ میں صدقہ و خیرات لکھا ہے۔ یہی معنی نیار کے ہیں۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نذر یا منت مانے کہ اے پاک پروردگار اگر میرا فلاں کام ہو جائے۔ تو اس قدر مال یا کھانا فلاں درویش یا فلاں مدرسہ یا خانقاہ کے فقرا کو کھلاؤں گا۔ یا فلاں بزرگ کی فاتحہ یا روح کو ثواب پہنچاؤں گا۔ تو یہ سب جائز ہے۔ دیکھئے شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب النفاس العاقین میں فرماتے ہیں۔ در بیان حالات اپنے والد ماجد شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمۃ کے۔ حضرت ایشان مے فرمودند کہ فریاد بیگ را مشکلی پیش آمد۔ نذر کرو کہ یا خدا یا اگر این مشکل بسر آید این قدر مبلغ حضرت ایشان را ہدیہ دہم۔ آن مشکل مندفع شد آن نذر از خاطر او برفت۔ بعد چندیں اسب او تمار شد و نزدیک ہلاکت رسید بر سبب عدم ایفاء این وعدہ مشرف شدیم بدست یکے از خادماں گفتہ فرستادند کہ این بیماری بسبب عدم ایفاء وعدہ نذر است۔ اگر بسبب خود را سے خواہی نذر کرے را کہ در فلاں محل التزام نموده بفرست دے نادوم شد و آن نذر فرستاد ہماں ساعت اسب او شفا یافت انتہی۔ (دوسری جگہ اسی کتاب میں اس طرح لکھا ہے۔) بنیائیں فقیر از یاراں کہ حاضر واقع بود شنیدہ است کہ حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم شیخ اللہ دیرہ بودند و ہنگام شب شد و راں محل اقامت فرمودند۔ و گفتند کہ مخدوم ضیافت مانے کند۔ مے گوید کہ چیزے خوردہ روید توقف کروند تا آنکہ اثر مخدوم منقطع شد و یاں بر یاراں غالب آمد



آن گاہ زنی بدر آمد طبق برج و شیرینی بر سر گرفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں سنا  
 ایں طعام بختہ بنشیندگان در گاہ مخدوم الشہود نذر رسا نم زو جم دریں وقت آمد ایفا نذر  
 کردم و آرزو کردم کہ کسی آنجا باشد تا تناول کند بلفظہ (وجہ الصراط) صفحہ ۸۷: و یکھئے بزرگوں  
 کا تصرف اور علم اور نذر کو ادا کرنا حضرت شہداء ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے والد ماجد  
 کا قول۔ اور بحر الائق میں جس نذر کو حرام لکھا ہے۔ وہ تقرب لغیر اللہ ہے یعنی خدا کی طرح کسی کی  
 نذر کرنا۔ سو ہمارے ان نذروں میں ایسا نہیں ہے۔ اس لئے آپ غلط فہمی اور وہابیت کی وجہ سے  
 لکھتے ہیں۔ جو قابل لحاظ کے نہیں: اب میں آپ کے خاص بزرگ محمد اسحاق صاحب دہلوی کی  
 کتاب ماتمہ مسائل سے لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔ مسائل صفحہ ۸۲۔ سطر ۱۔ اگر ایں  
 طور خواہد گفت کہ اگر حاجت من خدا بر آرو بفقر او خدا ومان مزار فلاں خور انم پس نذر صحیح خواہد  
 و قائل لازم۔ بلفظہ: پس امید ہے کہ آپ کو نذر اور منت کا حال معلوم ہو گیا ہو گا۔ اور جو پاک  
 اور حلال کھانے کو آپ حرام کہتے ہیں۔ وہ آپ کی ضد اور بہط ہے ورنہ جس چیز یا ک پر کلام الہی  
 پڑھی جائے۔ وہ بموجب حکم خداوند کریم کے عین ایمان ہے۔ کہ اس کو حلال جان کر کھایا جائے  
 اور اس کا انکار خداوند تعالیٰ کے حکم کا انکار ہے۔ ویکھئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔ فکلوا مما  
 ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم یا لیتہ مؤمنین و مالکم ان کاتاکلوا مما ذکر اسم اللہ  
 علیہ۔ الایۃ یعنی کھاؤ تم اس حلال طیب چیز کو جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہے۔ اگر تم خدا کی  
 آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ اور کیا بات ہے کہ تم نہیں کھاتے اس چیز کو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے  
 یہاں مومنوں مسلمانوں کو سخت تاکید ہے کہ اس کے کھانے کا انکار مت کرو جس پر اللہ تعالیٰ کا  
 نام یا کلام پڑھا گیا ہو۔ مگر آپ لوگ آیات قرآنی اور حکم رحمانی کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس کھانے  
 کو حرام کہہ رہے ہو۔ اور ایسے عاملوں کو مشرک اور کافر کہنے کے شایق ہو۔ خدا ہدایت کرے  
 وہابیہ کو عرس کیا رہو یں۔ اور مولود شریف سے ایسی سخت عداوت ہے۔ کہ جب ان کے روبرو  
 اس کا نام لیا جائے تو بندوق کی گولی کی طرح سینہ سے پار ہو جاتی ہے۔ اور ایسی سخت چڑ ہے  
 جیسے چوہڑوں کو خرگوش سے۔ مولود شریف کا حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے۔ اس کی ضرورت  
 نہیں۔ لیکن کیا رہو یں شریف کا حال اب لکھا جاتا ہے۔



# گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ (کا مختصر بیان)

حضرت پیران دستگیر اسیران کثیر کے فضائل اور مناقب بے تعداد بے شمار ہیں۔ اور خرق عادات و کرامات لا تعداد ہیں۔ سینکڑوں کتابیں پڑھیں مجھے اس وقت ان کی گیارہویں شریف کی حقیقت لکھتی ضروری ہے۔ تاکہ وہابیہ غور کریں۔ اور بھائی سنی حنفی المذہب شوق و ذوق سے عمل خیر و برکت کو عمل میں لاکر خوشنودی حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حاصل کریں اور اپنے مال و کسب دنیاوی میں وسعت اور فراخی پائیں :- پیدائش حضرت کی یکم ماہ رمضان المبارک ۷۸۴ھ ہجری کو ہوئی۔

## قطر تالیخ

سال تولیدش بگو اے مدح خواں	پیر محی الدین وائی جہاں
بالیقین تولید آں والی حق	خواں امام المسلمین ہادی حق
سال تولیدش بصد صدق و صفا	شدر رقم مقبول قطبہ صفا
طرقہ تر تولید آں شاہ زماں	رہبر دین آمد از ہالف عیاں
سور تولید آں پیر نکو	بالیقین سید دلی عابد بگو

اور وفات حضرت کی بروایت مختلفہ ۱۱- ۱۷ وغیرہ ماہ ربیع الآخر ۸۷۲ھ یا ۸۷۳ھ ہجری میں ہوئی :- ثابت بالسنۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہ وقد اشتهر فی دیارنا ہذا الیوم الحارۃ عشر المتعارون عند مشائخنا من اهل الهند من اولادہ رضی اللہ عنہ وقد یقال ان وقاتہ رضی اللہ عنہ فی الیوم السابع عشر ولا اصل له انتہی۔ یعنی ہمارے ملک میں یہ دن وفات کا گیارہ تاریخ ربیع الثانی۔ اور ہمارے اہل ہند کے مشائخ میں متعارف ہے جو حضرت کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ جو کہا گیا ہے۔ کہ حضرت کی وفات ۸۷۲ھ تاریخ کو ہوئی۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ گو یا گیارہویں شریف کی تصدیق ہے۔

## قطعات تاریخ وفات

سال و صلش آں شد والا ہم  
ماہتاب دین امجد شد رستم



سال تر حیش اگر دانی بگو ماہ عالم قطب ربانی بگو  
سال تر حیش چہ نایاب است سرور امتیاب قطاب مدہ است

آب آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ گیارہ تاریخ ماہ ربیع الآخر کو حضرت قطب لاقطاب غوث الثقلین  
رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ اسی تاریخ کو حضرت کا عرس کیا جاتا ہے۔ اور علاوہ اس کے ہر ماہ  
کی گیارہ تاریخ کو گیارہ ہویں کی جاتی ہے۔ گیارہ ہویں شریف سے اس روز کا کھانا وغیرہ مراد ہے  
جیسے کہتے ہیں آج میں نے گیارہ ہویں کھلائی۔ یا گیارہ ہویں کھانی۔ اس پر یہ قیاس یوں ہے کہ گیارہ ہویں  
کا طعام کھایا یا کھلایا۔ کیونکہ تاریخ گیارہ ہویں کو کھانا یا کھلانا ممکن نہیں۔ جیسے کہا کرتے ہیں۔ میں  
نے ایک گلاس پی لیا۔ یا ایک طشت یا ایک طباق کھایا تو گلاس اور طباق تو کھانے میں نہیں آتا۔

بلکہ جو گلاس اور طباق میں شربت یا طعام ہے۔ اس کو کھایا یا پیا۔ اس روز کا طعام یا شربی وغیرہ  
ہر شخص کے لئے حلال و طیب ہے۔ جیسے وجیز الصراط نے مسائل الصدقات والا سقاط میں

ہے :- طعامیکہ روز عاشورہ بر حانیت حضرت امام من شہیدین سیدی و شباب اہل  
الجنة ابی محمد الحسن و ابی عبد اللہ الحسن تیار مے کنند۔ تو اب آں برائے خدا نیا زان حضرت

مے کنند از ہمیں جنس است طعام یاز دہم کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطرین قرہ عین  
الحسین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا و مولانا فردا فردا ابی محمد الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی

است چوں مشایخ دیگر را عزمی بعد سال مے کردند آنجناب را و ہر ماہ قرار دادہ اند و دلال تخصیص  
یوم اول گذشتہ تا بیان خوردن صدقہ یاز دہم و صدقات اعرا س و دیگر مشایخ و حکم صدقات

تعلیل برائے اغنیاء و بنی ہاشم۔ بلفظ صفحہ ۸۲ سطر ۱۴ :- و نیز در مال بدمنہ است از صدقات ناقلہ  
بنی ہاشم بدہد کہ زکوٰۃ برانہا حرام است و بتواضع و احترام نظر بر قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

آلہ وسلم بگذارند۔ بلفظ صفحہ ۸۲ سطر ۵ :- اب بھی شاید آپ کی تسلی نہ ہوئی ہو۔ تو لیجئے عرس  
یا گیارہ ہویں شریف کی اصل سن لیجئے جو اہل اسلام کا معمول یہ ہے :- تبصرۃ العیون لرؤیتہ اسرار

الملکون مطبوعہ مطبعہ غوثیہ واقعہ کلکتہ ۱۳۱۰ ہجری۔ صفحہ ۱۴۴۔ وجہ اور خصوصیت فاتحہ گیارہ ہویں  
کی یہ ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد گیارہ ہویں

پشت میں حضرت کے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت پیران پیر کے باب سے  
حضرت رسول خدا تک گیارہ پشتیں گزریں اور حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
ہے۔ ان اللہ و ترجیہ لونی یعنی اللہ طاق اور اکیلا ہے۔ اور دوست رکھتا ہے عدو طاق



کو کہ وہ اس کی صفات مختصہ سے ہے لہذا حضرت غوثیت مآب کو بھی بابتباع سنت الہی و حکم شریعت رسالت پناہی یہ عدد یازدہم کہ طاق ہے۔ نہایت ہی دوست اور محبوب تھا۔ اور چونکہ ظہور نور کو کب غوثیت برج یازدہم آسمان رسالت سے رشد و ہدایت تمامی امت کی واقع ہوا پس اسی حساب سے حضرت غوث مآب اپنے کل آبا و اجداد و امجاد کے نام پر تا حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ میں فاتحہ اور ایصال ثواب کرتے تھے۔ اور کل مریدان خاندان غوثیت اور اصحاب قادریہ میں اے الان جاری اور متواتر چلا آتا ہے۔ اور حقیقت اس کی یہ ہے۔ کہ ہر ماہ کی گیارہویں کہ جو کچھ ممکن ہوا کھانا یا شرابی بھیجا کر کے کسی قدر قرآن شریف پڑھ کر بار و احطیات تمامی بزرگان از پیغمبران و اولاد انکے و از صحابہ و تابعین و تبع تابعین و از اولیاء و علما مجتہدین و المقلدین و ائمہ فاضلین و متاخرین و صالحین امت و عامہ مومنین کلہم اجمعین کو بوسیلا حبیلہ حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ الی یوم الدین۔ ایصال ثواب کر کے شیخ ماحضر کو حاضرین پر تقسیم کر دینا۔ اور بڑی گیارہویں یعنی ماہ ربیع الثانی میں کچھ زیادہ سامان طعام۔ یا شرابی وغیرہ کا بشرط امکان فراہم کرنا اور سولے فاتحہ معمولی کے کسی قدر فضائل اور مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بیان کر کے ایصال ثواب کر دینا اور بس یہی طریقہ ایصال ثواب کا معمول اور متواتر بزرگان دین کا ہے۔ جو یہاں بیان ہوا۔ بلفظ:

اب ایک بڑا کھٹکا جو آپ لوگوں کے دلوں میں ہے۔ یہ ہے کہ دن اور تالیخ مقرر کرنا گیارہویں بار ہویں کو یقین کرنا یہ جائز نہیں۔ بلکہ بدعت سیئہ ہے۔ سو اس کو دور کرتا ہوں سنئے:۔ (۱) حدیث شریف مشکوٰۃ:۔ باب الاستسقاء عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت شکا الناس لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحوط المطر فامر بمن ہر فوضع لے فی المصلی و وعد الناس یوما یخج جون فیہ قالت عائشہ فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین بدا حاجب الشمس الحدیث (رواہ ابو داؤد) ترجمہ لوگوں نے مینہ نہ برسنے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا۔ تو حضور نے عید گاہ میں منبر کے رکھنے کا حکم دیا۔ اور ایک دن معین فرمایا۔ کہ اس دن سب لوگ عید گاہ کو چلیں حضرت صدیق فرماتی ہیں۔ کہ حضور اس دن آفتاب کے طلوع کے وقت نکلے۔ اور عید گاہ کو تشریف لے گئے:۔ (۲) صحیح بخاری۔ عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی مسجد قبا کل سبت ماشیاً وراکباً ویصلی فیہ رکعتین۔ یعنی حضرت



عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل۔ اور کبھی سواری پر۔ اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ (۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ عن شقیق قال کان عبد اللہ ابن مسعود یذکر اللہ فی کل خمیس۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ان احادیث کے اور بہت احادیث ہیں جن میں دن اور تاریخ مقرر کرنا درج ہے۔ مثلاً۔ (الف) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے روز روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ (ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں تشریف فرما ہوئے۔ یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے روز روزہ رکھتے ہیں۔ پوچھا تم اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو۔ تو جواب دیا کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی شرفرعون سے۔ اور فرعون کو غرق کیا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر یہ کار روزہ رکھا تھا۔ اس لئے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تب حضور علیہ السلام نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ متفق علیہ۔

یہ حدیث شریف اثبات مولود شریف میں بھی آچکی ہے۔ اور زیارت قبور کے لئے پر جمعرات ہفتہ۔ جمعہ بعد نماز کا حکم دیا۔ (ج) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ عاشورہ کے دن اور مضاف شریف کے روزہ رکھنے کی خاصیتیں فرماتے تھے۔ (د) ترمذی اور نسائی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتے تھے۔

(ہم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر مہینہ میں تیر ہوں۔ چود ہوں۔ پندرہ ہوں۔ کو روزہ رکھا کرو۔ (و) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ کے شروع میں پہلی تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد) اور بہت سی احادیث ہیں جن میں تاریخ اور دن مقرر کرنا۔ اور دن مقررہ پر اس کا کام کرنا درج ہے۔ بخوف اطناب کے وہ یہاں ترک کرتا ہوں۔

## اقتباس سالہ اظہار الحق

مصنفہ حضرت مولانا صاحب احمد علی شاہ صاحب مکمل پوش حنفی نقشبندی۔



اویسی سہروردی دام فیوضہم۔ مطبوعہ گلنہ مطبع فیض منبع اہل سنت و جماعت

بابتہام حاجی مولوی نعل خاں صاحب زکریا اسٹریٹ یکم ذیقعد ۱۳۳۵ھ

مسلمانوں! جو امکان کذب باری تعالیٰ یعنی جھوٹے بولنا خدا کا ممکن کہتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم بڑھا ہوا کہتا ہے۔ اور مولود شریف کی مجلس کو کنھیا کا جہنم کہتا ہے۔ اور مولود شریف میں قیام منع کرتا ہے۔ اور گیارہویں شریف یعنی حضرت محبوب سبحانی کی فاتحہ کو ناجائز کہتا ہے۔ اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے عرس شریف کو درست نہیں جانتا۔ اور اولیاء اللہ کی فاتحہ کو برا کہتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے کو حنفی مذہب کہے۔ اور عمل حنفی مسائل پر ظاہر کرے۔ وہ پکا وہابی لا مذہب اور بدین اور گمراہ ہے۔ وہ پیر مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کا ہے جو ہندوستان میں وہابیوں غیر مقلدوں کے پیشوا بڑی پہچان وہابی کی یہ ہے۔ کہ وہ مولوی اسماعیل کی تعریف کرے۔ اور ان کو اچھا جانے۔ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کا (جو عبد الوہاب کے نام سے مشہور ہے) مداح ہو۔ بلفظہ صفحہ ۵-۶۔

مسلمانو! یہ زمانہ فتنہ کا ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں ہزاروں مذہبی فتنے برپا ہیں۔ اور فتنوں کا یوں باقیوں میں ترقی ہے۔ ایسے فتنے کے نہ ملنے میں اپنے دین و ایمان اور عقائد حقہ اہلسنت و جماعت قائم نہ ہو۔ مولود شریف کیا کرو۔ گیارہویں شریف حضرت محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیا کرو۔ اور فاتحہ دیگر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی بھی کیا کرو۔ خصوصاً فاتحہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ اجیری کی کیا کرو۔ اور اگر ہو سکے۔ تو عرس شریف اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں ضرور حاضر ہو کر۔ بلفظہ صفحہ ۷-۸۔ وہابی زمانہ حال کی علامت ایسے لوگ اہلسنت و جماعت کے پیشوا مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قادری و حافظ و مجدد دام ظلہم کو بہت برا کہتے رہتے ہیں۔ ان کا ذہن کا قول بیچارے ناواقف سنی سیج سمجھ لیتے ہیں۔ جماعت کے لوگوں کو معلوم ہو کہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی ہمیشہ ان وہابیوں کا رد کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے ان کے رسالہ کتاب کا جواب بھی نہیں لکھا۔ البخر بلفظہ صفحہ ۸-۹۔ انہیں غیر مقلدوں کے فرقہ میں نیچریہ پیدا ہوا۔ اور فرقہ نیچریہ سے فرقہ قرآنیہ پیدا ہوا مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے زمانہ کے بعد فرقہ وہابیہ نکلا۔ یہ فرقہ صوفیوں کے مقابل ہوا۔ اور صوفیائے کرام کو برا کہنے لگا۔ مولود شریف کی مجلس اور اس میں قیام اور فاتحہ اور عرس شریف اور گیارہویں شریف محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی



رحمۃ اللہ علیہ سے منع کرنے لگا۔ اور صوفیوں کو گمراہ بد دین بتلایا۔ جس سے یہ لوگ ذلیل و خوار ہیں  
ان کے منہ پر نور نہیں ہوتا۔ اور علماء اہلسنت و جماعت نے ان کے گمراہ ہونے پر فتوے دیے  
اور ان کے پیچھے نماز نہ ہونے پر فتوے دیے۔ الخ۔ بلفظ: ۲۰۔ ۲۱ صفحات: فرقہ وہابیہ اور فرقہ  
غیر مقلد یہ ان فرقوں کا امام محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے۔ ان سب فرقوں کی بنیاد وہابیت اور  
غیر مقلدیت ہے۔ اس فتنے کے زمانہ میں ایسے لوگ اہلسنت و جماعت کے لئے سم قائل ہیں  
الخ۔ بلفظ: صفحہ ۲۲۔ یہ آپ کی واقفیت کے لئے تھوڑا سا اس رسالہ سے لکھا گیا ہے یاد  
رکھ لیجئے! †

## باب ہشت دہم

### عقیدہ نمبر ۲۳

عقیدہ نمبر ۲۳ وہابیہ دیوبندیہ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم۔ دہم چہلم وغیرہ

کو ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد ابھٹوی:

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۔ بر عقیدہ نمبر ۲۳۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۳ براہین قاطعہ  
کے حوالے پر لکھا ہے۔ کہ اس میں ہے۔ کہ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم۔ دہم چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم  
بیان کرتے ہیں۔ صاحبان اخاف کھانا کے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں۔ حنفیوں کی  
مسلمہ کتاب کبیری میں فتاویٰ بزاز سے منقول ہے۔ اتخاذ الطعام عند قرۃ

القرآن بکرة۔ ترجمہ: کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ بلفظ: صفحہ ۳۴۔ سطر ۱۲۔

اقول۔ مفتی جی! معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے کبیری کی عبارت کو کہیں سے سن سنا کر لکھا ہے

جو غلط ہے۔ اور کسی وہابیہ کے رسالہ سے لکھا ہے۔ اور دلائل قرآنی کی مثال کو یہاں بھی ثابت کر

دکھلایا ہے۔ اور کبیری کی شکل کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر دیکھا ہے۔ تو محض دہوکا دیا ہے

جو آپ لوگوں کا معمولی کام ہے۔ اور ترجمہ بھی اس جملہ کا غلط لکھا لیجئے۔ اصل عبارت کتاب

عتیۃ المستملی شرح نیتہ المصلیٰ صغیری کی درج کرتا ہوں جو بزاز علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے:

وہو ہذا المستملی شرح نیتہ المصلیٰ صغیری صفحہ ۳۰۰ سطر ۱۱، و ذکرہ البزازی اندہ بکرة

اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث بعد الاسابوع ونقل الطعام الى القبر فی



المواسمہ واتخاذ الدعوة لبقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء المختصين ولقراءة سورة  
الانعام ولا خلاص قال والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لا يجزئ لاكل  
يكروه وان اتخذ طعاما للفقراء كان حنا ولا يخلو عن النظر بلفظ ترجمہ۔

مکروہ ہے تیار کرنا کھانے کا پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کے بعد اور لیجانا کھانا نو ذکا  
مقبروں کی طرف موسموں مقررہ میں اور کرنا دعوت کا قرات قرآن شریف کے بدلہ میں اور جمع  
کرنا صلحا اور قاریوں کا واسطے ختم کے اور سورہ انعام پڑھنے یا سورہ اخلاص کے۔ فرمایا  
بزاز علیہ الرحمۃ نے کہ حاصل یہ ہے کہ تیار کرنا طعام کا قرات قرآن کے وقت مکروہ ہے اور  
اگر یہ طعام فقیروں کے لئے ہے۔ تو اچھا ہے۔ یہ عبارت ہوئی بزاز علیہ الرحمۃ کی (پھر اس کی  
شرح میں صغیری والے صاحب لکھتے ہیں) کہ اس کھانے کو مکروہ کہنا بحث سے خالی نہیں یعنی  
اس میں کلام ہے۔ اور صحیح نہیں اور یہی عبارت کبیری کے صفحہ ۵۶۳ سطر ۹ پر درج ہے۔ جو  
مطبع محمدی لاہور میں سال ۱۳۱۰ ہجری کو طبع ہوئی پس آپ کی عبارت اتخاذ الطعام عند  
قرات القرآن یکوہ اس میں موجود نہیں۔ اور پھر عبارت بقیہ کو آپ نے بالکل چھوڑ دیا  
اور نہ اس میں سوم۔ دہم۔ چہلم۔ کا کوئی ذکر درج ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ وہ کام ہے  
کہ جو لوگ طعام لیکر قبروں میں لے جاویں۔ اور ان کے لئے موسم مقرر ہو اور دعوت کے  
طور پر قبروں میں صلحا اور قاریوں کی دعوت کی جائے اور سورہ انعام اور اخلاص پڑھی  
جانے کے عوض کھانا تیار کرنا۔ اور دعوت کرنا۔ لیکن اگر یہ کھانا فقیرانہ کے لئے ہو تو بات نیک  
اور اچھی ہے۔ اور اس پر حضرت کبیری والے صاحب نے اس بات کو بھی رد کر دیا ہے۔ کہ یہ  
امر بحث طلب ہے۔ مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ دیکھتا ہوں کہ اس عبارت میں ایسا کوئی لفظ  
سوم۔ دہم۔ چہلم یا ہنود کی رسوم کا موجود نہیں ہے۔ جس سے آپ کا مطلب چل سکے اور اگر  
طعام ایام مخصوصہ کی کراہت مطابق کلام بزاز علیہ الرحمۃ کے مسلم بھی رکھیں۔ تو وہ کراہت خاص  
اس کھانے کے لئے ہو سکتی ہے جس کو دار ثانی میت بعض جگہ فخریہ طور پر کرتے ہیں جیسے شادی  
عروسی وغیرہ میں شان اور فخر کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔ اسی طرح میت کا کھانا تکاف اور زینت  
سے اختیار امرار اور عزیزوں و اقربائیوں کو کھلاتے ہیں۔ جیسے کتب معتبرات سے معام ہو گا  
اور یہ جو آپ نے لکھا ہے۔ "احناف کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں" یہ  
۱۔ شرح صغیری شرح کبیری کا پہلا حصہ ہے۔ ۲۔ منہ ۔۔



بھی اس عبارت میں درج نہیں۔ اور اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن دیکس کا ترجمہ  
کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ غلط ہے (۲) فتاویٰ عالمگیری۔ جلد پنجم باب اہدایا والاضیافا  
لا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلث اایام فی ایام المصیبتہ و اذا اتخذ لا یاس بالاکل  
منہ۔ بلفظہ۔ یعنی مباح نہیں ہے۔ ضیافت کرنا تین دن تک ایام مصیبت میں اور جب  
ضیافت کی جائے۔ تو اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ (۳) فتاویٰ قاضی خاں جلد  
اول فصل فی المسجد ویکوہ اتخاذ الضیافۃ فی المصیبتہ من الترتک ان الوارث صغیراً  
او کبیراً غائباً۔ یعنی مکروہ ہے۔ کہ میت کے ترکہ سے کھانا دعوت کا پکنا جب کہ وارث  
نابالغ ہو۔ اور اگر بالغ ہو تو حاضر نہ ہو۔ دیکھئے بزاز علیہ الرحمۃ کی مخالفت اسی طرح کے کھانے کی  
ہے۔ جو شادی وغیرہ کی طرح ضیافت کی جائے۔ دلیل انہی کی کلام میں اس طرح موجود ہے وان  
اتخذوا طعاماً للفقراء کان حسناً یعنی اگر یہ کھانا فقیروں محتاجوں کے لئے تیار ہو تو اچھی بات  
ہے۔ اور اگر صاحب بزاز یہ کے نزدیک کراہت طعام مذکورہ بوجہ تعین ایام ہوتی۔ تو آپ  
لکھتے۔ وان اتخذوا طعاماً فی غیر الايام المخصوصۃ کان حسناً یعنی ان دنوں مخصوصہ  
کے سوا کسی اور دنوں میں کھانا تیار کریں۔ تو اچھی بات ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔  
(۴) انوار محمدی مصنف مولانا شیخ محمد عیوب مرحوم تھانوی استاد مولوی رشید احمد صفحہ ۶۶  
سوال ہشتم۔ آنکہ خوردن طعام روز سپوم و دوہم و چہم وغیرہ از اہل میت۔ جواب۔ محتاج رنج  
نیست۔ بلفظہ ہے دیکھئے یہ عین تصدیق صاحب بزاز یہ کی آپ کے انام الطائفہ کے فتوے  
نے بھی کر دی۔ کہ یہ کھانا محتاجوں کے لئے اچھا ہے۔ (۵) فتاویٰ قاضی خاں علیہ الرحمۃ جلد  
چہارم صفحہ ۳۶۶ سطر اول۔ ویکوہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبتہ لانها ایام  
قاسف فلا یلیق بہا ما یكون للسرور وان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسناً یہاں دو  
مسئلے موجود ہیں یعنی ایام مصیبت میں ضیافت برا درانہ تکلفی مثل شادی اور سرور کے نہ  
کریں۔ کیونکہ وہ خوشی اور سرور میں ہوتی ہے۔ پس مصیبت میں ایسا کرنا نہیں چاہئے پھر اس کا  
بھی استثناء کر دیا۔ کہ اگر فقر اور غربا کے لئے کھانا پکایا جائے۔ تو حسن ہے۔ یعنی اچھی بات  
ہے۔ مفتی جی اکیوں آپ کی مثل لا تقربوا الصلوۃ کی پوری ہوئی یا نہیں۔ کہ جملہ انتم  
سکرامے یعنی وان اتخذوا طعاماً للفقراء کان حسناً کو جو آپ کے مخالف تھا  
چھوڑ دیا۔ واہ رے دیانت ہے



(۶) مشکوٰۃ شریف و اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۶۰۷ سطر ۱۔ عن عاصم  
ابن کلیب عن ابيه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلى الله  
عليه وسلم في جنازة فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على  
القبر يوهي الحافر ليقول اوسع من قبل رجليه ومن قبل رأسه فلتساجع  
استقبله داعي امرأته فاجاب ونحن معه فني بالطعام فوضع يده  
ثم وضع القوم فاكلوا فنظرنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يلوك لقمة في  
فيه ثم قال اجد لحم شاة اخذت بغير اذن اهلها فارسلت الا مراعاة لقول  
يا رسول الله اني ارسلت الى النقيع وهو موضع يباع فيه الغنم ليشترى لي  
شاة فلم يوجد فارسلت الى جاري قد اشترى شاة يرسل بها اليك  
ثمها فلم يوجد فارسلت الى امرأته فارسلت الي بها فقال رسول الله  
اطعمي هذا الطعام الاسرى۔ (رواه ابو داود والبيهقي في دلائل النبوة) ترجمہ۔ روایت  
کی۔ عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اس نے ایک اصحابی انصاری رضی اللہ عنہ سے  
کہا۔ اس نے ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازہ کے ساتھ میں نے  
دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر پر فرماتے تھے گورکن کو کہ پاؤں کی طرف سے قبر کو فراخ  
کر اور سر کی طرف سے بھی فراخ کر۔ پھر جب آپ بعد دفن واپس ہوئے تو اس میت کی بیوی نے آدمی  
بھیجا کہ کھانا تیار ہے۔ نوش جان فرمائیے آپ نے قبول فرمایا۔ ہم سب جو ایک جماعت حضور کیا تھے  
تھے گئے۔ وہاں کھانا سامنے آیا۔ آپ نے دست مبارک اپنا کھانے کی طرف بڑھایا۔ پھر سب  
جماعت نے ہاتھ بڑھایا۔ اور کھایا۔ پھر ہم نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ آپ  
منہ میں لقمہ چبا رہے ہیں۔ اور ننگتے نہیں تھے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے  
کہ یہ گوشت ایسی بکری ہے جو مالک کی بے اجازت لی گئی ہے۔ (علم غیب) اس عورت نے  
ایک آدمی کی زبانی کہنا بھیجا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آدمی نقيع میں بھیجا  
تھا جہاں بکریاں بکتی ہیں۔ تاکہ بکری مول لے آوے۔ لیکن وہاں نہ ملی تب میں نے اپنے ہمسایہ  
کے پاس آدمی بھیجا کہ جو اس نے بکری خریدی ہے۔ وہ مجھ کو قیمت پر بھیج دے۔ اتفاق سے وہ  
ہمسایہ بھی گھر میں نہ تھا۔ پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس آدمی کو بھیجا کہ بکری میرے پاس  
بھیج دے اس نے بے اذن اپنے خاوند کے بکری میرے پاس بھیج دی تب فرمایا رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی شرح مشکوٰۃ شریف اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ وہ قیدی کفار تھے۔ اور دائرہ تکلیف شرعی سے خارج تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت قبول کرنا جائز ہے۔ خواہ کوئی غنی بھی ہو۔ کسی دن کی قید بھی نہیں ہے۔ (۱) انجاء الحاج شرح ابن ماجہ مصنفہ شاہ عبدالغنی علیہ الرحمۃ استاد مولوی رشید احمد صاحب بزرگ دیوبندی جماعت۔ واما صنعتہ الطعام من اهل الميت اذا كان للفقراء فلا بأس به لان النبي صلى الله عليه وسلم قبل دعوة المرأة التي مات زوجها كما في سنن ابی داؤد۔ بلفظہ۔ ترجمہ یعنی کھانا تیار کرنا اہل میت کا جب یہ نظر ثواب فقرار اور غربا کے لئے ہو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمائی تھی۔ دعوت اس عورت کی جس کا خاوند فوت ہو گیا تھا۔ جیسا کہ ابو داؤد میں ہے جس حدیث شریف کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ۸ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ زیر حدیث عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ۔

هذه الحديث بظاهره يرد على ما قررناه اصحاب مذهبنا من انه يكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد السبوع۔

ترجمہ

بن کلیب کی (ظاہر اور بظاہرہ رد کر رہی ہے۔ اس مسئلہ کا جو ہمارے مذہب والوں نے قرار دیا ہے کہ کھانا تیار کرنا پہلے دن اور تیسرے روز اور ہفتہ کے بعد مکروہ ہے۔ اس کے بعد حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اپنے مذہب والوں کی وجہ بیان کی ہے کہ وہ خلاف حدیث کیوں ایسا حکم دیتے سوائے حکم ایسے مقامات میں اس بات پر محمول ہے کہ جس کے وارثوں میں کوئی چھوٹا نابالغ لڑکا ہو۔ بالغ ہو لیکن وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہو مگر اس کی رضامندی نہ ہو۔ اور ایسا کھانا مال ترکہ سے ہو۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے یحمل علی کون بعض الوارثین صغیرا وکبیرا غائبا اولم یعرف رضاه اولم یکن الطعام من عند احد معین من مال نفسه۔ بلفظہ لیجئے مفتی جی آپ کی عبارت بزاز یہی کی اصلیت آپ کو معلوم ہوگی۔ آپ کو لازم تھا کہ ان کتابوں کو دیکھ کر اعتراض کرتے تاکہ یہ نہ امرت آپ کو اٹھانی نہ پڑتی۔ مگر آپ کو حق کا پسند اور قبول کرنا پسند نہیں۔ جہاں کہیں ایک آدھ سطر کسی و بابیہ بے تحقیق کے رسالہ میں دیکھ لی بلا سمجھے سوچے لکھ ڈالی ان آٹھ کتب معبرات اور مستند پر



سر کو تمام کر ہوش کے ساتھ غور کیجئے :

## کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھ کر دعا مانگنا

قولہ فیوض محمدیہ میں ہے .... ترجمہ . پس پڑھنا قرآن مجید کا طعام پر بدعت رومی ہے . اتفاقاً چونکہ فوت کرنے والی ہے . سنت موکدہ کی وہ جو کھانا طعام کھے بعد بسم اللہ کے بغیر تاخیر کے ہی واجب ہے . حاضر ہونا ول قاری کا اور سامع کا وقت پڑھنے کے باوجود یکہ یہ کھاٹا ہے بلفظہ صفحہ ۳۴-۳۵ : اقول کسی فیوض محمدیہ رسالہ وہابیہ کا نام تو آپ نے لکھ دیا . مگر یہ نہ لکھا کہ وہ کس کی تصنیف ہے . اور کن لوگوں کا اس پر عمل ہے . اور کب کی تصنیف ہے . اور کس مذہب کا ہے . کیونکہ وہ بظاہر احادیث اور اہل سنت و جماعت کے برخلاف ہے . اور میں پہلے آپ کی جد فاسد کی تحریر دیکھا چکا ہوں . کہ غیر معروف کتب پر قوت نہیں دیا جاسکتا . اور جو فتاویٰ سمرقندیہ کا حوالہ دیا ہے . اور وہ بھی غیر معروف اسی طرح فیوض محمدیہ سے ہے جو خلاف ہے . صحیح کتابوں کے . آپ لکھتے ہیں کہ کھانے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا فوراً کھا لینا چاہئے . اور ادھر لکھتے ہیں کہ کھانے پر قرآن شریف پڑھنا بدعت رومی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ شریف کو قرآن شریف نہیں جانتے . مگر اہلسنت بسم اللہ شریف کو قرآن شریف جانتے ہیں . فرمائیے آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف میں داخل ہے یا نہیں . اگر داخل ہے تو جب کھانا آگے رکھ کر بسم اللہ شریف پڑھی گئی تو قرآن شریف بلاشبہ پڑھا گیا . تو بدعت رومی کیسے ہوا . اگر آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف نہیں ہے . تو گویا آپ سرے سے قرآن شریف کا ہی انکار کرتے ہیں . تو پھر آپ منکر قرآن ہوئے . اور کہاں پہنچ گئے ہوش کیجئے بے ہوشی کی باتیں اچھی نہیں . پھر یہ جواب آپ نے لکھا ہے کہ کھانا جب پیش ہو . تو اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے . فوراً کھا لینا چاہئے . میں کہتا ہوں . اگر بچا اس سو یا دو چار سو آؤنی ضیا ہو . اور کوئی وہابی آپ کی طرح اس مسئلہ کا عامل ہو . تو کیا جب سب سے پہلے اس کے اگے شور یا رکھ دیا گیا ہو . تو فوراً اس کو اٹھا کر پی لینا چاہئے . یا اس کے بعد فرنی یا کھیر یا زردہ کی تشتی رکھی گئی ہو . فوراً کھیر اور فرنی کو چٹ لینا چاہئے . اور جب روٹیاں آجائیں تو ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے . اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے . مگر ایسا کوئی بھی عقل کا نا بنیادہ کرے گا اور اگر کوئی وہابی نابینا ہی ہو . تو وہ کیسے کرے کیونکہ اس کو نظر ہی نہیں آتا . دراصل ایسی ضیا



ایسے لوگوں کے واسطے نہیں ہیں کیونکہ اکثر شادلوں براتوں ولیموں ختنوں کی ضیافتوں میں سینکڑوں آدمی ہوتے اور کھانا تقسیم کرنے میں اکثر دیر لگتی ہے۔ اور جب کھانا تمام لوگوں کے آگے ہر ایک چیز چنی جاتی ہے تب مالک طعام صاحب خانہ اجازت دیتا ہے کہ بسم اللہ کیجئے یا شروع کیجئے۔ گویا وہ بھی قرآن شریف پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ تب لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں آپ کو مسئلہ پر عمل یوں کرنا چاہئے کہ جب آپ کے آگے شور با رکھا جائے تو فوراً اٹھا کر پی جانا چاہئے۔ تاکہ تاخیر نہ ہو۔ اور اگر پہلے روٹیاں آجائیں۔ تو ان کو بلا سالن کھا لینا چاہئے۔ اور جب شور با آجائے تو اوپر سے اس کو پی جانا چاہئے۔ جب کھیر یا فرنی آگئی تو بلاتا خیر اس کو چاٹ لینا چاہئے۔ اور پھر جب پلاؤ یا زردہ آجائے تو اس پر ہاتھ صاف کر لینا چاہئے۔ اور تقسیم کرنے والے ابھی دوسرے سرے پر نہیں پہنچے ہونگے۔ کہ آپ کھانا چٹ کر چکے ہونگے۔ پانی نہ ملا۔ آپ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ اور پھر حکم خداوندی فاذا طعمتم فانقشروا پر تعمیل کر کے اپنے گھر کو بھاگ جائیے۔ بس لوگ آپ کو مہذب مولوی صاحب سمجھ کر آپ کی تعریف کریں گے۔ ذرا عمل کر کے دکھلائیے۔ یا صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ پھر زیر حکم خداوندی لم تقولون ما لا تفعلون مراجعت فرمائیے۔ یا ہاتھی کے دانت کی طرح دکھلانے کے اور کھانے کے اور دیگر ان رانصیحت اور خود رانصیحت کیجئے اب میں آپ کو وہ احادیث دکھلاتا ہوں جن میں ہاتھ اٹھا کر طعام پر قرآن شریف کا پڑھنا درج ہے۔ پہلے آپ کی تفہیم کے لئے اتنا لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ سمجھنے میں غلطی نہ کریں۔ ہم لوگ اہل سنت والجماعت جو فاتحہ بزرگاں یا موتے کی کرتے ہیں۔ تو اس میں سورہ فاتحہ اور دیگر سورہ پڑھتے ہیں۔ اور سورہ فاتحہ خود دہلی ہے۔ اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ جو خارج از نماز کی جاتی ہے (۱) حصن حصین باب آداب الدعاء آداب الدعاء بسط الیدین۔ قمی و دفعہ مامع۔ یعنی دعا کے آداب میں یہ ہے پھیلاتا دونوں ہاتھوں کا یہ ترندی میں ہے۔ اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا روایت اس کی چھون می ثین صحاح ستہ کے مصنفوں نے کی ہے (۲) مشکوٰۃ شریف آداب الدعاء۔ ۱۵۱ ساکتہ فاسئلوہ ببطون اکفیکم۔ یعنی جب سوال (دعا) کرو اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر ایک دوسری حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی اسی طرح ہے (۳) حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۲۔ سطر ۱۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک سال بہت قحط پڑا۔ جمعہ کا دن تھا۔ حضور نے خطبہ پڑھا۔ ایک



عربی کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال مر گیا۔ عیال بھوک سے تنگ آگئے۔ خاذع اللہ لنا ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمائیے فرفع یدہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اس وقت کوئی ٹکڑا ابر کا آسمان پر نہ تھا۔ اسی وقت بارش ہو گئی۔ حدیث طویل ہے۔ اس حدیث میں بھی دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھانا ثابت ہے (۴) مشکوٰۃ شریف:۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ربکم حی کریم یتجہی من عبدہ اذا رفع یدیا الیہ ان یرد صغراً۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ شرم و لحاظ والا ہے۔ کرم کرنے والا ہے۔ شرم رکھتا ہے اپنے بندہ سے کہ جب وہ ہاتھ اٹھائے اس کی طرف تو وہ اس کو خالی پھیر دے؟ یہ چار احادیث ایسی ہیں۔ جن میں صاف درج ہے کہ دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ اور دعائیں جگے جس کی تصدیق قرآن شریف سے اس طرح ہوتی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یستجیبون لہم بشئ الا کباسط کفہ الی الماء لیبلغ فاہ و ما ہو مبالغہ و ما دعاء الکفرین الا فی ضلل زرعد اس آیت شریف میں دعائیں کرنے کا طریق ثابت ہے کہ جیسے وہ ہاتھ اٹھائے ہتھیلیاں کھول کر پانی کی طلب میں منہ کی طرف کی جاتی ہیں۔ یعنی جیسے اوکھ سے پانی پیا جاتا ہے۔ اسی طرح دعا کے لئے ہاتھ پھیلانے جلتے ہیں پھر ایک آیت شریف اور چار احادیث شریف طریق میں ثابت ہیں۔ اسی طریق کو مد نظر رکھ کر کچھ احادیث صحیحہ درج کرتا ہوں۔ جن سے معلوم ہوگا۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام یا کھانا اپنے سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑا اور دعا ہاتھ اٹھا کر مانگی۔ اور کھانا تقسیم فرمایا۔ وہ ہونڈا (۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰ سطر ۲۳۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ وعن انس قال ابو طلحۃ کلام سلیم الحدیث حدیث طویل ہے۔ اس کا خلاصہ اس طرح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرنگی کا حال معلوم کر کے ام سلیم نے چند روٹیاں جو ہیں لپکا کر دوپٹے کے تلے میں باندھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان روٹیوں کو تر وایا ملیہ کی طرح جو کچھ اس کے برتن میں گھی لگا ہوا تھا۔ اس میں ٹپکایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الفاظ قسم دعا سے اس پر پڑھے۔ پھر دشن دشن آدمیوں کو بلا کر کھانا شروع کیا۔ اسی آدمیوں کو پیٹ بھر کھلا دیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم کے گھر بھیجا ان کے سب گھر کے لوگوں نے کھایا پھر بھی بچ رہا؟ دیکھئے! اس حدیث میں بھی صاف ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر کچھ پڑھا تب تقسیم فرمایا۔



(۲) اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۲۔ سطر ۱۲۔ بروایت صحیح بخاری و صحیح مسلم ۱۔ عن انس  
 قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عروسا بنیذیب الحدیث ترجمہ مختصر حضرت  
 انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے ایک باویہ میں کھانا بھجوا دیا اور گھی کا اوراق  
 کا مرکب بنایا ہوا بھیجا۔ اقطا ایک چیز ہے جو وہی ترش یا چھا چھ کو پکا کر خشک کر لیا جاتا ہے عربی میں  
 سکوا قط کہتے ہیں جس طرح درودہ کو تیر یا تیر سے جا کر تیر بناتے ہیں اور عربی میں اسکو جبن کہتے ہیں لیکن اصل  
 اس طرح کی وہی اور بھجور اور گھی کا کھانا جب حضور کے پاس آیا آپ نے اس پر کچھ پڑھا جو کچھ اللہ تعالیٰ  
 کو منظور تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس دس آدمیوں کو بلاتے گئے۔ قریب تین سو  
 آدمیوں کے کھلا دیا۔ پھر مجھ کو فرما دیا۔ اوٹھالے اسے انس اپنا بادیہ میں نے جب اٹھایا حیرت میں  
 رہ گیا کہ حیب میں لایا تھا۔ اس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا اب زیادہ پہلے سے موجود ہے  
 (۳) اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۱۔ سطر اخیر۔ بروایت مسلم۔ وعن ابی ہریرۃ قال  
 لما کان یوم غزوۃ تبوک الحدیث ترجمہ غزوہ تبوک کے دن جب لوگ گھر ہوئے  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کرانی جا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ تب آپ نے  
 دسترخوان بچھوایا۔ اور فرمایا آؤ جو کچھ کسی کے پاس کھانا بچا ہوا ہو۔ تب کسی نے میٹھی بھجور کسی  
 نے میٹھی بھجور کسی نے ٹکڑا روٹی کا۔ جس کسی کے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا۔ لا کر ڈال دیا بہت  
 ہی تھوڑا سا ذخیرہ جمع ہوا۔ پھر آپ نے اس پر دعا فرمائی۔ اور فرمایا بھرو اپنے اپنے برتن  
 پھر جس قدر شکر تھا۔ سب نے اپنے اپنے تمام برتن جو ان کے پاس تھے۔ بھر لئے۔ اور خوب  
 حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس جگہ لکھتے ہیں: ”و شکر در غزوہ تبوک گفتہ اند کہ بعد ہزار  
 رسیدہ بود“ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ لاکھ آدمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رو برو  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر اس پر پڑھ کر دعا فرمائی اور کھانا تقسیم  
 فرمایا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے پر دعا فرمائی جس کی ان کو  
 ضرورت تھی۔ اسی طرح صاحب فاتحہ وہ دعا مانگتا ہے جس کی اس کو ضرورت ہے۔ پس دعا ہونے  
 میں دونوں برابر ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ کھانے کو آگے رکھ کر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا اس  
 کھانے میں کلام الہی کی برکت سے برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔ اور دعا کی تعریف شروع میں السوا  
 من اللہ الکریم ہے۔ اور یہ عمل دوامی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جب آپ دعا مانگتے  
 تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے منہ کے سامنے کر کے دعا مانگتے اور اپنے منہ پر ہاتھوں کو پھیر لیتے اور



جب کبھی کوئی نیا چل حضور کے سامنے لاتا تو اسی طرح ہاتھ اٹھا کر اس پر دعا فرماتے جیسے کہ  
 مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے۔ قال کان اذا ردّ ول الثمرة جاءوا به الى النبي صلى  
 الله عليه وسلم فاذا اخذها قال اللهم بارك لنا في ثمرها۔ الحديث۔ اور یہی  
 تمام اہلسنت والجماعت کا عمل ہے۔ اس کے برخلاف سرگز نہیں اور اسی طرح جامع صغیر میں  
 حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ کان اذا دعا جعل بطن كفيه  
 الى وجهه۔ یعنی جب آپ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کی تھیلیاں اپنے منہ کی طرف کرتے تھے  
 پس کھانا لگے رکھ کر پڑھنا اور دعا کرنا ثابت ہو گیا۔ باوجود اتنی احادیث موجود ہونے کے اس  
 انکار کرنا اور اس کو بدعت روی کہنا صرف وہابیہ قوم کا کام ہے۔ اور کسی اہلسنت و جماعت کی طرف  
 سے انکار نہیں۔ اس پر جماع امت ظاہر ہے۔ اور مداراۃ المسلمون حسناً فہو عند اللہ  
 حسن وہ۔ مجمع امتی علی ضلالۃ کے مطابق اہلسنت و جماعت کا عمل ہے خدا ہدایت کرے  
 (۴) بدیۃ المحرمین الباب الثالث عشر صفحہ ۶۸-۶۹۔ وفی فتاویٰ اکابر نجدی لملا  
 علی قاری الحنفی، وكان يوم الثالث من وقات ابراهيم ابن محمد صلى الله عليه  
 وسلم جاء ابوذر عند النبي بتمرۃ یا بسة و ابن فيه خبز من شعير فوضعها عند  
 النبي فقرا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفاتحة وسورة الاخلاص ثلاث  
 مرات الى ان قال رفع يديه للدعاء ومسح بوجهه فامر رسول الله اباذرا ان  
 يقسمها بين الناس، وايضا قال النبي صلى الله عليه وسلم وهبت ثواب هذه  
 لاني ابراهيم۔ بلفظ ترجمہ اور درمیان قراؤے اور نجدی ملا علی قاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ  
 کے ہے کہ تھا دن تیسرا وقات ابراهيم فرزند محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ آیا ابوذر رضی اللہ  
 نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھجور خشک اور دودھ کے کہ اس میں روٹی جو کی پس  
 رکھا۔ اس کو نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پڑھی حضرت نے فاتحہ اور سورۃ اخلاص  
 تین بار یہاں تک کہ کہا اٹھائے حضرت نے دونوں ہاتھ اپنے اور پھرے منہ پر۔ پھر حکم کیا رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر کو کہ اس کو درمیان میں لوگوں کے تقسیم کر دے۔ اور بھی  
 اس میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشا میں نے ثواب اس کا واسطے بیٹے اپنے

ابراہیم کے بلفظ

نوٹ ہے اس کتاب پر ستائیس علماء ائمہ ومفتیان عرب مکہ شریف

قولہ چنانچہ مولوی عبدالحی

اور بدنیہ متورہ کے دستخط ہیں اور مواہیر بھی ہیں۔ ۱۲۔



صاحب مرحوم کے فتاویٰ جلد سوم صفحہ ۶۸ پر ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات  
 نے نویند آنکہ بعد سے یا شش ہلے یا چہل روز وریں دیار طعام پزند در میان برادران  
 بخشش کنند آنرا بھاجی گوئند چہرے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ بخورند۔ اسی صفحہ پر ہے  
 مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و اور ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست  
 نصاب الحساب اور اگر وہ نوشتہ۔ بلفظ صفحہ ۳۵ سطر ۴۰ قول شیخ عبدالحق محدث دہلوی  
 نے جامع البرکات میں صاف فرمادیا ہے کہ آنرا بھاجی گوئند یعنی جو کھانا بطور بھاجی برادر ہی  
 کیا جاتا ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ موت کے ایصال ثواب کے لئے نہیں کیا جاتا اس  
 صورت پر نہیں چلے۔ لیکن انہوں نے اس کو نہ بدعت روی لکھا ہے۔ اور نہ اس کھانے کو  
 مکروہ جاننا ہے۔ لیکن یہ کھانا فقرا اور غربا محتاجین کو کھلایا جاوے۔ اور کوئی غنی بھی اس میں  
 شامل ہووے۔ تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حدیث شریفہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ایک عورت نے  
 کا کھانا جو اس کا خاوند فوت ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ نہ بڑھایا اور  
 حضور کے ساتھ کئی صحابہ غنی بھی تھے۔ جیسے کہ اصل حدیث شریفہ صفحہ ۴۳ پر درج ہو  
 چکی ہے لیجئے اس کی تصدیق آپ کے بزرگ مولوی صاحب اسحاق دہلوی اپنی مایہ مسائل میں کرتے  
 ہیں اور ساتھ ہی اصل عبارت جامع البرکات کی بھی لکھتے ہیں جس سے آپ کی اور آپ کے مولوی عبدالحق  
 صاحب کے فتاویٰ کی خیانت ظاہر پائی جاتی ہے۔ وہ ہذا بابہ مسائل تصنیف مولوی اسحاق صاحب  
 بزرگ دیوبندیاں۔ صفحہ ۸۷-۸۸۔ اگر محض برے ایصال ثواب یا رواج ایساں نے خوراندیس  
 فقرار ابا بد خوراندین لیکن در خوراندین فقرار صالحین ثواب زیادہ تر خواہ شد و اگر بطریق ضیافت  
 پزندیس۔ اختیار و فقرار ہر دور اروا باشد چنانچہ شیخ عبدالحق در جامع البرکات نے نوید و طعامیکہ  
 بہ نیت تصدق بر فقرار از اموات بہ پزند تا ثواب آں باباں برسد جز فقرار و انباشد چہ تصدق  
 بر فقرارے باشد و یہ مراغیاریا آنچہ بہ نیت ضیافت مسلمین تیار کنند ہر کہ باشد خواہ غنی باشد  
 خواہ فقیر۔ چنانچہ در عرائس مشائخ در دیار ما متعارف است عام باشد فقرار و اختیار و لا بد آنچہ فقرار  
 و تاجاں بخورند صورت ثواب خواہ بود و آنچہ غیر فقرار خورند موجب عقاب نخواہ شد۔ بلفظ  
 سوال چنانچہ لکھنا یہ مسائل صفحہ ۸۷-۸۸۔ لیجئے آپ کی تحریر کی حقیقت آپ ہی کے بزرگ سے  
 صاف ہو گئی۔ اور یہ کھانے جائز ہو گئے۔  
 قولہ۔ رسالہ تیجہ مصنف مولوی سکندر علی بن حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب جزا وہ حضرت



امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "روز سوم کل داؤن در مردان بدعت  
 است" بلفظہ۔ صفحہ ۳۵۔ سطر ۱۳: اقول: آپ نے یہ عبارت "روز سوم کل داؤن در مردان بدعت  
 است" ایسی لکھی ہے جس کے معنی اور مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک اس کی تصحیح نہ ہو تب تک اس  
 مہمل عبارت کا جواب بھی نہیں۔ لہذا تصحیح نقل آپ کے ذمہ ہے۔ اسی طرح علامہ سیوطی و ملا علی قاری  
 رحمۃ اللہ علیہما لکھتے ہیں۔ عن سفیان قال کان اکانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا  
 الى قبره وقرءوا القرآن یعنی روایت ہے سفیان رضی اللہ عنہ سے کہ انصار کی یہ عادت  
 تھی جب کوئی مرجاتا ان کا جایا کرتے وہ قبر پر اور پڑھتے قرآن: عینی شرح ہدایہ باب  
 الحج عن الغیر میں ہے۔ ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان و لقرآن و القرآن  
 و یهدون ثوابہ لموتاهم و علی هذا اهل الصلاح و الدیانة من کل مذهب  
 من الممالک و الشافعیة و غیرہم و لا ینکر ذلک منکر و کان اجماعاً۔ یعنی بیشک  
 مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہتے ہیں۔ ہر عصر اور زمانہ میں اور پڑھتے رہتے ہیں۔ قرآن اور  
 پہنچاتے رہتے ہیں۔ ثواب اپنے موتا کو اور اسی بات پر جمع ہیں، صلاح اور دیانت والے ہر مذہب کے  
 مالکی شافعی وغیرہ اور نہیں انکار کرتا اس کا کوئی منکر پس ہو گیا۔ اجماع اس پر انوار ساطعہ صفحہ ۳۰۰  
 ان دونوں باتوں کا جواب قائل ہے جو میری تحریر یا اشتہار میں نہیں۔

انتہائی کافی ہے: قولہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصیت نامہ میں ارغوان  
 مامردم اسراف در ماتم ہا و چہلم دفاتحہ و سالیانہ میں ہمہ را در عرب اول وجود بنود بلفظہ  
 صفحہ ۳۵ سطر ۱۲: اقول۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا یہ ہے  
 کیونکہ اسراف کرنا بموجب قرآن شریف حدیث شریف بہت بُرا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تسرفوا  
 ان اللہ لا یحب المسرِفین اور کلووا و اشربوا ولا تسرفوا لیکن یہ بات یاد ہے کہ  
 اسراف اس چیز کا نام ہے جو اپنے خطا نفس کے لئے کیا جائے اور خدا کے واسطے صدقات اور خیرات  
 جو کئے جائیں وہ اسراف میں داخل نہیں ہیں جیسے کہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ  
 نے کہا ہے کہ اپنے نفس کو خطا حاصل ہونے کے واسطے جو کچھ خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے اگرچہ تل کا  
 ایک دانہ ہو۔ اور جو کچھ خدا کے واسطے ہے وہ اسراف نہیں۔ اور شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری  
 قدس سرہ نے فرمایا۔ اگر تمام دنیا کو لقمہ کر کے کسی درویش کے منہ میں دیدے تو یہ اسراف  
 نہیں ہے اسراف یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے بے رضا تو صرف کرے۔ رہا جی رہے



ایک جوان نے کہ داشت و ایم خیر بندے دا اور ایسے درویر  
 کلے پسر خیر نیت در اسراف گفت اسراف نیت اند خیر (تفسیر حسینی)  
 دوسری بات یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسراف کے لئے برا فرمایا لیکن فاتحہ چلم و سالیان  
 کے برخلاف کچھ نہیں فرمایا نہ بدعت نہ خلاف شریعت نہ مکروہ نہ اور یہ جو فرمایا کہ چلم و فاتحہ سالیان  
 عرب میں پہلے نہیں تھا گویا شاہ صاحب کے لکھنے سے پہلے تھا یہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن  
 شریف اعراب دار مصر اور قسطنطنیہ کے چھاپے کے بھی پہلے عرب میں نہ تھے۔ کتب احادیث  
 وقفہ بھی نہ تھیں۔ کتب صرف و نحو بھی نہ تھیں۔ کتب اشغالی سلاسل اربعہ بھی نہ تھیں۔ بختہ  
 مساجد بھی نہ تھیں۔ تقلید شخصی بھی نہ تھی۔ اربعہ مذاہب بھی نہ تھے۔ اربعہ مصلحہ بھی نہ تھے۔ ایسے ہی  
 اور ہزاروں اور باتیں نہ تھیں۔ اسی طرح سوم۔ دہم۔ چہلم۔ سالیانہ بھی نہ تھے۔ کیا مصالغہ ہے  
 اس نہولے سے شاہ صاحب نے ان کو برا نہیں کہا۔ پھر شاہ صاحب کی عبارت لکھنے سے آپ کو کیا  
 حاصل ہوا۔ حالانکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خود فاتحہ خوانی اور قبروں پر مراقبہ کرنے کو تحریر فرماتے  
 ہیں۔ دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں: زبدۃ النصائح حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے صفحہ ۱۳۲ پر  
 تحریر ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ بلیدہ یا شیر برنج وغیرہ نیاز اولیاء کا درست ہے یا نہیں  
 فرمایا کہ اگر بلیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بر شرح ایشان پزند بخور اند مصالغہ  
 نیست و طعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حلال نیست۔ و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء ہم  
 خوردن جائز است۔ اور انتباہ فی سلاسل اولیاء میں اس طرح فرماتے ہیں: پس وہ مرتبہ درود خوانند  
 ختم تمام کنند۔ و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالیٰ  
 سوال نمایند۔ الخ۔ اور در تمین فی بشرات النبی الامین کی بابیسویں حدیث صفحہ ۸ سطر ۲:-  
 اس طرح فرماتے ہیں: جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں ایام مولود میں آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا پکوا یا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی کا۔ ایک سال کچھ پاس نہ تھا کہ کھانا  
 پکواؤں کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھنے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور بہت شاد و نشاط  
 ہیں۔ بلفظہ: دیکھئے شاہ صاحب کی تحریرات کو جن سے ہویدا ہے کہ آپ فاتحہ خوانی و سوم و  
 دہم و چہلم و برسی کو جائز فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی مولود شریف کی شیرینی کی تقسیم اور ختم بھی فرماتے  
 اور طعام سامنے رکھ کر جیسے کہ نقشبندیہ سلسلہ کا معمول ہے۔ وہ طریقہ ختم اس طرح پر ہے



کلمات طیبات صفحہ ۹۲ سطر ۱۹۔ ملفوظات حضرت مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ مرید خاص حضرت  
 امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔۔۔ و ختم (خواجگان) حضرت خواجہا و ختم حضرت مجدد  
 رضی اللہ عنہم نیز اگر باران جمع آیند بعد از حلقہ صبح برآں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشائخ  
 است و فائدہ بسیار دارد و بطریق اس کالیوں حاشیہ پر ہے طریق ختم خواجہا بہرینے و نقصہ کہ خوانند  
 باید کہ اول دست برداشته سورہ فاتحہ یکبار بخوانند بعد از ان سورہ فاتحہ بایسم اللہ ہفت بار بعد از ان  
 درود صد بار۔ بعد از ان الحمد للہ شرح بایسم اللہ ہفتاد و نہ بار۔ بعد سورہ اخلاص بایسم اللہ ہزار و  
 یکبار۔ باز سورہ فاتحہ بایسم اللہ ہفت بار۔ بعد درود صد بار۔ بعد از ان فاتحہ خوانند ثواب این ختم  
 بار و اح بزرگوار کہ این ختم پایشان منسوب است باید گذرانند۔ بلفظ (معمولات مظہری) :  
 دیکھو ختم پڑھنے کا طریق کیا صاف ہاتھ اٹھا کر ثواب پہنچا یا جاتا ہے۔ تسلی ہوئی یا نہیں۔ عین  
 حدیث کے مطابق ہے :۔۔۔۔۔ قولہ۔۔۔۔۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ  
 کے وصیت نامہ میں ہے۔ بعد مردن من رسوم دنیوی مثل وہم و بستم و چہلم و ششماہی و فاتحہ  
 مالیانہ ہیج نہ کنند۔ ان عبارات سے سوم و ہم۔ چہلم وغیرہ کا بدعت ہونا ظاہر ہے تو مولوی فیصل  
 صاحب کا انہیں بدعت لکھنا ان حضرات کا اتباع کرنا ہے۔ اگر آپ کو ان امورات کے بدعت ہونے  
 سے انکار ہے تو فرمائیے بلفظ۔ صفحہ ۳ سطر ۱۶ :۔ قول۔ قاضی صاحب ثناء اللہ علیہ الرحمۃ صاف  
 یہ فرمایا ہے ہیں :۔ رسوم دنیوی :۔ میرے مرنے کے بعد نہ کرنا۔ اس میں کوئی لفظ بدعت کا درج نہیں۔  
 جو آپ نے اپنی لیاقت سے ورج کر دیا۔ اور لفظ سوم بھی آپ نے اپنی ذہانت سے خود بخود لکھ دیا،  
 جس کو وہ جائز فرماتے ہیں۔ اور یہ صحیح اور صریح ہے۔ کہ رسوم دنیوی بطور بھاجی ہواوری کے  
 درست نہیں۔ لیکن ایصال ثواب کے لئے کوئی مانعت نہیں فرمائی۔ بلکہ قاضی صاحب اپنے وصیت نامہ  
 میں اس طرح لکھتے ہیں :۔ (۱) داز کلمہ درود و ختم قرآن استغفار و از مال حلال صدقہ لفقرا  
 باخفا مدوناہند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود المیت فی القبر کا الغریق المتغوث ینطق  
 دعویۃ ما للحقۃ عن اب اولخ او صدیقی۔ بلفظ۔ کلمات طیبات صفحہ ۱۵۴۔ سطر ۱۶ :  
 لیجئے۔ یہاں پر قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف کی سند سے ایصال ثواب کو بذریعہ  
 فاتحہ و ختم خوانی کے ثابت کر دیا۔ جس کے لئے طریق ایصال ثواب یہی ہے۔ جو فاتحہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر  
 ختم دیا جاتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا۔ مگر افسوس ہے۔ آپ پر کہ اس عبارت کو بھی لائق ثواب  
 الصلوۃ کہہ کر و انتم سکتا ہی کو ہضم کر لیا قاضی صاحب اس میں مدواخفا کو تحریر فرمایا ہے



کہ بطور خفیہ فقر کو صدقہ دیا جائے۔ اس سے مراد ان کی ریا کے دور کرنے اور نمائشی کارروائی سے روکنے کی ہے۔ ورنہ صدقہ ظاہر اور علانیہ دینا بھی حکم خداوندی ان تبدل الصدقات خفیہ یعنی اگر صدقہ کو ظاہراً اور علانیہ بھی دے تو اچھا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ شاہ عبدلقدور علیہ الرحمۃ اس طرح کرتے ہیں:- اگر کھلی و خیرات تو کیا اچھی بات ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ترجمہ فارسی اس طرح ہے:- اگر آشکارا کنید خیرات را نیکو چیز است۔ یہ اس لئے کہ اور لوگوں کو بھی صدقہ احد خیرات کرنے کی ترغیب اور تحریک دیں۔ لیکن خیر قاضی صاحب ریا کی وجہ سے خفیہ صدقہ کی وصیت فرمائی۔ تو وہ بھی صحیح ہے۔ دوسرے حصہ آیت شریف پر عمل ہوا پابا اب اور سنئے حضرت شاہ عبد الغزیز علیہ الرحمۃ دادا پیر مولوی اسماعیل صاحب کے وہ تمام ایام سوم۔ دہم۔ چہلم ششماہی سالیا کو درست فرما رہے ہیں۔ وہ ہوندا:- (۲) تفسیر عزیزی پارغم۔ سورہ انشقت صفحہ ۱۱۱۔ سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں:- و مدوزندگان بمرودگان دس حالت زدوے رسد۔ و مرودگان منتظر لحوق مدوازی طرف سے باشند چنان گمان سے برند کہ ہنوز زندہ ایم۔ ولہذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان در انجائے گوید کہ دعوی اصلی یعنی بگذارید مرا تا نماز بخوانم۔ نیز وارد است۔ مرد در ان حالت مانند غریقے ست کہ انتظار فرما در سے برود و صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار آئے آید۔ ان میں جا است کہ طوائف بھی آدم تالکسان علی الخصوص تاک یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کو شش تمام سے نمایند۔ بلفظ:- (۳) فتاویٰ عزیزیہ جلد اول شاہ عبد الغزیز محدث دہلوی صفحہ ۵۵۔ سطر ۱۹۔ طحطاوی کہ ثواب آل نیاز حضرت امامین نمایند و برآں فاتحہ و قل و درود خواندن متبرکے شود و خوردن آن بسیار خوب است۔ بلفظ:- یہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب آپ سے سوال کیا گیا تھا کہ جو طعام تعزیہ کے پاس رکھا جاتا ہے۔ اور اس پر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ دیکھئے تعزیہ کے پاس نیاز امامین رضی اللہ عنہما کو تبرک فرمایا:- (۴) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۱۰۴ جلد اول (نام پرسی) بدعا و استغفار و تصدق اللہ بایذینہ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ينتظر دھوۃ تلحقہ من اب امراوا و صدیق فاذا لحقته کان احب الیہ من الدنیا و ما فیہا و ان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال النجیال من الرحمة وان ہدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لہم۔ ترجمہ حدیث شریف فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم



آلہ وسلم نے۔ مردہ قبر میں ڈوبنے والے کی مانند ہے۔ فریاد کرنے والا ہے اور انتظار کرتا ہے دعا کی  
جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کرے۔ جب یہ دعا اس پہنچے دوست تریا زیادہ محبوب ہے۔ وہ دعا  
اس کے لئے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا اہل قبر کو پہنچاتا ہے  
مانی پہاڑوں رحمت کے اور تحقیق زندوں کا ہدیہ یا تحفہ یا صدقہ مردوں کے لئے بخشش ہے یا ذریعہ نجات ہے۔  
(۵) ایضاً مکتوب نمبر ۵۹ جلد اول حصہ سوم صفحہ ۳۵-۱ مترسی آل فرزند شیوہ صبر را  
پیش گرفته بصدقہ و دعا و استغفار و مدد و معاون باشد کہ موتے را شد و احتیاج است بامداد احوال۔ در  
حدیث نبوی الخ۔ (یہ حدیث وہی ہے جو اوپر درج ہو چکی ہے) (۶) ایضاً مکتوب سی و ششم صفحہ  
۸۵۔ سطر ۹۔ مترسی حضرت امیر اگر و اما نہ پیغمبر است و پس عمر اوست حضرت صدیقہ زوجہ مطہرہ  
اوست علیہ و علیہ جمیع اہل بقیۃ الصلوٰۃ و السلام و حبیبہ و مقبولہ اوست علیہ و علیہ آلہ الصلوٰۃ و السلام  
پیش از میں بچند سال و اب فقیر آں بود کہ اگر طعام می بخیت مخصوص برو حانیات مطہرہ اہل علمے سات  
و باں سرور حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرت امین ائمہ سے کرو علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات شے در خوا  
مے بین کہ آں سرور حاضر است علیہ و علیہ آلہ الصلوٰۃ و السلام فقیر ایشان سلام مے کند متوجہ فقیر مے شود  
در و بجانب دیگر دارند دریں اثنا الفقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عایشہ مے خورم سر کہ مرا طعام  
بخانہ عائشہ فرستد این زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشان آں بود کہ فقیر حضرت صدیقہ  
را در این طعام شریک نمے ساخت۔ بعد از ان حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازاواج مطہرات را کہ ہمہ اہل  
بیت اند شریک مے ساخت و جمیع اہل بیت توسل مے نمود الخ۔ بلفظہ و یکھے۔ ان مکتوبات حضرت امام رضا  
رحمۃ اللہ علیہ فاتحہ خوانی اور طلاق ثواب رسائی کی تاکید ظاہر ہے۔ اور وہ رسالہ شیعہ مکنام مولوی سکندر  
کا حضرت امام صاحب علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے مردود ثابت ہوا (۷) سراط مستقیم مصنفہ مولوی  
سمیع الدین دہلوی امام الطائفہ و ہادیہ مطبوعہ میرٹھ۔ صفحہ ۳۷ و مطبوعہ علی صفحہ ۶۲۔ وہ نیز اشارت کردہ دفع  
رسالہ زندگیا موات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید بر ہم نباید شد  
بے تعین تاریخ و روز جنس و قسم طعام بہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود عمل آرد۔ ہر گاہ ایصال بہ بیت منظور و اگر  
موقوف بر طعام نگذارند اگر میسر باشد بہتر است الا صرف ثواب سورہ فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب است الخ  
بلفظہ ہدایت افی و ربماں اشغال طریقہ چشمہ۔ افادہ اول۔ طالب ابائند کہ با وضو و انویطو  
نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر این طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین بخری و حضرت خواجہ  
قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ ہوا خواندہ بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید بلفظہ السط



(۸) فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت حاجی شاہ اماد اللہ علیہ الرحمۃ پر و مرشد دیوبندیاں  
 دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا اس میں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے  
 کہ نفس ایصالِ ثواب بار و اح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص اور تعین کو موقوف  
 علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی بصلحت  
 باعث تقلید بہت کذا ایسا ہے۔ تو کوئی ہرج نہیں جیسا بصلحت نماز میں سورہ خاص میں کرنا کوفہا تحقیق  
 نے جائز رکھا ہے۔ اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔ اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف  
 تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر سکین کو کھلانا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں  
 کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چیز دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب لسان کیلئے عوام  
 کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر زبان سے کہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں  
 شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا "مشار الیہ" اگر دہرے دہرے ہو تو زیادہ  
 اختصار قلب ہو کھانا رو بر لائے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک علیہ۔ اسکے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا  
 جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے۔ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائیگا۔ کہ جمع بین العبادتیں ہے مع  
 چہ خوش بود کہ بر آید یک کر شمع دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے  
 لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعل کے لئے رفع یدیں سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو سکین  
 کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانیکے  
 ساتھ کھ لیا۔ پس یہ بہت کذا ایسا حاصل ہو گئی۔ باقی رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے  
 کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے۔ اور ضرور رہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا  
 سال گذر جاتے ہیں۔ کبھی خیال بھی ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ ان کی تفصیل طول ہے۔ محض  
 بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں  
 بعض اسرار بھی ہیں۔ پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضافہ نہیں پڑا عوام کا غلو اولاً اسکی  
 اصلاح کرنی چاہئے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً اس کا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔ لہذا  
 اعمالنا دلوکم اعمالکم۔ رہا شبہ شبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے۔ مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے  
 کہ شبہ اس وقت رہتا ہے جب تک عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرے  
 اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو۔ اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ شبہ



جاتا رہتا ہے۔ ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قومیوں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے ہیں کہ کسی عالم و روش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے۔ قصہ تھپڑ ایل قبا اس میں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مردجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی۔ دسواں بیسواں۔ چہلم ششماہی سالیانہ وغیرہ اور توشہ شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلوائی شب برات و دیگران طرق ایصال ثواب ہی قاعدہ پر مبنی ہیں۔ بلفظ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۱۰۱ و دیکھئے آپ کے پیران پر علیہ الرحمۃ نے تمام فاتحہ خوانیوں اور ایصال ثواب کے طریقہ دسواں بیسواں۔ چہلم اور سالیانہ سب کو نیک و جائز فرما دیا۔ اور توشے اور سہ نیاں۔ شبرات کے حلوے سب جائز ہیں۔

## ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانس مولوی رشید احمد کا

اس فیصلہ ہفت مسئلہ رسالہ مصنف مرشد خود کو دیکھ کر بالے غصے کے

چراغ پا ہو جانا اور اس رسالہ مبارک آگ میں ڈال کر خاک سیاہ کر ڈالنا

نہایت معتر ذرا بع سے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت فیصلہ ہفت مسئلہ (مصنف حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ) طبع ہو کر اطراف ہند میں شائع ہوا اور اتفاق سے کچھ نسخے گنگوہ شریف میں بھی پہنچے تو اس خبر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پا ہو گئے اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا کہ جس قدر نسخے گنگوہ آئے ہوں سب ہمارے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل عمل میں لائی گئی اور جس قدر نسخے ہم پہنچ سکے ان کی یہ قدر و منزلت کی گئی کہ آگ میں جھونک کر خاک سیاہ کر دئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلفظ۔

کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی کانپور۔ ادیشن نمبر ۲ صفحہ ۲۴ سطر ۱۰ اللہ! اللہ! یہ غیظ و غضب اور یہ گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے مرشد ارشاد کی اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی دوراندیشی کہ چند دس بیس نسخے اگر آگ میں جلا دئے تو کیا ہوا وہ تو ہزاروں کی تعداد چھپ کر شائع ہو چکا تھا۔ بلکہ اس کے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے بیچ اور غصہ کی کوئی اتہان تھی ضبط نہ ہو سکا اور اپنے مرشد کی کتاب کی یہ عزت کی کہ آگ میں جلا ڈالا قیامت کو ضرور حضرت مرشد کے رو برو رسوائی ہوگی۔ بلکہ ردیاسی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ بھی ان کے ساتھ ہونگے ضرور اور ضرور اب میں ایک فتوے علمائے پنجاب ہندوستان کا جو کتاب: "فتاویٰ علمائے حنفیہ فی جواز استغناء"



شمس "مرتبہ منشی شمس الدین خاں حنفی نقشبندی مجددی جالندھری مسئلہ ہجری میں بمقام جالندھر چھپوایا تھا۔ درج کرتا ہوں +

## استفتاء

کتاب فرماتے ہیں علمائے دین متین اس باب میں کہ ملک پنجاب میں آج کل طعام کو آگے رکھ کر قرآن مجید کی مختلف آیات پڑھتے ہیں جس کو ختم یعنی فاتحہ خوانی کہتے ہیں آیا سنت ہے یا مباح یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ۔ پھر بعد تمام کرنے قرآن کے سب حضار ایک شخص کو جو بزرگی میں اچھا اور مشہور و معروف ہوتا ہے۔ ہر واحد اپنا اپنا بخش دیتا ہے بلکہ اپنی اپنی سورت یا کچھ پڑھا ہوا ہیکہ اگر اس شخص معین کے پاس الکرہ ہے کر دیتا ہے۔ بلکہ دیگر مشہوروں سے اس تاریخ اور وقت مقررہ پر قرآن سے کچھ پڑھا ہوا ایک دوسرے سے ایک دوسرے کو سہہ کرانا ہوا لاکر اس شخص معین کے حوالہ کر دیتا ہے تاکہ وہ مجموعہ ہو کر اس میت کو جس کی فاتحہ خوانی کے واسطے دن مقرر کیا گیا ہے اس کو بخش دیا جائے اس طریق خاص کو کوشش سے انجام کرتے ہیں۔ بلکہ دین قرار دیتے ہیں اور وہ شخص معین وہ سب ہر ایک کا پڑھا ہوا لے کر وہ باوانہ بلند کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا یعنی ہاتھ اٹھا کر وہ بالترتیب انبیاء و اکابر اولیاء کے نام مبارک لے کر بخش دیا جاتا ہے اخیر اس میت کے نام پر خاص کر کے بخش دیتا ہے اگر اس کو اس میت کا نام یاد نہیں ہوتا تو اس کے اقربا سے پوچھ لیتا ہے آیا ایصال ثواب کے لئے یہ طریق کیا ہے سنت ہے یا بدعت یا مباح۔ قرآن و حدیث و فقہ سے مدلل مفصل ارشاد فرمادیں۔

بیتوا لوجروا عند اللہ اجرا عظیما۔ صفحہ ۵۔ سطر ۱۲ +

## جواب لهذا ما فی علمی من الجواب فی اللہ اعلم بالصواب

ختم مذکور بوضف مسطور جس کو فاتحہ خوانی بھی کہتے ہیں سنت حسنہ ہے نہ بدعت سیئہ اور اگر خالصتہ ہو تو میت کو نہایت فائدہ ہے اور وہ امور استجواب جو اس ختم شریف میں مندرج ہیں۔ یعنی مدقہ دینا قرآن شریف پڑھنا۔ زندیہ یا مرویہ کو اس کا ثواب بخشنا جمعیت کے ساتھ دعا کرنا اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا نام لینا واسطے اہل کئے ثواب نیز متوفی کا نام لینا اور جمع ہونا واسطے معادنت کرنے اس کار خیر میں یہ ایک امر فی نفسہ جائز اور ثابت ہے اور ان سب امور استجواب کو جمع کرنا اور ایک مجلس میں

۱۔ پنجاب میں نہیں بلکہ ہندوستان اور عرب و غیرہ ممالک میں بھی +  
۲۔ آج کل ہی نہیں بلکہ مدت ہائے  
۳۔ لفظ طعام میں آب بھی داخل ہے +



سرا انجام کرنے میں کوئی مانع شرعی ثابت نہیں۔ پس اس ختم مروج بالا کو بدعت سیہ کہنا درست نہیں  
 وقال ذین العرب البدعة ما أحدث علی خلاف اصل من اصول الدین کذا فی البوقیة  
 شرح البوقیة پس سرا انجام کرنے والے اس سنت حسنہ کے اور امداد دینے والے اور اصل بانی اس سنت  
 حسنہ کے سب کے سب حدیث شریف من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من  
 عمل بها من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورهم شیئی۔ رواہ مسلم میں داخل ہیں اور  
 ما جور ہیں۔ اور جب کہ یہ طریقہ قدیم الایام سے جاری ہے۔ اور جمہور مسلمین اس کو اچھا جانتے ہیں۔ اور عمل  
 میں لاتے ہیں۔ تو ضرور طریقہ حسنہ ہوگا۔ فروی عن ابن مسعود موقوفاً بسند حسن۔ اراہ المسایون  
 فهو عند الله حسن لیکن خاص اس طریقہ پر ایصال ثواب منحصر جانتا اور اس کو ضروریات دین سے  
 اعتقاد کرنا بدعت یہ ہوگا۔ بلکہ ایصال ثواب کی واسطے یہ امر سنت حسنہ ہے۔ حسب مسائل ذیل :-

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى قال العلامة الشيخ  
 صدق الله عليه ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن الدمشقي في كتابه رحمة الامة في اختلاف  
 الائمة - اجمعوا على ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج والعق ينفع الميت و  
 يصل اليه ثوابه والاصل في هذا الباب ما قال في الهداية ان الانسان لم ان  
 يجعل ثواب عمله بغيره صلوة او صوم او صدقة او غيرها اهـ كتلادة القرآن والاذكار  
 كذا في افقہ القدیر۔ وقال الله تعالى تعاونوا على البر والتقوى۔ وروی الطبرانی  
 باسنادہ ان رجلاً سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان لی ابوان ابیرھما حال  
 حیاتیما فکیف ابیرھما بعد موتہما فقال علیہ السلام ان من البر بعد البر ان تصلي لهما مع  
 صلواتک وان تصوم لهما مع صیامک۔ وروی ابن ابی شیبۃ عن ابن یسار مرفوعاً بلفظ  
 ان من البر بعد البر ان تصلي عنهما مع صلواتک وان تصوم عنهما مع صومک وان  
 تصدق عنهما مع صدقاتک۔ انتهى ۴

وقد سمع انه صلی اللہ علیہ وسلم صحی بکبشین ملحین احدهما عن نفسه والاخر  
 عن امته رواه عدة من الصحابة كعائشة وابی هريرة وجابر وابی رافع وحذيفة الغفاري  
 وابی طلحة الانصاري وانس رضي الله عنهم واخرجه ائمة الحديث كاحمد وابی  
 داود وابن ماجه والحاكم وصححه ابن شيبه وابو نعیم وابی يعلى والطبرانی والدار  
 قطنی والبرزاز واسحق بن راھویة وغيرهم بطرق متعددة كما بسط الزيلعي في



نصب الرأية التخييم احاديث الهداية قال شيخ الاسلام كمال الدين الهمام قد رى  
 هذا الحديث من الصحابة وانتشر مخرجوه فلا يبعد ان يكون القدر المشترك وهو انه  
 عليه السلام نفي عن امته مشهوراً يجوز قيد الكتاب به اه - يعنى قوله تعالى وان  
 ليس للانسان الا ما سغى فعلى هذا معنى الآية ليس للانسان سغى غيره الا اذا ذهب  
 له كذا قال السيد الطحطاوى فى حواشى الدر المختار اقول والابد من هذا القيد ثلاً  
 يعارضه قوله تعالى والذين امنوا وابتغتهم ذريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم وما  
 الله بهم من علمهم من شئ فاخبر الله تعالى بانتفاع الابناء بعمل الاباء وقد روى  
 حديث الحج عن الغير عدة من الصحابة كابن عباس وثابت ابن انس يريدان  
 ابن عامر وابن الحصين وسودة ام المؤمنين رضى الله عنهم اخرج البخارى ومسلم  
 والبوداود والترمذى والنسائى والدارمى واحمد وابن حبان والحاكم والطبرانى  
 والبيهقى وغيرهم بطرق مختلفة كما بسطه الزيلعى فى تخريجہ ثم ظاهر المذهب  
 ان الحج عن المجوج عنه وبذلك تشهد الاخبار الواردة فى الباب كذا فى الهداية  
 وعن ابن عباس ان رجلاً قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم ان امة توقيت  
 اينفعها ان تصدقت عنها قال نعم رواه البخارى :

وعن سعد بن عبادة انه قال لنبى صلى الله عليه وسلم فقال ان امة ماتت  
 وعليها نذرة فيجزي ان اعتق عنها قال اعتق من املك رواه النسائى :  
 وعن انس انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا  
 نتصدق عن موتانا ونج عنهم ونذعوا اليهم فهل يصل ذلك اليهم قال نعم  
 انه يصل اليهم رواه الكبرى :

وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من خل لمقابر  
 قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهاكم التكاثر ثم قال انى جعلت ثواب  
 ما قرأ من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا شفعاء له الى  
 الله تعالى رواه ابوالقاسم الزنجاني فى فوائده :

وعن على رضى الله تعالى عنه قال من مر على المقابر وقراً قل هو الله احد  
 احدى عشر مرة ثم وهب اجرها لاهلها اعطى من الاجر بعد الاموات رواه الطبرانى



وبالجملة قد وردت اخبار واثار كثيرة في هذا الباب ذكرها السيوطي في شرح  
الصدور والقدر المشترك بين الكل وهو ان من جعل شيئاً من الاعمال الصالحة  
لغيره نفعه الله به يبلغ مبلغ التواتر كما صرح به شيخ الاسلام ابن الهيثم  
في فتح القدير ثم لا فرق بين ان يكون المجهول له حياً او ميتاً كما هو الظاهر  
من حديث الاضحية عن الغيرة والجم عن الغيرة

وقال الحافظ شمس الدين عبد الواحد المقدسي في جزء الف في هذه  
المسئلة ان المسلمين ما زالوا في كل عصر يجتمعون ويقرئون لموتاهم من غير تكبير  
فكان ذلك اجماعاً كذا نقل السيوطي عنه في شرح الصدور وذكره  
القاضي ثناء الله في تذكرة الموتى ولم ينكر عليه -

وقد روى الخليل عن الشعبي قال كانت انا نصار اذا مات لهم الميت  
اختلفوا الى قبره يقرؤون القرآن كذا في شرح الصدور ثم الاجتماع على  
قراءة القرآن فضيلة عظيمة وفائدة جلييلة :

فعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اجتمع قوم  
في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسون فيه فيما بينهم الا نزلت  
السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتم الملكة وذكرهم الله في من عنده رواه  
المسلم قال النووي في هذا الحديث دليل لفضل الاجتماع على قراءة القرآن  
لموتاهم باطعام الطعام ثم الدعاء لهم بالصلوات والتوب والعفو والمغفرة :

فعن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كانت له  
حاجة عاجلة او اجلة فليقدم بين يدي نجواه صدقة كذا في الفوائد المجموعة  
على ان الدعاء بعد القراءة وختم القرآن دعوة مستجابة رواه البيهقي في  
شعب الايمان :

وعن حميد الاعرج قال من قرأ القرآن ثم دعا من على دعائه اربعة  
الان ملك رواه الدارمي :

وروى ايضا عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما  
اجتمع ثلاثة قط بدعوة الا كان حطاً على الله ان لا يرد ايديهم وروى الحاكم



عن حبيب بن سلمة مرفوعاً لا يجتمع ملائكتان غواب بعضهم إلا اجابهم الله تعالى  
 فعلم ان الاجتماع للدعاء بعد قراءة القرآن واحضار الطعام واهداء ثوابه  
 للاموات اصل قوى ودليل جلي واما اهداء ثواب قراءة القرآن للنبي  
 صلى الله عليه وسلم فمنعه ابن يثمية الحراني بدليل عدم ورود الاذن فيه  
 من النبي صلى الله عليه وسلم وبالنظر امام السبكي في الرد عليه فقال ان مثل  
 ذلك لا يحتاج الى اذن خاص الا ترى ان ابن عمر رضي الله عنهما كان يعتمر عنه صلى الله  
 عليه وسلم عن امن غير وصية وحج ابن الموفق عنه سبعين حجة وختم ابن السراج  
 اكثر من عشرة آلاف ختمه وقال ابن عقيل يستحب اهداء هاله صلى الله عليه وسلم  
 كذا في رد المختار وفيه ايضا قول علماءنا للرحيل ان يجعل ثواب عمله بغيره  
 يدخل فيه النبي صلى الله عليه وسلم وانه احق بذلك حيث القدنا من  
 الضلالة ففي ذلك نوع شكر واهداء جميل له والكامل قابل لزيادة الكمال وقد  
 امرنا ان نقول اللهم صل على محمد صلى الله عليه وسلم الخ  
 وقال ابو الفضل ابن حجر لصلواتي اما قول القائل في الدعاء اللهم صل  
 ثواب ما تواتر في زيادة في شرف سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فله  
 اصل وهو الحديث المروي عن كعب رضي الله عنه اجعل لاهل صلواتي كلها  
 قال اذا تكفي همك وقد قيل المراد بالصلوة هنا الدعاء وقيل الصلوة  
 والمراد ثوابها انتهى

وفي الفناوي الجديثة لابن حجر الهيتمي ان ما يفعله الناس من صلواتهم  
 من الله تعالى ان يوصل ثواب ما يقرءون الى النبي صلى الله عليه وسلم ومحبيه  
 وتابعيه حسن لا اعتراض عليه والاولى ان يفعل ذلك مع والديه انتهى  
 وكذا في تنقيح الحامدية وفي البحر من صلى او صام او تصدق وجعل ثوابه  
 لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة  
 والجماعة كذا في البدائع وسئل ابن حجر المكي عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل  
 يقسم الثواب بينهم او يصل لكل منهم مثل ثواب ذلك كاملا فاجاب بانه  
 افني جمع بالثاني وهو لا تقسمة الفضل انتهى كذا في رد المختار وفيه



ایضاً عن التاتارخانیۃ من المحيط الا فضل لمن تصدق لفلان بنوی لجميع المومنین  
 والمومنات لانها تصل اليهم انتہی۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد یوسف الحنفی الشاذلی  
 محمد یوسف شرم بلفظ صفحہ ۵ تا ۹ عفا اللہ عنہ۔ الجواب۔ واللہ سبحانہ الموفق للصواب۔ ثواب  
 قرآن شریف اور کھانے کا میت کو پہنچانا درست ہے۔ اور کھانا نیوگے رکھ کر اس پر قرآن شریف پڑھنا  
 واسطے اشارہ کے مضائقہ نہیں۔ ثبوت اس کا اکثر آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے متعدد رسائل  
 اور فتاویٰ میں تفصیل لکھا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ شامی رد المحتار میں لکھتے ہیں۔ صرح علمائنا فی الباب  
 الحج عن الغیریان للانسان ان يجعل ثواب عملہ غیرہ صلوٰۃ او صوم او صدقۃ او غیرہا کذا فی  
 الہدایہ۔ انتہی۔ مختصراً۔ العبد المذنب محمد گوہر علی محمد گوہر علی

الجواب صواب (محمد ارشاد حسین) الجواب هو الصواب (محمد عبد الغفور خاں)  
 ص الجواب (المستوفی علی اللہ) الجواب صواب (محمد یوسف علی خاں)

نی زماننا جس کو فاتحہ خوانی دینا بولتے ہیں اس سے مقصود صلی میت کی واسطے دعائے مغفرت ترقی مرتبت  
 میت کرنے ہے اور دعا کرنے کے قبل عبادت مالی و باقی جمع کر لینا مستحب ہے۔ پس دعائے مغفرت و  
 ترقی مرتبت میت کے حق میں کرنے کے قبل کسی مستحق کو کھانا کھلانا اور سورہ فاتحہ وغیرہ وغیرہ پڑھ لینا عبادت  
 مالی اور بدنی دونوں اکٹھا کر لینا ہے تو بے شک جائز ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ فخر الدین احمد غفر اللہ الاحد لکھنؤی (فخر الدین احمد)

واقعی آیات قرآنیہ و طعام کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے اور اس کا ثبوت اولہ شرعیہ سے بخوبی  
 حاصل ہے۔ اور قرون ثلاثہ میں بھی ایصال ثواب جاری تھا۔ جیسا کہ صحاح سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ لہذا  
 ہیئت کذا نیہ مجتہد مستفسرہ بالاقرون ثلاثہ میں نہ تھی۔ پس اس کو ایصال ثواب میں ضروری نہ جاننا چاہئے  
 ہاں عادات ان دونوں کا اجتماع لائق امتناع نہیں۔ واللہ اعلم وحکمہ احکم

حررہ الراحمی غفور بہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید لکھنؤی (ابو الحامد محمد عبد الحمید)

عبادت مالی اور بدنی کا ثواب میت کو پہنچا ہے۔ اگر طعام وغیرہ اگے رکھ کر اس پر کچھ کلام الہی وغیرہ دعا  
 پڑھ کر اس کا ثواب مردہ کی روح کو پہنچایا جاوے تو یہ مشروع ہے۔ بشرطیکہ اس فعل کو ضروری مثل فرض  
 واجب و سنت موکدہ نہ ٹھہرایا جاوے۔ اس فعل کے مستحسن ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے کیونکہ خود رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے گوشت پر قبل از تصرف و قبل از ایصال ثواب و آیت کلام اللہ کی تلاوت  
 فرمائی انی وحبیبی وحبیبی للذی فطر السموات الایۃ بعد اس کے یہ دعا پڑھی اللہم صدق و



عن محمد وامتنہ اور صدقہ قربانی کی طرف اشارہ فرما کر پڑھا یا اللہم تقبل ہذا من محمد ال محمد  
نیز حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے حلوہ بنا کر حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں ارسال  
کیا اس پر بھی آپ نے کچھ دعا پڑھی تھی جیسا کہ حدیث میں نکلے بجا شاء اللہ اور اسی طرح آپ نے ان روٹیوں  
پر جو حضرت ابو طلحہ والد انس رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھیں کچھ کلمات دعائیہ تلاوت فرمائے تھے جامع التفا  
سیر میں ہے جو کوئی پڑھے سورہ یسین کو وقت کھانے کے کہ ڈرتا ہو قلب اس کا کفایت کرے اس کو نیز جنگ  
بنوک میں صحابہ نے طعام موجودہ سب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت حضور میں جمع کیا تھا  
تو آپ نے کلمات دعائیہ اس پر تلاوت فرمائے تھے۔ ان احادیث مرقومہ بالا سے یہ ثابت ہو کہ طعام اور  
اشیلے خوردنی پر آیات قرآنی اور دعا کا پڑھنا مستحسن ہے کتبہ فقیر غلام احمد مدرس مدرسہ نکورہ المصیب  
مصیب فتح الدین ساکن آلودال پر گنہ نکورہ جزاء اللہ المجیب المصیب عنا وعن سائر  
المسلمین خیر الجزاء فاحسن جوابہ وهو مرضی عندنا۔ وانا الفقیر المذنب علی  
مفتی نکورہ عفی عنہ۔ ہذا اہل السواہیات صحیحہ فقیر حافظ نور جمال

الجواب صحیح فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی لاہور

الجواب حامد اللہ ومصلیاً وسلم علی رسولہ بقرآن شریف کی سورتیں یا آیتیں پڑھ کے ان کا ثواب  
میت کو بخشنا اور اس کے ساتھ کھانا یا میوہ یا شیرینی اپنے حب حالی تیار کر کے اس کا ثواب بھی میت کو  
گزارنا بے شک جائز ہے۔ اور اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے۔ اہلسنت وجماعت کے تمام علماء کا اتفاق ہے  
کہ میت کے نام سے دعا کرنے اور صدقہ دینے اور کھانا کھلانے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ  
لکھا ہے۔ اجدوا علی ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج یتفع للمیت ویصل ثوابہ  
الیہ۔ مفتی اور قرآن شریف وغیرہ پڑھ کے اس کا ثواب میت کے نام سے بخشے تو میت کو اس کا ثواب  
پہنچتا ہے۔ اور اکثر سلف اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور ایک جماعت شافعیہ رحمہم اللہ دعا  
ایسن کی طرف گئے ہیں۔ بلکہ قبور کی زیارت کے واسطے گئے ہیں۔ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص وغیرہ  
پڑھ کے اس کا ثواب میت کو بخشنے کی حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ کہا ہوتا ہے کہ سورہ فائدہ اور سورہ اخلاص وغیرہ  
ذیقہ شجرہ ہجری مکتبہ عبداللہ کان لا (عبداللہ) مہر صاف پڑھی نہیں گئی۔ الجواب صحیح محمودین

صیغۃ اللہ یہ دونوں صاحب بزرگ بدراسی ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱-۱۲۔

جواب۔ یہ فاتحہ خوانی بموجب ترتیب تحریر شدہ کے بدعت حسنہ ہے اور مستحبات علماء متاخرین  
سے ہے۔ بموجب اس حدیث صحیحہ کے طرہا المسلمون حنا فہو عند اللہ حسن فقیر فقیر قادر بخش



معروف فقیر جند و ڈا اویسی قادری حنفی ملتانی قد یا غفر اللہ عنہ والوالدیہ - الخ - صفحہ ۱۲ :-  
 اقول بتوفیق اللہ تعالیٰ و توفیقہ - نفس قرآن بروقت حضور طعام جائز است (بہت طویل عبارت  
 اور کتب فقہ کے حوالجات درج ہیں) مفتی فاضل امرتسری :- غلام رسول الحنفی عفی اللہ عنہ :-  
 مولانا مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی مدرس لدھیانہ کی بہت مفصل اور منصفانہ تحریر صفحہ  
 ۱۹ تک ختم مروجہ کو بہت عمدہ طور پر ثابت فرمایا ہے کچھ عبارت مختصراً آگے لکھی جائے گی۔ ان کی تحریر  
 پر مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لدھیانہ اس طرح تصدیق فرماتے ہیں - الملجیب مصیب  
 مفتی شاہ دین لدھیانوی :- لیجئے ختم فاتحہ خوانی سوم - دہم - چہلم ششماہی - سالیانہ وغیرہ تدوینا اور  
 کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف پڑھنا اور دعا کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا ثابت ہو گیا آپ بھی اپنے مردوں  
 پر رحم کیجئے ان کے دشمن نہ بنئے :- قولہ مطالبہ بضمن مطالبہ نمبر ۱ آپ نے مولوی  
 خلیل احمد صاحب کو ختم مروجہ سوم و دہم - چہلم وغیرہ کو بدعت لکھنے پر وہابی اور ان کی تحریر کو کفر یہ لکھا  
 ہے الخ بلفظہ - صفحہ ۳۵ - سطر ۲۲ :- **اقول** واقعی مولوی خلیل احمد صاحب وہابی

دیوبندی ہیں۔ اور ان کے پیر کا بھی اس میں عذر لا حاصل ہے اور یہ بات سطر اور فیصل شدہ ہے  
 فتاویٰ علماء عرب کے موجود ہیں کہ وہ وہابی سات پانیوں دھوئے ہوئے ہیں۔ اور ان کے تکفیر میں  
 بھی فتاویٰ موجود ہیں۔ صرف میرا ہی لکھنا نہیں۔ ان کی اپنی تحریرات ہیں۔ تو میں سرور عالم صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم میں اور وہ نمبر اول میں اس کا رد وافی میں :-

**قولہ** - آپ نے لکھا ہے ربا وجود ایسا سمجھنے کے بعد خود مسلمانوں کے گھروں سے لے کر  
 کھاتے ہیں اور اچھی طرح کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھتے ہیں منافقانہ (قاضی صاحب اگر شرم کہیں بازار  
 میں قیمتاً ملتی ہوتی تو ہم ضرور اپنی گرہ سے ... تاکہ آپ اپنے کذب پر نادام اور شرمندہ ہوتے مولوی  
 خلیل احمد صاحب کا آپ نے یہ عقیدہ نقل کیا ہے ... مولوی صاحب مذکور نے کبھی کہیں ختم نہیں  
 دیا بلفظہ - بلخصاً - صفحہ ۲۶ - سطر ۴ :- **اقول** جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بالکل

صحیح ہے۔ میرا اپنا واقعہ ہے کہ میری بیوی، محرم ۱۳۳۲ھ ہجری کو فوت ہو گئی اور ۱ - دسمبر ۱۹۱۳ء  
 تھا۔ حافظ کریم احمد خالی دیوبندی وہابی سہارنپوری میرے قریب مسجد میں امام تھا اس  
 کو میں نے مقرر کیا کہ چالیس روز برابر قبر پر قرآن شریف پڑھے۔ اور ہر روز رات کو ختم پڑھ کر کھانا لایا  
 کرے اس نے منظور کیا اور قبر پر قرآن شریف چالیس روز تک پڑھتا رہا۔ اور ہر روز رات کو کھانا  
 لایا کر اس کے سامنے رکھا جاتا۔ اور بڑی عمدگی سے اس پر سورہ تبارک الذی پڑھ کر ایصال ثواب کیا تا



اور کھانا اپنے گھر لے جاتا۔ اور بعض اوقات میرے مکان پر بھی کھا جاتا اور گھر کو بھی لے جاتا۔ سووم اور دہم کو بھی اسی طرح پاڑ جاتا اور سووہ جات اور طعام پر قرآن شریف پڑھ کر ختم دیتا اور گھر لے جاتا۔ اور چالیسویں روز بہت کچھ ختم پڑھ کر لے گیا۔ اور رخصت کیا گیا اور اس کے بعد بھی ہر جمعرات کو اتنا اور اسی طرح ختم پڑھ کر کھانے جاتا رہا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست مفتی نیا ترا احمد خاں سب انسپکٹر پولیس لودھیانہ کا بھائی مشتاق احمد ملازم ریلوے فوت ہو گیا۔ اور میرے رشتہ میں بھی تھا۔ تیسرے روز میں اس سووم میں گیا مسجد میں لوگ بیٹھے تھے۔ اور آپ کا مولوی محمد اسحاق پسر مولوی عبدالعزیز مرحوم بھی وہاں بیٹھا تھا۔ خود بریاں وغیرہ جو دستور ہے لایا گیا۔ کلمہ شریف اور قل ہو اللہ احد کے پڑھنے کے بعد میں نے امام مسجد سے کہا کہ ختم پڑھو۔ تو آپ مولوی محمد اسحاق بہت غصہ سے بولے۔ کہ ختم کی کیا ضرورت ہے۔ پھر میں نے کہا کہ یہاں لوٹا پانی کا ختم میں رکھ دو۔ تو پھر مولوی مذکور چھبلا کر بولے کہ پانی کی کیا ضرورت ہے۔ اور یہ بدعت ہے تب میں نے آپ کے مولوی سے کہا کہ تم قرآن شریف کے پڑھنے کی ممانعت کرتے ہو۔ کہ کلام الہی بھی پڑھ کر ایصال ثواب نہ کیا جاوے چپ رہو قرآن شریف پڑھنے دو۔ تب وہ چپ ہو گیا۔ مگر امام مسجد ڈر کے بلے کچھ نہیں پڑھتا تھا۔ تب میں نے خود ختم مروجہ کو پڑھا۔ اور اس کا ثواب متوفی کے روح کو بخشا۔ اس کے بعد خود اور شیرینی تقسیم کی گئی تو مولوی صاحب مذکور نے دوہرا حصہ اپنی چادر کے پلہ میں ڈال لیا۔ اور لے کر چلے گئے یہ ہے منافقانہ کارروائی جو دیوبندیوں کے نصیب ہے۔ اور یہ ہے دیوبندیوں کی شرم جو ان کے گھروں میں بکتی ہے۔ جو زبان سے تو طعام فاتحہ سووم۔ دہم۔ چہلم کو حرام کہیں۔ اور پھر دوہرا حصہ لے کر ہٹ کر جائیں۔ میں نے مولوی خلیل احمد صاحب کا نام کب لیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ اور کرتے ہوں تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کے چیلے ایسا کرتے ہیں۔ تو لا محالہ ان کے گرد بھی ایسا کرتے ہوں گے۔ دیکھئے یہ وہی شرم ہے جس کو آپ بازار میں تلاش کرتے ہیں۔ جو آپ لوگوں کے گھروں ہی میں تقسیم ہوتی ہے مگر حدیث شریف میں ہے اذالہ تسلیح فاعمل ما شئت پنجابی مثل:۔۔۔

دو پیاں کہ ہر گیاں ویدہ اد ہو جیہا

قول: (مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کرنا ضائع کرنا ہے) قاضی صاحب کیا ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے جو آپ نصیحت کر رہے ہیں کہ ان سے ایصال ثواب کرنا کرنا ضائع کرنا ہے۔ اے عقلمند ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ نہیں بلکہ اہلسنت کے نزدیک کھلانے والے کے ہاتھ ہے۔ بلطفہ صفحہ ۳۶۔ سطر ۱۴



**اقول**۔ میرا کہنا اور کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں سے ختم پڑھوانا (جو منافقانہ پڑھتے ہیں) اور طعام و آب و اشیا کے خوردنی موجودہ ختم اس دیوبندی کو اس غرض سے ہمہ کرنا کہ وہ میت کے روح کو ختم مروجہ پڑھ کر بخش دے واقعی ضائع کرنا ہے۔ کیونکہ وہ ختم کے دشمن اور میت کے دشمن اور فاتح خوانی کے دشمن ہیں۔ ممکن نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ اس دشمنی کی وجہ سے اس طعام اور صدقہ کا ثواب روح میت کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس لئے جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ کیونکہ مالک طعام جیسے کہ دستور ہے کہ تمام اشیا موجودہ کو اس ختم پڑھنے والے کے سپرد کر کے ہمہ کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ حسب قاعدہ مروجہ اہلسنت و جماعت میت کے روح کو بخشے۔ لیکن اگر ایسا شخص پڑھنے والا دیوبندی دہائی ہوگا تو ضرور ہی خرابی کرے گا۔ بلکہ اس کے لئے ہمہ کرنا ہی صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ ہمہ اور ثواب کا اہل ہی نہیں اور کھانے والے کے ہاتھ میں ایصال ثواب جو آپ نے لکھا ہے۔ یہ آپ کی اپنی طرف سے ایجاد ہے میں نے کہاں لکھا ہے کہ ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے جھوٹ سے شرم کرنا آپ لوگوں کا کام نہیں ہے۔ اے عقلمند آپ کو فاتح خوانی کا طریق معلوم نہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے موتے کو ایصال ثواب بھی نہیں کیا اس لئے پتہ نہیں کہ ایصال ثواب اور ختم کیا ہوتا ہے اور اہلسنت و جماعت کس طرح کرتے ہیں۔ وہ فتوے علمائے پنجاب و ہندوستان کا جو صفحہ نمبر ۲۵۳ پر درج ہوا ہے۔ اس کو دیکھ کر واقفیت حاصل کیجئے اور اپنی بے علمی کا اعتراف کیجئے۔ اگر خدا ہدایت دے تو ایسا کیا کیجئے۔

**قول**۔ پھر آپ نے لکھا ہے (ہر مسلمان کو چاہئے اس فہرست کو جیب میں اپنے پاس رکھے حفظ کرے) کوئی مسلمان تو اس کذب کی پوٹلی کو کیوں اپنی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس فہرست میں سوائے کذب اور بہتان اور افتراء کے کچھ ہے ہی نہیں صفحہ ۳۶۔ سطر ۱۹۔

**اقول**۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم مفتی جی! اضطراری حالت میں کیوں آگئے کذب اور بہتان اور افتراء اس فہرست کو کیونکر آپ لکھنے بیٹھ گئے جب آپ تمام مضامین مندرجہ فہرست کو خود قبول کر چکے ہیں۔ باوجود قبول اور تسلیم کر لینے کے بھی آپ لکھتے ہیں کہ: "اس فہرست میں سوا کذب اور بہتان افتراء کے کچھ ہے ہی نہیں" ایسا دن کے وقت سورج کا انکار دیکھنے یا دولا تارہوں:-

عقیدہ نمبر ۱ کو اور اس کی عبارت کو آپ نے بعینہ قبول کر لیا ہے

عقیدہ نمبر ۲ کی عبارت کو بعینہ موجود ہونا مان لیا اور

عقیدہ نمبر ۱۲ کی عبارت کا بعینہ موجود ہونا تسلیم کر لیا اور پھر

عقیدہ نمبر ۱۳ کی عبارت کا موجود ہونا بعینہ منظور کر لیا۔ اور



عقیدہ نمبر ۱۸-۱۹ کی بابت آپ نے لکھا کہ میرے پاس یہ کتابیں ہی نہیں۔ اور  
عقیدہ نمبر ۱۹ کی عبارت کو بھی بعینہ موجود ہونا بسر و چشم قبول کر لیا۔ اور پھر  
عقیدہ نمبر ۲۰ کی عبارت کو بھی بعینہ ہونا تسلیم کر لیا۔ پھر

عقیدہ نمبر ۲۱ کی عبارت کو بھی ایک لفظ زبوں اور مذموم کے فرق سے مان لیا۔ اور پھر  
عقیدہ نمبر ۲۲ کی عبارت کو بھی بعینہ موجود ہونا منظور کر لیا اور پھر  
عقیدہ نمبر ۲۳ کی عبارت کو بھی بڑی خوشی سے قبول کر لیا:

دیکھئے عقائد نمبر ۱-۵-۱۲-۱۶-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳۔ کل نو (۹) عقائد کی عبارت کو  
جو آپ کے بزرگوں کی کتابوں میں ہیں۔ اور میری فہرست میں درج ہیں۔ بعینہ تسلیم اور قبول کر چکے  
ہیں۔ کل عقائد وہابیہ میری فہرست مشترکہ میں تیس (۲۳) ہیں جن میں سے نو (۹) عقائد کو آپ نے تو  
کلیتہً بعینہ عبارت کا موجود ہونا مان لیا۔ اور عقائد نمبر ۱-۸ کو لکھ دیا۔ کہ وہ کتابیں میرے پاس نہیں  
ہیں۔ کل گیارہ ہوئے گیارہ عقائد نکال کر باقی رہے بارہ عقائد سوان کے خلاصے عبارت کے تسلیم

کرنے۔ اور قبول کر کے ان کے جوابات اور اعتراضات لکھے۔ اور جن عبارت کا آپ نے انکار کیا تھا  
وہ بھی آپ کی کتابوں سے نکال کر لکھ دئے۔ مگر یہ کتنا بڑا اندھیرا اور ظلم ہے کہ باوجود قبول کر لینے کے پھر  
بھی یہ کذب اور جھوٹ کا استعمال کیا۔ کہ ان کتابوں میں عبارت و مطالب موجود ہی نہیں۔ مان کر  
مکر گئے مگر کیا اپنے رسالہ کو دھوڑا لو گے۔ یا اس کو کھا جاؤ گے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ خدا پناہ میں لکھ

ایسی قوم سے جو اپنے لکھے ہوئے سے بھی منکر ہو جائیں۔ اور صریح جھوٹ بولیں جب آپ اس کتاب  
مستطاب النوار آفتاب صداقت کو دیکھیں گے تو آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی نہیں  
نہیں چند ہیا جائیں گی۔ پس عقائد والوں کے پیچھے ناز جائز نہیں۔ اگر غلطی سے پڑھی جائے تو دہرائی  
جائے۔ ایسے ہی مشرک اور مبتدع کے پیچھے بھی جائز نہیں۔ سو مولود شریف کا منکر مبتدع ہے جیسے کہ اس

کتاب میں ثابت ہو چکا ہے۔ باقی رہ گائیاں دینا سو یہ ہمارا کام نہیں یہ آپ لوگوں کا حصہ ہے اور یہ جو  
آپ نے لکھا ہے۔ کہ اس فہرست کذب کی پوٹلی کو اپنے جیب میں کوئی مسلمان نہیں رکھ سکتا سو اس پر  
میں کہتا ہوں کہ یہ صداقت اور وہابیہ عقائد کی کلید ہر ایک مسلمان بشرطیکہ وہ اپنی جیب میں برکت  
خوشی سے اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے رکھے گا۔ اور ان عقائد سے مجتنب رہے گا۔ اور اس کے لئے  
دین و دنیا میں امن و امان ہوگا۔ اور وہابیہ کے لئے نارحان ہے۔ اس لئے وہ ضرور اس سے بھلے گامیں  
نے صرف پانچہ کا پی اس فہرست کی چھاپی تھی۔ مگر حضرت مولوی حاجی محمد نعل خاں صاحب مدارای نائب صدر



انجمن اصلاح عقائد کلکتہ نے جو خاکسار کو جاننے بھی نہ تھے اپنے مطبع میں اکتالیس ہزار چھاپ کر شائع کی  
جزاہ اللہ خیر الخیرا گویا اکتالیس ہزار مسلمانوں کی جیبوں میں داخل ہوئی۔ اور وہابیہ عقائد سے واقف ہو کر اس  
فقیر کا شکریہ ادا کیا۔ اور سینکڑوں خطوط شکریہ کے میرے پاس مسلمانوں کی طرف سے پہنچے۔

الحمد لله على ذلك

## باب نوزدہم

### حضرت مولوی محمد عبدالحمید رضا مفتی لودھیانہ کی طرف معترض کا خطاب

قول مفتی عبدالحمید کو مخاطب نہ کیا جاتا کیونکہ انہوں نے آپ کی تصدیق کی اس لئے انہیں بھی مخاطب  
کیا گیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ وہ ہمارے مطالبات کے جواب دینے میں آپ کی مدد کریں۔  
تاکہ حق مفتی ساری پورا ہو۔۔۔ جس کا جواب دینا صرف مفتی صاحب کے ذمہ ہے۔

مفتی عبدالحمید صاحب! آپ نے لکھا ہے کہ "بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا  
پایا۔ بلاشبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہئے۔ اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہئے ہماری  
نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔" مفتی صاحب! آپ کی تحقیق کا حال آپ پر روشن ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ توضیحات  
مطالبات میں اس کے متعلق خوب بسط سے لکھا جا چکا ہے عبارات کا ایسا ہی پاتا آپ کا کذب صریح ہے  
اگر ایمان ہے تو سچ بتائیے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہً حوالہ کتاب میں بخشیم خود دیکھا۔ اگر دیکھا  
تو دکھائیے۔ اور آپ کا یہ لکھنا کہ اس عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہئے اور ان کی امامت سے پرہیز توضیحات  
میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدد  
صاحب اور خواجہ معصوم وغیرہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں۔ تو آپ کے اس کھنسنے لازم آیا کہ ان  
لوگوں کی مانند جو عقیدہ رکھنے والے ہوں۔ ان کی امامت سے پرہیز چاہئے تو فرمائیے کیا امامت ان کی جائز  
ہے اور بہتر ہے۔ جو مشرک اور مبتدع ہو۔ بلفظہ صفحہ ۷۷ سطر اول :-

قول۔ حضرت مفتی عبدالحمید صاحب کا مخاطب کرنا ان سے سوال کرنا آپ کا بے ضرورت اور  
بے سود ہے۔ جب کہ فقیر آپ کی خاطر کرنے کے لئے موجود ہے۔ ان کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں مگر اس میں



شک نہیں کہ مفتی صاحب کی شان میں نہایت گستاخانہ اور بے باکانہ اور الفاظ ناشائستہ استعمال کئے گئے ہیں۔ گویا گالیاں صریح و قبیح ہیں۔ میں اپنی گالیوں کی جو مجھے دی گئی ہیں۔ کچھ زیادہ شکایت نہیں کرتا۔ لیکن حضرت مولانا موصوف کو جو گالیاں دی گئی ہیں۔ وہ سخت مکینہ بن ہے۔ دیکھئے آپ کیا لکھتے ہیں۔ (۱) عبارات کا ایسا ہی پانا آپ کا کذب صریح ہے (۲) اگر ایمان ہے تو سچ بتلائیے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہ محول کتب میں پچشم خود دیکھا ہے (۳) اگر دیکھا ہے تو دکھلائیے (۴) کیا امامت اس کی جائز ہے اور بہتر ہے جو مشرک یا بتدع ہے۔

گویا مولانا صاحب کو پہلی عبارت میں جھوٹا اور دوسری میں بے ایمان اور چوتھی میں مشرک اور بتدع لکھا ہے۔ لیکن خیر مولانا صاحب ناراض نہیں۔ اور شکایت کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جن سے کل مخلوق رب العالمین اور خود حضور سرور عالم سید المرسلین حبیب الرحمن الرحیم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاص خداوند تعالیٰ جہاں آفرین گالیوں کی بوجھاڑ سے نہیں بچے تو ہم کو کیا گلہ ہونا چاہئے محمد بن عبد الوہاب نجدی کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان باایمان ہیں اور میں اور میرے بیٹے ایماندار ہیں۔ یہی عقیدہ اس کے مقلدین حاضرین کا ہے کہ اپنے سوا کسی کو مسلمان باایمان نہیں سمجھتے بلکہ مشرک و کافر اور بتدع جانتے ہیں۔ العیاذ باللہ! میں کہتا ہوں کہ مفتی صاحب نے خود کتب مندرجہ اشتہار کو ملاحظہ فرمایا۔ کچھ کتابیں ان کے پاس تھیں۔ باقی میں نے پیش کیں۔ اور اشتہار میں جہاں جہاں عبارت عقیدہ کے محاذ بلفظ لکھا تھا۔ وہاں بعینہ عبارت کو موجود پایا۔ اور جہاں جہاں لفظ ملخصاً لکھا ہوا تھا وہاں اس عبارت کا خلاصہ موجود پایا۔ بہت بڑی احتیاط و غور و خوض سے دیکھ کر اشتہار کی تصدیق فرمائی علاوہ اس کے وہ فتاویٰ علماء کے دیکھے جن میں وہابیہ دیوبندیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں، اس کی تصدیق جو اس کتاب میں ہوئی تو اظہر من الشمس ہو گیا کہ واقعی مفتی صاحب کا لکھنا صحیح ہے۔ اور بلاشبہ یہ لوگ یا یہ قوم یا جماعت وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ قابل نفرت ہے اب اس کتاب میں خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے جو فضل احمد کی طرف سے باوجود ہیچ مدافنی کے لکھا گیا ہے نہایت سچا اور اختصار سے لیکن محکم لکھا گیا ہے۔ اب آپ اپنی امداد کے لئے مولویان مندرجہ اشتہار کو طلب کریں یا ان کے پاس فرما د کریں اور جو دنیا پر موجود نہیں ان کے رحوں سے امداد لیں بشرطیکہ وہ امداد کے قابل ہوں۔ مگر یہ آپ کا شرک ہے یہاں تک کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا بھی شرک ہے۔ ان سے بھی رہے تو اب سیدھے خداوند تعالیٰ کے پاس جا کر استدعا کیجئے یہ بھی نصیب نہیں۔ اچھا اپنے گھر میں بود بیا نہ با بسی میں الغیث الغیث کیجئے۔ لیکن خداوند تعالیٰ خوب جانتا ہے



وہ علیہ بذات الصدور ہے۔ یہ لوگ مجھ پر بھی جھوٹ کا الزام لگاتے ہیں۔ اور مجھ کو عرش پر بیٹھا ہوا دیتے ہیں۔ اور میرے بوجھ کو وزن کر لیا ہے۔ کہ میرے بوجھ سے عرش بھی چرچر کرتا ہے۔ اور مجھ مجسم ہاتھ ہیں۔ اور میرے حبیب اشرف الانبیا اور میری رحمت اور نعمت اور مفتاح الجنّت کی بھی تو ہین کرتے ہیں۔ اور چاروں سے بھی زیادہ ذلیل جانتے اور بلی اور گدھے اور کنھیا سے تشبیہ دیتے ہیں اور شیطان کے علم کو ان کے علم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اس لئے اللہ تعالیٰ بھی ان پر غضب کرتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اب کوئی جگہ فریاد کی نہیں۔ لہذا سیدھے داخل ہو جئے گا۔

حالت اضطراب و ندبوجی آپ کی اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ ہوش و حواس قائم نہیں رہے ایک طرف آپ لکھتے ہیں۔ کہ اشتہار میں جو عبارات عقائد و ہابیہ لکھی ہیں۔ وہ کتب محولہ میں موجود نہیں ہیں۔ اور دوسری طرف لکھتے ہیں۔ کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجید صاحب و خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ جو عقائد میں نے آپ کے مولویوں کے اشتہار میں درج کئے ہیں۔ وہ ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ یا تو انکار کرنا آپ کا جھوٹ ہے یا اقرار کرنا جھوٹ ہے یا دونوں جھوٹ ہیں۔ انکار کرنا آپ کا اس لئے جھوٹ ہے کہ آپ رسالہ میں عبارات کتب محولہ میں موجود ہونا قبول کر چکے ہیں۔ اور اقرار کرنا آپ کا اس لئے جھوٹ ہے کہ حضرت مجید صاحب اور حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو بھی ان عقائد و ہابیہ میں شامل کر دیا ہے۔ جو صریح کذب و تیسری طرف بھڑمٹا رہے ہیں کہ اگر کتابوں میں یہ عبارات موجود ہیں۔ تو دکھلائیے اب ان میں کونسی بات آپ کی صحیح اور سچی سمجھی جائے بات یہ ہے کہ اشتہار عقائد و ہابیہ نے آپ کے دماغ میں خلل اندازی کر کے ہوش و حواس کو پرگندہ کر دیا اور جوابات و اعتراضات کرنے میں جو اضطراب عائد ہوئے ہیں۔ وہ جا بجا درج کر دی گئی ہیں۔ اور اخیر پر اور ندبوجی حالت میں کچھ کا کچھ کر دیا۔ خدا خیر کرے اس کا اثر گھر پر نہ پڑے۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ عبارات دکھلائیے۔ بناؤ خدا اب آپ کو یاد آیا اپنا رسالہ لکھنے سے پہلے ان عبارات کو ہم سے دیکھنے کی سعی کرنی چاہئے تھی۔ یا اب مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کمال خود باندزد۔ اب میں نے عبارات کو پورا پورا دکھلا دیا ہے۔ اگر اب بھی تسلی نہ ہو۔ تو آئیے دیکھ لیجئے ہم کو دکھلانے میں کوئی عذر نہیں آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں وہی سلف صالحین مجید صاحب و خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم کے عقائد ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہاں! میں نے ضرور یہ ثابت کر دیا ہے کہ سلف صالحین اور محمد و علیہ الرحمۃ و خواجہ محمد معصوم علیہ السلام کے وہ عقائد ہرگز ہرگز نہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ بلکہ واقعی یہ عقائد و ہابیہ دیوبندیہ کے ہیں اور



آپ کی تمام غلط فہمیاں ظاہر کر دی گئی ہیں۔ اور عبارات کتب معتبرات اور فتاویٰ عرب و عجم سے صاف صاف ظاہر کر دیا گیا ہے کہ فی الواقعہ عقائد مندرجہ اشتہار وہابیہ کے یہی ہیں۔ اور بس :-

**قولہ۔** اور لیجئے آپ کے استاد اور قریبی رشتہ دار مولوی شاہد بن صاحب مرحوم کے فتاویٰ حنفیہ کے صفحہ ۱۹ پر تصدیقی دستخط موجود ہیں۔ جس میں مجیب نے ختم مروجہ کو بدعت منکرہ لکھا ہے بلفظ (خلاصہ) مولوی شاہد بن صاحب مرحوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے بیعت اور شاگرد تھے وہ بھی وہابی ہوئے۔ اس کے پیچھے غازی پٹھن کا فتوے دیجئے۔ الخ۔ صفحہ ۳۷۔ سطر ۱۰ :-

**اقول۔** مفتی جی بس! آپ کی بے بسی پر کیا کہا جائے۔ کیونکہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا بھی مادہ نہیں رکھتے۔ فتاویٰ حنفیہ کا صفحہ ۱۹ میرے سامنے ہے مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لودھیانہ میں مقیم تھے۔ اور حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری بھی (خدا ان کی عمر میں برکت کرے۔ اور ان کے فیوض مسلمانوں پر ہمیشہ جاری رہیں) گورنمنٹ سکول لودھیانہ میں مدرس عربی تھے۔ اور اب ثواب صاحب کجپورہ ضلع کرنال کے پاس تشریف رکھتے ہیں، اس وقت یہ استفتار لودھیانہ میں آیا۔ اور موصوف نے اس کا جواب لکھا۔ صفحہ ۱۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۹ پر ختم ہوتا ہے۔ نہایت منصفانہ جواب دیا گیا۔ اس کا اقتباس یہ ہے وہ ہوندا :-

خاکسار کے نزدیک وہ فاتحہ مروجہ بدعت منکرہ ہے جس کو عوام نے بطور رسم دنیوی برادری کے دکھلاوے کے جاری کر رکھا ہے اور جو فاتحہ بعض صلحائے اہل طریقت کے یہاں مروج ہے کہ وہ خالصاً لوجہ اللہ محض بنظر اقبال ثواب کلام اللہ اور واسطے حصول خیر و برکت چند سورتیں اور آیتیں پڑھوا کر کھانے کے ثواب کے ساتھ قرآن کا ثواب بھی شامل کر لیتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ کھانے کا ثواب فاتحہ کے بغیر نہیں پہنچتا۔ تو یہ عمل ان کا داخل بدعت حسد ہے اور اس کو بدعت سیئہ کہنا انصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ بعض تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ و دیگر اکابر کی کلام میں اس فعل کا کرنا پایا جاتا ہے۔ موجودگی طعام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث انس مرویہ صحیحین میں کچھ پڑھنا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ما شاء اللہ ان یقول۔ اور دوسری روایت میں ہے ثم دعا فیہ بالبرکۃ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۹) سند اس بات کے لئے کافی ہے کہ کھانا آنے کے بعد کچھ

قرآن شریف پڑھنا دعا کرنا درست ہے الخ :-



اس کے بعد مولانا موصوف کے جواب کو دیکھ کر مفتی شاہد بن صاحب مرحوم نے اس طرح تحریر فرمایا ہے۔  
 دستخط کئے المحبیب مصیب مفتی شاہ دین لودھیانوی۔ بلفظ صفحہ ۱۹ سطر ۶۔ اس سے صاف ظاہر ہے  
 کہ حضرت مفتی شاہ دین صاحب مرحوم نے مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب کے جواب کی تصدیق جو  
 مفصل تھا فرمائی۔ نہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کی۔ اور آخر میں ہے مولوی مفتی شاہد بن  
 صاحب مرحوم کی دیانت اور حق شناسی پر کہ انہوں نے مولوی گنگوہی صاحب کی کچھ پروا نہ کی اور صاف  
 صاف اپنے عقیدہ کے مطابق مولانا مشتاق احمد صاحب البقاہم اللہ تعالیٰ کے فتوے کے جواب  
 کی تصدیق المحبیب مصیب کر کے فرمادی۔ اللہ تعالیٰ ان کو غرقِ مدح و ثناء کرے

معلوم ہوا کہ وہ دھوکے سے کسی وقت گنگوہی صاحب کے مرید ہو گئے تھے۔ تو وہ اس بیعت  
 پر قائم نہ تھے۔ اور گنگوہی صاحب کو ہدایت پر نہیں جانتے تھے۔ یہ ہے آپ کی اردو عبارت کی فہمید  
 بلید سچ فرمایا کسی بزرگ نے۔

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت : تو سب کی سب کتابیں ایک جا ہی دھوکے پی جاتا

۵

کیا زمانہ یہ آگیا الٹا : ڈاڑھیاں سیدھی اور عقیدہ الٹا

مفتی عبدالحمید صاحب اس عقیدہ کی تصدیق حلفا کرتے ہیں کہ یہی عقیدہ مفتی صاحب مرحوم کا تھا  
 اور دوسرا مولود شریف کے بارہ میں حلفیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اکثر اوقات اپنے استاد حضرت مولانا شاہد  
 صاحب مرحوم کے ساتھ محفل مولود شریف میں حاضر ہوا ہوں جو یہ ظہور الحسن صاحب تھا نہ دار  
 پولیس ریلوے لودھیانہ کے مکان میں ہوا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا مولود شریف میں بڑے شوق اور  
 ذوق سے تشریف رکھتے اور جب ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آتا تو  
 فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور حسب دستور سلام اور درد و پڑھ جانے کے بعد بیٹھتے اور  
 پھر ختم پڑھ کر شیرینی تقسیم ہوتی۔ اور پھر وہاں سے چلے جاتے۔

قولہ مفتی صاحب آپ نے اپنی تحریر میں اصولی بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ جو فتوے نویسی  
 کے خلاف ہیں الخ بلفظ صفحہ ۳۸۔ سطر ۵۔ قول۔ بالکل سفید جھوٹا اور غلط کوئی ایک آدمی  
 غلطی بتلائی ہوتی۔ خدا کی قدرت زمانہ قریب قیامت ہے اس زمانہ میں جو لوگ مسجد میں پختہ گرد اگر  
 کفار کے ہاتھ فروخت کریں وہ مفتی اور جو سود کھائیں وہ مفتی۔ اور جو وکالت پیشہ کریں وہ مفتی  
 جو چوریاں کریں اور گرفتار ہو کر جیل میں جائیں قید میں بھگتیں وہ مفتی۔ اور جو اپنی عورت کو طلاق ثلاثہ دیا



اور پھر بغیر حلالہ کے اپنے حوالہ نکاح میں لے آویں وہ مفتی۔ اور جو چوڑیوں بھنگنوں سے ناجائز تعلق رکھیں۔ وہ مفتی۔ اللہ اللہ! اور جو بزرگ دین، پابند شریعت شغل و وظائف میں مشغول رہنے والے متقی اور پرہیزگار اور عالم مستند ہوں وہ اصولی غلطیاں کرنے والے ہوں۔ اور فتوے نویسی نہ جانیں العجب! بھلا یہ تو فرمائیے۔ کہ آپ کو مفتی ہونے کی سند کہاں سے حاصل ہے۔ اور مولویت کی سند کہاں سے ملی۔ اور کہاں آپ نے تعلیم پائی۔ ہاں گالیاں دنیا اور توہین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام اور بزرگان دین کی مذمت کرنے کی اگر کسی جگہ سے نہ حاصل کی ہو تو ممکن ہے۔ اس کو میں بغیر سند کے قبول کر لوں گا۔ کہ واقعی آپ میں یہ وصف قابل تعریف موجود ہے اور جس کی مبارک بادی میری طرف سے اور ناظرین سے ہو۔

## باب ستم

### میرے ایک خط کا جواب و رسالت میں جواب

قولہ۔ اب قاضی صاحب آپ کے خط کا خوب وعدہ مفصل جواب تحریر کیا جاتا ہے جو آپ کی طرف سے ۱۸۔ ربیع الاول کو موصول ہوا تھا۔ آپ کے خط کی عبارت (ق) کی نشانی سے لکھی جائے گی اور میری طرف سے جو اس کے جواب میں لکھا جائے گا اس پر (ع) کی علامت ہوگی بلفظہ صفحہ ۱۳ سطر ۸۔ قول۔ بہت اچھا لکھئے۔ انہیں علامات سے جواب بھی دیا جائے گا۔ ق۔ آپ کا رجسٹرڈ خط پہنچا۔ معلوم ہوا کہ آپ مرزائی تو نہیں ہیں لیکن وہابی دیوبندی ضرور ہیں۔ ع۔ قاضی صاحب ہماری تحریر کا جواب یہ تھا کہ ہمیں وہابی لکھا جاتا ہے آپ کو لازم ہے کہ میری تحریر سے میرا وہابی ہونا ثابت فرمائیے۔ ورنہ آپ کے اشتہار سے میں آپ کا معتزلہ اور خارجی مشرک و بدعتی ہونا ثابت کرتا ہوں۔ اگر کچھ دم خم ہے تو سامنے آئیے اور ان باتوں کا ثبوت لیجئے۔ ق۔ مفتی صاحب! آپ نے الفاظ ہماری اور میں بصیغہ جمع استعمال کئے ہیں اور بھی اکثر جگہ ایسا ہی لکھا ہے ان سے آپ کی مراد اپنا تفضل و تکریم ہے یا یہ کہ آپ کے ساتھ سارے لوگ وہابیانہ کے رشتہ دار شامل ہیں کہ آپ کی مراد موخر الذکر ہے جو مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے اور اسی بات کا اظہار میں پہلے کر چکا ہوں کہ یہ تحریر مجتمع کمیٹی وہابیہ دیوبندیہ کی جان سوزی ہے۔ میں



اپنی اس کتاب انوار آفتاب صداقت میں مفصل طور پر آپ کا وہابی ہونا ثابت کر چکا ہوں اور وہابی دلیونہی ہونا آپ کا آپ کے خط سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ اور خدا کے فضل سے یہ فرات مجھ حاصل ہے کہ وہابیوں اور مرزائیوں کو ان کی شکل سے، عقل سے، صورت سے، صورت سے، ان کے رو سے، خو سے، گفتگو سے، تحریر سے، تقریر سے، ان کے رنگ سے، ڈھنگ سے، ان کی ڈاڑھی سے، ساڑھی سے، لباس سے، پوشاک سے، آنکھوں سے، ناک سے، فوراً پہچان لیتا ہوں۔ خواہ کیسے ہی گبر و رنگ یا بھگوتے کپڑوں میں ہوں۔ خواہ منہ لپٹے ہوئے یا برقع میں ہوں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ سے پوش من انداز قدرت الے شناسم

۵

تمہاری چال سے پہچانا ہم نے تم کو برقع میں ہزاروں گوجھیا یا تم نے خود کو سر سے پاؤں تک اب اس میری کتاب کو دیکھ کر اپنا ایمان قائم کر کے دل کو ٹھنڈا کیجئے۔ اور مجھے معتر نہ، خارجی، مشرک، اور بدعتی ثابت کرنا آپ کے بزرگوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کس کھیت کی مولیٰ ہیں۔ کیونکہ میرے عقیدہ کے ساتھ حسین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ جدہ جدیدہ مصر، شام، روم، بغداد، بصرہ، بخارا اور تمام ہندوستان پنجاب وغیرہ اور پھر دیوبندیوں کے استاد اور پیر و مرشد بھی متفق اور شامل ہیں۔ وہابیہ اور دیوبندیہ اور مرزائیہ ایک مٹھی بھرنے ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نفوذ باللہ مشرک ہیں۔ خاک بدہن، میرا دم خم میری کتاب ہے۔ اس کا مقابلہ آپ کے لئے سم اتم ہے۔

حضرت! میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ وہابیوں کی کتابوں کے حوالجات دیدیئے ہیں۔ اگر آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ تو جو عبارتیں آپ نے اشتہار میں لکھی ہیں۔ وہ بعینہ ان کتابوں میں دکھلائیے۔ الخ۔

یہ سب عبارتیں میں بعینہ اور ملخصاً دکھلا چکا ہوں جن کو آپ آپ خود قبول کر چکے ہیں۔ اور جوابات دیدیئے ہیں۔ اور اگر اب بھی اطمینان نہیں۔ تو ایک دن کے لئے چند منصفوں کے روبرو ملاحظہ کر لیجئے۔ تاکہ یہ ہو س بھی باقی نہ رہے۔ کیئے تشریف لائیے۔ تاریخ و مقام مقرر کیجئے۔

آپ نے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ کتب دیوبندیہ میں وہ باتیں جو اشتہار میں درج ہیں موجود نہیں۔

اجی جناب میں نے لکھا یا تھا کہ وہ صلواتیں جو آپ نے خدا کے بزرگ برتر بنی علیہ السلام



کو مولوی اسماعیل شہید و مولوی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہما و مولوی خلیل احمد و مولوی اشرف علی صاحبان کے سر تھوپ کر سنائی ہیں۔ ان کی کتب میں کچھ نشان نہیں ہے۔ الخ :

ق

یہ عبارتیں جن کو آپ صلوٰۃ میں کہتے ہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ آپ کے بزرگ مولوی صاحبان کے اعمال و افعال و اقوال حسنہ کا نمونہ ہے۔ جو انہوں نے اپنی مؤلفہ کتب میں درج کی ہیں۔ میں صرف ناقل ہوں۔ اسی واسطے میں نے اشتہار کی پیشانی پر نقل کفر کفر نباشد درج کر دیا تھا اور مولوی اسماعیل کا شہید ہونا آپ کو تاریخ و ہابیہ سے معلوم ہوگا۔ جو لکھی جائے گی آپ کے عقائد میں وہی شہید ہے جو مسلمان پر جہاد کا فتویٰ دے۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل کر ڈالے۔ اور خود بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے۔ انتظار کیجئے۔ سب حال لکھا جائیگا اور کتابوں اور عبارتوں کے سب نشان دے دیئے گئے ہیں۔ اور خود تسلیم کر چکے ہیں :

ق

بلکہ اقرار کر کے دوسرے مولویوں کے اقوال تائید میں درج کر دیئے ہیں :

ع

میرا اقرار دکھلائیے۔ ورنہ اس بہتان بندی سے باز آئیے یہ طریقہ اختیار کرنے سے آپ چھٹ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہمارا کام ہے۔ کہ افترا باز کو اس کے گھر تک پہنچاتے ہیں الخ :

ق

آپ کا اقرار موجود ہے۔ اور سب اقرار آپ کے دکھلا چکا ہوں بہتان بن دیاں اور افترا پروازی آپ ہی لوگوں کا کام ہے۔ لفظ افترا باز بھی آپ کی علمیت پر شہادت دیتا ہے۔ یاد رہے کہ ہمارا کام بھی یہ ہے۔ کہ گستاخوں و مہینوں اور عبارتوں کے سارے قوں کو گھر تک نہیں۔ بلکہ جیل تک پہنچا یا کرتے ہیں :

ق

جس سے ثابت ہے کہ جو کچھ میں نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے :

اس ثابت ہی کا لفظ لکھنے سے پہلے اگر آپ میری تحریر کو کسی سے پڑھوا کر سن لیتے تو امید تھی کہ اس کے سنتے ہی آپ ثابت کے لفظ کو بھول جاتے الخ :

ع

ق

اے مفتی جی! آپ کی تبدیلی تعلیٰ اور تغیر جلی۔ آپ کی تحریر کیا ہے۔ ما شاء اللہ سب سے متعلقہ کے اشعار یا سریانی یونانی لاطینی کے طواریہ ہیں۔ جو آپ کے دماغ شعلہ اتار سے نمودار ہوئے ہیں۔ ان کو کون سمجھ سکتا ہے۔ پہلے تو آپ اردو ہی صحیح لکھنا سیکھئے۔ بعد میں میدان کے اندر نکلیئے۔ فرمائے جملہ لفظ "ادٹ پٹانگ"، "کونسی اردو ہے۔" (صفحہ) "میں نے آپ کا کارڈ دیکھتے ہی بھاپا لیا تھا۔" (صفحہ) "کس ملک کی اردو ہے۔" محبت میں فنا ہوئے ہوئے ہونا۔" (صفحہ) "کس ملک کی اردو کا محاورہ ہے۔" اور افترا باز کو کسی اردو فارسی محاورہ ہے اس طرح آپ کے



رسالہ کی اردو بالکل بے تکی ہے۔ زیادہ جمع کرنے میں طوالت ہے تاہم آپ کی تعلق یہ ہے کہ کسی سے پڑھو، اگر میری تحریر سن لیتے۔

تکبر غازی را خوار کرد      بزرنداں لعنت گرفتار کرد

ق میں نے فہرست میں نمبر ۲۳ تک عقائد درج کئے ہیں۔ مگر اپنے دو باتوں کا جواب ناکافی اپنے خط میں دیا،  
ع ناکافی ہونے کے وجوہ تو ذرا لکھئے۔ الخ

ق ناکافی ہونے کے وجوہ کافی سے بھی زیادہ لکھی جا چکی ہیں۔ جن کا جواب دنیا تمام دیوبندیوں کے لئے پہاڑ اور کوہ ہمارے ٹکڑے مارنا ہے۔

ق آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی صرف وہابیت پر نظر ہے۔

ع میں نے اپنی تحریریں جو عبارات نقل کی ہیں۔ وہ حضرت سلطان نظام الدین دہلوی و شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری اور امام غزالی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی و خواجہ محمد معصوم و صاحب سیرت شامی و شارح مواہب اللدنیہ و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ہیں۔ آپ ان عبارات کے نقل کرنے کے باعث میری نظر وہابیت پر ہی تبتلاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک یہ حضرات وہابی ہیں۔ الخ۔ (اس کے آگے گالیاں ہیں)۔

ق جن بزرگوں کے نام مبارک آپ نے لکھے ہیں۔ ان سب پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ سب کے سب

نور علی نور تھے۔ اور خاص اہلسنت و جماعت اور اولیائے کرام اور مجددین آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ ان کی عبارات کو آپ نے اپنی نا فہمی کی وجہ سے سمجھنے میں سخت ٹھوکر

اور غلطی کھائی۔ اور وہابیت ہی نے آپ کو ان کے صحیح مطالب اور مضمون معلوم کر لینے

سے روک کر صراط مستقیم پر آنے نہیں دیا۔ میں نے ان تمام امور کو موقع بموقع جہاں جہاں انکی

عبارات درج ہوئی ہیں۔ بموجب مذہب اہلسنت و جماعت کے آپ کے سمجھنے کے لئے صاف

کر دیے۔ اور آپ کی غلط فہمیاں واضح طور پر لکھ دی ہیں۔ باقی گالیوں کا جواب نہیں ہے

ق جو جواب آپ نے خط میں صرف دو باتوں کا دیا ہے۔ وہ بالکل ناکافی سیاق و سیاق کتب

محولہ کے خلاف ہے۔

ع اس امر کو ثابت فرمائیے۔ اور ناکافی ہونے کی وجوہ لکھئے ورنہ آپ کا کتنا سراسر الخ گالیاں۔

ق ناکافی ہونے کی وجوہ کافی طور پر اپنی اپنی جگہ پر لکھی جا چکی ہیں۔ گالیوں کا جواب نہیں ہے۔



ق میں ان کا جواب دینا دوسری اور توضیح اوقات تصور کرتا ہوں :

ع کیونکہ تصور نہ کریں آپ کے ہماری تحریر دیکھتے ہی اذ سان خطا ہو گئے الخ گالیاں :

ق واقعی سچ فرمایا۔ کیونکہ آپ کی تحریر کیا تھی۔ ایک بھوتنی کی شکل میں تھی نہ سرنہ پیر۔ لیکن میرا قلم جب اس پر حملہ آور ہوا تو اس سسری کو بھل گئے ہوئے راستہ نظر نہ آیا اب میرے قلم کے نیزے کو دیکھتے جو بلم اور برچھے کا کام دلیگا۔ وار پا ہونے سے نہیں رکے گا اس کے زخم کا اندال بھی نہیں :

ق اور آپ انوار ساطعہ مصنفہ مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب اور کتاب افتاب مجری مؤلف مولوی فقیر محمد صاحب کا مشورہ دیتا ہوں۔ مہربانی کر کے ان کو پڑھ کر اپنی آتش غضب کو ٹھنڈا کریں :

ع یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ اگر کچھ علم ہے۔ تو میری تحریر کا جواب دیں یہ معلوم ہو گیا۔ کہ آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ چند اردو کی کتابیں انوار ساطعہ کی مانند دیکھی ہیں الخ

ق۔ آپ کی تحریر سے آپ کا سچ کہ میری یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں معلوم ہو رہا ہے۔ اگر آپ نے ان کتابوں کو دیکھا ہوتا۔ تو کتاب انوار ساطعہ کو انوار سامع نہ لکھتے۔ یہ آپ کی کذب بیانی اور

لن ترانی کی دلیل ہے۔ میں لکھ چکا ہوں کہ آپ کو علم اردو بھی حاصل نہیں جس کی مثالیں دیکھلا چکا ہوں اور اب ان دو سطروں میں دو فقرے اور اردو فصیح یا فصیح اردو کے لکھ دیئے ہیں

(۱) یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ (۲) آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ یہ ہر دو فقرے اہل زبان دہلی یا لکھنؤ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ واقعی آپ اردو

بھی نہیں جانتے اور علم دین کی واقفیت میں آپ کا یہ رسالہ جس کا رد بلیغ ہو چکا ہے شاید حال ہے اور جا بجا آپ کے علم کی قلعی کھول دی گئی ہے اور یوں آپ لوگوں کے نزدیک تو دیونہ کے

علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے بھی اعلم اور افضل ہیں۔ بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (نحوذ باللہ منہا) استاد بھی ہیں۔ جب یہ صورت ہے تو ان کے مریدوں مقلدوں

کے نزدیک میرے جیسے توجاہل مطلق ہیں۔ یہ فخر تو وہی لوگ کریں جن کو ابلیس کے علم سے حصہ ملا ہو نہ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل : اچھا یہ بتلاؤ کہ میرا عالم یا بے علم ہونا آپ کو کیسے معلوم کیا نہ تو میں آپ کو

جانتا ہوں اور نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ یہ علم غیب آپ کو کس طرح حاصل ہو گیا۔ اگر میں علم غیب کی نسبت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کروں تو کافر اور مشرک ہو جاؤں اور آپ

لہ انوار سامع غلط صحیح انوار ساطعہ ہے۔ حکایت کسی شخص نے شہر کابل کو قاف قرشت کے ساتھ قابل لکھنا اس کے جواب میں لکھا گیا کہ : قابلیت شقائق کابل معلوم شد : منہ :



خود علم غیب کا دعویٰ کریں۔ تو پھر بھی مسلمان رہیں۔ ہاں خیر دیوبندی مسلمان۔ باقی رہا میرا علم دین۔ سو میں اس کی بابت ایک حرف نہیں کہوں گا۔ یہ کتاب انوار آفتاب صداقت علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوگی۔ وہ خود میرے علم دینی کا اندازہ فرمالیں گے۔ اور گالیوں کا جواب میں نہیں دوں گا۔ اگرچہ جواب اچھی طرح سے دے سکتا ہوں۔ لیکن شرافت اجازت نہیں دیتی۔ اس لئے صبر کرتا ہوں۔

ق

مولوی صاحب جو میں نے عقائد اشتہار میں درج کئے ہیں۔ وہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں عرصہ سے پیش ہو کر فتاویٰ لگ چکے ہیں۔ آپ کو علم نہیں ہے کتاب حسام الحرمین مولفہ حضرت بریلوی کو ملا خطہ فرمائیے۔ اور علماء مکہ معظمہ اور مدنیہ منورہ کی تحریرات کو دیکھئے اور کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل کو پڑھیں۔ آپ کو علماء دیوبند کی پوری کیفیت معلوم ہو جائے گی۔ صفحہ ۴۰۔

ع

قاضی صاحب یہ کتابیں دیکھی ہوتی ہیں۔ ان میں ان کے مصنفین نے علماء مکہ معظمہ و مدنیہ منورہ کو اسی طرح دھوکا دیا ہے۔ جس طرح آپ نے اپنے اشتہار میں پبلک کو دیا ہے۔ میں ان کتابوں کی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور آپ کی اس تحریر سے اس امر سے بھی واقف ہو گیا ہوں کہ آپ ان مبتدعین ہی کے تو مرید تابع ہو۔ صفحہ ۴۰۔

ق

ہاں آپ نے ان کتابوں کو شاید کسی کے پاس صرف دیکھا ہی ہوگا۔ مگر پڑھا نہیں اگر پڑھتے تو تپہ لگتا۔ اگر پڑھا تھا تو ان کا دھوکا ظاہر کیا ہوتا۔ یا صرف زبان پر ہی آپ کے دھوکا آگیا دھوکا دینا تو صرف آپ ہی لوگوں کا کام ہے۔ ہمارے علماء کرام کا علماء مکہ معظمہ اور مدنیہ منورہ کو دھوکا دینا یہ ہے۔ کہ اہل کتاب میں آپ کے بزرگوں کی پیش کی گئیں۔ تب انہوں نے فتاویٰ دیئے دھوکا دینا آپ لوگوں کا یہ ہے۔ کہ ایک سطر کتاب میں سے لکھ دی۔ اور مخالف عبارت ہوئی اس کو دیانت سے چھوڑ دیا۔ جیسے میں کافر بوالصلوٰۃ کی مثالیں کہی جبکہ دکھلا چکا ہوں اگر بقول آپ کے بفرض محال علماء مکہ معظمہ و مدنیہ منورہ کو دھوکا دیا گیا۔ تو کیا حضرت مولانا محمد رحمت اللہ علیہ رحمۃ اللہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً مہاجر کی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جو دیوبندیوں کے استاد اور ان کے حالات سے مومبو واقف ہیں۔ جن کی تقریظ و ہابہ کش درج ہو چکی ہے اور جس سے دہابہ کی جڑ اکھڑ چکی ہے۔ اور پھر تمام دہابہ دیوبندیہ کے پیر و مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمت اللہ علیہ مہاجر کی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جن کی تحریریں اس میں درج کر چکا ہوں۔ اور پھر علماء



مدرسہ صولیتہ مکہ معظمہ کو بھی دھوکا دیا گیا ہے۔ جو خاص ہندوستان کے رہنے والے اور دیوبندیوں کے حالات سے پوچھے پوچھے واقف ہیں۔ پس آپ کی اس درفشانی سے واضح ہو گیا کہ یہ حضرات بھی جنہوں نے کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل و دیگر فتاویٰ کی تصدیق کی ہے بتدریجین میں داخل ہیں۔ جزاک اللہ مرید ہوں تو ایسے ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ جب آپ لوگوں کے ہاتھ سے قلم سے زبان سے خداوند تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوٹے۔ تو اور کسی کو کیا شکایت ہے اور کیا افسوس ہے لیکن یہ آپ لوگوں کی ایمانی ترقی کے بواعث ہیں۔ اور جو میں نے دھوکا دیا ہے۔ وہ اب تمام علماء کرام اور مفتیان عظام کے اور پبلک کے روبرو پیش ہے۔ جس سے متصفین خود معلوم کر لیں گے اور آپ کے بزرگوں کے دھوکے بے شمار ہیں۔ اور بقول آپ کے اگر ہمارے علما حضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل مجدد مائتہ حاضرہ مولانا و مولیٰ النکل مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مظلہم العالی اور حضرت مولانا و بالفضل والعلم اولیتا مولوی ابو محمد عبدالرحمن غلام دستگیر ہاشمی فاضل قصوری نے دھوکا دیا تھا۔ تو آپ کے بزرگوں میں سے کسی نے ان کی کتابوں پر کچھ لکھا ہوتا۔ کہ فلاں فلاں بات میں علما مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا۔ مگر کسی وہابی میں ایسا زہر کہاں کہ قلم اٹھا سکے ان کتابوں میں وہابیت کی بیخ و بنیاد جڑ سے کٹ چکی ہے۔

مصدق ثابت ہو چکا ہے مع مرفشا ند نورنگ غوغو کند

ہاں! شاید یہاں آپ یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک کتاب جس کا نام تصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ ہند، بلالی پریس ساڈھورہ میں طبع کرائی ہے۔ اس کی تصدیق علمائے حرمین شریفین نے کی (جس میں یہی اعتراضات ہیں جو میری فہرست میں بھی ہیں) اپنی صفائی کے لئے شائع کرادی ہے۔ اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ رسالہ نہادھوکا اور فرضی اور جعلی دستاویز و قبالہ ہے۔ اور بالکل غیر معتبر اور مشکوک دھوکوں سے پر اور کالا اور دھوکوں کا پرہ کالہ ہے سنئے

رسالہ تصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ ہند مولوی خلیل احمد صاحب  
کی حقیقت اور اس کے فرضی و جعلی ہونے کی کیفیت

(۱) مولوی خلیل احمد صاحب نے خود ہی چھپیں سوالات تک لکھے اور خود ہی ان کے جوابات دیئے



جو فاضل بریلوی کے حسام الحرمین کتاب کے جواب میں نقلاً اتارے گئے۔ جس میں علماء دیوبند کی نسبت علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظماً نے تکفیر کے فتاوے دئے ہیں جو ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوئی تھی،

۲ اس رسالہ پر نہ ابتدا میں اور نہ آخر میں تاریخ طبع درج ہے جس سے معلوم ہو سکے۔ کہ یہ رسالہ کب طبع ہوا۔

۳ اس رسالہ کے طبع کرنے والے مولوی محمد کبیر تاجر کتب سہارن پور ہیں۔ جنہوں نے اس کو بلا کی سیم پریس سادہ روہ میں چھپوایا۔ اس سے پتہ نہیں لگتا۔ کہ ان کو کس نے یہ رسالہ طبع کے لئے دیا اور کس نے حکم اس کے طبع کرانے کا دیا۔ دھوکا ۶

۴ اس میں اس عالم محقق مدنی کا نام درج نہیں کیا جس سے سوالات قلمبند کروانے گئے تاکہ اس بات کی تصدیق ہو سکے نام نہ لکھنے کا موجب ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف فرضی بات ہے اور دھوکا ۶

۵ اس رسالہ میں یہ بھی درج نہیں کہ کس تاریخ کا واقعہ ہے۔ اور یہ بھی درج نہیں کہ یہ سوالات کس شخص نے بتلائے اور درج کروائے اور چھپس نمبر تک پہنچائے اس لئے یہ کارروائی کسب فرضی ہے اور دھوکا ۶

۶ شروع رسالہ میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہے کہ "اے علمائے کرام اور سرداران عظام (اپنے منہ میاں مٹھو ہتھاری جانب چند لوگوں نے و بانی عقائد کی نسبت کی ہے" الخ۔ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ پوچھنے والے کون لوگ ہیں۔ اور ان کے نام کیا ہیں گویا یہ بات اندھیرے میں ہے جو فرضی ہے اور

۷ اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوالات و جوابات ہندوستان غالباً سہارنپور میں جہاں مولوی خلیل احمد صاحب رہتے ہیں لکھے گئے اور لکھے جانے کی تاریخ۔ شوال ۱۳۲۵ھ ہجری ہے دیکھو صفحہ ۴۴۔ اس سے کتاب حسام الحرمین کی تاریخ طبع کے بعد روک کی گئی ہے حالانکہ سوالات کا مدنیہ منورہ میں لکھا جانا بیان کیا جاتا ہے۔ فرضی اور دھوکا ۶

۸ مگر برخلاف اس کے صفحہ ۶۸ میں سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ اول۔ اوسط آخر کا درج کیا ہے

اس میں حضرت سید احمد برزنجی سابق مفتی مدنیہ منورہ فرماتے ہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب ہمارے پاس آئے۔ اور ایک رسالہ انہوں نے پیش کیا۔ جس میں سوالات کے جواب تھے الخ یہ تاریخ دو مرتبہ

ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ ہے گویا چار سال کے بعد ان کے رو برویہ سال پیش کیا گیا اور خود مولوی خلیل احمد صاحب نے پیش کیا مگر اصل رسالہ ان کا اس رسالہ کے ساتھ ضم نہیں۔ تاکہ ان کی پوری



تقریظ معلوم ہو جاتی۔ اور نمبر ۴ اس کے خلاف ہے :

۹ اسی جگہ مدنیہ منورہ میں حضرت سید احمد بزرگ بن محمد بن محمد کا نام صفحہ ۷۶ میں درج موجود تھا اس میں ۱۳۳۸ھ درج ہے ان دونوں تحریروں میں بھی ایک سال کا فرق ہے جو نہایت مشکوک امر ہے :

۱۰ اس رسالہ میں سب سے ادل دیوبندی علماء کی تقریظ درج ہیں اور اس پر بھی عجب یہ ہے کہ کسی تقریظ میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے کہ کب اور کس کس تاریخ کو انہوں نے اپنی اپنی تقریظ لکھی اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی کہ سب سے پہلے علماء حرمین شریفین کی تصدیق ہوتی نہ کہ دیوبندی اپنے بھائیوں کی یہ بھی ایک چال ہے اور دھوکا :

۱۱ پھر علمائے مصر و دمشق و شام کے بھی دستخط ثبت ہیں لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ یہ رسالہ ان کے پاس کس طرح پہنچا۔ آیا مولوی خلیل احمد صاحب خود لکھے یا کسی نوکر کے ہاتھ بھجوا۔ یا ڈاک میں روانہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی پتہ نہیں اور نہ ان کے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے۔ اور نہ انہوں نے کچھ لکھا ہے کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی دیکھو صفحہ ۸۶ تک۔ یہ سب فرضی ہے :

۱۲ اسی رسالہ کے صفحہ ۸ پر تاریخ، ۱ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ درج ہے۔ مگر پہلے اس سے ۱۳۲۸ھ ہے اور ۱۳۲۸ھ ہجری میں اس رسالہ کا مدنیہ منورہ میں موجود ہونا پایا جاتا ہے۔ دیکھو نمبر ۹ :

۱۳ اس رسالہ میں سوال پہلا اور دوسرا۔ زیارت حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو اپنا دُ اپنے اکابر کا عقیدہ تحریر کیا ہے دیکھو صفحہ ۵ وہ محض غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ ان کے اکابروں میں سے ان کے امام الطائف مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۷ صفحہ ۱۹ سطر ۵ میں اس کے برخلاف لکھ چکے ہیں۔ اور کتاب تقویۃ الایمان دیوبندیوں کے نزدیک ایمان کو قائم رکھنے والی کتاب ہے یہ نرا دھوکا ہے :

۱۴ اسی رسالہ کے تیسرے اور چوتھے سوال میں تو سل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں جو عقیدہ اپنا اور اپنے مشائخ کا صفحہ ۷ میں درج کیا ہے۔ وہ بھی غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ ان کے مشائخ سب سے بڑے امام الطائف اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۱ اور صفحہ ۱۹ سطر ۲۲-۱۰ اور صفحہ ۱۹۶ سطر ۱۸ میں اس کے خلاف لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے :

۱۵ اسی رسالہ کے پانچویں سوال حیات ابنیا علیہم السلام کے جواب صفحہ ۸ میں جو لکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ سطر ۲۱ میں اس کے خلاف لکھا ہوا موجود ہے۔ نرا دھوکا :



۱۶ اسی رسالہ کے چھٹے سوال کے جواب میں صفحہ ۹ پر جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۴۔ اور صفحہ ۱۹ سطر ۵ میں لکھ چکے ہیں یہ بھی صرف دھوکا ہے۔

۱۷ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر ساتواں سوال و طائفہ و اور ادھر صفحہ کے بارہ میں جو عقیدہ لکھا ہے اسکے برخلاف بھی تقویتہ الایمان کے صفحہ ۳۲ سطر ۱ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

۱۸ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱ سوالات آٹھواں۔ نواں۔ دسواں کے جواب میں جو عقیدہ بیان کیا ہے اسکے برخلاف تقویتہ الایمان کے صفحہ ۲۰ سطر ۲۲ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

۱۹ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲ گیارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے۔ اس کے خلاف کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۷۱۔ ۷۳ میں درج ہونا موجود ہے۔ صاف دھوکا ہے۔

۲۰ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ بارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی رشید احمد صاحب آپ کے خاتم المجتہدین نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ کی جلد اول صفحہ ۱۸ اور جلد سوم کے صفحہ ۹۶ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو لکھا ہے۔ کہ ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا جنسلی تھا۔ ان کے مقتدی اچھے تھے۔ اور وہ اچھا آدمی تھا۔ مذہب جنسلی رکھتا تھا۔ عامل بالحدیث تھا۔ الخ یہ بھی صاف صاف دھوکا ہے۔

۲۱ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۵ تیرہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۳۵ میں لکھ چکے ہیں یہ بھی کھلا دھوکا ہے۔

۲۲ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ پندرہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب رسالہ اپنی دوسری کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی صاف اور ظاہر دھوکا ہے۔

۲۳ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ سولہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اسکے برخلاف مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی بزرگ دیوبند یہ اپنی کتاب تحذیر الناس میں چھ خاتم النبیین بالفعل قرار دے چکے ہیں۔ دھوکا ہے۔

۲۴ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۹ سترہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے۔ اس سے انکار کیا ہے کہ ہمارا عقیدہ نہیں۔ حالانکہ آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۶۰ میں تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کا درجہ دے چکے ہیں۔



کہ ان کی تعظیم کو برے بھائی کی سی کرنی چاہیے۔ اور اس کی تصدیق اور تائید میں مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ کی جلد اول صفحہ ۵۱ میں کر چکے ہیں۔ نیز مولف رسالہ خود اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں جملہ بنی آدم کے برابر (کافر۔ چوہڑہ۔ چار وغیرہ) لکھ چکے ہیں۔ العیاذ باللہ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہماری تصانیف میں ایسا عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ بھی صاف دھوکا ہے۔

۲۵ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰-۲۱۔ اٹھارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے خلاف آپ کے پیغمبر اشرف علی تھانوی اپنی رسلِ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نہرا دھوکا ہی دھوکا ہے۔

۲۶ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱۔ انیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب مولف رسالہ مذکور اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ حافظ نذاردھوکا

۲۷ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۲ بیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں موجود ہے۔ یہ بھی بالکل دھوکا ہے۔

۲۸ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۷۔ اکیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کی بابت مولوی رشید احمد صاحب کے فتاویٰ میں بھی شرک، کفر، بدعت وغیرہ اس محفل مبارک (مولود شریف) کو لکھا ہوا موجود ہے۔ انکار کے دھوکا دینا ہے۔

۲۹ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۹۔ باسیویں سوال کے جواب میں پہلے انکار کیا پھر اقرار کیا۔ اس ہیر پھیر کو ملاحظہ کیجئے۔ مولوی رشید احمد صاحب کا فتوے موجود ہے۔ نیز مولف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ میں موجود ہے۔ جس کو اسی سوال میں خود قبول کیا ہے۔ اور مولود شریف کو مزخرفات اور شرعاً حرام لکھا یا ہے (صفحہ ۳۱) نہرا دھوکا۔

۳۰ اسی رسالہ کے صفحہ ۳۲ تیسویں سوال کے جواب میں جو خداوند تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کی بابت عقیدہ ہے۔ اور فتوے حرمین شریفین درج کیا ہے یہ نہرا دھوکا ہے۔

مختصر کیفیت اس کی اس طرح پر ہے کہ جب مولوی خلیل احمد صاحب نے جو ریاست بہاولپور میں مدرس تھے۔ کتاب انوارِ ساطعہ کی رد میں کتاب براہین قاطعہ لکھی۔ اور شائع کی تو مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کے ملاحظہ میں گزری وہ فوراً اس کتاب کو لیکر ریاست بہاولپور میں پہنچے۔



وہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ وہاں پر انہوں نے ظاہر کیا کہ یہ کتاب براہین قاطعہ مذہب اہلسنت و جماعت کے بالکل خلاف ہے۔ اس میں سے سات مسائل مندرجہ براہین قاطعہ کو نکال کر دکھلایا۔ اس پر حکم نواب صاحب بہادر والئی ریاست شوال ۱۳۱۷ھ میں مناظرہ ہوا۔ نہایت عمدہ تحریر پر بحث ہوئی اور مولوی خلیل احمد صاحب نہایت ذلت کے ساتھ ریاست سے بدر کئے گئے۔ اور علماء پنجاب سے فتویٰ جاری ہوا۔ کہ مولوی خلیل احمد مع موبدین کے اہلسنت سے خارج ہے۔ اور فرقہ وہابیہ اسمعیلیہ میں سے ہے۔ اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اس تمام بحث کے کاغذات کو لے کر کعبۃ اللہ شریف کو روانہ ہو گئے۔ اس بحث کا عربی میں ترجمہ کب کے علمائے عظام حرمین شریفین کے روبرو پیش کیا گیا۔ اول علمائے مکہ معظمہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر مدنیہ منورہ کو لے کر وہاں کے علماء کے روبرو پیش ہو کر تصدیق ہو گئی۔ جب مدنیہ منورہ سے واپس ہو کر حضرت مولانا مکہ معظمہ میں آئے تو ان کو وہاں پر معلوم ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب کا ایک استفتاء کذب باری تعالیٰ کا یہاں پہنچا ہے۔ اور مفتی حنفی مکہ معظمہ کے دستخط ہو کر آ رہا ہے۔ اس پر حضرت مولانا مغفور و مرحوم مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پہنچے۔ تو انہوں نے وہ فتوے جو اس وقت فتاویٰ رشیدیہ کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۹ اور اس رسالہ کے صفحہ ۳۴ پر ہے دکھلایا۔ تب مولانا مرحوم نے ایک استفتاء مغفرت کفار کے امکان کے رد میں (جو مولوی رشید احمد صاحب نے بہ لطائف الخلیل حاصل کیا تھا) لکھ کر بخیر مت حضرت مولانا پاپا حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی کے پیش کیا۔ اور ان کی تصدیق کے بعد مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تب اس پر مفتی حنفی مکہ معظمہ نے صاف تصریح فرمائی۔ اور پورے طور پر مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ اور مغفرت کفار کی (جو مولوی رشید احمد کے فتوے میں درج تھا) رد بلیغ فرمائی۔ یہ سب حال کتاب تقدس الوکیل عن توہین الرشید الخلیل کے صفحہ ۳۱۶ سے ۳۱۹ تک واضح طور پر درج ہے۔ اسی پر حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کی بھی تصدیق موجود ہے۔ چند فقرات اقتباساً نقل کرتا ہوں۔ دہو ہذا:

فقیر غلام دستگیر اکان اللہ لاچار مہینہ تک مکہ معظمہ میں رہا۔ یہ رسالہ شریفہ (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل) بھی علماء کبار سے مکمل ہوا۔ تب بعد اوائے حج فقیر خیر فی الحج مدنیہ منورہ کو روانہ ہوا فقیر جب مکہ معظمہ میں واپس آیا۔ تو حضرت مولانا پاپا حرمین شریفین سے دریافت ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایک فتوے امتناع کذب باری تعالیٰ بھیجا ہے۔ جس کے اخیر میں درج ہے۔ کہ حق تعالیٰ مغفرت کفار پر قادر ہے۔ اور یہ عقیدہ جمیع علمائے امت سعیدہ کا ہے۔ انہوں نے اس پر تصدیق



نہیں کی۔ کہ اس دھوکے سے وہ اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ مگر سنا گیا ہے۔ کہ مفتی صاحب حنفی مکہ معظمہ سے ان کے بعض دوستوں نے اس فتوے پر کچھ لکھوا لیا ہے۔ تب فقیر نے مفتی صاحب سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے یہ فتوے اور اپنی تصدیق دکھلائی۔ بلفظ صفحہ ۳۱۶: اس فتوے کو دیکھ کر فقیر نے مغفرت کفار کے امکان کے رد میں چند صفحات کی تحریر مرتب کر کے حضرت مولانا پاپہ حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کی۔ جس پر انہوں نے یہ تقریظ لکھوائی۔ قد اجاد فیما افادہ درہ۔ ریشک عمدہ بیان کیا ہے۔ جو فائدہ دیتا ہے۔ اس کی خوبی خدا ہی جانتا ہے) (محررت اللہ ۱۲۶۳) بلفظ صفحہ ۳۱۷: مولوی رشید احمد صاحب کے استفتاء اور اپنی تحریر کا جواب مفتی صاحب حنفی مکہ معظمہ نے نہایت عمدہ اور بہت مفصل فرمایا ہے۔ اور مولوی رشید احمد کے فتوے اور خیالات کی پوری پوری ترویج فرمائی ہے۔ طوالت کی وجہ سے اس کی نقل نہیں کی جاتی ہے ملاحظہ ہو کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کا صفحہ ۳۱۸-۳۱۹: یہ بھی یاد رہے کہ یہ کتاب موصوف الصدور سالہ ۱۳۱۲ ہجری المقدس میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ جس کو اس وقت ۱۳۳۳ھ میں تیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے مولوی خلیل احمد صاحب نے خود یا کسی دیگر دیوبندی صاحب کی طرف سے ایک حرف بھی اس کے خلاف لکھا نہیں کیا جس سے ثابت ہے۔ کہ یہ کتاب واقعی حرف بحرف صحیح اور راست ہے اور آپ کا رسالہ التصدیقات کلہم بے اعتبار۔ مجروح۔ مرجوح فرضی مشکوک اور جعلی ہے اور ناقابل التفات اہلسنت وجماعت ہے۔ آگے چلئے:

۳۱ اسی رسالہ (التصدیقات) کے صفحہ ۳۵: چوبیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا گیا ہے اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ کے رسالہ یکروزی کے صفحہ ۱۴۵ میں حق تعالیٰ کی کلام پاک میں وقوع کذب ممکن لکھا ہوا موجود ہے نیز خود مولف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں موجود ہے یہ بھی دھوکا ہے:

۳۲ اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ چلیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ "کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے؟" اس میں سوالات نمبر ۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵



اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہلسنت و جماعت ماثروید یہ جس میں دیوبندی بھی اپنے آپ کو داخل کرتے ہیں، کے نزدیک امکان کذب کا مسئلہ نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً لیکن اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں لیکن عقلاً جائز ہے۔ اس لئے عقل کو شریعت پر مقدم کر کے فتویٰ جواز کا دیا گیا جو بالکل غلط اور دھوکا ہے۔

۳۳ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۶ چھبیسویں سوال کے جواب میں خود مان لیا کہ قادیانی مدعی مسیحیت اور نبوت کو ہم پہلے مرد صالح جانتے تھے۔ اور جلتے رہے ہیں۔ باوجودیکہ علماء پنجاب بالخصوص مولوی محمد مرحوم لودھیانوی (جو آپ کے جد فاسر ماجد ہیں) نے مولوی رشید احمد صاحب کو بہت سمجھایا۔ مگر وہ قادیانی کو مرد صالح ہی کہتے رہے۔ یہ تحریر ان کی چھپی ہوئی موجود ہے اور حضرت پائے حر میں شریفین مولانا محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی نے بھی اپنی تقریظ میں جو درج ہو چکی ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب اور قادیانی کے اتفاق باہمی کا حال لکھا ہے لیکن جب سب اطراف سے اور عرب و عجم سے قادیانی کی تکفیر ہوئی۔ تب آپ کو بھی کچھ تاثیر ہوئی۔ یہ بھی دھوکا ہے۔

۳۴ اسی رسالہ پر علمائے مکہ معظمہ میں سے کسی حنفی مفتی صاحب کی تصدیق ثبت نہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ بتلائیے۔ بتلانا کیا ہے۔ نہ اوروں کا ہے۔

۳۵ اسی رسالہ کے صفحہ ۶۶ میں خود اقبال کیا ہے۔ کہ دو علمائے مالکی مکہ معظمہ نے اپنی تحریر و تقریظ بہانہ کر کے واپس لے لی۔ اور پھر نہ دی۔ یہ مخالفین کی سستی تھی وغیرہ درانحالیکہ انہوں نے اپنی تحریریں ان سے دھوکا سمجھ کر واپس لے لیں۔ پھر بھی ان کی نقلیں رکھ کر اپنے رسالہ میں چھاپ دیں۔ پس یہ نہایت معقول دلیل اس رسالہ کی دھوکا دہی اور علمائے مکہ معظمہ کی ناپسندیدگی کی ہے۔ اور اسی واسطے کسی اور مفتی یا عالم مکہ معظمہ نے اپنے دستخط نہیں کیے دھوکا اور دیکھو کہ اس رسالہ پر حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ عبدالحق صاحب مہاجر کی کے دستخط یا تقریظ بھی ثبت نہیں ہے۔ جو ہونی ضروری تھی۔ اس سے بھی ان کا دھوکا ظاہر ہے۔ اور رسالہ مذکور فرضی اور جعلی ہے۔

۳۶ اس رسالہ پر حضرات علماء مدرسہ مولیٰ مکہ معظمہ کے بھی دستخط ثبت نہیں۔ جو دیوبندیوں کے پورے واقف ہیں۔ اور گھر کے بھید ی ہیں۔ پس رسالہ فرضی اور جعلی ہے۔ اور دھوکا ہے۔

۳۸ اور دیکھئے اس رسالہ پر علماء و حضرات مفتیاں ہر چہ اہل مذاہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی



کے بھی دستخط یا موداہیر تصدیق ثبت نہیں۔ جو نہایت ضروری تھے۔ اس لئے کامل طور اور یقیناً ثابت ہے۔ کہ یہ رسالہ جعلی اور نرا دھوکا ہے ۛ

۳۹

وہ استغنا اور فتوے مولوی رشید احمد صاحب نے جو ششہ ہجری کو بمقام مکہ معظمہ میں بھیج کر مرتب کروایا تھا۔ جو اس رسالہ میں درج ہے۔ (حب کہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ مناظرہ ریاست بہاولپور والے کاغذات لے کر وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اس پر بھی مفتیاں ہر چہ اہل ہند کی تصدیق نہیں۔ اور نہ حضرت مولانا پایہ حرین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ مہاجر کی اور نہ حضرت شیخ المصباح شیخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر اور نہ حضرت شاہ ابد اللہ علیہ الرحمۃ جو تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں) کے دستخط یا موداہیر ہیں۔ جو تینوں حضرات اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے۔ جن کے دستخط ہونے نہایت ضروری تھے۔ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ حضرات ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور عقائد سے پورے پورے واقف تھے۔ اس لئے ان سے دستخط نہیں کر لئے یا انہوں نے دستخط نہیں کئے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ رسالہ تصدیقات محض فرضی اور جعلی اور ردی ہے اور نرا اور کورہ دھوکا ہے ۛ

۴۰

اسی رسالہ کے صفحہ ۶۸ سے ۷۲ تک سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ درج ہے۔ مگر لازم یہ تھا کہ اس رسالہ کی پوری نقل بلا کم و کاست اپنے اس رسالہ کے ساتھ فہم کر دی جاتی۔ تاکہ ہر شخص اس رسالہ کو پڑھ کر ایسے قائم کر سکتا۔ کیونکہ وہ اصل رسالہ یہاں ہندوستان میں حلیہ موجود نہیں ہے۔ اور نہ اس رسالہ کا کوئی نام لکھا ہے۔ اور نہ عرب یا مصر میں طبع ہوا ہے تو اب بیچ اور جھوٹ میں تمیز کیسے ہو سکتی ہے۔ اور اس خلاصہ مندرجہ کی تصدیق کیونکر کی جا سکتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ دراصل وہ کوئی رسالہ ہے بھی یا نہیں جس کا خلاصہ درج کیا گیا اس کا ثبوت کیا ہے۔ کہ واقعی کوئی سید احمد برزنجی صاحب کا رسالہ لکھا ہوا ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ کوئی رسالہ ہے۔ جس کا خلاصہ اپنے رسالہ میں درج کیا ہے تاہم مختصر خلاصہ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد برزنجی نے مسئلہ کذب باری تعالیٰ میں سخت ممانعت کر کے فرمایا ہے۔ وہو مذہب میں کہتا ہوں۔ کہ سب علما کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان کے دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں۔ جن کو عوام تو کیا سمجھیں گے۔ بڑے بڑے علما میں سے بھی بجز ایک دو خاص المخوام عالم کے دوسرے عالم بھی نہیں سمجھ سکتے الخ بلفظ صفحہ ۷۱ ۛ



اس تحریر میں مولانا سید احمد بزرگ بنی صاحب نے اپنی ناراضگی ظاہر فرمائی ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب کو عالموں میں شمار بھی نہیں کیا اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا۔ پس اگر وہ پورا رسالہ موجود نہ ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ اسی طرح اور کہاں کہاں ناراضگی ظاہر فرمائی ہے۔ صادمہو کا ۴۱ اسی رسالہ کے صفحہ ۷۲ پر علمائے مدنیہ منورہ کے بھی دستخط ہیں۔ جو تعداد میں تیس ہیں۔ اور جو مولانا سید احمد بزرگ بنی کے رسالہ پر سے اتارے گئے ہیں جنہوں نے اس رسالہ التصدیق کو دیکھا تک بھی نہیں اور یہ بھی دھوکا دیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ ہے کہ کسی مفتی صاحب مدنیہ منورہ کے بھی اس پر دستخط نہیں۔ الہی توبہ ۴۲

اسی رسالہ کے صفحات ۷۴، ۷۵، ۷۶ پر نقل تقریظ جو مولانا سید احمد بزرگ بنی صاحب کے رسالہ سے لی گئی ہے اور جو جناب شیخ احمد بن محمد شافعی مالکی نے لکھا ہے۔ اس میں اس رسالہ پر جرح قدح کی ہے۔ بالخصوص محفل میلاد شریف اور کنہا کے جنم کی تشبیہ پر سخت ناراضگی ظاہر فرمائی ہے۔ جب کہ خود اسی رسالہ میں ایسے الفاظ مخالفت اور ناراضگی کے پائے جاتے ہیں۔ تو یقین کامل ہے کہ اصل رسالہ میں سخت مخالفت ہوگی۔ اسی واسطے اسکی نقل سالم شامل نہیں کی جو کامل طور پر دھوکا ہے ۴۳

اسی رسالہ کے صفحہ ۷۸، ۷۹ پر نقل تقریظ مولانا ابوالخیر معروف بابن عابد خلف علاء احمد بن عبدالغنی بن عمر بن عابد بن حیلینی نقشبندی دمشقی کی لڑوہ نو اسہ میں ابن عابد بن صاحب فتاویٰ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ہے۔ مگر تعجب ہے کہ ان کو ان کے حضرت نانا صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب روالمختار شامی نہیں ملی جس میں وہ نجدیوں کا حال بیچ کر نیوالے اولین میں سے ہیں۔ اور انہوں نے مسئلہ امکان کذب و خلف وعید لکھ کر تردید فرمائی ہے یہ تقریظ بھی فرمائی ہے اور دھوکا ہے ۴۴

کتاب حسام الحرمین علی منکر الکفر والہین مولفہ اعلیٰ حضرت فاضل ابن فاضل مجد ماتہ حافزہ مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور محدثہ علماء کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً جن میں مرزا قادیانی اور مولوی رشید احمد مولوی خلیل احمد و مولوی اشرف علی وغیرہ کی تکفیر غیر نکر کا حکم علماء و مفتیان حرمین شریفین نے صادر فرمایا ہے انہیں علماء و مفتیان حرمین شریفین کے اس رسالہ پر بھی دستخط ہونے چاہئے



تھے۔ بلکہ ان کی تقاریر میں یہ تحریر ہونا چاہئے تھا کہ پہلے جو ہم دیوبندیوں کی تکفیر کتاب حجام  
الحرمین میں لکھ چکے ہیں وہ صحیح نہیں۔ اس کا ذکر تک بھی اس رسالہ التصدیقات میں نہیں  
اسلئے بھی یہ رسالہ غیر معتبر اور فرضی ہے اور دھوکا ہے۔

۴۵ اس رسالہ میں صرف دیوبندی علماء کے دستخط ہیں جن کے زعم میں ہے کہ یہ عقائد مند ز فہرست  
مشترکہ خاںسار اور کتاب حجام الحرمین و کتاب اقدس الوکیل عن توبین الرشید الخلیل بلذت  
وجامعت کے ہیں۔ مگر افسوس کسی عالم فرد واحد خالص سنی حنفی یا مقلدین محمد ابو مالکی شافعی  
حنبلہ جو پاک اہلسنت و جماعت ہندوستان پنجاب بنگال، کلکتہ بمبئی، بریلی، بدایوں  
دہلی وغیرہ کے ہیں۔ دستخط یا مہر یا تقریر ثبت نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقائد متدبر بال  
خاص و ہاشمیہ بخدیہ۔ اور وہابیہ۔ دیوبندیہ کے ہی ہیں۔ جو نرا دھوکا ہے۔

۴۶ یہ رسالہ (التصدیقات) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مولفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ  
جو تمام دیوبندیوں کے شیخ اور پیر و مرشد ہیں) کے بالکل مخالف ہے۔ اسی وجہ سے مولوی رشید احمد  
صاحب نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۱۱۶ میں یہ لکھ دیا ہے کہ رسالہ فیصلہ  
مسئلہ حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کا لکھا ہوا ہی نہیں ہے کسی اور کا ہے۔ دوسری طرف  
مولوی اشرف علی دیوبندی اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ یہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ میر لکھا  
ہوا ہے (لیکن پھر بھی اس کے مخالف ہیں۔ منافقانہ) یہاں پر آپ کے دونوں بزرگ مولویوں  
نے اپنے مرشد پر بھی جھوٹ کا بہتان لگا دیا۔ اور ذرہ بھر خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مرید رشید  
بھی ویسے ہی رہے۔ اس پر کوئی تعجب نہیں ہوتا چاہئے۔ کیونکہ جو لوگ خداوند تعالیٰ صدق  
الصادقین۔ اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے بزرگ قطب الاقطاب  
پیر و مرشد علیہ الرحمۃ پر بھی جھوٹ کی تہمت اگلانے سے نہیں چوکتے۔ تو ان کے لئے ایسے ایسے  
فرضی اور جعلی اور جھوٹے رسالہ لکھ لینا کیا بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے آمین  
پس سمجھ لو کہ یہ نرا دھوکا ہے۔

۴۷ اس رسالہ کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ وہ ایسے  
اضطراری اور اضطرانی و بتیانی رہے قیاسی و بدحواسی کی حالت میں دیئے گئے ہیں کہ کسی میں  
اس عقیدہ خود سے انکار محض کر دیا۔ کہ ہماری کتابوں میں یہ بات درج ہی نہیں۔ بہتان ہے  
اور اسی میں انکار کر کے پھر اقرار بھی کر لیا۔ اور کسی میں اقرار تو کیا۔ مگر اس کی تاویلات



رکبہ فرمائیں۔ عجب حالت ہے اور دھوکا +

۴۸ اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اصل مسودہ تیار شدہ کہاں اور کس کے پاس ہے جس سے اس رسالہ مذکور کا مقابلہ کیا جاسکے اور تصدیق تھا رلیطہ و ابھر دو شخصوں کی ہو سکے جو صداقت کے لئے ضروری ہے۔

۴۹ کیا آپ اس رسالہ کے کاغذات اور اصل مسودہ تیار شدہ جس پر دستخط اور مہر ہیں۔ پیش کر سکتے ہیں۔ جن سے اس رسالہ کا مقابلہ کیا جائے۔ اور بیچ اور بھوٹ اور جعل کا حال۔ اور بنیاد کا حال معلوم ہو سکے۔ میرا خیال ہے۔ خیال ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ آپ ہرگز پیش نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ رسالہ سراسر جعلی ہے +

۵۰ آج اس رسالہ کے معتمد اور فرضی اور جعلی ہونے اور اپنے وجوہات جرح و قرح کی تائید اور تصدیق میں کتاب تاریخ دیوبند یہ کور جو مولوی منشی حاجی محمد رعل خان صاحب نے کلکتہ میں ۱۳۳۲ ہجری میں طبع کر کے شائع کی ہے، پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ فرماتے ہیں۔

مسلمانو! اب دیوبندی صاحبان نے ایک بڑا منکر اور کیا ہے۔ کہ عربی میں چالیس سوال خودی

لکھے۔ اور خود ہی ان کے جواب دیئے۔ ان جوابوں میں مکرو فریب اور خلاف واقعہ اظہار است

کر کے سنی بنے۔ کہ کسی طرح حرمین شریفین کی مہر میں نصیب ہو جائیں۔ اگر یوں مہر میں ہو بھی جائے

تو کیا تعجب تھا۔ ایک آریہ اگر مسلمان بن کر دو چار باتیں اسلام سے لگتی کہہ کر علماء سے

سوال کرے کیا وہ نہیں لکھ دیں گے۔ کہ یہ مسلمان ہے۔ مگر اس سے اس کے عقائد تو نہ دھل

جائیں گے۔ جو اس کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اور جن پر وہ اب تک قائم ہے۔ اتنے بڑے

کب عظیم کے بعد بھی مہروں میں یہ کاروائیاں کیں۔ اول اپنے جرم کے دیوبندی سے

اس پر تقریظیں لکھوائیں۔ اور ان کے ترجمے کئے حسام الحرمین کے فتوے کی صورت بنائیں

دووم۔ مدنیہ منورہ کے ایک عالم نے ان کے ساختہ اظہاروں پر بھی ایک رسالہ میں جا بجا

ان کے رد لکھے۔ اس کے اول آخر اوسط سے کچھ سطریں ہیں کہ ہماری تصدیق کی ہے ہر دو سویم بہت

مہر میں کہ ان مدنی صاحب کے رسالہ پر تھیں۔ جس میں ان دیوبندیوں کا رد ہے۔ وہ سب مہر پر

اپنے رسالہ پر تائید لیں۔ کہ جاہل سمجھیں کہ یہ سب لوگ ان کی تصدیق کر رہے ہیں۔ پچھام۔ اور بھی

سخت تر ظلم یہ کہ مکہ معظمہ کے دو مالکی المذہب عالموں کی تصدیق نقل کی۔ اور خود ہی لکھا کہ

اصل اس کی ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے ہمیں دھوکہ دے کر واپس لے لی۔ اور پھر



نہ دی۔ اول تو مسلمانوں کیوں جو شخص چاہے۔ ہزار عالموں کی مہر میں چھاپ دے اور کہ دے  
 کہ اصل ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے مہر میں کہے ہم سے واپس لے لی ہیں۔ مان کر کہہ گئے  
 دوسرے اگر یہ سچ بھی ہو۔ تو جب ان عالموں نے رجوع کر لی۔ اور تمہارے فریب پر مطلع ہو کر اپنی  
 مہر میں تم سے واپس لے لیں۔ اب تمہیں ان کے چھاپنے کا کیا اختیار رہا۔ مگر بے ایمانی کا کیا  
 علاج۔ بدینہم کہ مغطرہ بھر میں فقط ایک عالم کی نے تصدیق لکھی ہے۔ ان کا مہر ہی خط آیا ہوا  
 مجلس اہلسنت وجماعت میں موجود ہے۔ کہ خلیل احمد غلط کہتا ہے ہم اس کی تکفیر یہ قائم ہیں جو  
 ہم حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں۔ مسلمانوں! دیکھائیے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد  
 کہ یكون من اخوان الزمان وجالون کذا ابون۔ اور فرمایا۔ کہ دجالوں کذابوں سے دور بھاگو۔  
 اپنے سے دور کرو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بلا نقطہ صفحہ ۹ تا ۱۰ و بابیہ یونبتہ  
 لیجئے مفتی جی! آپ کے رسالہ تصدیقات کی چھان بین ابھی طرح ہو چکی۔ یعنی یہ پچاس جرح  
 اور قدح اس رسالہ پر ایسی ہیں۔ جو اس پر وارد ہو کر اس کو ہمیشہ کے لئے مردہ بے جان بنا کر  
 ستیا تاس اور ملیا میٹ کر رہی ہیں۔ ایک دوزخ کا ری لگے ہوئے جانبر ہونے نہیں دیتے اور جس  
 پر تے حربے تیز لگیں اس کا بچنا محال در محال ہے۔ اور آپ کی مہندہ ایسی کند کی گئی ہے جو مردہ ہادی  
 کے ناک پر بھی اثر نہ کر سکے۔ علاوہ ان کے پانچ دیگر زخم کتاب تاریخ و بابیہ دلیونبہ سے لاحق ہو کر  
 بیچین قریح ہو گئے۔ کوئی بھی دہندی حکیم یا ان کا پیغمبر ان کو اندام نہیں کر سکتا پس اب آپ  
 اس رسالہ کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے محروم اور ناپید سمجھیں۔ اس رسالہ کے متعلق تفویلاً  
 ایک نکتہ بھی سن لیجئے وہ یہ کہ اس سالہ کو پیدا ہوتے ہی دوزخ و رنگ کی چادریں پہنائی گئیں ہیں  
 جس سے ہر ایک شخص اس سالہ کو دیکھتے ہی اس نتیجے پر پہنچ جائے۔ اور اس کی زرد روی سے ہی اندازہ کرے کہ  
 اس میں اللہ تعالیٰ نے سرخ روی رکھی ہی نہیں۔ دو چادریں سے مراد اس سالہ کے ابتدائی اور آخری  
 میں جو قدرتا زرد رنگ کے لگائے گئے ہیں۔ ہاں! آپ کی تہذیب اور گالیوں میں سے ایک یہ کہ اعلیٰ  
 حضرت غلام و شگیر علیہ الرحمۃ اور مولانا بالفضل والعلم اولینا مجدد مائۃ حاضرہ فاضل محمد احمد رضا  
 خاں بقاہم اللہ تعالیٰ کو بتدعین میں سے لکھا ہے۔ اس صورت میں تمام اہلسنت وجماعت عرب  
 و عجم کو بتدعین بنایا ہے جس میں تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد حضرت حاجی شاہ امدا اللہ علیہ الرحمۃ  
 مہاجر کی بھی داخل ہیں۔ جو تمام عم لوگوں سے سخت ناراض اور بنیرا ہیں۔ مگر میں کہوں گا۔ کہ جو لوگ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سب و شتم کرنے سے باز نہیں آتے وہ ان کے غلاموں کو گالیاں



دینے میں کیوں شرم کریں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ ان کی شرم بازار میں نہیں بکتی ان کے گھروں میں  
 بستی ہے اور یہ جو آپ نے اپنے علم غیب سے لکھا ہے کہ تم ان مبتدعین یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی  
 اور اعلیٰ حضرت فاضل قصوری کے مرید ہو۔ سو فوراً میرے منہ سے لعنت اللہ علیہ الکاذبین نکل گیا  
 کیونکہ میں ان حضرات کا مرید ہرگز نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں بزرگوں کو نہایت اعلیٰ  
 اور ارفع جاحی، اہلسنت و جماعت جانتا ہوں۔ اور مجددین ماننے میں کوئی شک نہیں کرتا۔ جنہوں نے  
 اپنی سعی بلیغ سے دین کے نادان لوگوں کو بددین و ملحدین و زندیقین کے شر سے اور مکر و فریب سے  
 بچایا ہے۔ خدا کے سامنے ان کے مراتب و مدارج اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیں ان کو ہمیشہ کے لئے قائم  
 رکھے۔ اور جو خدا کے یہاں تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے مدارج اور مراتب بھی جنت الفردوس میں  
 اعلیٰ سے اعلیٰ ہوں۔ اور قیامت کے دن ہمارے لئے شفاعت کا ذریعہ ہوں۔ آمین ثم آمین۔ مگر آپ  
 علم غیب یا غیب کی خبر دینے سے بقول خود کافر ہو گئے ہاں! مجھے حضرت قلم و کعبہ قدوة العارفین  
 و زبدۃ الیسا لکین پر دستگیرید صادق علی شاہ نقشبندی مجددی حیلنی رحمۃ اللہ علیہ ساکن مکان شریف  
 رتھ چھتر ضلع گورداسپور سے شرف بیعت حاصل ہے۔ الیحد علی ذالک ہ

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ علم غیب بیان کر کے کافر و مشرک کیوں بنتے ہیں۔ آپ کو کس طرح معلوم  
 ہوا کہ میں ان حضرات کا مرید ہوں یا یہ کہ مرزا قادیانی کی طرح آپ کو بھی الہام ہوتا ہے ہاں ممکن ہے  
 کیونکہ ادھر آپ کی نسبت ضرور ہے۔ مبارک ہو۔  
 ق آپ کے خط کا جواب خاموشی پر رکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس قدر کافی سمجھا گیا۔ تاکہ آپ کی محنت خرچ  
 کا کچھ معاوضہ ہو جائے صفحہ ۴۸۱ ہ

ع جواب کو خاموشی پر کیوں نہ رکھتے کیونکہ خصم کے پاس ان کا جواب ہو تو فرے۔ ان زائد باتوں سے  
 کام نہیں نکل سکتا۔ اگر کسی سے کچھ پڑھا ہے تو جواب لکھئے ان زائد باتوں کو چھوڑیے۔

ق پہلے تو میں آپ کا خصم نہیں تھا۔ اور نہ آپ کو جانتا تھا۔ اب آپ نے خود مجھے اپنا خصم بنایا ہے  
 اب خلع کی درخواست کیوں ہوتی ہے۔ یہ جواب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے فضل سے ایسا لکھا گیا ہے کہ جس کا جواب آپ کے لئے موت کا سامنا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ  
 کا فضل اور اس کے حبیب کا فضل اس خاکسار فضل احمد پر ہے۔ ذالک فضل اللہ یوقیہ  
 من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

ق اور خداوند کریم آپ کو صراط مستقیم اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے



ع نبی علیہ السلام کی تعظیم آپ کی اتباع میں ہے کہ فاتبعونی سے ظاہر ہے تو خداوند ذوالکرم ہیں اور آپ کو جناب کا اتباع عنایت فرماتے۔ آمین :

ق ہاں! آپ کے نزدیک اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف لفظ سلام ہو۔ اور صلوٰۃ درود شریف نہ ہو۔ اور فاتبعونی کے حکم کی تعمیل صرف اسی قدر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ جناب سے یاد کیا جائے اور کوئی درود سلام و صلوٰۃ اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور آپ کے اتباع اور تعظیم کا طریق یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیل اور گدھے سے تشبیہ دیجائے اور اس کو حق کہا جائے۔ نعوذ باللہ منہا آپ کی تعظیم اور اتباع یہی ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دی جائے اور پھر بدوں حلالہ کے نکاح کر لیا جائے۔ آپ کی اتباع یہی ہے کہ چوری بھی کی جائے۔ آپ کی اتباع اور تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ جو میری فہرست عقائد و بابیہ دیوبندیہ میں درج ہے۔ آپ یقولون باقواہم مالمین فی قلوبہم کے مصداق ہیں۔ ایسی اتباع آپ کو مبارک ہو۔ آمین : خدا کسارا حقیر فضل احمد عفا اللہ عنہ حنفی نقشبندی :

ع حنفی رسول علیہ السلام کو عالم بالغیب نہیں جانتے اور نہ ختم وغیرہ بدعات کے قابل ہیں۔ بلکہ وہ اس شخص کو کافر جانتے ہیں۔ جو نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانے آپ بتلائیں۔ جب آپ نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانتے ہیں۔ تو کیونکر آپ کو حنفی جانا جائے انہ کتبہ محمد عبداللہ حنفی از بسی ریاست پٹالہ مورخہ ۵ شعبان ۱۳۳۵ھ ہجری۔

ق واقعی میں سنی حنفی ہوں۔ اور مشرباً نقشبندی مجددی ہوں۔ چاروں مذاہب کے مقلد میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب بعلم خود ادا سمجھتے ہیں جس کو میں پورے طور پر بتاتا کر چکا ہوں۔ بلکہ خوش شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب جانے اور مسخر استہزا کیے وہ منافق اور کافر ہے۔ یہ سب کچھ آیات و احادیث اور تفاسیر و کتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں۔ اربعہ مذاہب کے مقلدین تو اس کے قائل ہیں۔ اور اس پر اپنا ایمان لکھتے ہیں اور یہی سنی حنفی ہیں۔ اور جو اس کے منکر ہیں۔ وہ یا تو زری نجدی غیر مقلد ہیں۔ یا وہ آپ حبیبی ہابی حنفی دیوبندی ہیں۔ جن کے عقائد میری فہرست شائع شدہ یا وہ اس کتاب میں ہیں جنکی تردید لکھا حقہ کی گئی ہے اور یہ جو آپ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا دھلا نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب جانتے تھے اور فاتحہ خوانی مروجہ ختم کے قائل



تھے انہم میں کہتا ہوں کہ میں سب کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور آپ کا فرض ہے کہ آپ دکھلا دیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا اور ختم مروجہ کا اور مولود شریف کا کہاں انکار کیا ہے۔ اور کہاں آپ نے ان کے انکار کا ذکر کیا یا ان کا لکھا ہوا دکھلایا جائے۔ اس لئے میں سنی حنفی ہوں۔ اور آپ لوگ ظاہر میں وہابی حنفی ہیں۔ ورنہ دراصل غیر مقلد وہابی۔ اور نقشبندی بھی میں خدا کے فضل سے ہوں۔ اور مولود شریف کا کرنا اور ختم اور فاتحہ خوانی وغیرہ سوم۔ دہم۔ چہلم و سالیانہ وغیرہ نذر و نیاز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات اور دیگر کتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں۔ میری اس کتاب کو پڑھ کر سنی حنفی بننے پڑے۔

اچھا مفتی جی! میں آپ سے صرف ایک بات آخر پر اوپوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ کو مفتی کی سند کہاں سے ملی ہے۔ اور لوگوں پر فتوے جاری کرنے کا اختیار کہاں سے حاصل ہوا۔ اور اپنے پر فتوے نہ لگانا کس کے حکم سے ہے۔ اور اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوے کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہنا کس طرح جائز ہوا۔ وہ بات جو میں اوپوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے: نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کو بلا قصور طلاق ثلاثہ دے کر پھر رجوع کر کے بلا حلالہ اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ کیا آپ اسی قسم کے مفتی ہیں اور پہلے اس سے جرم چوری نقب زنی دفعہ ۴۵۴ تعزیرات ہند میں چھ ماہ کی قید کے سزا یاب ہوئے اور تین ماہ تید بھاگت کر اپیل عدالت ہائیکورٹ سے رہا ہوئے۔ کیا جو شخص چوری میں سزا یاب ہو وہ بھی مفتی بنائے جانے یا بننے کے قابل ہوتا ہے مجھے ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ آپ نے میری نسبت بہت بہت سخت الفاظ گھالیاں استعمال کی ہیں۔ اس لئے مجبوراً یہ حال لکھنا پڑا مجھے اس سے کچھ غرض نہیں۔ کہ آپ اس جرم میں سزا یاب ہوئے جس میں شرعی سزا قطعید ہے اس سے میں درگزر کر کے یہ کہتا ہوں کہ جو آپ نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دے کر پھر بغير حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس سے تو آپ مسلمانوں سے ہی نکل گئے۔ پھر مسلمانوں کے مفتی کیسے ہوں دیوبندی مسلمانوں کے مفتی۔ یہاں پر میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد مرحوم لودیانوی کا لکھا ہوا فتوے درج کرتا ہوں اور پھر اس کو ختم کرتا ہوں۔ وہ یوں ہے: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین۔ کہ جو شخص مطلقہ ثلاثہ کو بدون حلالہ کرنے کے واسطے شوہر اول کے جو انہ نکاح کا فتوے دے ایسے شخص کو مسجد سے نکال دینے کا حکم ہے پڑے۔



## الجواب

(۱) مطلقہ مذکورہ کو بدو و نحلہ کے درست کہنے والے کو شرعاً کافر قرار دینا بعید نہیں ہے۔  
 (۲) اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید میں لکھا ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کو بدو و نحلہ کے درست رکھنے والے عالم کو روسیہ کے نکال دینا لازم ہے۔

پہلی سطر کی عبارت صفحہ ۵ سطر ۶ میں اور دوسری عبارت صفحہ ۳ سطر ۲۰ پر درج ہے۔ دیکھو رسالہ  
 انتظام المساجد باخراج اہل الفتن و المکاسد و المفاسد مطبوعہ جعفری پریس لاہور مصنفہ مولوی محمد  
 لودھیانوی: والسلام علی من اتبع الهدی فقیر فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی۔ حنفی۔ نقشبندی مجددی  
 صادق پیشتر کورٹ انسپکٹر پولیس لودھیانہ پنجاب مورخہ ۱۵ ذیقعد ۱۳۳۵ ہجری المقدس

## باب ہستم ویکم

مولوی اکبر حسین صاحب غط سادھوری کی علمیت  
 اور تقویٰ طہارہ دینی اور ترقی قومی کی کیفیت

قولہ نقل مطالبات مولوی اکبر حسین صاحب سادھوری مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ  
 بخدمت جناب مولوی عبدالحمید صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ مفتی لودھیانہ:

السلام علیکم۔ بموقعہ عید الضحیٰ ۱۳۳۵ ہجری ایک اشتہار بعنوان (مختصر فہرست عقائد و ہادیہ  
 اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہلسنت و جماعت) جس کے نیچے (راقم آثم فضل احمد عفا اللہ عنہ) تحریر ہے اور  
 المشتہر مفتی شہر لودھیانہ محلہ جدید لکھا ہے۔ اور اس سے نیچے عبارت تحقیق و تصدیق آپ کی طرف  
 سے یہ رقم ہے کہ:- بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا۔ واقعی ایسا ہی پایا بلاشبہ ایسے  
 عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے  
 نہیں ہوتی:- بقلم خود عبدالحمید عفی عنہ مفتی لودھیانہ:

آپ کی طرف سے مشتہر ہوا۔ اور علمی طور پر بھی آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز  
 ناجائز ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ الخ صفحہ ۳۴ سطر اول:-

اقول واعظ سادھوری صاحب! میں خود ان باتوں کا جواب لکھ رہا ہوں۔ اور میرا



ہی حق ہے کہ جواب دوں۔ مولانا عبدالحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں اپنے مطالب کا جواب مجھ سے سنئے۔ اور مولانا کی طرف سے سمجھئے۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز بجا نہ ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے یہ آپ کا تجاہل عارفانہ ہے۔ کوئی عبارت سے آپ نے اس فقرہ کو نکالا ہے یا اپنی علمیت کا جو ہر دکھلاتے ہیں۔ ان کی تصدیقی عبارت میں کوئی ایسا ایک لفظ بھی موجود نہیں۔ یہ آپ کی ذہانت پر افسوس ہے کہ آپ دو سطر اور دو کی عبارت کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے۔ اور اپنے استاد کا ہی مقابلہ کرنے کو کھڑے ہو گئے۔ میری مختصر فہرست میں تیس (۲۳) عقائد کفریہ درج ہیں۔ ان میں سے ایک عقیدہ مولود شریف کا بھی ہے۔ اس میں درج ہے کہ یہ وہابی لوگ قیام کو بدعت اور شرک کہتے ہیں چونکہ یہ لوگ اجماع امت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی۔ وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ چونکہ بسم اللہ شریف کو لکھنے سے آپ اعراضاً بھول گئے۔ اس لئے جھوٹا بولنا شروع کر دیا۔ چلئے اپنے سوالات لیجئے (شروع کرتے کے وقت آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی اس لئے کام ابتر ہوا) ۛ

سوال (۱) امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمہ اللہ کو آپ حنفی المذہب اور مجدد الف ثانی جانتے اور مانتے ہیں یا نہیں؟

جواب (۲) ہاں! بیشک ہم حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی اور مقلد امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مانتے ہیں ۛ

قولہ۔ امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۳۷۳ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ سماع کو منع ہونے کا مبالغہ مولود کے منع ہونے کو بھی شامل ہے۔ الخ نمبر ۷ تک صفحہ ۴۲-۴۳ ۛ

اقول۔ اس کا مفصل جواب لکھا جا چکا ہے۔ وہاں دیکھئے۔ اسی مکتوب میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ مانہ اس کا سے کنیم نہ انکار سے کنیم۔ یہ مکتوب سماع کے بارہ میں ہے۔ میرے جواب کو ٹھنڈے دل سے اور روشن چشم کو کوئی عینک عمرہ لگا کر دیکھئے۔ دو بارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۛ

سوال (۲) مندرجہ بالا ہر دو مکتوب سے مجلس مولود خوانی اور قیام میلاد کا جواز ہے۔ یا عدم جواز اگر جواز ہے۔ اور جواز ثابت ہے تو کونسے فقرہ سے۔

جواب (۲) میں نے ہر دو مکتوب اور دیگر مکتوبات سے مولود شریف کا جواز نکال کر دکھلایا ہے اس میں فقرے اور عبارات درج کر دی گئی ہیں۔ دو بارہ لکھنا طوالت لا حاصل ہے بلکہ



میں نے اس میں ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ سماع کو بھی جائز فرمایا ہے یہ ایک دو فقروں کو دیکھ کر غلط فہمی سے غلط نتیجہ نکالنا آپ کی علمیت پر دال ہے۔

سوال (۳) قبر پر اذان کہنا حنفی المذہب میں کیا ہے؟

جواب (۳) قبر پر اذان دینا بعد دفن کرنے کے حنفی المذہب میں بعض کے نزدیک سنت اور اکثر کے نزدیک مندوب ہے دیکھو کتب ذیل:-

(۱) رد المحتار شامی جلد اول - صفحہ ۲۵۸: (۲) اذان الاحرفی اذان القبر کل:-

(۳) قمر الاذان صفحہ ۳۳ - حاشیہ (۴) وجیز الصراط مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۳۳

(۵) تاریخ و بابہ دیوبند یہ صفحہ ۶۸ (۶) سیف الجبار صفحہ ۵۴:-

(۷) در المکنون فی دعاء الطاعون صفحہ ۳:- (۸) فتاویٰ علمائے کراچی کل:-

سوال (۴) جنازہ لے جانے کے وقت اگلی طرف میت کا سر ہونا چاہئے یا پاؤں حنفی مذہب میں سنون طریقہ کیا ہے؟

جواب (۴) میت کا سر اگلی طرف ہونا چاہئے (اس سوال میں وہابیوں کا افتراء ہے) :-

سوال (۵) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جو آپ کے استاد مولانا شاہ دین صاحب مرحوم کے تلامذہ اور استاد بھی جن سے آپ نے سند حاصل کی ہے حنفی المذہب عالم یا وہابی؟

جواب (۵) مولوی رشید احمد صاحب وہابی حنفی تھے۔ اور مولوی شاہ دین صاحب سنی حنفی تھے۔ افسوس

ہے آپ نے میرے اشتہار کو بغور نہیں پڑھا۔ میں نے اس میں ابتدا ہی سے صاف کر دیا ہے

کہ وہابی دو قسم کے ہیں۔ ایک غیر مقلد وہابی۔ اور دوسرے مقلد وہابی جیسے مولوی رشید احمد

لیکن عقائد میں سوائے تقلید کے دونوں متفق ہیں:-

سوال (۶) آپ کی تحقیق کے بموجب مولانا اشرف علی صاحب مولانا خلیل احمد صاحب انبھٹوی مولانا

محمد صاحب مولانا عبد اللہ صاحب مولانا عبد الغنی صاحب اور مینا نوی سے کون کون صاحب

حنفی المذہب ہیں۔ اور کون کون وہابی کیونکہ یہ صاحبان قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں

جواب (۶) یہ آپ کی اہانت ہے۔ کہ صیغہ ماضی اور حالی سے بھی واقفیت نہیں۔ مولوی صاحبان

لو دھیان نہی مدت سے وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ مگر ان کو آپ بصیغہ حال تحریر کرتے ہیں کہ کون

کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور وہ قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں:- مختصر اور

مکمل جواب یہ ہے کہ جو لوگ میری فہرست کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ وہابی ہیں۔ مولوی



۱ اشرف علی صاحب پہلے مولود شریف کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے فتوے میں مولوی رشید احمد صاحب کو بوجہ تشبیہ دینے مولود شریف کو کنھیا کے جنم سے ناقابل امامت اور بیعت لکھا ہے۔ فتوے ان کا مولود شریف کے باب میں درج ہو چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ اور یہ بھی لکھنا غلط ہے کہ مولوی صاحبان لودھیانہ کے مجلس میلاد کو منع کرتے ہیں۔ کیونکہ مولوی محمد لودھیانوی جو سب سے زیادہ عالم اور صاحب تصانیف ہیں۔ اپنی کتاب فیوضات سید احمد علی میں مولود کے منکر کو وہابی لکھتے ہیں۔ جو باب بست و دوم وہابیوں کے تاریخی حالات میں درج ہوگا۔ اور باب اول میں مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو اعلیٰ درجہ کے غیر مقلد لکھ چکے ہیں اور جا بجا مولوی رشید احمد کی مخالفت کی ہے۔ اس لئے وہابیوں میں نہیں ہیں؟

سوال (۷) آپ نے اکتہار میں وہابیہ دیوبند یہ کا اشارہ کن لوگوں کی طرف کیا ہے؟

جواب (۷) دیوبندیہ وہابیہ وہی لوگ ہیں جن کے عقائد میری فہرست میں درج اور اس کتاب میں مفصل لکھے گئے ہیں۔ ایسے لوگ خواہ دیوبند کے رہنے والے اور وہاں کے تعلیم یافتہ ہوں۔ یا اہل اہل اور ساڈھورہ کے رہنے والے ہوں۔ اور جن کے وہ عقائد نہ ہوں۔ خواہ وہ خاص دیوبند کے رہنے والے اور دیوبند کے تعلیم یافتہ ہوں۔ وہ اہلسنت و جماعت ہیں۔ وہابی نہیں؟

سوال (۸) آپ کے فتوے کا اثر کہ قیام نہ کرنے والے کے چھپے نماز جائز نہیں حضرت امام ربانی اور مجدد اہل ثانی پر بھی پہنچتا ہے۔ یا نہیں؟ کیونکہ امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجلس مولود ہی کو منع فرماتے ہیں۔ قیام کا تو کیا ذکر؟

جواب (۸) حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر اس کا کیا اثر ہے۔ آپ تو سماع کو بھی جائز فرماتے ہیں تو مولود شریف اور قیام کا انکار کہاں۔ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ اس کتاب کو پڑھئے؟

سوال (۹) جو شخص سنت و جماعت ہو کہ اہل رد افض کی مجالس مرثیہ خوانی بموقع ایام عاشورہ شریک ہوتا رہے۔ اور اپنے بچوں کے گلوں میں اٹے پہنانے اور ان کو پتیکہ بتا دے۔ اس سے بھی از حد نفرت چاہئے یا نہیں۔ اور یہ امور کیسے ہیں؟

جواب (۹) میں اس سوال غیر متعلق کے جواب دینے کا پابند نہیں۔ وہاں اب اپنی حالت پر فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ تو مضائقہ نہیں سو یہ امور مستفسرہ اچھے نہیں۔ لیکن جو شخص سنیوں میں سنی اور شیعہ میں شیعہ بنے جیسے کہ آپ کا ساڈھورہ میں معمول ہے۔ یہ نہایت ہی برا بلکہ ایسا شخص منافق ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ



من النار اور امور مندرجہ بالا کا مرتکب وہابیوں سے کئی درجہ اچھا ہے۔ اور لفظ پتیکہ جو آپ نے لکھا ہے غلط ہے۔ صحیح پیک بمعنی قاصد ہے۔ اور پتیکہ ہندی زبان میں جانور کو کہتے ہیں۔ اپنی علمیت کا لحاظ رکھئے:

سوال (۱۰) میلاد۔ وعظ۔ درس۔ درود خوانی کی ہر مجلس میں ہی روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتی ہے۔ یا کسی میں نہیں بھی آتی۔ اور قیام کیوں نہیں ہوتا؟

جواب (۱۰) یہ سوال آپ کا وہابیانہ علمیت سے تعلق رکھتا ہے۔ سنئے۔ (۱) یہ قیام تعظیمی وقت ملا

باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص ہے۔ عام نہیں۔ یہ قیام اتباعی نقل ہے۔ ان فرشتوں کی جو وقت ظہور و پیدائش آں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفت باندھے ہوئے تعظیم کے لئے کھڑے تھے۔ خاص امر کو عام سمجھ لینا یہ آپ لوگوں کی علمی معلومت سے ہے۔ دیکھو پانی کو کھڑے ہو کر پینا شریعت میں مکروہ لکھا ہے۔ لیکن آب زمزم اور وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ اور حمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے لیکن مسجد میں بیٹھ کر ہی باندھنے کا حکم ہے۔ اور اذان کو جب سن کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اور جب روضہ مطہرہ کی زیارت کو حاضر ہو۔ تو دست بستہ کھڑے رہے۔ اور یہ بھی کہ جب کوئی اپنا بزرگ یا پیشوا مجلس میں کھڑا ہو جائے تو سب کو کھڑا ہو جانا طریق سنت ہے۔ پانچواں یہ کہ جب مجلس

سماع (جو وہابیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے) کوئی وجہ کی حالت میں کھڑا ہو جائے تو تمام مجلس کے لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہئے۔ کیا آپ ان تمام کھڑے ہو جانے کو گناہ تصور کرتے ہیں اگر وہابی ہونے کی وجہ سے گناہ سمجھتے ہیں تو شوق سے لیکن اہلسنت و جماعت ان کو سنت سمجھتے ہیں۔ اور وعظ یا درس یا درود خوانی میں وہ بات نہیں جو خاص میلاد شریف میں ہے

کیونکہ ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ معنی ہیں۔ کہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور میں تشریف فرما ہوئے۔ اور تشریف لانے والے کے لئے قیام تعظیمی سنت و مستحسن ہے۔ کیونکہ موقع قدوم خاص ہے۔ اور خاص کے لئے خاص ہی

بات یعنی قیام کی ضرورت ہے۔ اور وعظ اور درس و درود خوانی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے لئے خاص نہیں۔ اس لئے ان میں قیام نہیں کیا جاتا:

اور روح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں چاہیں تشریف فرما ہوں اس کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ ان تمام باتوں کا ذکر بحث میلاد شریف اور قیام لطیف میں آچکا، وہاں



دیکھ لیجئے۔ شاید خدا ہدایت دے :

سوال (۱۱) مروجہ میلاد اور قیام کب سے اور کس نے جاری کیا ؟

جواب (۱۱) جواب اس کا بحث میلاد شریف میں مفصل درج ہو چکا ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے۔ اور یہاں صرف یہ ہے۔ کہ آپ کی پیدائش سے سینکڑوں سال پہلے اور جاری کرنے والے بزرگ علماء اور سلاطین اسلام اولوالامر :

سوال (۱۲) مندرجہ ذیل فقرات بلفظ لکھنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں ؟ (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں ؛ (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو سے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہے ؛ (۳) خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ؛

جواب (۱۲) فقرات مندرجہ بالا لکھنے والا ایک مسلمان ہے۔ جب کہ وہ پہلے کسی ملحد کے قول کو نقل کرے اور اس کے الفاظ میں کہیں کہ نقل کفر کفر نباش۔ اور اس کا عقیدہ ان فقرات پر نہ ہو۔ اور نہ اس کی نیت ہو۔ بلکہ اس کی نیت کسی بد مذہب کے قول نقل کرنے سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور راہ مستقیم دکھلانا ہو۔ اور اس کا مقصود لوگوں کو وہ اقوال نقل کر کے گمراہی اور بے دینی سے بچانا ہو۔ ہاں ایسے عقائد رکھنے اور لکھنے والا بے شک کافر اور مرتد ہے۔ اور کفار اور بے دنیوں کے اقوال کی رو کے لئے نقل کرنے والا شخص پکا دیندار مسلمان ہے۔ آپ کے خیال کے مطابق وہ تمام علماء ربانی جنہوں نے اپنی کتابوں میں کلمات کفر کے باب لکھے ہیں۔ کافر ہیں۔ مگر اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں رہا۔ کہ آپ ضرور مسلمان سے نکل گئے۔ کیونکہ آپ نے خود ان کلمات کو لکھا۔ اور عقیدہ بھی آپ کا وہی ہے۔ جن کی آپ نے نقل کی ہے۔ اپنے ہی قول اور قرار سے آپ اسلام سے خارج ہو گئے۔ چاہے کن را چاہ در پیش ؛ دیکھئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرعون لعین کے قول کی نقل فرماتا ہے ؛ اَنَّا رَبُّكُمْ اَلَا تَعْلَمُوْنَ میں تمہارا رب سے بڑا رب ہوں پھر کفار کا قول ہے۔ قَالُوا اللّٰهُ ثَلَاثٌ ذَلَالَةٌ کَافِرُوْنَ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ تین ہیں ، ایک ہے۔ اسی طرح نصاریٰ کا قول ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ اور قالت الْمَسِيحُ ابْنُ الْمَرْيَمِ اور قالت الْيَهُودُ عِزُّ بَنِي اللّٰهِ يَعْنِيْ خَلْقُ اللّٰهِ مَسِيحُ ابْنِ مَرْيَمَ ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اور یہود نے کہا کہ عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور وہ قَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا یعنی کفار



کہا کہ اپنے معبودوں بتوں کو مت چھوڑو۔ اور نہ چھوڑو وود۔ سواع۔ یعوق۔ اونسر (بتوں) کو لیغے ان پانچ بتوں کی پوجا کرنا چھوڑو۔ جو ہمارے خدا ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی کفار کی کلام کی نقل قرآن شریف میں موجود ہے۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اب تک قرآن شریف کی تلاوت کرنے والے اور لکھنے والے آپ کے نزدیک سب کے سب مسلمان سے نکل گئے۔ سبحان اللہ! آپ کی فہمید اور علمیت دینی۔ آپ کو جامع ازہر مصر کا پروفیسر بننا چاہیے۔ مگر افسوس کہ آپ کے ایسے علم کی قدر دانی نہیں۔ دس بارہ روپیہ کی مدرسہ بھی بڑی مشکل سے دستیاب ہوئی۔ وہ بھی ریش مبارک کی صفائی کروا کر۔ یا مولانا عبدالحمید صاحب کے وضعی سارٹیفکیٹ پر:

**سوال** (۱۳) ہر مخلوق کی طرح قرآن مجید کی حسب ذیل آیات میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ شامل کرتے ہیں۔ یا نہیں؟ (۱) انسان بڑا ہی جلد باز ہے۔ (۲) انسان براہی ناشکرہ ہے۔ (۳) انسان بڑا ہی جاہل ہے۔ بلفظ؟

**جواب** (۱۳) ہم ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل نہیں کرتے بلکہ جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان آیات میں شامل ہیں۔ وہ ہمارے مسلمانان اہلسنت وجماعت کے نزدیک مردود کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیں۔ اور جلد باز، ناشکرہ اور جاہل بنا دیا۔ ایسے مردود کی توبہ بھی قبول نہیں وہ واجب القتل ہے۔ سنئے۔ آپ نے ان تین چار آیات کا ترجمہ کیا ہے۔ (۱) وکان الانسان حجوکاً: ان الانسان لکفور (۳) وکان الانسان کفوراً۔ (۴) وحمدھا الانسان اذ کان ظلوماً جھوکاً: اب سنئے ان آیات میں لفظ انسان میں کون کون داخل ہیں۔ اگر بڑی تفاسیر پر دسترس نہ ہو۔ تو تفسیر حسینی ہی دیکھ لیجئے۔ جو سب جگہ مل سکتی ہے۔ پہلی آیت شریف میں لفظ انسان میں نضر بن حارث ہے۔ جو خدا سے عذاب جلدی مانگتا تھا اور کہتا تھا۔ امطر علینا حجارة من السماء۔ ہمارے پر آسمان سے پتھر برسے۔ اور دوسری اور تیسری آیات میں لفظ انسان میں کفار داخل ہیں۔ دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم سورہ حج اور چوتھی آیت شریف کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ کہ انسان بڑا ہی جاہل ہے۔ یہ آیت شریف سورہ احزاب میں ہے۔ اور آیت شریف کا شروع اس طرح ۱ تا ۵ ضنا الا امانة الایة: ہے۔ اور ترجمہ اس کا اس طرح ہے ہم نے امانت کو آسمانوں و زمینوں



اور پہاڑوں پر پیش کیا مگر سب نے انکار کیا اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔ وہ اپنے نفس پر ظلم کر نیا لانا دیکھتا تھا۔ اور آپ نے اپنی وہابیت کی تعلیم اور دینی تفہیم سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ انسان بڑا ہی جاہل ہے یہ آپ کا دیوبندی خانہ زاد گستاخانہ و اہانتانہ ترجمہ ہے۔ جو بے ادبی اور نامرادی آپ لوگوں کے جسم میں شیطان نے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جو کچھ دل یا زبان سے نکلے گا وہ گالی کے لہجے میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں ایسا ہی نکلے گا۔ جو نرا کفری کفر اور ارتداد ہوگا۔ اس آیت شریف کی تفسیر میں مفسرین نے بہت کی ہیں لیکن بالاتفاق اس میں لفظ انسان میں حضرت آدم علیہ السلام ہی کو داخل کیا ہے۔ اول الذکر آیات کفار کے حق میں ہیں اور مؤخر الذکر آیت شریف حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں ہے۔ لیکن آپ کی علمیت دینی اور فہم کی اہمیت و ثلثیت و زندیقیت یہ ہے۔ کہ ہر چار آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل کر رہے ہیں۔ آپ ہی تو منتقم حقیقی ہے۔ اگر ان لوگوں کی حالت یہی ہے۔ تو قیامت قریب ہے۔ مسلمانو دیکھو یہ لوگ کس بے باکی اور شوخ چٹمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین میں دریدہ دنی کر رہے ہیں۔ صریح گالیاں دے رہے ہیں۔ تاہم پکے مسلمان اپنے منہ میاں مٹھو بن رہے ہیں بلکہ علمائے حرمین شریفین سے افضل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ یہاں تک ہی بس نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بنا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات و الخزعبيلات میں کہتا ہوں کہ لفظ انسان قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے جدا جدا معنوں اور مطلب پر وارد ہوا ہے۔ چنانچہ سورہ الرحمن میں ہے۔ خالق الانسان علمہ البیان اس لفظ میں ہر انسان داخل نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد ہیں یعنی آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھلا دیئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم سکھلا دیئے اور جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہو گا سب کچھ تعلیم فرما دیا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ علمت علم الاولین و الاخرین۔ مگر دیوبندی وہابیوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور سب و شتم کرنے پر قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ اور اپنے امام الظلم دیوبندی مولو لوگوں کی حمایت بیجا پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ ان کی عبارتوں اور گالیکوں اور گستاخیوں کی تاویلیں بیہودہ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ جیسے مولوی جو دے کر پڑھے ہو قرآن شریف کی وہ آیات جو کفار کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ دہلے غضب ابا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علوشان پر چسپاں کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں یا بے ایمانیوں کو



اس کے متعلق عقیدہ نمبر ۳ میں بھی لکھا جا چکا ہے جس سے تم لوگوں کی علمی قابلیت معلوم ہوتی ہے  
**سوال (۱۴)** معراج شریف میں ہر آسمان کے فرشتوں نے قیامِ تعلیمی کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو  
 ذکر معراج شریف کے وقت سات دفعہ قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟

**جواب (۱۴)** واہ واعظ صاحب! آپ کے سوالات لایمجل ہیں۔ اس کا جواب آپ کے سوال نمبر ۱  
 میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ علمائے کرام امتِ محمدیہ اہلسنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق اور  
 اجماع ہو چکا ہے کہ محفل مولود شریف میں قیامِ تعلیمی وقت ذکر ولادت باسعادت کیا جائے۔ اور  
 تمام بلاد اسلامیہ و غیر اسلامیہ بالخصوص حرمین شریفین کہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہی معمول ہے  
 جس کا مفصل بیان آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ بحث میلاد شریف و قیام میں ہو چکا ہے۔ باقی رہا آسمان  
 والوں فرشتوں کا حضور کیلئے قیام کرنا۔ یہ ان کی سعادت اور محبت کا ثمرہ ہے۔ جو ان کو اس کا فخر حاصل  
 ہوا۔ لیکن زمین والے مسلمانوں پر یہ فضل و کرم دوامی ہوا کہ وہ ہر مجلس میلاد شریف میں قیام  
 تعلیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے رہیں۔ اور منافق لوگ عداوت کی شقاوت اور سفا  
 کتہ اوت میں مرتے رہیں۔ فوق الجنة و فوق فی السعیر کی تمیز کرتے رہیں۔ اللہ پاک  
 تیرا شکر ہے۔ کہ تو نے اپنے مولودوں میں پیدا فرمایا۔ الحمد للہ علی ذالک؟

**سوال (۱۵)** قاضی صاحب نے عدالت میں لکھوایا ہے۔ میں صرف دو ہی نمازیں مسجد میں پڑھتا ہوں  
 اور باقی تین گھر میں۔ فرمایئے کیا تارکِ جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمراہ فاسق  
 منافق نہیں فرمایا؟

**جواب (۱۵)** آپ کو دینی واقفیت میں کمال ہے۔ اور علمی لیاقت بے مثال ہے۔ یہ اس لئے کہ آپ  
 نے کسی دینی عالم سے کچھ نہیں پڑھا۔ صرف مولانا عبد الحمید صاحب مفتی لودھیانہ سے فرمائی  
 ساری تفکیک ملازمت کے لئے حاصل کیا تھا۔ اور پھر انہیں کا مقابلہ کرنے لگ گئے۔ سچ فرمایا  
 حضرت بلبل شیراز جناب شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے یہ  
 کس نیا موخت علم تیرا ز من کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اچھا فرمایئے! وہ کسی حدیث شریف ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے  
 کہ جو شخص اپنے گھر میں نمازِ عذر سے پڑھے۔ وہ گمراہ فاسق اور منافق ہے۔ اس حدیث شریف  
 کا پتہ دیجئے اور اگر کہو کہ تارکِ جماعت کے لئے یہ حکم ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کی بھی حاشیہ  
 شریف پیش کیجئے۔ جو ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ بلکہ منافق اور فاسق اور گمراہ لوگ وہ ہیں جو



جھوٹی حدیثیں بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان لگاتے ہیں۔ جن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من کذب علی متعمداً فلیتبعوا مقتعدہ من النار یا دوسرا فقرہ فجنناہ جہنم۔ اہلسنت وجماعت کے مذہب میں جماعت کو واجب یا سنت مؤکدہ لکھا ہے تاکہ اس کا جب تک کہ بلا عذر یا اس کا عقیدہ جماعت کے سنت مؤکدہ کا نہ ہو گناہ گار نہیں۔ ورنہ عذرات شرعی سے جماعت میں داخل نہ ہونے سے وہ حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ دیکھو ردالمحتار شامی میں ہے۔ شرعی عذرات یہ ہیں۔ بیماری۔ اپانج۔ عینہ یا کچھ کا ہونا۔ شدت کی سردی سخت اندھیرا ہونا۔ رات کو آنندھی چلنا۔ اپنے مال پر چوروں کا ڈر ہونا۔ قافلے کا چلا جانا۔ مریض کی خدمت کرنا۔ کھانے کا سامنے آنا بھوک کے وقت۔ علم فقہ کی مشغولی۔ اور شیوخیت۔ ان عذرات شرعیہ سے جماعت کا حکم ساقط ہو گیا ہاں اہل اہل منافق اور فاسق وہ شخص ضرور ہے جو دنیا کمانے اور روٹی کے لالچ دس بارہ روپیہ یا ہوا کی نوکری کیلئے اپنی لمبی ڈاٹھی کو منڈوا لے یا کترائے اور خستخاشی کرا لے۔ اور حجام پر الزام لگائے اور منہ چھپائے۔

## مولوی اکبر حسین کا مدر کی نوکری کیلئے اپنی لمبی ڈاٹھی کو کترانا

آپ کو یاد ہے کہ ایک دن خان بہادر محمد بہرام خان صاحب پشتر کے مکان بیٹھک کے اندر حجام لودھیانہ آپ آئے۔ اور میں وہاں پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ نے اپنے منہ کو اپنی دستار کے شملے سے ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں مولوی جی آپ کے منہ میں درد ہوتا ہے؟ تب آپ نے کہا کہ ہاں درد ہوتا ہے۔ لیکن جب میں نے آپ کے شملے کو آپ کے منہ پر سے اپنے ہاتھ سے ہٹایا تو آپ کی لمبی ڈاٹھی کو خستخاشی یا یا جو پہلے اس سے ایک بالشت اور دو انگشت تھی۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ! یہ مولویوں کی حالت ہے۔ میں آپ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور کہا کہ حجام بد لگا نے غلطی سے میری ڈاٹھی کتر ڈائی۔ کذب پر کذب۔ کیوں مولوی جی احادیث اور کتب فقہ میں حد شرعی کے خلاف ڈاٹھی کترنا والا فاسق اور منافق ہے۔ یا نہیں۔ اور پھر جبکہ مدرسہ کی نوکری کیلئے جو ان دنوں میں گورنمنٹ سکول میں صرف نوکری کی امیدواری تھی۔ ایسے لوگ ضرور منافق ہیں۔ میں تو بوجہ مشغولیت و مصروفیت علم دین و تردید فرق مذاہب باطلہ و ہابہ مرزائیت کے دو وقت یا زیادہ اپنے مذہب کی مسجد میں وجود

لے ہاں درد ہوتا ہے الخ نرا جھوٹ تھا۔ پھر حجام پر الزام لگایا۔ وہ بھی جھوٹ۔ حالانکہ نہ کوئی درد تھا۔ نہ حجام کی غلطی تھی۔ مگر ہاں مولوی جی جھوٹے عادی اور بوجہ شرف مشافعت ہیں۔ اور ڈاٹھی کترانے سے ذہل منافق۔ اور وہابیہ مذہب سے ذہل کافر۔



میرے مکان سے دور ہے۔ باجماعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن آپ کہتے کہ بحالت امیدواری اضطراری اور بے قراری مدرسہ سرکاری میں ایک وقت کی جماعت بھی نصیب میں نہیں۔ بلکہ سرے سے نماز میں ہی چٹ ہیں۔ پھر وہی آیت شریفہ یقولون جافوا ہم ما لیس فی قلوبہم آپ پر وار ہے۔

سوال (۱۶) قاضی صاحب نے عدالت میں شاہ اسحق صاحب دہلوی نواسہ حضرت شاہ عبدالغفر صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور تمام علمائے دیوبند مثل مولانا قاسم علی و محمود حسن و رشید احمد خلیل احمد و محمد اشرف علی صاحبان ہمیشہ ہیں برکتیں انکی (کو کافر اور سنت جماعت خارج جابھوں لکھایا ہے۔ کیا آپ اس بیان کیساتھ متفق ہیں۔ اگر نہیں تو پھر قاضی صاحب کے حق میں شرعاً کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟

جواب (۱۶) میں نے جو کچھ کچھری میں لکھوایا ہے وہ صحیح ہے۔ ہاں کچھری میں تو میں نے لکھوایا تھا کہ دیوبندیوں کو میں اہلسنت و جماعت سے خارج سمجھتا ہوں لیکن انکی تکفیر میں فتاویٰ حرمین شریفین سے ہو چکے ہیں وہ صحیح ہیں۔ اور اب جو میں نے اپنی کتاب میں تحقیقات کی ہے اس سے اور بھی صاف ہو گیا ہے کہ واقعی وہ جن کے عقائد فہرست مشہرہ اور سیری اس کتاب میں درج ہیں۔ واقعی کافر ہیں۔ اور جو شخص ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور یہی فتاویٰ عربیہ عجم کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اور آپ کے مولوی گالیاں ہیں تو ہن کریں عیب لگائیں تب تو آپ لوگوں کی خوشی ہو۔ اور جب ان کے کفر اور ارتداد کو ان کی تحریروں اور کتابوں اور فتوؤں سے ظاہر کیا جائے۔ تو آپ کے گھر میں ماتم ہو جائے۔ اور نوہ کرنے لگ جائیں آپ ان کے مسلمان بنانے کی فکر کریں۔ یا خدا توفیق دے تو خود مسلمان بن جاؤ۔ ورنہ حشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو جہنمیوں میں رہتے کارے جاؤ گے۔

سوال (۱۷) جو شخص باوجود نقشبندی اور حنفی ہونے کے قیام میلاد کو ضروری جانے اور تارک قیام پر ملامت کرے اسے مجھے نماز ناجائز سمجھے۔ اور ہر مجلس میلاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانے اور آپ کے عالم الغیب ہونیکا اعتقاد رکھے۔ ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا حکم ہے

جواب (۱۷) تمام سنی حنفی نقشبندی قادری چشتی سہروردی اور مالکی شافعی حنبلی میلاد شریف اور قیام کو مستحسن اور فرض کفایہ جانتے ہیں۔ اور بعض نے سنت اور واجب اور فرض کفایہ لکھا ہے جو اپنی جگہ بحث میلاد شریف میں درج ہو چکا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا ایک مسلمان اور پکا باایمان وایقان سنی حنفی اور محدث سول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہی شرعاً اس کیلئے حکم ہے۔



سوال (۱۸) علم غیب کی کیا تعریف ہے؟

جواب (۱۸) علم غیب کی تعریف بحوالہ کتب معتبرات علم غیب کی بحث میں مفصل ہو چکی ہے۔ زیادہ تکرار کرنا باعث طوالت ہے۔

قولہ ٹوٹ۔ ان مطالبات کے جواب دیتے کا مولانا عبدالحمد صاحب مفتی شہر لودھیانہ نے ہفتہ عشرہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ تاہنوز جواب سے ممنون نہیں فرمایا۔ منتظر ہوں۔ اکبر حسین ساڈھورہ دی۔  
 اقوال ٹوٹ۔ مولانا صاحب موصوف کا ایسے ایسے مطالبات کی طرف رجوع کرنا اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا تصور فرماتے ہیں۔ لیجئے۔ آپ کے مطالبات پورے ہو چکے۔ ان کو مولانا صاحب کی طرف سے ہی سمجھ کر اپنی تسکین کریں۔ ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے جو لوگ خداوند تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اپنے مرشدوں کے حکم کو نہیں مانتے وہ ہماری تحریر کو کب ماننے لگے خیر مانیں یا نہ مانیں لیکن میں تو اپنے خاص سنی حنفی بھائیوں کی تقویت کیلئے لکھ چکا ہوں۔ اور اگر کسی وہابی کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق رفیق کرے تو کیا بعید ہے۔ اور لفظ ”تاہنوز“ کا لکھنا آپ کی علمیت کی قلعی کھول کر داد دے رہا ہے۔

## مولوی اکبر حسین کے نام کی تشریح اور ان کا شجرہ نسب

آپ نے اپنا نام اکبر حسین لکھا ہے۔ یہ ساڈھورہ کے سادات میں رہنے کا موجب ہے۔ اکبر حسین کے معنی سب سے بڑا حسین ہے۔ کیا آپ سب سے بڑے حسین ہیں، تمام مسلمانوں سنی اور شیعہوں میں سب سے بڑے حسین تو سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کو اس سے کیا نسبت۔ دراصل یہ بھی ایک قسم کی گستاخی ہے۔ مگر آپ کو اس کی پروا نہیں۔ کاش اگر اپنا نام اصغر حسین لکھتے تو شاید اچھا ہوتا یا کیا صرف اکبر نام کافی نہ تھا۔ جو آپ کے ماں باپ کے رکھا تھا۔ یہ اثر سادات ساڈھورہ کا ہے جن میں آپ اکثر رہے ہیں اور یہ بھی بات ہے کہ جن لوگوں کا عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بھائی یا بڑا بھائی کہنے لکھنے اور سمجھنے کا ہے۔ وہ حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو اپنا بڑا کس طرح سمجھ سکتے ہیں ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرا غضب آپ کی طرف سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے آپ کو قوم سید بتلاتے اور لکھواتے ہیں۔ حالانکہ میں خود اور اکثر لودھیانہ کے باشندگان آپ کی قوم یا ذات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور آپ کے قریبی رشتہ دار موضع گلی میں جو لودھیانہ سے قریب چار کوس کے ہے وہ جو ہیں یعنی آپ کا چھوٹا بھائی اسماعیل پیر بخش (بقول آپ کے شریک نام ہے) اور مسحاہ چاگاں آپ کی چھوٹی قوم



جولہا اس وقت موضع گل میں موجود ہیں۔ اور پیر بخش کا ایک بڑا لڑکا نور بخش نابینا ہے اور دوسرا چھوٹا لڑکا جس کا منشی ہے۔ وہ گاؤں کی بکریاں چراتا ہے۔ اور آپ کا والد سہی نواب تھا۔ اور آپ کے دو بھائی امیر اور وزیر نامی بھی تھے جو مر گئے۔ اور آپ کے باپ نے آپ کا نام تفولا اکبر رکھا تھا۔ یعنی نواب باپ کا نام اور اس کے تین لڑکے امیر۔ وزیر۔ اکبر ہوئے۔ گویا نوابی سلطنت کے عہدے اور ارکان گھر میں تقسیم کر لئے۔ اور آپ کا نام اکبر۔ اکبر بادشاہ کے نام پر رکھا۔ تاکہ مغلیہ سلطنت کی قال آپ پر قائم کی جائے چھپکلی کو محلوں کی خواہیں۔ اور آپ کا تایا مہتاب نامی تھا۔ جو فوت ہو گیا۔ اور آپ کے دادا کا نام غوثا اور پرداد کا نام چراغا تھا جو جولہا ہے کپڑا بانی کیا کرتے تھے۔ سرسنگھ نمبردار وغیرہ نمبردار اور ماڑا وغیرہ چوکیدار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور آپ کا کوئی مکان یا چھتر تک اس گاؤں گل میں اس وقت نہیں۔ اگرچہ آپ اسی جگہ کے باشندے ہیں۔ باوجود اس کے آپ نے اب مدرسہ کی ملازمت کے وقت اپنی قوم سید لکھوائی ہے اور اپنی تاریخ پیدائش ۱۸۸۳ء لکھوائی ہے۔ جو تراجم ہوٹا ہے۔ اور حدیث میں داخل و خارج نسب پر لعنت وارد ہے زمانہ قریب قیامت ہے جو چلے بن جائے۔ کیا روک ہے۔ مگر اس قدر چھلانگ کہ سولے سید بننے کے اور کوئی قوم نیچے کی پسند ہی نہ آئی۔ ایسے کوئے کہ سید ہی بن کر رہے۔ یہ بھی سادات ساڑھوہ کی صحبت کا اثر ہے۔ اس لئے کہ مجاوروں کے گھر میں شادی بھی ہو گئی۔ خدا کی شان ہے جب کوئی جولہا دوسرے اور مالدار ہو گیا وہ سید بن گیا۔ یا کچھ تھوڑا بہت پڑھ گیا تو پھی سید بن گیا۔ کیا چھا کہا کسی بزرگ نے ۵ سال اول حال تک بدوم سال دوم شیخ شد غلہ چوں اڑاں شود سال سید می شوم

بیجے! جو چاہئے بن جائیے۔ میں آپ کے اس دروغ بے فروغ اور دھوکہ دہی کی اطلاع سرشتہ تعلیم میں نہیں کرتا۔ مجھے کیا۔ البتہ آپ کا نورع اور تقوالے جتلانا تھا جو صحیح صحیح عرض کیا زیادہ زیادہ: ایجے مفتی جی! آپ کے رسالہ کا جواب پورا ہو گیا۔ اور اس کے پورا ہونے کی تاریخ اس طرح پیدا ہوئی:

پہلی تاریخ۔ انوار آفتاب صداقت ... ۱۳۳۷ھ

دوسری تاریخ۔ اثبات عقائد معیوب و ہابیہ دیوبندیہ ... ۱۳۳۷ھ

تیسری تاریخ۔ آئینہ اثبات عقائد باطل و ہابیہ دیوبندیہ ... ۱۳۳۷ھ

چوتھی تاریخ۔ مصاصم فضل باہلاک و ہابیہ محل ... ۱۳۳۷ھ

پانچواں تاریخ۔ نام۔ قاطع الوہین جان ناحق گو منافقین و وہابین ... ۱۳۳۷ھ



۱۹۱۹ عیسوی

چھٹا تاریخی نام۔ قاضی فضل احمد کا وہابی ...  
یہ چھٹا تاریخی نام اس کتاب کے کافی ہیں۔ اور بس

## چاشنی طبع کے لئے صرا ایک غزل ورنڈ ہے

دشمن احمد یہ شدت کیجئے      لمحوں کی کیا مروت کیجئے  
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں      ذکر آیات ولادت کیجئے  
غیظ سے جل جائیں دینوں کے دل      یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے  
آپ درگاہ خدایں ہیں وجہ      ہاں شفاعت بالو جا کیجئے  
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب      اب شفاعت بالمحبت کیجئے  
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور      ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے  
کیجئے چرچہ انہیں کا صبح و شام      جانِ کافر پر قیامت کیجئے  
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب      اس برے مذہب پر لعنت کیجئے  
ظالموں محبوب کا حق تھا یہی      عشق کے بدلے عداوت کیجئے  
واضحیٰ حجرات الم شرح سے پھر      مومنوں اتنا م حجت کیجئے  
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے      التجا و استعانت کیجئے  
یا رسول اللہ وہابی آپ کی      گو شمال ال بدعت کیجئے  
غوث اعظم آپ سے فریاد ہے      زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے  
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہی      اولیا کو حکم نصرت کیجئے  
میرے آقا حضرت اچھے میاں      ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

نیشہ نیشہ نیشہ نیشہ نیشہ نیشہ نیشہ نیشہ

## (باب بست دوم)

وہابیوں کے تاریخی حالات مختصراً اور وہابی کون ہیں رکبے ان کا خروج ہوا  
مفتی جی ایسی نے اپنے اعتراضات اور جوابات میں اس بات کی ناراضگی ظاہر فرمائی ہے کہ ہم



و ہابی کیوں کہا گیا۔ اس لئے انہوں نے مجھے خارجی معتزلہ کافر اور مشرک غیر خطا یلہے اسلئے  
 اس امر کو صاف کرنا ضروری ہے۔ کہ کون لوگ و ہابی ہیں۔ اور کب سمن کا خرخرچ ہوا۔ اور ہندوستان میں  
 کب و ہابیت آئی آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے اپنے اشتہار میں و ہابیہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک  
 تو غیر مقلد و ہابی۔ اور دوسرے مقلد و ہابی جو تقلید کی آر میں ہمارے لئے مارا ستین کا کام دیتے ہیں  
 کیونکہ غیر مقلد و ہابیہ تو اپنے افعال انکار تقلید شخصی اور رفع یدین اور آئیں بالبحر اور ٹانگیں  
 چیر کر کھڑے ہونے اور پہلے انوں کی طرح تھاپی مار کر سنیہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے کی علامات  
 سے ظاہر ہیں۔ لیکن دوسری قسم کے و ہابی وہ ہیں۔ کہ جب تک ان کا عقیدہ معلوم نہ ہو تب تک شناخت  
 میں آنا مشکل ہے۔ اور یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جوابدہنت و جماعت میں نہایت مضر اور  
 موذی ہیں۔ اس لئے میں چند کتب معتبرات تاریخی سے دکھلاتا ہوں۔ کہ و ہابی فرقہ کب پیدا ہوا  
 اور ہمارے ہندوستان اور پنجاب میں کیسے پہنچا۔ نیز ان کے خیالات گورنمنٹ برطانیہ سے کیسے ہیں میر  
 تجربہ کی بات ہے کہ سب سے پہلے اہلسنت و جماعت ان و ہابیوں کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسبت  
 سے و ہابی کہتے تھے۔ اور ان کے حالات گورنمنٹ انگلشیہ کے خلافت معلوم ہوئے۔ تو گورنمنٹ کو انکی  
 خبر پہنچنے لگی۔ اس پر ان کی نگرانی اور نگہداشت ہونے لگی۔ تو انہوں نے اس کی صفائی میں اپنے  
 رسالوں اور کتابوں اور نظموں میں یوں۔ اور لکھنے لگے۔

و ہابی کا معنی ہے رحمان والا کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا

یعنی اپنے آپ کو اللہ والے کہنے لگے۔ اور و ہاب کے لفظ سے یا نسبتی ہے۔ اور دوسرے  
 لوگ جو عبدالوہاب کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ وہ شیطان والے ہیں۔ لیکن تاہم ان کی تسلی نہ ہوئی۔ اور  
 یہ قوم مشکوک تصور ہوئی۔ تب انہوں نے اپنے آپ کو موحد کہنا شروع کیا۔ لیکن مسلمانوں نے کہا  
 کہ اب یہ لوگ موحد بنتے ہیں۔ سو موحد ایک جاننے والے کو کہتے ہیں۔ جو صرف خدا ہی کو ملنے اور  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منکر ہو۔ تب انہوں نے اس شک کو رفع کرنے کی غرض سے  
 اس نام سے بھی روگردانی کر کے اپنا نام محمدی رکھا تب مسلمانوں نے کہا۔ ہاں بے شک یہ لوگ  
 محمدی ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں۔ اس کے ساتھ نسبت ہے۔ اس لئے ضروریہ لوگ محمدی  
 ہیں۔ جب یہ بات ان کو معلوم ہوئی۔ تب سے انہوں نے اپنا نام ابھی حدیث رکھا لیا۔ جواب تک جاری  
 ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ جو خالص غیر مقلد و ہابی ہیں۔ لیکن اب بھی مسلمان لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ ابھی حدیث  
 صرف حدیث کو مانتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی پرواہ نہیں۔ یعنی حدیث بخاری کو قرآن شریف



پر مقدم کرتے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں حکم ہے کہ جس وقت قرآن شریف کی قراءۃ ہو تو تم چپ اور روٹن ہو کر سنو (نماز، غیر نماز دونوں میں) لیکن اسکو قبول نہیں کرتے۔ اور محدث بخاری پر عمل کر کے قرآن شریف امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ اسی طرح قرآن شریف میں حکم ہے کہ آمین آہستہ اور خفیہ کہو۔ مگر یہ لوگ اسکو تسلیم نہ کر کے آمین بالچہرہ پکارتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ہی طرح کے اور مسائل ہیں جن میں قرآن مجید پر حدیث شریف کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسری شاخ وہابیہ کی وہ ہے جو مقلدین امام کہلا کر باقی تمام مسائل میں یا کتاب ہذا پر عمل کرتے ہیں۔ اور باہم دو کو متفق ہیں (۱) شرح تھخہ محمدیہ فی روضۃ مرتدہ مصنف مولانا اشرف علی صاحب گشت آبادی جو مطبع فتح الکرم بمبئی میں ۱۲۹۹ھ ہجری میں طبع ہو کر شائع ہوئی صفحہ ۳۳ سے۔ تاکہ بیان لو پیدا ہونا فرقہ وہابیہ کا۔ جاننا چاہئے کہ کتنے ہجری میں جنبلی مذہب سے ایک شخص ابن تیمیہ نامی گمراہ بد مذہب نکلا تھا۔ بدی کی باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھہراتا تھا۔ چنانچہ انکار شفاعت کا کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے باب میں اذن دیکھا اسی کی شفاعت کریں گے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کا زیارت کیلئے سفر حرام ہے۔ اور توسل واستعداد اولیاء اللہ سے ممنوع وغیرہ۔ اور بڑے بڑے علماء نے اس کا رد لکھا۔ اور بادشاہ تک اس کا خبر نہ پچھا۔ ابن تیمیہ جیل میں قید کیا گیا۔ اور یہ حکم جاری ہوا کہ من کان علیٰ حقیدۃ ابن تیمیہ حل مالہ ودمہ یعنی جو شخص ابن تیمیہ کا ساقبہ لے لکھے گا سو کافر ہے۔ اور اس کا مال اور خون قتل مسلمانوں پر حلال ہے۔ اسکے زمانہ بعید کے بعد عبدالوہاب پیدا ہوا۔ (مخصوصاً د ۲) بوارق محمدیہ مصنف حضرت فاضل اجل سیف اللہ المسلول مولانا مولوی فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ ۱۲۶۵ھ ہجری میں کاترجمہ حضرت مولانا مولوی غلام قادر فضل بھروی علیہ الرحمۃ نے کیا۔ وہ ہونذا صیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کے حق میں یہ فرمایا۔ ہذاک الزلازل والفتن ویہا یطلع قرن الشیطان (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہونگے۔ اور یہاں شیطان کا گروہ پیدا ہوگا۔ اس پیشینگوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ ۱۲۰۳ھ ہجری میں بسبب فتنات سلطان عبدالحمید خاں مرحوم (سلطان دوم) کے اور فساد قائم کرنے اس کے شہزادہ سلطان سلیم کے اور دیگر اور شورش باہمی وارتنان سلطنت روم کے وہاں خلل اور فساد فتور برپا ہوا۔ اور سب صوبے سرکش اور باغی ہو گئے۔ اور آمدنی ندور و تحاٹھنے ہو واجب و خیرات جو اہل حدین محترمین اور شریف مکہ کے واسطے سلطان کی جانب بحال بسال آتے تھے سب سد و ہو گئے۔ اور شان و شوکت شریف مکہ کی درہم برہم ہو گئی۔ اور ہر ایک جاہ طلب جو جمعیت رکھتا تھا۔ ملک گیری کے خیال میں لگا۔ چنانچہ عبدالوہاب نام کے قبائل نجد میں ممتاز اور مشاہیر میں معتقد



وہابیوں نے عام و خاص کا ہو رہا تھا۔ ریاست کے فکر میں لگا چونکہ حصول منصب ریاست بغیر سرمایہ نقد و اجناس مشکل ہے۔ لہذا اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں اور دوستوں سے مشورہ کر کے استخراج کیا کہ بغیر زر حصول ریاست کس طرح ہو سب متفق الرائی ہو گئے۔ کہ بجز حیلہ دینداری کے کوئی دوسری تدبیر نہیں اس حیلہ کے عوام الناس کی جمعیت کے زور سے اولاً حرمین پر کہ خزانہ اور خزانے سے ملو اور مال مال میں قبضہ کرنا مناسب ہے۔ بعد تسلط بر حرمین شریفین باقی بلاد اسلامی بسہولت مفتوح اور مسخر ہو جائیں گے۔ بعد قرار داد ہذا کے اس کے خاندان کے سب لوگ عوام الناس کو مرید بنانے لگے۔ اور علامہ غلام کو دام اطاعت اور انقیاد میں لا کر ۱۲۱۸ ہجری میں بیوم جمعہ مجمع عام کیا۔ اور امرا اور ارکان اطراف و جوانب کو حاضر کر کے یہ وعظ کیا۔ کہ شرع میں بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اقامت جمعہ و عید و عزل و نصب قاضیاں اور داد رسی مظلومان اور تنبیہ ظالماں اور اجر لے حد و شرعیہ سب بادشاہ پر موقوف ہیں۔ اور سلطان روم کہ محض برائے نام بادشاہ ہے کچھ قوت اور شوکت نہیں رکھتا۔ اور خطبہ میں اسکا نام غازی وغیرہ لینا سراسر دروغ اور افتراء ہے۔ اور عین خطبہ میں منبر پر دروغ کہنا مطلق حرام ہے اب لازم ہے کہ سب حاضرین متفق ہو کر ایک شخص کو بادشاہ مقرر کریں۔ اور اطاعت اسکی اپنے ذمہ واجب سمجھیں۔ مگر مجھ کو معذور رکھیں۔ کیونکہ مجھ کو دینا کچھ رغبت نہیں ہے۔ خواص بولے کہ بجز ذات شریف کے دوسرا کوئی اس امر کے لائق نہیں۔ تب خود بدولت بولے کہ عالم مجبوری ہے۔ اب میں گروہ اہل اسلام کی مخالفت کس طرح کروں۔ مگر اس شرط پر منظور ہے کہ عقاید و اعمال میں تم میرے مطیع رہو۔ آخر الامر سب کی بیعت لے کر امیر المومنین کا لقب پایا۔ اور اسی روز خطبہ میں بجائے سلطان روم کے اپنا نام درج کر دیا۔ اور دوسرے جمعہ قریب و جوار شہروں میں نام اس کا بجائے نام سلطان کے جاری ہو گیا۔ اور اپنا وطن کہ درعیہ نام رکھتا ہے۔ مقر امامت قرار دیا۔ اور تادم زیست خود اس کے وہاں سے حرکت اور جنبش نہ کی۔ اور بیٹوں اور پوتوں کو بلاد درعیہ و امصار میں معین اور مقرر کر کے بالاقا۔ خلقے را شہرین موسوم کیا۔ اور قاضی اور مفتی و محتسب مقامات مناسب میں تعین کر کے اشاعت علی واجبار وین میں مصروف ہوا۔ بعد از تمہید مقدمۃ الجیش مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہوا۔ یعنی حرمین شریفین کے خزانے کے غارت کرنے کی اسی طرح تیاری کی۔ کہ از ابتدا آغاز قرار داد امامت تا تسلط و انتظام ملکی کہ بواسطت ذریعہ ہو ان خود بدولت اختراع مذہب جدید کہ مابین کفر و اسلام کے ہو۔ اور اہلسنت و جماعت اور سائر فرقہ اسلامی سے مباہلت و مخالفت رکھتا ہو مصروف رہا چنانچہ مسائل متفرق مذہب معتزلہ و خوارج و ملاحدہ ظاہریہ اور دیگر اہل ہوا سے انتخاب کر کے اور چند مسائل طبع زاد ایجاد کر کے جملہ مسائل



مدلل بدلائل اور احادیث سے ایک کتاب تالیف کی جس کا مقدمہ مزید ادا کر کے اور کچھ لسطہ تفصیل تکمیل کر کے اس کے بیٹے محمد نام نے اس کو کتاب التوحید سے موسوم کیا۔ اور اس کو دوسرے باب پر منقسم کیا۔ پہلا باب شرک کے رد میں۔ دوسرا باب بدعت کے رد میں۔ خلاصہ اس کتاب کا تکفیر و تضیق تمام امت مرحومہ کے چند نسخے اس کتاب کے اپنے خلفائے راشدین کو دراصل مارقین فی الدین بیضے خارجی اور زندقہ تھے ارسال کئے اور اسی اثنار میں خود بدولت دارلبوار میں داخل ہوا اور جہنم واصل ہوا۔ بعد از قہسید مقدمہ نذر اسعود و ناسعود عاقبت نا محمود <sup>۱۳۲۱</sup> ھ میں بہت سا لشکر ہمراہ لے کر عازم بیت اللہ کا ہوا۔ اہل حرم اسکے اتباع سنت و اشاعت عدل و احیاء دین کی خبر سن کر غلط ملاقات کے ہوئے اور ہر چند قرب و جوار کے لوگوں نے ان کا حال دیکھ بھال کر مکہ معظمہ میں افشار راز کیا۔ شریف مکہ سے درخواست کی کہ ترکی لشکر اور عربی بدوؤں کو بلا کر استحکام مکہ معظمہ کا کریں۔ شریف نے ایک سنی کہنے لگا معاذ اللہ میں انہیں خانہ خدا کی نمائندت و مزاحمت کروں۔ بلکہ درخواست کرنے والوں کو زبرد و تو بیخ کی سائنے میں سونامسعود روانہ ہوا۔ پھر ارکان مکہ نے شریف سے کہا کہ آپ کی غفلت کے سبب مکہ میں خونریزی ہوگی۔ شریف نے یہی جواب دیا کہ بتعان سنت سے ایسی حرکات سرزد نہیں ہوتیں۔ اسی اثنار میں سعود کا لشکر قرن المنازل میں پہنچا۔ (قرن المنازل میقات اہل نجد کا نام ہے) مکہ سے طرح و گیر طائف میں جا کر تمام شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور ارکان و اعیان طائف کو کہلا بھیجا۔ کہ خلیفہ راشد براہ محبت دینی ملاقات کیلئے تم کو یاد کرتا ہے۔ سب لوگ باطمینان تمام خوش و خرم باہر آئے بجز دہشتیچنے کے ان کے سر تن سے جدا کروائیے۔ اور فوراً چار طرف سے شہر طائف پر یورش کا حکم دے دیا۔ زن و مرد۔ خورد و کلان جو لگے آیا سب کو تہ تیغ کیا۔ اور جو معاملہ ہلا کو خاں ملعون جنگیزی نے بغدادیوں سے اور یتیم یوں ملعونوں نے مدینے والوں سے واقعہ حرہ میں کیا تھا اس سے چند گونہ زیادہ کیا۔ اور جملہ اسباب پر قبضہ کر کے چند افسران برائے محافظت مال و ہاں چھوڑ کر خود مکہ کو متوجہ ہوا۔ اب مصیبت زدگان بقیۃ السیف طائف کے مکہ میں آکر شریف کو سرگزشت طائف کی سناتے ہیں۔ تو شریف کے پاس فوج کہاں۔ وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ مکہ میں فوج فقط بانسو غلام تھے۔ اور اتنی فرصت نہیں کہ انراون و جوانب سے مدد بلاوے۔ اور کتاب التوحید قبل اس کے ایک روز مکہ معظمہ میں پہنچی تھی۔ اور علمائے مکہ نے فتوے کفر اس طائفہ کا لکھا تھا۔ خدام حرم نے بازار یوں اور شہریوں کو مستعد مقابلہ کا کیا۔ اور شریف مکہ کے غلام بھی ان سے متفق ہو کر شریف سے درخواست اجازت مقابلہ کی کرنے لگے۔ اب شہر انہیں سب باجرا طائف کا سن کر سرا سیمہ و ہراساں ہوا۔ اور اپنی غفلت پر شرمندہ و نادار ہوا۔



کے نہایت ترساں ہوا۔ اور دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ شاید طائف والوں نے اسکا مقابلہ کیا ہو۔ جس کی پاداش ان کو ملی ہے حرم میں خونریزی نہ ہوگی۔ اب بھلکوبیت الحرام کے زائرین کیلئے حکم قتال کا دینا ناجائز ہے۔ اس جیسے جیسے میں خبر آئی کہ نجدی قتل عام اور غارت کرتے ہوئے حرم شریف کی حد تک تجاوز کرتے ہیں۔ اور اب شریف کو ان جیشوں کا خبثت یقین ہوا۔ اور بغیر فرار چارہ نہ دیکھا۔ انہیں خیراں بہرہی چند غلاماں جدہ کی راہ لی۔ وہاں جا کر متحصن ہوا۔ اور سعود نامہ سودے بے مقابلتہ مزاحمت اہل چار طرف سے بکمال سفاکی بے باکی اپنے ایمان کی آبرو گراتے ہوئے داخل حرم محترم ہوا زن و مرد وہاں کے چند پہاڑوں پر جا چھے۔ اور چند کساں خانہ خدا میں پناہ گیر ہوئے۔ ان اشقیانے متعلقین استار کعبہ اور پناہ گیراں قبہ چاہ زمزم اور حلیم اور مقام ابراہیم سے بلا پاسداری ان مقامات متبرکہ کے وہ معاملہ کیا۔ جس سے قلم لریزاں اور دل تپاں ہے۔ قتل خانہ کعبہ کا توڑ کر نذر و کعبہ کو کہ قبل از ابتدا ظہور خاتم النبیین تا اس وقت کوئی متعترض ان کا نہیں ہوا تھا۔ اور سب لوگ اس کی ترقی میں کوشش کیا کرتے تھے نکال لیا۔ اور اثاث البیت جملہ باشندگان مکہ کا اپنے تصرف میں لائے۔ اور حکم نافذ کیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے اتر کر اپنے گھر دوں میں آباد ہوں۔ مگر جس کے پاس اسلحہ و ساز جنگ پاویں گے۔ اس کو قتل کر دیں گے۔ اور اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان نہ ہوگی۔ جہاں پاویں گے کام ان کا تمام کریں گے۔ اور ان کے وجود سے ہمارے دل میں دغ و غم و فساد کا باقی ہے۔ پس جس کو طاقت فرار تھی۔ وہ تو آوارہ ہو گیا۔ اور جوان کے ہاتھ آیا اس نے شریعت شہادت پیا۔ بقیۃ السیف اپنے گھر میں جب آئے تو گھر دوں کو اثاث البیت سے خالی و رفتہ پالیتے ہیں بدلے گردہ اہل ایمان دلائے امت حضرت ختم مسلاں یہ مقام عبرت ہے۔ جس جگہ جانوراں شکاری شکار کو چھوڑتے ہیں۔ اور وہاں کی بناات اور حیوانات کو کاٹنا اور ستانا حرام ہو۔ اور آدمی گناہ کے خیال پر وہاں مانع ہو۔ اور پھر یا اگر کسی جانور کے پیچھے دوڑے۔ اور وہ جانور داخل حرم ہو جائے تو وہ درندہ تعاقب اس کا پیچھوڑ دیتا ہے۔ اور اہل حرم نہیں ہوتا۔ اور پرندگان ہوا میں محاذی خانہ کعبہ کے پہنچتے ہی چپ و راست منحرف ہو جاتے ہیں اور سے نہیں گذرتے۔ ان شیطاںین نے اس بقیۃ شریفہ میں کیسے کیسے گناہ کئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون بعد فراغ اس مہم اہم سے اب قصد غارت مدینہ منورہ کا کیا۔ اثنائی راہ میں جو بلا اس کو شریعت شہادت پلا یا۔ وہاں جا کر قتل عام اور غارت تمام اور ہدم آثار صحابہ و اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے قصد کرنے روضہ مقدس نبوی کا کیا۔ اور روضہ مقدس کا صنم اکبر یعنی بڑا بت نام رکھا۔ چند اوباش نے بالات ہدم یہ نیت غاسدہ اس مقام پاک پر پہنچ کر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہی ایک لاش دہانے عصائی ہوئی



ر علیہ السلام کی طرح ان فرامین ملائین پر ایسا پھونکا کہ اگر سوختہ و سیاہ ہو کر داخل جہنم ہوئے۔ اور  
 انکی لاشہائے ناپاک سے ایسی بدبو پھیلی کہ ان کے بقایا نے ان کو غسل و کفن بھی نہ دیا۔ کتوں کی طرح شہر  
 سے باہر ڈال دیئے گئے۔ ہاتھ پاؤں بعد تکمیل مراتب جو رستم ایک کاردار با فوج ظلم و باں چھوڑ کر اور تمام  
 سامان ساتھ لے کر مکہ معظمہ کو واپس آکر اپنے ہمید کو اٹریں داخل ہوئے۔ اور دھڑکیات قریب ہوا کہ معظمہ  
 میں جو خالی از فوج تھے سب کو لوٹا۔ مگر جدہ کا ارادہ نہ کیا کہ سب بڈ وہاں جمع ہو گئے تھے اور ۱۲۳۳ھ  
 میں جب سلطان محمود خاں غازی تخت نشین روم ہوا۔ ان کو چپکے ابدال بحال کا حال دریافت کر کے  
 محمد علی پاشا والی مصر کو فرمان بھیجا کہ ان کا تدارک واقعی کرے اور ان میں کسی مستفس کو زندہ نہ چھوڑے  
 والی مصر نے ابراہیم پاشا کو بالشکر جبرائیل کوٹ پر سوار کر کے بندر جدہ کو روانہ کیا۔ اور اودھر فتوے  
 علماء مکہ کا قبل از نزول بلا و رباب تکفیر مصنف کتاب التوحید جس کا ترجمہ تقویت الایمان ہے۔ مرتب کیا  
 گیا تھا۔ ان ملائین کے ہاتھ آیا۔ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو کر مفتیاں فتویٰ کو حرم میں بلا کر سزا دینا شروع  
 کیا۔ اور حضرت عمر عبدالرسول کہ مقتدار اہل مکہ تھے۔ ان کو بھی حاضر کیا۔ سعود مردود نے بطریق مسخر  
 سے کہا۔ السلام علیک یا شیخ مکہ حضرت نے فرمایا وعلیک یا شیخ نجد سعودنا سعودیہ بات سن  
 کر ہریم ہوا کہ مجھ کو گالیاں دیتے ہو۔ شیخ نے فرمایا۔ تم نے مجھے میرے شہر کی طرف منسوب کیا۔ میں نے  
 مجھے تیرے وطن کی طرف منسوب کیا۔ اور اس آیت پر عمل کیا۔ اذ احبتم فحیثو ابا حسن منھا  
 ۱۔ و سادوھا یعنی جب تم کو کوئی تحفہ دیا جائے تو تم اس سے بہتر دو۔ یا اس کو واپس کر دو۔ یہ ملعون لو  
 کہ یہ مہر تمہاری ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ برضا و رغبت خود بلا جبر و اکراہ ہمیدہ اور سنجیدہ میں نے مہر کی ہے  
 ملعون لو لا کس سبب ہماری تکفیر کا حکم دیا۔ شیخ بولا کتاب التوحید اپنی لایا۔ تا مفضلان نشان دول کن  
 مذکور شیخ کو دی۔ کتاب کھولتے ہی دیکھا۔ تو یہ نکلا۔ یاد کرنا موتے کا خواہ نبی ہو یا ولی بغیر وقت زیارت  
 قبول کے شرک ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اب اس عبارت کو سوچ کہ یہ عجیب شرک ہے کہ نماز میں داخل ہے  
 السلام علیک ایھا النبی نماز میں پڑھتے ہو۔ اگر اب مجھ کو کافر نہ کہیں تو کیا کہیں اور عقیدہ تیرا مسلم  
 ہو تو کوئی متنفس تا صحابہ کفر سے نجات نہ پاوے گا۔ نعوذ باللہ من ہذا العقیدۃ القاسدۃ  
 اور عمدہ دلائل اور براہین سے ابطال خرافات قرن شیطان ثابت کر کے خارجی مردود کو ملزم کیا۔ سعود  
 مردود طیش میں آکر بولا اے شیخ تو بخنوط العقل ہو گیا ہے۔ بے محابا ایسی کلام ہم سے کرتا ہے ہماری شان  
 لے کر چپکے ابدال یعنی سبک چھوڑا مرید ۱۲ منہ ۱۳ منہ ۱۴ منہ ۱۵ منہ ۱۶ منہ ۱۷ منہ ۱۸ منہ ۱۹ منہ ۲۰ منہ ۲۱ منہ ۲۲ منہ ۲۳ منہ ۲۴ منہ ۲۵ منہ ۲۶ منہ ۲۷ منہ ۲۸ منہ ۲۹ منہ ۳۰ منہ ۳۱ منہ ۳۲ منہ ۳۳ منہ ۳۴ منہ ۳۵ منہ ۳۶ منہ ۳۷ منہ ۳۸ منہ ۳۹ منہ ۴۰ منہ ۴۱ منہ ۴۲ منہ ۴۳ منہ ۴۴ منہ ۴۵ منہ ۴۶ منہ ۴۷ منہ ۴۸ منہ ۴۹ منہ ۵۰ منہ ۵۱ منہ ۵۲ منہ ۵۳ منہ ۵۴ منہ ۵۵ منہ ۵۶ منہ ۵۷ منہ ۵۸ منہ ۵۹ منہ ۶۰ منہ ۶۱ منہ ۶۲ منہ ۶۳ منہ ۶۴ منہ ۶۵ منہ ۶۶ منہ ۶۷ منہ ۶۸ منہ ۶۹ منہ ۷۰ منہ ۷۱ منہ ۷۲ منہ ۷۳ منہ ۷۴ منہ ۷۵ منہ ۷۶ منہ ۷۷ منہ ۷۸ منہ ۷۹ منہ ۸۰ منہ ۸۱ منہ ۸۲ منہ ۸۳ منہ ۸۴ منہ ۸۵ منہ ۸۶ منہ ۸۷ منہ ۸۸ منہ ۸۹ منہ ۹۰ منہ ۹۱ منہ ۹۲ منہ ۹۳ منہ ۹۴ منہ ۹۵ منہ ۹۶ منہ ۹۷ منہ ۹۸ منہ ۹۹ منہ ۱۰۰ منہ ۱۰۱ منہ ۱۰۲ منہ ۱۰۳ منہ ۱۰۴ منہ ۱۰۵ منہ ۱۰۶ منہ ۱۰۷ منہ ۱۰۸ منہ ۱۰۹ منہ ۱۱۰ منہ ۱۱۱ منہ ۱۱۲ منہ ۱۱۳ منہ ۱۱۴ منہ ۱۱۵ منہ ۱۱۶ منہ ۱۱۷ منہ ۱۱۸ منہ ۱۱۹ منہ ۱۲۰ منہ ۱۲۱ منہ ۱۲۲ منہ ۱۲۳ منہ ۱۲۴ منہ ۱۲۵ منہ ۱۲۶ منہ ۱۲۷ منہ ۱۲۸ منہ ۱۲۹ منہ ۱۳۰ منہ ۱۳۱ منہ ۱۳۲ منہ ۱۳۳ منہ ۱۳۴ منہ ۱۳۵ منہ ۱۳۶ منہ ۱۳۷ منہ ۱۳۸ منہ ۱۳۹ منہ ۱۴۰ منہ ۱۴۱ منہ ۱۴۲ منہ ۱۴۳ منہ ۱۴۴ منہ ۱۴۵ منہ ۱۴۶ منہ ۱۴۷ منہ ۱۴۸ منہ ۱۴۹ منہ ۱۵۰ منہ ۱۵۱ منہ ۱۵۲ منہ ۱۵۳ منہ ۱۵۴ منہ ۱۵۵ منہ ۱۵۶ منہ ۱۵۷ منہ ۱۵۸ منہ ۱۵۹ منہ ۱۶۰ منہ ۱۶۱ منہ ۱۶۲ منہ ۱۶۳ منہ ۱۶۴ منہ ۱۶۵ منہ ۱۶۶ منہ ۱۶۷ منہ ۱۶۸ منہ ۱۶۹ منہ ۱۷۰ منہ ۱۷۱ منہ ۱۷۲ منہ ۱۷۳ منہ ۱۷۴ منہ ۱۷۵ منہ ۱۷۶ منہ ۱۷۷ منہ ۱۷۸ منہ ۱۷۹ منہ ۱۸۰ منہ ۱۸۱ منہ ۱۸۲ منہ ۱۸۳ منہ ۱۸۴ منہ ۱۸۵ منہ ۱۸۶ منہ ۱۸۷ منہ ۱۸۸ منہ ۱۸۹ منہ ۱۹۰ منہ ۱۹۱ منہ ۱۹۲ منہ ۱۹۳ منہ ۱۹۴ منہ ۱۹۵ منہ ۱۹۶ منہ ۱۹۷ منہ ۱۹۸ منہ ۱۹۹ منہ ۲۰۰ منہ ۲۰۱ منہ ۲۰۲ منہ ۲۰۳ منہ ۲۰۴ منہ ۲۰۵ منہ ۲۰۶ منہ ۲۰۷ منہ ۲۰۸ منہ ۲۰۹ منہ ۲۱۰ منہ ۲۱۱ منہ ۲۱۲ منہ ۲۱۳ منہ ۲۱۴ منہ ۲۱۵ منہ ۲۱۶ منہ ۲۱۷ منہ ۲۱۸ منہ ۲۱۹ منہ ۲۲۰ منہ ۲۲۱ منہ ۲۲۲ منہ ۲۲۳ منہ ۲۲۴ منہ ۲۲۵ منہ ۲۲۶ منہ ۲۲۷ منہ ۲۲۸ منہ ۲۲۹ منہ ۲۳۰ منہ ۲۳۱ منہ ۲۳۲ منہ ۲۳۳ منہ ۲۳۴ منہ ۲۳۵ منہ ۲۳۶ منہ ۲۳۷ منہ ۲۳۸ منہ ۲۳۹ منہ ۲۴۰ منہ ۲۴۱ منہ ۲۴۲ منہ ۲۴۳ منہ ۲۴۴ منہ ۲۴۵ منہ ۲۴۶ منہ ۲۴۷ منہ ۲۴۸ منہ ۲۴۹ منہ ۲۵۰ منہ ۲۵۱ منہ ۲۵۲ منہ ۲۵۳ منہ ۲۵۴ منہ ۲۵۵ منہ ۲۵۶ منہ ۲۵۷ منہ ۲۵۸ منہ ۲۵۹ منہ ۲۶۰ منہ ۲۶۱ منہ ۲۶۲ منہ ۲۶۳ منہ ۲۶۴ منہ ۲۶۵ منہ ۲۶۶ منہ ۲۶۷ منہ ۲۶۸ منہ ۲۶۹ منہ ۲۷۰ منہ ۲۷۱ منہ ۲۷۲ منہ ۲۷۳ منہ ۲۷۴ منہ ۲۷۵ منہ ۲۷۶ منہ ۲۷۷ منہ ۲۷۸ منہ ۲۷۹ منہ ۲۸۰ منہ ۲۸۱ منہ ۲۸۲ منہ ۲۸۳ منہ ۲۸۴ منہ ۲۸۵ منہ ۲۸۶ منہ ۲۸۷ منہ ۲۸۸ منہ ۲۸۹ منہ ۲۹۰ منہ ۲۹۱ منہ ۲۹۲ منہ ۲۹۳ منہ ۲۹۴ منہ ۲۹۵ منہ ۲۹۶ منہ ۲۹۷ منہ ۲۹۸ منہ ۲۹۹ منہ ۳۰۰ منہ ۳۰۱ منہ ۳۰۲ منہ ۳۰۳ منہ ۳۰۴ منہ ۳۰۵ منہ ۳۰۶ منہ ۳۰۷ منہ ۳۰۸ منہ ۳۰۹ منہ ۳۱۰ منہ ۳۱۱ منہ ۳۱۲ منہ ۳۱۳ منہ ۳۱۴ منہ ۳۱۵ منہ ۳۱۶ منہ ۳۱۷ منہ ۳۱۸ منہ ۳۱۹ منہ ۳۲۰ منہ ۳۲۱ منہ ۳۲۲ منہ ۳۲۳ منہ ۳۲۴ منہ ۳۲۵ منہ ۳۲۶ منہ ۳۲۷ منہ ۳۲۸ منہ ۳۲۹ منہ ۳۳۰ منہ ۳۳۱ منہ ۳۳۲ منہ ۳۳۳ منہ ۳۳۴ منہ ۳۳۵ منہ ۳۳۶ منہ ۳۳۷ منہ ۳۳۸ منہ ۳۳۹ منہ ۳۴۰ منہ ۳۴۱ منہ ۳۴۲ منہ ۳۴۳ منہ ۳۴۴ منہ ۳۴۵ منہ ۳۴۶ منہ ۳۴۷ منہ ۳۴۸ منہ ۳۴۹ منہ ۳۵۰ منہ ۳۵۱ منہ ۳۵۲ منہ ۳۵۳ منہ ۳۵۴ منہ ۳۵۵ منہ ۳۵۶ منہ ۳۵۷ منہ ۳۵۸ منہ ۳۵۹ منہ ۳۶۰ منہ ۳۶۱ منہ ۳۶۲ منہ ۳۶۳ منہ ۳۶۴ منہ ۳۶۵ منہ ۳۶۶ منہ ۳۶۷ منہ ۳۶۸ منہ ۳۶۹ منہ ۳۷۰ منہ ۳۷۱ منہ ۳۷۲ منہ ۳۷۳ منہ ۳۷۴ منہ ۳۷۵ منہ ۳۷۶ منہ ۳۷۷ منہ ۳۷۸ منہ ۳۷۹ منہ ۳۸۰ منہ ۳۸۱ منہ ۳۸۲ منہ ۳۸۳ منہ ۳۸۴ منہ ۳۸۵ منہ ۳۸۶ منہ ۳۸۷ منہ ۳۸۸ منہ ۳۸۹ منہ ۳۹۰ منہ ۳۹۱ منہ ۳۹۲ منہ ۳۹۳ منہ ۳۹۴ منہ ۳۹۵ منہ ۳۹۶ منہ ۳۹۷ منہ ۳۹۸ منہ ۳۹۹ منہ ۴۰۰ منہ ۴۰۱ منہ ۴۰۲ منہ ۴۰۳ منہ ۴۰۴ منہ ۴۰۵ منہ ۴۰۶ منہ ۴۰۷ منہ ۴۰۸ منہ ۴۰۹ منہ ۴۱۰ منہ ۴۱۱ منہ ۴۱۲ منہ ۴۱۳ منہ ۴۱۴ منہ ۴۱۵ منہ ۴۱۶ منہ ۴۱۷ منہ ۴۱۸ منہ ۴۱۹ منہ ۴۲۰ منہ ۴۲۱ منہ ۴۲۲ منہ ۴۲۳ منہ ۴۲۴ منہ ۴۲۵ منہ ۴۲۶ منہ ۴۲۷ منہ ۴۲۸ منہ ۴۲۹ منہ ۴۳۰ منہ ۴۳۱ منہ ۴۳۲ منہ ۴۳۳ منہ ۴۳۴ منہ ۴۳۵ منہ ۴۳۶ منہ ۴۳۷ منہ ۴۳۸ منہ ۴۳۹ منہ ۴۴۰ منہ ۴۴۱ منہ ۴۴۲ منہ ۴۴۳ منہ ۴۴۴ منہ ۴۴۵ منہ ۴۴۶ منہ ۴۴۷ منہ ۴۴۸ منہ ۴۴۹ منہ ۴۵۰ منہ ۴۵۱ منہ ۴۵۲ منہ ۴۵۳ منہ ۴۵۴ منہ ۴۵۵ منہ ۴۵۶ منہ ۴۵۷ منہ ۴۵۸ منہ ۴۵۹ منہ ۴۶۰ منہ ۴۶۱ منہ ۴۶۲ منہ ۴۶۳ منہ ۴۶۴ منہ ۴۶۵ منہ ۴۶۶ منہ ۴۶۷ منہ ۴۶۸ منہ ۴۶۹ منہ ۴۷۰ منہ ۴۷۱ منہ ۴۷۲ منہ ۴۷۳ منہ ۴۷۴ منہ ۴۷۵ منہ ۴۷۶ منہ ۴۷۷ منہ ۴۷۸ منہ ۴۷۹ منہ ۴۸۰ منہ ۴۸۱ منہ ۴۸۲ منہ ۴۸۳ منہ ۴۸۴ منہ ۴۸۵ منہ ۴۸۶ منہ ۴۸۷ منہ ۴۸۸ منہ ۴۸۹ منہ ۴۹۰ منہ ۴۹۱ منہ ۴۹۲ منہ ۴۹۳ منہ ۴۹۴ منہ ۴۹۵ منہ ۴۹۶ منہ ۴۹۷ منہ ۴۹۸ منہ ۴۹۹ منہ ۵۰۰ منہ ۵۰۱ منہ ۵۰۲ منہ ۵۰۳ منہ ۵۰۴ منہ ۵۰۵ منہ ۵۰۶ منہ ۵۰۷ منہ ۵۰۸ منہ ۵۰۹ منہ ۵۱۰ منہ ۵۱۱ منہ ۵۱۲ منہ ۵۱۳ منہ ۵۱۴ منہ ۵۱۵ منہ ۵۱۶ منہ ۵۱۷ منہ ۵۱۸ منہ ۵۱۹ منہ ۵۲۰ منہ ۵۲۱ منہ ۵۲۲ منہ ۵۲۳ منہ ۵۲۴ منہ ۵۲۵ منہ ۵۲۶ منہ ۵۲۷ منہ ۵۲۸ منہ ۵۲۹ منہ ۵۳۰ منہ ۵۳۱ منہ ۵۳۲ منہ ۵۳۳ منہ ۵۳۴ منہ ۵۳۵ منہ ۵۳۶ منہ ۵۳۷ منہ ۵۳۸ منہ ۵۳۹ منہ ۵۴۰ منہ ۵۴۱ منہ ۵۴۲ منہ ۵۴۳ منہ ۵۴۴ منہ ۵۴۵ منہ ۵۴۶ منہ ۵۴۷ منہ ۵۴۸ منہ ۵۴۹ منہ ۵۵۰ منہ ۵۵۱ منہ ۵۵۲ منہ ۵۵۳ منہ ۵۵۴ منہ ۵۵۵ منہ ۵۵۶ منہ ۵۵۷ منہ ۵۵۸ منہ ۵۵۹ منہ ۵۶۰ منہ ۵۶۱ منہ ۵۶۲ منہ ۵۶۳ منہ ۵۶۴ منہ ۵۶۵ منہ ۵۶۶ منہ ۵۶۷ منہ ۵۶۸ منہ ۵۶۹ منہ ۵۷۰ منہ ۵۷۱ منہ ۵۷۲ منہ ۵۷۳ منہ ۵۷۴ منہ ۵۷۵ منہ ۵۷۶ منہ ۵۷۷ منہ ۵۷۸ منہ ۵۷۹ منہ ۵۸۰ منہ ۵۸۱ منہ ۵۸۲ منہ ۵۸۳ منہ ۵۸۴ منہ ۵۸۵ منہ ۵۸۶ منہ ۵۸۷ منہ ۵۸۸ منہ ۵۸۹ منہ ۵۹۰ منہ ۵۹۱ منہ ۵۹۲ منہ ۵۹۳ منہ ۵۹۴ منہ ۵۹۵ منہ ۵۹۶ منہ ۵۹۷ منہ ۵۹۸ منہ ۵۹۹ منہ ۶۰۰ منہ ۶۰۱ منہ ۶۰۲ منہ ۶۰۳ منہ ۶۰۴ منہ ۶۰۵ منہ ۶۰۶ منہ ۶۰۷ منہ ۶۰۸ منہ ۶۰۹ منہ ۶۱۰ منہ ۶۱۱ منہ ۶۱۲ منہ ۶۱۳ منہ ۶۱۴ منہ ۶۱۵ منہ ۶۱۶ منہ ۶۱۷ منہ ۶۱۸ منہ ۶۱۹ منہ ۶۲۰ منہ ۶۲۱ منہ ۶۲۲ منہ ۶۲۳ منہ ۶۲۴ منہ ۶۲۵ منہ ۶۲۶ منہ ۶۲۷ منہ ۶۲۸ منہ ۶۲۹ منہ ۶۳۰ منہ ۶۳۱ منہ ۶۳۲ منہ ۶۳۳ منہ ۶۳۴ منہ ۶۳۵ منہ ۶۳۶ منہ ۶۳۷ منہ ۶۳۸ منہ ۶۳۹ منہ ۶۴۰ منہ ۶۴۱ منہ ۶۴۲ منہ ۶۴۳ منہ ۶۴۴ منہ ۶۴۵ منہ ۶۴۶ منہ ۶۴۷ منہ ۶۴۸ منہ ۶۴۹ منہ ۶۵۰ منہ ۶۵۱ منہ ۶۵۲ منہ ۶۵۳ منہ ۶۵۴ منہ ۶۵۵ منہ ۶۵۶ منہ ۶۵۷ منہ ۶۵۸ منہ ۶۵۹ منہ ۶۶۰ منہ ۶۶۱ منہ ۶۶۲ منہ ۶۶۳ منہ ۶۶۴ منہ ۶۶۵ منہ ۶۶۶ منہ ۶۶۷ منہ ۶۶۸ منہ ۶۶۹ منہ ۶۷۰ منہ ۶۷۱ منہ ۶۷۲ منہ ۶۷۳ منہ ۶۷۴ منہ ۶۷۵ منہ ۶۷۶ منہ ۶۷۷ منہ ۶۷۸ منہ ۶۷۹ منہ ۶۸۰ منہ ۶۸۱ منہ ۶۸۲ منہ ۶۸۳ منہ ۶۸۴ منہ ۶۸۵ منہ ۶۸۶ منہ ۶۸۷ منہ ۶۸۸ منہ ۶۸۹ منہ ۶۹۰ منہ ۶۹۱ منہ ۶۹۲ منہ ۶۹۳ منہ ۶۹۴ منہ ۶۹۵ منہ ۶۹۶ منہ ۶۹۷ منہ ۶۹۸ منہ ۶۹۹ منہ ۷۰۰ منہ ۷۰۱ منہ ۷۰۲ منہ ۷۰۳ منہ ۷۰۴ منہ ۷۰۵ منہ ۷۰۶ منہ ۷۰۷ منہ ۷۰۸ منہ ۷۰۹ منہ ۷۱۰ منہ ۷۱۱ منہ ۷۱۲ منہ ۷۱۳ منہ ۷۱۴ منہ ۷۱۵ منہ ۷۱۶ منہ ۷۱۷ منہ ۷۱۸ منہ ۷۱۹ منہ ۷۲۰ منہ ۷۲۱ منہ ۷۲۲ منہ ۷۲۳ منہ ۷۲۴ منہ ۷۲۵ منہ ۷۲۶ منہ ۷۲۷ منہ ۷۲۸ منہ ۷۲۹ منہ ۷۳۰ منہ ۷۳۱ منہ ۷۳۲ منہ ۷۳۳ منہ ۷۳۴ منہ ۷۳۵ منہ ۷۳۶ منہ ۷۳۷ منہ ۷۳۸ منہ ۷۳۹ منہ ۷۴۰ منہ ۷۴۱ منہ ۷۴۲ منہ ۷۴۳ منہ ۷۴۴ منہ ۷۴۵ منہ ۷۴۶ منہ ۷۴۷ منہ ۷۴۸ منہ ۷۴۹ منہ ۷۵۰ منہ ۷۵۱ منہ ۷۵۲ منہ ۷۵۳ منہ ۷۵۴ منہ ۷۵۵ منہ ۷۵۶ منہ ۷۵۷ منہ ۷۵۸ منہ ۷۵۹ منہ ۷۶۰ منہ ۷۶۱ منہ ۷۶۲ منہ ۷۶۳ منہ ۷۶۴ منہ ۷۶۵ منہ ۷۶۶ منہ ۷۶۷ منہ ۷۶۸ منہ ۷۶۹ منہ ۷۷۰ منہ ۷۷۱ منہ ۷۷۲ منہ ۷۷۳ منہ ۷۷۴ منہ ۷۷۵ منہ ۷۷۶ منہ ۷۷۷ منہ ۷۷۸ منہ ۷۷۹ منہ ۷۸۰ منہ ۷۸۱ منہ ۷۸۲ منہ ۷۸۳ منہ ۷۸۴ منہ ۷۸۵ منہ ۷۸۶ منہ ۷۸۷ منہ ۷۸۸ منہ ۷۸۹ منہ ۷۹۰ منہ ۷۹۱ منہ ۷۹۲ منہ ۷۹۳ منہ ۷۹۴ منہ ۷۹۵ منہ ۷۹۶ منہ ۷۹۷ منہ ۷۹۸ منہ ۷۹۹ منہ ۸۰۰ منہ ۸۰۱ منہ ۸۰۲ منہ ۸۰۳ منہ ۸۰۴ منہ ۸۰۵ منہ ۸۰۶ منہ ۸۰۷ منہ ۸۰۸ منہ ۸۰۹ منہ ۸۱۰ منہ ۸۱۱ منہ ۸۱۲ منہ ۸۱۳ منہ ۸۱۴ منہ ۸۱۵ منہ ۸۱۶ منہ ۸۱۷ منہ ۸۱۸ منہ ۸۱۹ منہ ۸۲۰ منہ ۸۲۱ منہ ۸۲۲ منہ ۸۲۳ منہ ۸۲۴ منہ ۸۲۵ منہ ۸۲۶ منہ ۸۲۷ منہ ۸۲۸ منہ ۸۲۹ منہ ۸۳۰ منہ ۸۳۱ منہ ۸۳۲ منہ ۸۳۳ منہ ۸۳۴ منہ ۸۳۵ منہ ۸۳۶ منہ ۸۳۷ منہ ۸۳۸ منہ ۸۳۹ منہ ۸۴۰ منہ ۸۴۱ منہ ۸۴۲ منہ ۸۴۳ منہ ۸۴۴ منہ ۸۴۵ منہ ۸۴۶ منہ ۸۴۷ منہ ۸۴۸ منہ ۸۴۹ منہ ۸۵۰ منہ ۸۵۱ منہ ۸۵۲ منہ ۸۵۳ منہ ۸۵۴ منہ ۸۵۵ منہ ۸۵۶ منہ ۸۵۷ منہ ۸۵۸ منہ ۸۵۹ منہ ۸۶۰ منہ ۸۶۱ منہ ۸۶۲ منہ ۸۶۳ منہ ۸۶۴ منہ ۸۶۵ منہ ۸۶۶ منہ ۸۶۷ منہ ۸۶۸ منہ ۸۶۹ منہ ۸۷۰ منہ ۸۷۱ منہ ۸۷۲ منہ ۸۷۳ منہ ۸۷۴ منہ ۸۷۵ منہ ۸۷۶ منہ ۸۷۷ منہ ۸۷۸ منہ ۸۷۹ منہ ۸۸۰ منہ ۸۸۱ منہ ۸۸۲ منہ ۸۸۳ منہ ۸۸۴ منہ ۸۸۵ منہ ۸۸۶ منہ ۸۸۷ منہ ۸۸۸ منہ ۸۸۹ منہ ۸۹۰ منہ ۸۹۱ منہ ۸۹۲ منہ ۸۹۳ منہ ۸۹۴ منہ ۸۹۵ منہ ۸۹۶ منہ ۸۹۷ منہ ۸۹۸ منہ ۸۹۹ منہ ۹۰۰ منہ ۹۰۱ منہ ۹۰۲ منہ ۹۰۳ منہ ۹۰۴ منہ ۹۰۵ منہ ۹۰۶ منہ ۹۰۷ منہ ۹۰۸ منہ ۹۰۹ منہ ۹۱۰ منہ ۹۱۱ منہ ۹۱۲ منہ ۹۱۳ منہ ۹۱۴ منہ ۹۱۵ منہ ۹۱۶ منہ ۹۱۷ منہ ۹۱۸ منہ ۹۱۹ منہ ۹۲۰ منہ ۹۲۱ منہ ۹۲۲ منہ ۹۲۳ منہ ۹۲۴ منہ ۹۲۵ منہ ۹۲۶ منہ ۹۲۷ منہ ۹۲۸ منہ ۹۲۹ منہ ۹۳۰ منہ ۹۳۱ منہ ۹۳۲ منہ ۹۳۳ منہ ۹۳۴ منہ ۹۳۵ منہ ۹۳۶ منہ ۹۳۷ منہ ۹۳۸ منہ ۹۳۹ منہ ۹۴۰ منہ ۹۴۱ منہ ۹۴۲ منہ ۹۴۳ منہ ۹۴۴ منہ ۹۴۵ منہ ۹۴۶ منہ ۹۴۷ منہ ۹۴۸ منہ ۹۴۹ منہ ۹۵۰ منہ ۹۵۱ منہ ۹۵۲ منہ ۹۵۳ منہ ۹۵۴ منہ ۹۵۵ منہ ۹۵۶ منہ ۹۵۷ منہ ۹۵۸ منہ ۹۵۹ منہ ۹۶۰ منہ ۹۶۱ منہ ۹۶۲ منہ ۹۶۳ منہ ۹۶۴ منہ ۹۶۵ منہ ۹۶۶ منہ ۹۶۷ منہ ۹۶۸ منہ ۹۶۹ منہ ۹۷۰ منہ ۹۷۱ منہ ۹۷۲ منہ ۹۷۳ منہ ۹۷۴ منہ ۹۷۵ منہ ۹۷۶ منہ ۹۷۷ منہ ۹۷۸ منہ ۹۷۹ منہ ۹۸۰ منہ ۹۸۱ منہ ۹۸۲ منہ ۹۸۳ منہ ۹۸۴ منہ ۹۸۵ منہ ۹۸۶ منہ ۹۸۷ منہ ۹۸۸ منہ ۹۸۹ منہ ۹۹۰ منہ ۹۹۱ منہ ۹۹۲ منہ ۹۹۳ منہ ۹۹۴ منہ ۹۹۵ منہ ۹۹۶ منہ ۹۹۷ منہ ۹۹۸ منہ ۹۹۹ منہ ۱۰۰۰ منہ ۱۰۰۱ منہ ۱۰۰۲ منہ ۱۰۰۳ منہ ۱۰۰۴ منہ ۱۰۰۵ منہ ۱۰۰۶ منہ ۱۰۰۷ منہ ۱۰۰۸ منہ ۱۰۰۹ منہ ۱۰۱۰ منہ ۱۰۱۱ منہ ۱۰۱۲ منہ ۱۰۱۳ منہ ۱۰۱۴ منہ ۱۰۱۵ منہ ۱۰۱۶ منہ ۱۰۱۷ منہ ۱۰۱۸ منہ ۱۰۱۹ منہ ۱۰۲۰ منہ ۱۰۲۱ منہ ۱۰۲۲ منہ ۱۰۲۳ منہ ۱۰۲۴ منہ ۱۰۲۵ منہ ۱۰۲۶ منہ ۱۰۲۷ منہ ۱۰۲۸ منہ ۱۰۲۹ منہ ۱۰۳۰ منہ ۱۰۳۱ منہ ۱۰۳۲ منہ ۱۰۳۳ منہ ۱۰۳۴ منہ ۱۰۳۵ منہ ۱۰۳۶ منہ ۱۰۳۷ منہ ۱۰۳۸ منہ ۱۰۳۹ منہ ۱۰۴۰ منہ ۱۰۴۱ منہ ۱۰۴۲ منہ ۱۰۴۳ منہ ۱۰۴۴ منہ ۱۰۴۵ منہ ۱۰۴۶ منہ ۱۰۴۷ منہ ۱۰۴۸ منہ ۱۰۴۹ منہ ۱۰۵۰ منہ ۱۰۵۱ منہ ۱۰۵۲ منہ ۱۰۵۳ منہ ۱۰۵۴ منہ ۱۰۵۵ منہ ۱۰۵۶ منہ ۱۰۵۷ منہ ۱۰۵۸ منہ ۱۰۵۹ منہ ۱۰۶۰ منہ ۱۰۶۱ منہ ۱۰۶۲ منہ ۱۰۶۳ منہ ۱۰۶۴ منہ ۱۰۶۵ منہ ۱۰۶۶ منہ ۱۰۶۷ منہ ۱۰۶۸ منہ ۱۰۶۹ منہ ۱۰۷۰ منہ ۱۰۷۱ منہ ۱۰۷۲ منہ ۱۰۷۳ منہ ۱۰۷۴ منہ ۱۰۷۵ منہ ۱۰۷۶ منہ ۱۰۷۷ منہ ۱۰۷۸ منہ ۱۰۷۹ منہ ۱۰۸۰ منہ ۱۰۸۱ منہ ۱۰۸۲ منہ ۱۰۸۳ منہ ۱۰۸۴ منہ ۱۰۸۵ منہ ۱۰۸۶ منہ ۱۰۸۷ منہ ۱۰۸۸ منہ ۱۰۸۹ منہ ۱۰۹۰ منہ ۱۰۹۱ منہ ۱۰۹۲ منہ ۱۰۹۳ منہ ۱۰۹۴ منہ ۱۰۹۵ منہ ۱۰۹۶ منہ ۱۰۹۷ منہ ۱۰۹۸ منہ ۱۰۹۹ منہ ۱۱۰۰ منہ ۱۱۰۱ منہ ۱۱۰۲ منہ ۱۱۰۳ منہ ۱۱۰۴ منہ ۱۱۰۵ منہ ۱۱۰۶ منہ ۱۱۰۷ منہ ۱۱۰۸ منہ ۱۱۰۹ منہ ۱۱۱۰ منہ ۱۱۱۱ منہ ۱۱۱۲ منہ ۱۱۱۳ منہ ۱۱۱۴ منہ ۱۱۱۵ منہ ۱۱۱۶ منہ ۱۱۱۷ منہ ۱۱۱۸ منہ ۱۱۱۹ منہ ۱۱۲۰ منہ ۱۱۲۱ منہ ۱۱۲۲ منہ ۱۱۲۳ منہ ۱۱۲۴ منہ ۱۱۲۵ منہ ۱۱۲۶ منہ ۱۱۲۷ منہ ۱۱۲۸ منہ ۱۱۲۹ منہ ۱۱۳۰ منہ ۱۱۳۱ منہ ۱۱۳۲ منہ ۱۱۳۳ منہ ۱۱۳۴ منہ ۱۱۳۵ منہ ۱۱۳۶ منہ ۱۱۳۷ منہ ۱۱۳۸ منہ ۱۱۳۹ منہ ۱۱۴۰ منہ ۱۱۴۱ منہ ۱۱۴۲ منہ ۱۱۴۳ منہ ۱۱۴۴ منہ ۱۱۴۵ منہ ۱۱۴۶ منہ ۱۱۴۷ منہ ۱۱۴۸ منہ ۱۱۴۹ منہ ۱۱۵۰ منہ ۱۱۵۱ منہ ۱۱۵۲ منہ ۱۱۵۳ منہ ۱۱۵۴ منہ ۱۱۵۵ منہ ۱۱۵۶ منہ ۱۱۵۷ منہ ۱۱۵۸ منہ ۱۱۵۹ منہ ۱۱۶۰ منہ ۱۱۶۱ منہ ۱۱۶۲ منہ ۱۱۶۳ منہ ۱۱۶۴ منہ ۱۱۶۵ منہ ۱۱۶۶ منہ ۱۱۶۷ منہ ۱۱۶۸ منہ ۱۱۶۹ منہ ۱۱۷۰ منہ ۱۱۷۱ منہ ۱۱۷۲ منہ ۱۱۷۳ منہ ۱۱۷۴ منہ ۱۱۷۵ منہ ۱۱۷۶ منہ ۱۱۷۷ منہ ۱۱۷۸ منہ ۱۱۷۹ منہ ۱۱۸۰ منہ ۱۱۸۱ منہ ۱۱۸۲ منہ ۱۱۸۳ منہ ۱۱۸۴ منہ ۱۱۸۵ منہ ۱۱۸۶ منہ ۱۱۸۷ منہ ۱۱۸۸ منہ ۱۱۸۹ منہ ۱۱۹۰ منہ ۱۱۹۱ منہ ۱۱۹۲ منہ ۱۱۹۳ منہ ۱۱۹۴ منہ ۱۱۹۵ منہ ۱۱۹۶ منہ ۱۱۹۷ منہ ۱۱۹۸ منہ ۱۱۹۹ منہ ۱۲۰۰ منہ ۱۲۰۱ منہ ۱۲۰۲ منہ ۱۲۰۳ منہ ۱۲۰۴ منہ ۱۲۰۵ منہ ۱۲۰۶ منہ ۱۲۰۷ منہ ۱۲۰۸ منہ ۱۲۰۹ منہ ۱۲۱۰ منہ ۱۲۱۱ منہ ۱۲۱۲ منہ ۱۲۱۳ منہ ۱۲۱۴ منہ ۱۲۱۵ منہ ۱۲۱۶ منہ ۱۲۱۷ منہ ۱۲۱۸ منہ ۱۲۱۹ منہ ۱۲۲۰ منہ ۱۲۲۱ منہ ۱۲۲۲ منہ ۱۲۲۳ منہ ۱۲۲۴ منہ ۱۲۲۵ منہ ۱۲۲۶ منہ ۱۲۲۷ منہ ۱۲۲۸ منہ ۱۲



و شوکت کو جانتا ہے کہ ابھی سرائے اعمال تجھے پہنچے۔ شیخ نے نعرہ مارا۔ یا اھمکم الحالمین اے ابھی یہ کلام طے نہیں ہوئی تھی۔ کہ یکایک لوگوں میں چہ چاہوا کہ ابراہیم پاشا بندر ینبور سے گزر کر بندر جدہ کو متوجہ ہے۔ اور یہی افواہ عوام الناس میں اڑ گئی۔ حتیٰ کہ مسعود مردود نے یہ کلام سنتے ہی مضطربانہ لشکر میں جا کر اپنا فکر کیا۔ اور حضرت شیخ اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔ بعد تحقیق معلوم ہوا کہ اس وقت ابراہیم پاشا ینبور سے کہ مکہ سے آٹھ دن کے فاصلے پر ہے گزرا تھا ادب یہ نہایت تعجب کا مقام ہے۔ کہ اتنے فاصلہ سے مکہ میں یہ خبر کس نے اڑائی تھی، تعجب کی بات کوئی نہیں۔ یہ ادنیٰ کرامت اولیاء اللہ میں سے ہے۔ دیکھئے راقم الحروف فقیر قاضی فضل احمد کہتا ہے کہ شیخ کے کشفی نعرہ نے یہ خبر مکہ معظمہ میں خدا کے حکم سے ظالم کے ظلم سے شیخ علیہ الرحمۃ کے محفوظ رہنے کے لئے اڑائی گئی تھی۔ اور یہ کرامت بعینہ حضرت شیخ عمر علیہ الرحمۃ کی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطبہ جمعہ کی آواز ساریہ کے لشکر میں جو دوسو کوس پر مدینہ شریف سے تھا پہنچائی گئی تھی۔ اور اس میں نکتہ یہ بھی ہے۔ کہ یہ بات ہر دو حضرات بزرگوں کے نام عمر رضی اللہ عنہ کے نام کی مناسبت سے ہے فقط۔

دوسرے روز گردہ شیاطین جدہ کو روانہ ہو کر لبہ دریا خیمہ زن ہوا۔ اور اسی روز ابراہیم پاشا قبل از درود گردہ شیاطین داخل قلعہ ہو گیا تھا۔ اور جہاز واپس کر دیا کہ امیر البحر کو حکم پہنچاویں کہ آدھی رات کے وقت ایک بندر پر کہ جدہ سے چھ کوس پر ہے فوج کو اتارے۔ تو میں قبل از طلوع صبح بندر جدہ پر پہنچا کہ اس گردہ شیاطین پر گولہ باری کرے۔ اور شب شب بطور یلغار لشکر مخالف پر آدھی فوج سے شجوں ڈالے۔ اور آدھی فوج کو لشکر میں رکھے۔ جب کہ یہ گردہ شیاطین فرار ہوں۔ تو ان پر گرا ب مارے۔ الغرض آخر شب کو قلعہ سے چند توپیں اتاری تھیں۔ کہ ادھر سے امیر البحر نے شلک شروع کر دی۔ اور ادھر سے ابراہیم پاشا نے آتش باری ایسی کی کہ ان وحوش نے کبھی ایسا صدمہ نہیں دیکھا تھا۔ رو بفرار ہو گیا۔ ان کے خیمے چھوڑتے ہی ابراہیم پاشا نے جملہ ساز و سامان ان کا غار کر کے تباہ کیا۔ ان مرجوین پر تین طرف سے گولہ باری ہونے لگی۔ ادھر ابراہیم کی ادھر امیر البحر کی ادھر فوج کین گاہ کی۔ اور یہ فراعنہ ملا عنہ بعضے آگ کی راہ سے اور بعضے آب شور کے راہ سے واصل جہنم ہوئے۔ سو راج نکلنے تک میدان صاف ہو گیا۔ مسعود مردود باناکساں سعد و دیگر بڑاں انہاں و خیراں نجد کا راہی ہوا بعد ابراہیم پاشا متوجہ مکہ معظمہ ہوا۔ اور ایک امیر طائف میں مقرر کیا۔ اور کچھ لشکر مدینہ منورہ کو روانہ کیا خود مکہ معظمہ میں پہنچ کر بعد اوائے عمرہ نجد میں جا کر کسی منقش کو ان اشارہ میں سے زندہ نہ چھوڑا۔ اسباب



وسامان جو مکہ معظمہ مدینہ منورہ سے غارت کر کے لے گئے تھے ہر ایک مالک کو واپس کر دیا۔ او علاؤ دہرا  
جو اسباب نقد و جنس نجدیوں کا ہاتھ آیا باشندگان حرم شریف پر تقسیم کر دیا۔ اور جن مساجد کو ان خبیثوں نے  
سہاڑ کیا تھا۔ ان کے لئے حکم تعمیر کا فرمایا۔ انہیں ایام میں صحرائے بادیہ نشینیاں فرقہ زیدیہ نے جو ایک شعبہ  
شیعہ کہتے۔ اور نواح بنو ریمین میں آباد ہے۔ کتاب التوحید کے پہنچنے سے مذہب نجدیوں کا اختیار کر لیا  
چونکہ اس نواح میں بیاعت ضعف حکومت بادشاہ صنعاء کے ان بادیہ نشینیاں نے تجربہ اختیار کیا ہوا  
تھا۔ اور ایک شخص کو امیر المومنین مقرر کر کے محاذ حدیدہ پر کھڑے بندر یمین کے ہیں۔ مسلمانوں سے  
قتال و جدال شروع کیا۔ بادشاہ صنعاء نے سلطان روم کے یہاں عرضی کر کے استفادہ کیا۔ وہاں سے  
بنام ابراہیم پاشا کہ ان ایام میں مقیم حجاز تھا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ ابراہیم نے حسب الحکم سلطان مصر میں  
جا کر نجدیہ زیدیہ کی جمعیت کو متفرق کر دیا۔ پھر جب سلطان محمد غازی سلطان روم جو ارجمت الہی  
میں گئے۔ اور خلف الصدق ان کا سلطان عبدالحجیر خاں زینت فرمائے اور نگ سلطنت کے ہوئے  
توصیفیداران کو بعد از جدو کہ مطیع و منقاد اپنا کیا۔ اور محمد علی پاشا کے تحت سوائے مصر کے اور کوئی  
ملک نہ رکھا۔ اور حکومت حجاز و یمین و نجد و شام وغیرہ کی اس سے اعتراض کر کے دوسری پادشاهوں کو دیدی  
اس اثنا میں فوج محمد علی کی یمین سے روانہ مصر کو ہوئی۔ اور منہوز فوج سلطان یمین میں نہیں پہنچی کہ فرقہ  
زیدیہ نواح محاذ حدیدہ میں ایک شخص کو امیر المومنین کا خطاب دے کر اسی تیرہ تیرہ نجدیہ کو شعار اپنا بنا کر  
اور محاذ حدیدہ پر تاخت کر کے تجارت غارت کر لئے۔ جب یہ فقیر یعنی مولانا فضل الرسول صفا مغفور و میرور  
وہاں پہنچا تو حکومت ان حضرات کی تھی۔ آدمی صحرائی نظم و نسق سے واقف فقیر کو امیر المومنین مقرر کرنے کے  
واسطے یاد کیا۔ مرض قرحہ مثانہ تھا۔ میرے علاج سے شفا پائی۔ اب سنا گیا کہ سلطانی فوج کے پہنچنے سے صحرائی  
صحرا کوچلے گئے۔ ایک فرقہ حاجیہ کہیا صید کہتے ہیں مسقط کی اطراف میں یہ مذہب اختیار کر کے ایک شخص  
کو امیر المومنین خطاب دے کر سرگرم قتل و غارت کا ہوا۔ چند جہازہ حاجیوں کے اور تاجروں کے  
غارت کئے۔ دریائی راستہ میں بڑا فتنہ برپا کیا۔ امام مسقط سعید نام بڑا ہوشیار اور بے تعصب آدمی  
تھا اور روادار مذہب کسی تنفس رعیت و مسافر کا خواہ کسی ملت و مذہب کا ہو نہ ہوتا۔ انکی قرار و قیاسیہ  
میں ایسا لگا کہ اثر و نشان اس طائفہ کا وہاں نہ چھوڑا۔ انفرض آج ہر عرب حجاز و شام و یمین وغیرہ میں ہر چند  
صحرائیوں زیدیہ کے کہ اطراف سواحل یمین میں نشان ان کا ہے۔ اور کوئی صاحب اس مذہب کا نہیں  
حرمین شریفین اور جملہ بلاد اسلامیہ متعلقہ ممالک روم و شام و مصر میں بغیر ترقیہ گزرا ان خبیثوں کا محال  
ہے، یہ کیفیت نجدیہ عرب کی بموجب تاریخ محمد بن نصر شامی کے مختصر لکھی گئی ہے۔ بلفظ صفحہ ۲ سے



۱. تک۔ شوارق صمدیہ۔ ترجمہ شوارق محمدیہ :

## دہابیہ نجدیہ ہندوستان کے حالات

اب حقیقت شیوع اس فرقہ ضالہ کی خطہ ہندوستان میں یہ ہے۔ کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب  
 اخیر عمر میں اپنی سب جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو بکثرت تھی اپنی بیوی اور نواسوں کو ہبہ کر کے ان کو  
 قابض اور متصرف کر گئے۔ اور مولوی اسماعیل برادر زادہ ان کا سربراہ ہو کر با اتفاق مولوی عبدالحی نامی  
 شاہ صاحب مرحوم کہ انہیں دونوں میں تو کبریٰ کچہری ضلع میرٹھ سے موقوف ہو کر دہلی میں پہنچے تھے  
 سید احمد مرید شاہ صاحب کو پیر و مرشد اپنا بنا کر سیر و سیاحت کرنے لگے۔ اور اپنے پیر و مرشد کے  
 کمالات کے اظہار میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اپنی کتاب صراط مستقیم میں ان کو شاہ جناب سالت مآب  
 کے کیا۔ یعنی سید احمد جبلت اور فطرت میں شاہ جناب سالت مآب کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی سبب  
 لوح و فطرت ان کی نقوش علم رسمیت اور تحریر و تقریر سے مصفی رہی ہے۔ اور یمن بیعت شاہ صاحب  
 کے کمالات طریقہ نبوت کے کو مجملاً ان کی طبیعت میں پہلے ہی مندرج تھے۔ یہ تفصیل و شرح نام ہوئے  
 اور مقامات ولایت بخوبی جلوہ گر ہوئے۔ اور تین خدایا حضرت رسالت مآب نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان  
 کو خواب میں کھلائے۔ بعدہ جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بدست مبارک خود غسل دیا۔  
 اور حضرت قاطنہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے لباس فاخرہ پہنایا۔ اس سبب کمالات طریقہ نبوت ان میں  
 نہایت جلوہ گر ہوئے۔ اور حق تعالیٰ بلا واسطہ متکفل ان کے حال کا ہوا۔ حتیٰ کہ ایک دن خدا تعالیٰ  
 نے دایاں ہاتھ ان کا اپنے ہاتھ میں لے کر اور کچھ انوار قدسی پیش آنحضرت کے کیے فرمایا۔ کہ تجھ کو یہ دیا  
 اور بہت کچھ دینگے حتیٰ کہ ایک شخص بخوابش بیعت خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شاہ سید احمد صاحب نے  
 جناب باری سے استفسار کیا۔ اس معاملہ میں آپ کو کیا منظور ہے۔ حضور سے حکم آیا جو شخص تیرے  
 ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ گو لکھو گھبراؤ می ہوں ہر ایک کو میں کفایت کروں گا۔ الخ۔ بلفظ صفحہ ۱۰ سے  
 ۱۲ تک اصراط مستقیم کا مضمون) : آخر سید احمد صاحب داعی اجل کو لبیک کہ کر سد ہائے اندر اٹھائے  
 دورہ میں کتاب التوحید نجدیہ کی مولوی اسماعیل کے ملاحظہ میں گزری محکم کل جدید الذیذ ہر تی چیز  
 مزیدار ہوئی ہے۔ پسند کیا۔ اور طرز و عطا کی اس پر ڈالی۔ اور صرف قلیل کتاب تقویۃ الایمان نام کے  
 ہندی ترجمہ کر دیا۔ اور ان کے خلفاء اور امتداد و درویشوں کے تحریک فساد کی کرنے  
 لگے۔ اور ایمان اپنا اعتقاد کر کے اس کتاب پر منحصر کیا۔ اور اس کتاب کو فاروق اور بابہ الامتیاز







مسجد دہلی میں کیا۔ اور مسائل تنازع میں مباحثہ کر کے الزام دیا۔ اور ایسا مغلوب عاجز کیا کہ ان کی غلطی سب پر ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور نیز مولوی مفتی صدرالین صنامرحوم فہمائش کر کے مولوی اسماعیل کو راہ راست پر لائے۔ اور ان سے اقرار کرالیا کہ ہم نے اب تحقیق کی اور اقرار طفریط کو چھوڑا سوا د اعظم کے مخالف سے منہ موڑا۔ اور یہ بات عام و خاص پر جامع مسجد میں شائع و ذائع ہو گئی۔ مگر یہ حضرت بعد اقرار و اقبال کے پھر گئے۔ مگر فتوے مسائل نزاعیہ کا مہر و دستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہو گیا۔ اور انہیں ایام میں مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے اسماعیل پر تاخت کی یعنی شفاعت کے مقدمہ میں جو کچھ مولوی اسماعیل سے سرزد ہوا۔ اس پر گرفت کی۔ اسماعیل نے ابتداً کچھ حرکت مذہبی کی۔ انجام کار جواب عاجز ہوا۔ اور کتا تحقیق الفتوے فی ابطال الطغوی (تصنیف مولانا فضل حق صاحب مرحوم) رافع جملہ اوہام مزین مہر و دستخط علامہ اعلام اطراف و اکناف میں شائع ذائع ہو گئی۔ اس سبب مشورث و طغیان اس عصیان کا کچھ کم ہوا۔ اور واعظین دین جدید نے بھی لگام تو سن کلام کی کھینچی۔ اور مجلس و عظم میں بجائے شدت کے رفقا و ریسین کو کام فرمایا۔ اور قال و قیل میں بات تاویل کا مفتوح کیا۔ گویا یہ فتنہ بیخ سے برکنہ ہو گیا۔ اب اس دین جدید نے رنگ اور پیدا کیا۔ کہ مولوی اسماعیل نے وعظ غزا کا شروع کیا چونکہ یہ بات پسند خاطر عوام اہل اسلام کے تھی۔ تو ہر کسی نے جان و مال سے حاضر ہو کر خدمت کی۔ جب کچھ جمعیت پیدا ہو گئی۔ تو افغانستان پر پہنچے۔ سید احمد صاحب کو امیر المومنین سے ملقب کیا۔ قوم افغاناں کو جو راہ خدا میں اپنی جان و بی عزیز از جان سمجھتی تھی۔ دل و جان سے ان کے مطیع ہوئے۔ اور ان کے اوعا کرانا کے باعث زیادہ تر اجماع ہو گیا۔ منجرا کرامات اور پیشگوئیوں کے یہ بیان کیا کہ فلاں سال فلاں ماہ فلاں تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفار دست خاص امیر المومنین سے مارا جائے گا۔ اور نماز عید کی فلاں سال مسجد لاہور میں پڑھیں گے۔ اور فلاں فلاں ملک تصرف میں آئے گا۔ اور فلاں سال اخراج نصارا کے ہندوستان سے ہوگا۔ ایسے ہذیانات غیر منتہائی کے سبب لوگ فریفتہ ہو گئے۔ آخر کار بجز و تلافی صفیں اور شروع مقاتلہ اور چلتے توپ اور تفنگ کے امیر المومنین سارے مجاہدین کے ساتھ منہزم ہوئے۔ اور ہزار ہا فرارین الزحمت اختیار کی سکھوں سے بھاگنا سب یا وہ گونیوں کا مبطل ہوا۔ غرض سکھوں سے بھاگ کر اور پشاور یوں سے ہندوستان ہو کر پشاور پر حکم جہاد کا جاری کیا۔ اور مسلمانوں کا قتل و غارت کیا۔ یعنی کیا۔ ہنوز فوج سکھوں کی پشاور پہنچی نہیں کہ فقط آمد آمد فوج بے اشتغال قتال کے پشاور کو چھوڑ دیا اور پشاور کو چلے گئے۔ پشاور کے آدمی دیندار تھے سب مطیع ہو گئے اور جان و مال سے حاضر ہوئے پس جب ان میں تھوڑی سی طاقت ہوئی تو دوست و رازی شروع کر دی۔ اور احکام دین جدید کے



عے الا اعلان جاری کر دیے۔ ہر چند رسول نے قہار کی مگر کارگر نہ ہوئی۔ ناچار انہوں نے مجبور ہو کر اتفاق کیا کہ ہم نے سکھوں پر جہاد کے واسطے ان کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ لیکن یہ لوگ تو ہم سے وہ معاملہ کیا چاہتے ہیں جو کفار سے کیا جاتا ہے۔ سکھوں سے فرار ہونے ہیں اور جان و مال مسلمانوں پر ایسی دلیری کرتے ہیں انکو دفع کرنا چاہتے۔ چنانچہ ان کے علماء و رؤسا کو کہلا بھیجا۔ لیکن انہوں نے شنا۔ افغانوں نے ایک ہی دفع تمام ستعین آدمیوں کو جا بجا قتل کر ڈالا۔ اور فتح خاں رئیس پتیار کو کہ وزیر امیر المومنین قرار دیا جا چکا تھا ان کے طور پر کہنے لگا۔ کہ میں اس دن کے واسطے کہا کرتا تھا کہ تجا و زحدا عتال اور تعرض کرنا ناموس اور جان و مال اور اظہار کرنا احکام دین جدید کا مناسب نہیں ہے۔ اور کام ہاتھ سے جاتا رہا سارا لشکر ہی معاملہ بگڑ گیا۔ تدارک ان کا محال ہے۔ لیکن تم کو اس معرکہ سے بحفاظت تمام پہنچا سکتا ہوں۔ بعد فرد ہونے اس نادرہ فساد کے جو کچھ ہونا ہے ہوگا۔ چنانچہ امیر المومنین اور مولوی اسماعیل کو پتیار سے باحیاط تمام نکال کر اپنے ملک میں لایا۔ اور استمالت قلوب افغانوں میں مشغول ہوا۔ عین فرار میں امیر المومنین پر دھاوا کیا بعض کہتے ہیں کہ افغان تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سکھ تھے۔ واللہ اعلم۔ اور وہ صدیقینا مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اٹھایا۔ کیونکہ ان حدود میں سکھوں کا وجود نہیں تھا۔ ان سب کو راہ فنا دکھلائی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ ملک پتیار سے بھاگ آئے تھے۔ اب اتباع سید احمد کے مذاہب متعبد ہو گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ اگر اپنے وعدوں کو پورا کریں گے۔ اور بعض معتقد ہیں کہ فلاں پہاڑ پر زندہ ہیں۔ مگر خلفت پوشیدہ ہیں۔ اور جس سے ان کا جی چاہتا ہے اس پر ظہور کرتے ہیں۔ اور اس کو بشارتیں بھیجتے ہیں۔ اور اکثر ان کے آنے کا یقین رکھتے ہیں۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ ان کا ظہور اور اثبات مرگ سید احمد کے کفر ہے جو اس بات کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے۔ بالغرض یہ احمد اور اسماعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرد ہوا اور ان دن دین جدید میں کمال ضعف آ گیا۔ کتاب تقویت الایمان گویا مستورا اور پوشیدہ ہو گئی امہات قواعد اصول اس کے مسائل کے کتاب ایہ مسائل اور اربعین میں جلوہ گر ہوئے۔ کل حال وہابیوں کا ہندوستان میں یہ تھا جو لکھا گیا۔ بلفظ صفحہ ۱۰ سے ۸ تک (۳) کتاب فریاد المسلمین مصنف منشی محمد حسین صاحب رئیس قصبہ نہٹور ضلع بجنور مطبوعہ مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۹۶ء

## خلیفہ سید احمد اور مولوی اسماعیل کا ابتدائی حال

عرصہ تخمیناً ساٹھ برس کا ہوا ہوگا کہ سید احمد موضع تکیہ ضلع رے بریلی ملک اودھ کے رئیس



سید حسنی شریف خاندانی عمر میں نوجوان جن کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیدائش ان کی تسلیم بحری کی تھی اور طبیعت ان کی آغاز سن تیز سے علم فقیری کی طرف مائل اور شامل تھی۔ اپنے وطن عالیہ سے روانہ ہو کر مزار ہائے اہل اللہ کی زیارتیں کرتے کرتے سہارنپور ہوتے ہوئے دلی پہنچے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے مرید ہو کر ٹونک چلے گئے۔ نواب امیر خاں مرحوم والی ٹونک کی سرکار میں اردلی سواروں میں نوکر ہو گئے۔ تین سال تک نوکری بھی کی۔ اور فقیری کے شوق میں عبادت اور پیری مریدی بھی کرتے رہے۔ بعد میں سال کے یہ دعوے کیا کہ مجھ کو خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ میں تمام ملک ہندوستان کو تسخیر کروں گا اور بادشاہ بنوں گا۔ اس لئے جہاد کا خیال ان کے دل میں پختہ ہو گیا۔ ۱۲۳۲ھ میں نوکری چھوڑ کر دلی میں تشریف لائے۔ اور اپنے پیروں سے ملے۔ ان کی تشریف آوری سے پہلے شہر دہلی میں یہ معاملہ اور مختصر درپیش تھا کہ مولوی اسماعیل ہمشیرہ زادہ مولانا عبدالعزیز خرد سالی کی عمر میں مولویت کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ یہ نوجوان مولوی بڑے ذہین اور منطقی تھے۔ طبیعت سپاہی مزاج غصہ ناک بیباک آدمی تھے۔ انہیں دنوں ایک کتاب شیخ عبدالوہاب نجدی کی تصنیفات کا انتخاب بھی سے دہلی میں آئی چونکہ عبدالوہاب مسطور ملک عرب کا باشندہ زبان دان تھا مولوی اسماعیل ان کی نصاحت بلاغت پر قریب ہو گئے۔ اس کے کچھ مسائل انتخاب و اخذ کے علمائے دہلی حنفی مذہب سے چھڑ چھاڑ شروع کر دی انہوں نے اس کو ایک خرد سال تمام خیال سمجھ کر ان سے بحث نہ کی۔ مگر مولانا عبدالعزیز سے ان کی بے اعتدالی کے شاک کی ہوئے۔ مولانا موصوف نے کچھ رنجیدہ خاطر ہو کر مولوی اسماعیل کو پیغام بھیجا کہ میری طرف سے کہو اس لڑکے نامراد کو کہ جو کتاب بھی سے آئی ہے۔ میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقاید صحیح نہیں۔ بلکہ بے ادبی بے نصیبی سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں آج کل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم ابھی نوجوان بچے ہو ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب نے ان کی قہمائش اور ناراضگی کا کچھ خیال بھی نہ کیا۔ سب سے اول اپنے خاندانی علماء کو ہی مناظرہ کا پیغام دیا۔ وہ فکر مند ہوئے کہ کیا کیا جائے۔ اگر مناظرہ قبول کرتے ہیں تو یہ عزیز دست بقبضہ ہے۔ خدا جانے کیا صورت پیش آئے اور جو نہیں قبول کرتے ہیں تو وہ فتح کا نقارہ بجا کر اور زیادہ تنگ کریں گے مشورہ کر کے تحریری مناظرہ قرار دیا گیا۔ اور مولوی اسماعیل کو زک حاصل ہوئی۔ اس وقت تک مولوی اسماعیل شہید کسی کے مرید نہ تھے۔ اور یہ بھی ان کو معلوم ہو گیا کہ کئی معلومات علم تصوف کی وجہ سے ہم کو زک اٹھانی پڑی۔ پھر یہ بیت کرنے کے فکر میں ہوئے۔ مولانا عبدالعزیز نے فرمایا کہ اگر پیر کی تلاش ہے تو خلیفہ سید احمد کے مرید ہو جاؤ۔ مولوی اسماعیل خلیفہ صناع کے مرید ہو گئے (خود اپنا مرید نہ کیا) ان دنوں خلیفہ صاحب



کی حرارت قلبی کثرت ذکر اللہ سے بڑھی ہوئی تھی۔ مرید ہوتے ہی مولوی صاحب کا ایسا اعتقاد بڑھا کہ جب خلیفہ صاحب شہر کے سیر کو سوار ہوتے مولوی صاحب ان کی رکاب پکڑ کر بجائے سائیس کے کوسوں تک ایسے دوڑتے کہ سر کا پسینہ پاؤں پر ٹپکتا تھا۔ خوابوں اور الہاموں اور بشارتوں اور کرامتوں کے چرچے نے یہ ترقی پکڑی کہ ہر روز عید ہا مرید چلے جاتے تھے۔ خلیفہ صاحب ایک بزرگ اہل اللہ مشائخ سپاہی مزاج آدمی تھے۔ ان کو علم رسمی حاصل تھا۔ عالم بے تحریک نہ تھے۔ نہ کوئی انہوں نے تازہ اجتناب کیا۔ مگر یاں مولوی اسماعیل عالم میث تھے۔ اول انہوں نے کتاب صراط مستقیم لکھی۔ اور مسائل تصوف کی قوت اور فطر عقیدت کے جوش میں آکر پیر کے مرتبہ اور کشف و کرامت کو ابنیاء علیہم السلام کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ اور انہیں مولوی صاحب کی وجہ سے کہ صفت درویشی کے ساتھ علمائی صفت شامل ہو گئی۔ پیری مریدی کے سلسلے نے ایسی ترقی اور رونق پکڑ لی کہ فقیری اور امیری دونوں کے آثار نمایاں ہو گئے۔ بلفظ صفحہ ۹۰ سے ۹۳ تک :

## فرقہ پنجم محمدیہ عامل بالحدیث کے ایجاد ہونے کا ذکر

اس وقت مولوی اسماعیل نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد اس پیراہ پر رکھی کہ ائمہ اربعہ کے اتباع اور تقلید کو بھی بظاہر قائم رکھا۔ اور پانچویں امامت اپنے پیر کے نام ایجاد کر کے نام فرقہ کا فرقہ پنجم عامل بالحدیث رکھا۔ اور اسی فرقہ پنجم میں مرید کہنا شروع کر دیا چونکہ علمائے دلی سے مخالفت ہو چکی تھی اور وہ ان کے فرقہ پنجم کو تسلیم نہ رکھتے تھے۔ بدعتی اور کراہی کے خطاب بھی طرفین سے لینے دینے شروع ہو گئے تھے ایسے ہی مرید بھی ہم عمر مل گئے۔ الہامی خوشخبری کی امید بھی دلوں میں سمائی ہوئی تھی اب یہی مصلحت قرار پائی۔ بلفظ صفحہ ۹۳ :

## خلیفہ سید احمد اور مولوی اسماعیل کے عزم جہاد کا ذکر

کب وطن میں ہو گی اپنے جوہر معنی کی قدر  
لعل قیمت کو پہنچا ہے بدخشاں چھوڑ کر

آخر انہوں نے اولوالعزمی اور خروج پر کمر باندھی۔ اور بہت مریداں کی جمعیت سے دلی چھوڑ کر لکھنؤ پہنچے۔ ہر منزل میں مریدوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ شہر لکھنؤ میں ایک عالم بزرگ نقشبندیہ مولوی نعیم اللہ صاحب مزار مظہر جانناں کے مرید بڑے کمال مشہور تھے۔ ان سے یہ مولوی صاحبان ملنے گئے۔ اثنائے گفتگو میں یہ ذکر کیا کہ چاند مہب تو قدیم سے ہندوستان میں چلے ہی آتے ہیں۔ مگر ہم نے



دریو لاپانچواں فرقہ محمدیہ جو بزرگیا ہے جس کا نام عامل بالحدیث رکھا ہے مولوی نعیم اللہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بھلا یہ صاحب یہ چار طریقے چار مصلے جو کعبہ اللہ قدیم سے چلے آتے ہیں۔ کیا آپ کی دانست میں یہ محمدیہ نہ تھے جو آپ نے پانچواں فرقہ ایجاد کیا مجھے تو نتیجہ اور انجام اس فرقہ کا سوائے تفرقہ باہمی اہل اسلام کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کا جواب مولوی اسماعیل نے بجز خاموشی اور کچھ نہ دیا اسی زمانہ میں مولانا عبدالرحمن ولایتی صوفی لقب خاص شہر لکھنؤ میں مقیم تھے۔ ان کی کشت و کرامت کی اس زمانہ میں بہت شہرت تھی۔ مولوی اسماعیل بحث مباحثہ کے ارادہ سے ان سے ملنے گئے۔ مگر کہتے ہیں۔ کہ صوفی صاحب کا تصرف غالباً با بحث شروع کرنے سے باز رہا۔ رخصت کے وقت مولوی اسماعیل صاحب نے فرمایا۔ کہ فرنگی محل کے مولوی بہت گمراہ ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ جس وقت کلکتہ سے واپس ہوں گا ان گمراہوں سے جہاد کروں گا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نے جواب دیا کہ صاحبزادے جو اس قسم کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ مڑ کر نہیں آتے۔ پید صاحب بزرگ اہل اللہ تھے۔ اور مولوی اسماعیل صاحب کی تازہ تحصیل اور طاقت زبانی اور وعظ گوئی اور خوش بیانی میں وائی ایک تسحر کا عالم تھا۔ لکھنؤ کے وزیر نے ان کی واعظانہ گفتگو سن کر اور اولوالعزمی کی طرف خیال کر کے پچیس ہزار کی رقم نذر پکڑی دیگر امرا یاں لکھنؤ نے اتنا دیا۔ کہ قریب ایک لاکھ کے ہو گیا۔ فرنگی محل کے مولویوں نے اعتراض کیا۔ کہ یہ سب روپیہ ناجائز ہے۔ مولوی اسماعیل نے جواب دیا۔ کہ ہاں ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ مال رشوت کا ہے۔ مگر ہم نے اپنی ذات خاص کے واسطے نہیں لیا مساکین اور غربا کے کام آئے گا (مرزا قادیانی کی طرح) لکھنؤ سے چل کر عظیم آباد پہنچے۔ وہاں بھی کچھ فتوح حاصل ہوئی۔ ہزار ہا مرید ہوئے۔ اور ایک لخت اس فقیرانہ گروہ کا امیرانہ ٹھاٹھ ہو گیا۔ بظاہر ایک شکر کی سی صورت بن گئی :

## حکام کہنی کی پیش بندی اور خلیفہ صناع کا عزم پشاور

آدم برسر مطلب کہنی کے منجر لگے ہوئے تھے۔ صاحبان اضلاع کو اشتباہ ہوا۔ کہ شاید ان

لے یہ سب روپیہ ناجائز الخ نذر کے قبول میں کچھ تمیز حلال و حرام کی نہ تھی۔ فاحشہ نڈیوں کے بھی ہشکش لینے میں تال نہ تھا۔ یہاں تک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں چنانچہ بنارس کا رزیدنٹ اگتس بروک نام اس کے گھر میں ایک فاحشہ تھی بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور مرید ہوئی۔ دس ہزار روپیہ نذر لکھے۔ اور اس کے مرید ہونے سے رزیدنٹ نے بہت حاطرداری کی۔ یہ صاحب نے اس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا۔ راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا۔ بلفظ کتاب سید الجبار

موقف مولانا فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی صفحہ ۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰ منہ



مولویوں کا ارادہ ملک گیری ہو۔ فوراً انتظام کر لیا۔ خاص شہر کلکتہ میں اس جمعیت عظیم کو نہ گھسنے دیا۔ فوراً ولیم قلعہ کے میدان میں لے جا کر فروکش کیا۔ قلعہ کی توپوں کا منہ بھی دکھا دیا۔ اس جگہ کچھ تھوڑی فتح حاصل ہوئی۔ کیونکہ نامی امیران کی ملاقات سے کنارہ کش رہے۔ ۱۲۳۲ھ ہجری سے ۱۲۳۲ھ ہجری تک ان کا گروہ سات آٹھ برس تک ہندوستان میں سیر و سیاحت کرتا پری مریدی کو ترقی دینا رہا ہندوستان کے حنفی علما نے اس مذہب جدید سے موافقت نہیں رکھی۔ بلکہ مخالف ہی بنے۔ اس وقت میں اس گروہ کو یہ بھی یقین ہو گیا۔ کہ ہندوستان میں جس قدر رئیس ہندو اور مسلمان باعتبار ہیں۔ وہ کمپنی کے مدگار ہیں لہذا انگریزی عمل داری میں خدج غیر ممکن ہے۔ اس لئے ۱۲۳۲ھ میں چار پانچ ہزار مسلمان کو ساتھ لے کر بھٹی گئے۔ بھرتھ کے ملک سے ہوتے ہوئے پشاور پہنچ گئے۔ ان دنوں ملک پشاور میں امیر دوست محمد خاں صاحب بہادر مرحوم کی عملداری کمزور اور بے بندوبست تھی۔ یار محمد خاں بھائی امیر صاحب کا نام لے کر گھوڑوں کی فوج اس کے ملک میں بھاڑ کر پھرتی تھی۔ وہاں اول تو ناظم پشاور اس قافلہ علمائے ہندی کو واعظان دین سمجھ کر کچھ مزاحم یا معاون ان کا نہ ہوا۔ پھر بری مریدی کے طریق سے اپنے گروہ کو تقویت دینے لے۔ اور ملکی جبرگوں کو اپنے مریدوں میں داخل کرتے رہے۔ مگر ان کی عداوت جیل سے خلیفہ صاحب کو علم نہ تھا۔ ایک گروہ عظیم کے بھروسہ پر جولا کھا آدمی سے زیادہ تھا۔ سلطان ہو کر لپ شیروں کی صلاح سے خطاب امیر المؤمنین قبول کیا۔ اپنی خلافت شرعی کی کارروائی شروع کر دی۔ اور شاہ بخارا اور امیر کابل کو اپنی استعانت کے بارہ میں مراسلہ روانہ کئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کو دعوت اسلام کا پیغام دیا۔ امرائے نامدار اور علمائے اہل ہند کو مطلع کیا۔ کہ امیر المؤمنین سے بیعت حاصل کرو جب کوئی امیر مسلمان اور عالم پنجاب کا ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ تب انہوں نے ان کی تکفیر کا فتوے جاری کیا۔ اس فتوے تکفیر کے اجرا سے تمام ملک پنجاب کے امیر اور علمائے اراض ہو گئے۔ اور جواب لکھے کہ تم وہابی مذہب ہو تم سے بیعت کرنا روا نہیں۔ الخ۔

## جرگہ یوسف نے کیسا اتھ جہاد اور مولوی اسماعیل کی شہادت

راحم المحروف مسلمانوں پر فتوے جہاد دینے والا مسلمان نہیں۔ اور مفتی اگر اس لڑائی میں مارا جائے تو شہید نہیں۔ بلکہ حرام موت ہے، اب خلیفہ صاحب کی خلافت کی صنف کا یہ بظہور میں آیا۔ کہ جرگہ یوسف زنی میں جن کے علاقہ میں ساٹھ ہزار بنو وق تھے۔ لیکن یہ دستور ناقص قائم سے جاری تھا کہ اپنی دختروں کا نکاح بدون خاطر خواہ رد پہ لے کر کرتے تھے جس سے ان کی لڑکیوں کی عمر جوانی ضائع



ہو جاتی تھی۔ تب کہیں نکاح کی نوبت آتی تھی۔ خلیفہ صاحب نے شرعی حکومت کے روز سے ان کی لڑکیوں کا نکاح حکماً کرانا چاہا۔ بلکہ دس بیس لڑکیوں کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرانے اور خود بھی برصا مندی سرداران جرگہ اپنے دو نکاح کئے۔ مگر وہ جرگہ ان سے سرکش ہو گیا۔ اور مدت تک ان پر جہاد ہوتا رہا۔ بہت کچھ جدال و قتال کی نوبت پہنچی۔ مگر وہ ان سے مغلوب نہ ہوا۔ ایک روز بہت سی ملکی جمع کر کے مولوی اسماعیل صاحب خود ان کے مقابلہ کو گئے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی مولوی صاحب کی پیشانی پر گولی لگی۔ اور شہید ہو گئے۔

ع کارما آخر شد و آخر زما کارے نشد

ان کے شہید ہوتے ہی غازی پسپا ہوئے۔ یوسف زئی خاطر خواہ فتح یاب ہوئے۔ خلیفہ کے مال و جان کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ پھر وہاں ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ خلیفہ صاحب بیدل ہو کر فرمایا جو دو لہا برات کا تھا۔ وہ مارا گیا۔ اب امید کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی۔ بلفظ صفحہ ۱۰۲۔

اکبر خاں سوار راجپوت مسلمان باشندہ قصبہ حسین پور ضلع مظفرنگر جو سکھوں کے استیازی سواروں میں نوکرا اور اس لڑائی میں شامل تھا۔ اس کا یہ بیان چشم دید ہے۔ تین پلٹن پیدل اور دو رسالہ سواروں کے اور ایک توپ خانہ تھا۔ جب مخبروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لاکھ آدمی ملکیہ پھر جمع ہو گیا ہے۔ کمان خسر کنور شیر سنگھ صاحب تھے۔ خلیفہ صاحب نے جنگ شروع کر دی اور اسی ہزار (۸۰۰۰) آدمی لیکر بالاکوٹ پر حملہ کیا۔ اور فوج سکھ پانچ ہزار تھی۔ خلیفہ صاحب نے حساب لگا کر سولہ سو لاکھ مسلمانوں کے حصہ میں ایک ایک سکھ آتا ہے۔ جھپٹ کر مار لو۔ اپنی جاے فرد گاہ سے جو چھ کو س کے فاصلہ پر تھا۔ پیدل آدمیوں نے دبا دیا۔ خلیفہ صاحب ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھے۔ سکھوں نے دو رہن سے دیکھ کر کہا۔ کہ میاں جی جنگی قانون سے ناواقف ہے۔ ہماری فتح ہے۔ کہ پیدل فوج دم توڑ کر رہ جائے گی۔ سوایا ہی ہوا۔ کچھ پیدل جوان پہنچے۔ اور کچھ راستہ ہی میں بیدم ہو کر رہ گئے۔ سکھوں نے توپوں کو چلانا شروع کیا۔ ایک ایک چہرہ دس دس آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ اور خلیفہ صاحب کے پیٹ میں بھی ایک چہرہ لگا۔ وہیں شہید ہو گئے۔ مولف کتاب فریاد المسلمین لکھتا ہے (ایک نانہ اسلام کی یادری اقبال کا وہ تھا۔ کہ پنتالیس ہزار عرب نے چھ لاکھ فوج ہر قل شاہ روم سے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی اور ایک نانہ ہے کہ پانچ ہزار پر اسی ہزار نے حملہ کیا۔ اور شکست کھائی (صرف شکست ہی نہیں بلکہ امیر المومنین بھی اپنا مرد الیاء پدراقم الحروف کہتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ فوج اسلام عرب خالص اسلام تھا۔ اس لئے بموجب حکم خداوند تعالیٰ کہ من فئۃ قلیۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کے حکم کے وہ گروہ اللہ تعالیٰ کا گروہ تھا۔ جو بحکم خداوندی۔ ان حزب اللہ ضد الغالبون



فتح یاب ہوا۔ اور یہ گروہ دہابیوں کا اسلام میں داخل ہوا تھا اسلئے انہی ہزار نے پانچ ہزار سے شکست کھائی اور بنوئی امیر المومنین بھی بیچا سے دو بیویوں کو چھوڑ کر وہیں لپکت لپکت سے اور یہ بھی ٹھیک پتہ نہیں کہ وہ چہرہ کی مسلمان کے ہاتھ سے لگا۔ یا کسی سکھ سے کیونکہ سکھوں کی فوج میں مسلمان بھی تھے۔ ان مسلمانوں نے خلیفہ صاحب کی لعن کو مقتولین میں شناخت کر کے کنور صاحب کے پاس درخواست کی کہ ان کا تجہیز و تکفین ہم کریں گے۔ کنور صاحب نے منظور کر کے خود ایک دوشالہ رنگ سیاہ لے کر کہا کہ یہ ہماری طرف سے ان کے جنازہ پر ڈال دو۔ کہ انکی عزت ہو تب خلیفہ صاحب کے جنازہ کی نماز پڑھ کر بالا کوٹ کے نشیب میں دفن کر دیا۔ ملخصاً صفحہ ۱۰۳ سے ۱۰۴ تک +

### اعتمادات متعلقہ وفات خلیفہ صاحب

سب۔ بعضے علماء اور معتقد خلیفہ صاحب کے اب تک خلیفہ صاحب کو زندہ بتلاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب مردان غیب کی طرح آنکھوں سے غائب ہیں، اور پھر ظاہر ہو کر آئے ہیں۔ ج۔ جو لوگ خلیفہ صاحب کو زندہ مانتے ہیں، وہ نادانانہ قفیت کے سبب دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں مگر منجملہ ان کے ایک چھوٹا گروہ نیم مقلد اور نیم غیر مقلد دہابیہ دیوبندیہ ہے اس نے خلیفہ صاحب کا شہید ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ اور جو دوسرا گروہ بہت بڑا ہے وہ اس کے مولوی خلیفہ کی حیات کے بارہ میں عجیب عجیب قسم کی کارروائیاں کرتے رہے ہیں جس کا مختصر حال یہ ہے +

### جھوٹ اور فریب کی کارروائی اور خلیفہ سید احمد کا لکڑی کا بت یا بتلا

بنا کر اور کپڑے پہنا کر پہرہ پہنا کر رکھا جانا۔ خلیفہ صاحب کی شہادت سے دو سال بعد مولوی محمد قاسم نامی اوسط ہند سے کچھ مجاہد اپنے تھانے لیکر تنہا کے پہاڑوں اور ہزارہ کے سرحدی علاقہ میں آئے، خلیفہ صاحب مرحوم کے جانشین امیر المومنین بنے، اور مولوی عبدالقادر سے مشورہ کر کے خلیفہ صاحب کی مہر بنوا لیا اس کے ذریعہ سے اپنے گروہ کے مولویوں کو اس مضمون کے خط لکھے کہ ہندوستان میں مشہور کریں کہ خلیفہ صاحب اب تک زندہ ہیں، اور خیریت کی ضرورت ہے، مسلمانان معاونت کریں، اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالحق صاحبان بنارس فرامی چندہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔







جنگ کی وجہ سے اسی ہزار مسلمانوں کو پانچ ہزار فوج سے قتل کرادیا، اور آپ بھی اسی میدان میں ایک ہی چہرہ دکھا کر رہ گئے اسی ایسی دینی خدمات سے شہادت نہیں ملتی بلکہ موت ہی غیر صحیح ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ومن یقتل مومنًا متعمداً فجزاؤہ جہنم خلدًا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنتہ واعدلہ عذاباً عظیماً، یعنی جو کوئی شخص مسلمان کو قتل عمداً کرے، تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا، اس میں ہمیشہ اور اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوا، اور اس کو لعنت کی ہے اور تیار کیا اس کے لیے بڑا عذاب، پس جب یہ حال ہے، تو شہید ہونا محال ہے، آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۲۲ سطر ۱ میں اس طرح لکھتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المؤمن فسوق وقتلہ کفر بلفظہ یعنی فرمایا کہ مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا مومن کا کفر ہے، پس آیت شریف آپ کے گھر کے قتل سے ہی ان پر کفر ثابت ہے، پھر جو لوگ انکو شہید کہتے ہیں، وہ قرآن شریف و حدیث شریف کی منکر ہیں اور

پس

## مولوی عبدالحق بناری خلیفہ سید احمد کا حال

مولوی عبدالحق نامی بناری نے اپنے آپ کو خلیفہ سید احمد کا خلیفہ ظاہر کر کے ایک نیا فرقہ اسی فرقہ میں سے اور نکالا، اور اپنے مریدوں کو جا بجا بھیج کر یہی مشہور کیا کہ خلیفہ صاحب ستخانہ کے پہاڑوں میں زندہ ہیں، خرچ کی ضرورت ہے، اس تجویز سے ہزار ہا روپیہ تحصیل کر کے ہجرت کی بناری ٹھگ مشہور ہیں بیت اللہ شریف میں پہنچا دار مال حرام سے، وہاں خفیہ طور پر اپنا مذہب پھیلانا شروع کر دیا جب مکہ معظمہ وغیرہ ملک عرب کے عالموں کو خبر ہوئی کہ یہ دین محمدی کو بگاڑتا اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے، اس کے مذہب کی تحقیقات شروع کی ثابت ہو گیا کہ یہ وہابی ہیں کی نسبت فتویٰ قتل کا دیا گیا، اس کے ہمراہی تو گرفتار ہو گئے، مگر یہ آدمی چالاک تھا، وہاں سے بھاگ کر بھٹی آگیا، یہاں آکر اپنے جدید مذہب کی کارروائی جاری کر دی، اور اکثر مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور قوم میں ایک تفرقہ اور شور و فساد برپا کر دیا، مجبور ہو کر بھٹی اور ہندوستان کے عالموں نے اتفاق کر کے اول اس کے عمل کی تحقیقات کی، پھر مکہ معظمہ کے عالموں کے فتوے منگائے، اور دو

۱۔ ستخانہ الخ۔ ضلع ہزارہ پنجاب میں ایک جگہ پہاڑی علاقہ ہے۔ ۱۲ +

۲۔ تحفہ محمدیہ الخ یہ وہ کتاب ہے جس کا مختصر خلاصہ نمبر اول پر لکھا گیا ہے ۱۲ منہ +



کتابیں اس کے رد عقائد میں لکھیں، تحفہ محمدیہ، سراج الہدایت ان کو طبع کر اگر شائع کیا۔ جب کہیں اس کے غدروہی میں کچھ کمی واقع ہوئی، بلفظہ صفحہ ۱۱۳-۱۱۴ +

(۴) کتاب بعیدۃ المرام فی اخبار بلد الحرام الملقبہ بشری للمومنین فی اخرج الوہابیین، یہ کتاب پہلے ۱۲۸۵ھ میں مطبع سلطانی میں حسب الحکم خاقانی قلعہ مبارک دہلی میں طبع ہوئی تھی۔ اور اب دوبارہ سندھ پریس مراد آباد میں ۱۳۳۵ھ میں مرقع وہابیہ کے نام چھپی ہے (پرانی اردو)۔

مقدمہ:- جاننا چاہیے کہ سبب محض کے آنے کا جناب حضرت سلطانی میں ودگیر قزطاس کا یہ ہے کہ مولوی محمد مراد۔ شیخ عبد اللطیف لکھنوی، اور شیخ محمد دہلوی، شیخ عبد الرحمن بناری، اور محمد علی بریلوی نے کہ احوال اس کا قزطاس میں ہے جب کہ شیخ عبد الوہاب نجدی کے مذہب کو مکہ معظمہ میں

رواج و شہرہ دیا۔ اور شفاعت اولیائے کرام و سرور انبیاء علیہم السلام اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نزدیک فرقدس حضرت رسول مقبول عالی مقام اور طعام نذر و نیاز فاتحہ درود و ہم و چہلم و بری و مجلس مولود سے انکار کیا، مثلاً بیرومفتیان منزلہ مردہ صفا نے اٹھارہویں تاریخ

جمادی الثانیہ ۱۲۸۵ھ کو مکہ مطہرہ سے پانچ نفرین کو بہ شرعیہ نکالا اگرچہ اول حضرت حبیب پاشا جس کو عجمی لوگ صوبہ کہتے ہیں اور ترکی زبان میں پاشا مشورہ میں آیا تھا کہ اس گروہ شقاوت پر وہ کہ وہ حکم شرع قتل واجب ہے۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۳-۴ + تقویت الایمان کی عبارت دیکھیے میں نے اپنے اشتہار میں لکھی ہیں۔ اس کتاب میں بھی اسی طرح سے درج کرتا ہوں) وہ ہوا۔

(الف) انبیاء و اولیاء ذرہ ناپزیر سے بھی کمتر ہیں تعظیم انکی بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیے کہ وہ بڑے

بھائی ہیں (ب) ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چائے سے زیادہ ذلیل ہے +

(ج) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مرکب مٹی ہو یا ہوا ہوں +

(د) اس شہنشاہ عالی جاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کن سے چاہے کروڑوں نبی دلی

اور جن اور فرشتے جبرائیل و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے +

(هه) اور انبیاء اور اولیا کو سفارتی سمجھنا گو کہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے، سودہ ابوہل اور مشرک کے

برابر ہو (و) جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفعہ بنائے گا یہ حالت بھی اسی پر چھوڑ دیجئے جن کو

وہ چاہے ہمارا شفعہ کر دے، نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجئے +

(ز) انکار وسیلہ انبیاء اور اولیا، جب کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی

سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا، اور کسی چوہڑے یا چار کا تو کیا ذکر ہے +



(ح) اور روشنی قبروں پر اور مورچیل رکھنا، اور غلام نبی عبد البنی، سینٹا بنش، گنگا بنش، نام رکھنا اور شاہ عبد الحق کا نوشتہ کرنا نہ رو نیا زکرا ویا انبیاء کے مرنے کے بعد انکی قبروں پر جانا سفر کر کر اور ان سے کہنا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرتا ہوں کہ واسطے سو یہ شرک ہے، بلفظ صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۱  
ساتویں ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۵۱ھ کو تقویتہ الایمان کے مصنف مولوی اسماعیل پر فتویٰ کفر علمائے دیا جن کے نام اور مواہیر صفحہ ۲۰ پر درج ہیں، کل ۲۲ علما ہیں، اور صفحہ ۲۶ پر سب علما دین کا اجماع اس کے کفر پر ہوا، اور پانچ کس وہابی۔ یہی۔ مد اس وغیرہ سے نکالے گئے۔ اور کئی بار توبہ کی اور پھر پھر گئے اور صفحہ ۲۸ پر علمائے عرب و حاکم قاضیان اور مفتیان مکہ معظمہ کا فتویٰ اور حکم گمروہ ہابیہ اسمعیلیہ کے قتل اور تعزیر کا ہوا، اور صفحہ ۳۰، ۳۱ پر دستخط اور مواہیر ثبت میں اسی طرح تحفہ محمدیہ میں ہے اور اسی طرح جامع مسجد دہلی سے حکم سلطان ابو ظفر محمد بہادر شاہ دہلی دہابیوں کا اخراج کیا گیا صفحہ ۳۶ اور بادشاہ موصوف علیہ الرحمۃ نے خود ایک مجلس لکھا جو یہاں درج کیا جاتا ہے، مجلس بادشاہ دہلی صفحہ ۳۶

آگے بھی لوگ فقہ سے رکھتے تھے آگہی اور گفتگو مسائل فقہ میں یوں رہی  
سننے سے حلال ہے ترل اور چھی لیکن کسی نے اُلو کی حلت نہیں کہی

اُلو ہے وہ جو کتا سے اُلو حلال ہے

(۵) تحقیق الحقیقہ مصنفہ حضرت مولانا مولیٰ الکل فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی سنہ ۱۲۶۱ھ ہجری مطبوعہ بمبئی۔ اس عاجز نے ایک شخص سے پوچھا کہ حقیقت اس قصہ اور جھگڑے کی کیا ہے کہ کوئی کسی کو کافر مشرک و بدعتی کہتا ہے، اور وہ اس کو بے دینا اور بد مذہب ہابی بنجدی کہتا ہے، اور یہ قصہ ہندوستان میں اکب سے کس طرح کھڑا ہوا، اس نے بیان کیا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے جب سے تقویتہ الایمان تصنیف کی تب سے یہ فساد ہندوستان میں پھیل پڑا کہ اسمیں ہائیں خلاف عقائد اور مخالف مذہب اہلسنت کے ہیں، عبد الوہاب بنجدی نے ایک مذہب نیا بنا کر مکے اور مدینے اور طائف وغیرہ کے رہنے والوں کو اور تمام مسلمانوں کے اگلے کچھلوں کو کافر مشرک ٹھیرایا، اس کے لوگوں نے جہاد نام رکھ کر ان متبرک مکانوں میں قتل و ظلم کیا، اور مال و متاع وہاں کے رہنے والوں کا اور دونوں حرم کے کارخانوں کا بالکل لوٹ لیا، حرم کا ادب کہ فرض ہے، اور آدمی ہاں گناہ کے ارادہ سے ماخوذ ہوتا ہے اور ہاں کے جانور کا شکار کرنا اور دانہ پانی سے بھگانا اور درخت کا ٹٹنا اور پتے جھاڑنا حرام ہے کچھ لحاظ دیکھا ایسے ایسے ظلم کئے کہ کھوند ہوئے تھے، مساجد متبرکہ مقررہ اور آثار متبرکہ کہ بنا انکی آخر وقت صحابہ اور ان زمان تابعین سے چلی آتی تھی، اور بعضی مسجدیں کہ اصل بنائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ



وہ علم کے حکم سے تھی، سب کو ڈھاکر زمین کے برابر کر دیا، اور یہاں تک کہ مسجد قبا کو جسکے فضائل صحیح حدیثوں میں موجود ہیں گرا دیا کہ پیغمبر کے آثار اور نشان ہونیکے سبب سب اوثان میں داخل ہیں پیغمبر نے جہاں نماز پڑھی یا بیٹھے ہے، اس سبب سے ہاں نماز پڑھنا اور اسکو متبرک جاننا شرک و چاروں مذہب عالموں نے ان ملکوں کے اجماع اور اتفاق کیا، اس کے کفر پر اور فوج اسلام نے بموجب حکم سلطان روم کے ان پر جہاد کیا۔ اور نام و نشان ان کو باقی نہ رہا، الحمد للہ +

اس مذہب کا ایک رسالہ کتاب التوحید نام ہندوستان میں آگیا تھا تقویتہ الایمان گویا اسی کی شرح ہے، اس کے بموجب مولوی اسماعیل کے استادوں سے لیکر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک کو شرک و کفر سے نہیں بچتا، اور سب کافر و مشرک ہوئے جاتے ہیں، اور خدا اور رسول شرک اور کفر کے پسند کر نیوالے اور حکم دینے والے ٹھہرتے ہیں، اس سبب سے تمام سنی مسلمان دیندار سمجھنے والے انکو برا جانتے ہیں، الخ، بلفظہ صفحہ ۱-۲ +

تقویتہ الایمان تصنیف کر نیسے پہلے خود مولوی اسماعیل بھی ایسے دیکھتے جن باتوں کو تقویتہ الایمان میں نسبت انبیاء و اولیاء کے شرک و کفر ٹھہرایا ہے، صراط مستقیم میں پر سید احمد کے واسطے ان کے مناقب و کمالات میں لکھا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں بھی کچھ پاس دین و مذہب کا نہیں ہے اس میں تفریط اور اس میں فراط، سید احمد کو لکھا کہ "کمالات طریق نبوت بذردہ علیہ خیر و سعیدند"

اور ان کے کمالات کے بیان میں لکھا کہ ایک مقام والوں کو علوم کلیہ شریعیہ ایک قسم کی وحی سے پہنچتی ہے۔ ان کو انبیاء کا شاگر بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور انبیاء کا استاد بھی، اور ان کو پیغمبروں کی عصمت ہوتی ہے، دیکھو کیسا کھلا دعویٰ نبوت کا ہے سید احمد کو لکھا کہ کمال مشابہت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلوق تھے، اسی سبب سے امی ہے، بلفظہ صفحہ ۱۲، سطر ۱۲ +

مولوی الحق صاحب بھی آخر کو اس طرف جھک گئے تھے، اگرچہ ان کی کتابوں میں مولوی اسماعیل صاحب کا ساز و راور شور نہیں ہے یعنی جن باتوں کو کہ مولوی اسماعیل صاحب صاف صاف مطلق شرک و کفر کہتے ہیں، مولوی اسحاق صاحب ان میں کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو مختلف فیہ کسی میں تفصیل لکھ دیتے ہیں مگر وہ جو اصل باتیں عبد الوہاب نجدی کے مذہب کی ہیں، ان کے کلام میں بھی ہیں کہیں کھلی ہوئی کہیں دبی ہوئی اس سبب سے کم علم ناواقف لوگ ان کے حال میں منزدوں میں اور جن کو علم و فہم و وہ سمجھتے ہیں اور ان کی کتابوں کی عیب پوئی کا ایک پردہ یہ بھی ہے کہ



ہر جگہ سند عقائد و حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف کی کتابوں کی نقل کرتے ہیں، اور حال اس کا یہ ذکر نقل میں تخریف اور تصرف کرتے ہیں کہیں عبارت پیچ میں اڑادی کہیں بڑھادی، کہیں مرد و قوال کی نقل پر کفایت کر دی کہیں ایک عبارت کسی دعویٰ کی دلیل لکھ دی کہ اس کے معنی کو اس دعویٰ سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا، ایک کتاب میں کچھ لکھا پھر آپ ہی دوسری کتاب میں اس کے خلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ اس کے برخلاف لکھا، اس طرح کی خرابیاں ان کی کتابوں میں بہت ہیں، تمام ہوا خلاصہ اس شخص کی تقریر کا۔

حاجز مولانا فضل الرسول صاحب کو یہ حال سن کر تعجب آیا کہ میلان خاطر مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب کی طرف رکھتا تھا اور اتنا علم نہیں کہ بحث کرے، اس شخص سے

سے پوچھا کہ یہ جو آپ نے مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب اور ان کی کتابوں کا حال بیان کیا ہے صرف آپ ہی کی تحقیق و تقریر ہے۔ یا ان کے آگے پیچھے اور کسی عالم نے بھی ایسا کہا ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا، یہ لوگ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اپنے ہیں۔ ہمارے خیالوں میں ان کا ایسا ہونا نہیں آتا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ جس وقت مولوی اسماعیل صاحب نے یہ مذہب اختیار کیا۔ اور تقویت الایمان لوگوں کی نظروں سے گزری، اسی وقت سے تمام علماء و صلیحان نے ان پر ملامت کی، سب سے پیشتر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کے خاص شاگردوں اور عزیزوں نے ان کے رد و تقریر و تخریر سے رد و تشنیع کی، اور ان سے جواب کا سراپا بنام نہ ہو سکا، مولوی رشید الدین خاں مرحوم حضرت مولانا کے شاگردوں میں سر دفتر تھے اور مولوی فضل حق کہ بکا نہ عصر ہیں، اور مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب صاحبزادے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے اور اخوان محمد شریف صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی محمد جی صاحب اور مولوی حاجی قاسم صاحب مولوی رحمت اللہ صاحب اور مولوی محمد صاحب وغیرہم تمام اہل علم تلامذہ حضرت مولانا صاحبان وغیرہ متفق ہوئے ان کے رد و ابطال پر اور منگل کے دن انیسویں ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو جامع مسجد ملی میں اکثر ان بزرگوں نے مجمع خاص و عام میں مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب سے گفتگو کی، مولوی اسماعیل صاحب تو غصہ سے مغلوب ہو کر کلام نہ کر سکے اور چلے گئے مولوی عبداللہ صاحب نے کچھ کلام کیا سوتا ہوا جمہور سے مخالف اپنے نئے طریقہ کے مثلاً لکھ دیا کہ بوسہ دہندہ قبر مشرک نیست اور سوہ قاسم میں قرار کیا کہ اگر ثواب اس دن میں زائد نہیں جانتا، اور برعایت مصلحت کرتا ہے ممنوع نہیں تفصیل اس کی نقل محفل میں کہ تھا مشہور ہو جو مولوی فضل حق صاحب نے ان کے رد و بیان کی تکفیر کی تحریر کی الخ



صفحہ ۱۵ سے، تک ۴ حالاً خلاصہ فتوے و جواب استفتا یا بدشمنید کہ مستغنی دراستغنا سے سوال کرو۔  
 یکے کلام میں قائل حق است یا باطل ۴ دومی آنکہ کلامش بر استخفاف و انتقاص شان خطیر و قدر  
 واجب التوقیر حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشتغال و دلالت داردیانہ ۴ سوم ایک بر تقدیر اشتغال  
 و دلالت آن بر ساعت استخفاف و انتقاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حال و حکم مرتکبان شرعاً  
 حیثیت و اواز دے دین ملت کیست ۴ جواب سوال اول، انیت کہ کلام قائل مذکور از سرتاپا کذب  
 و زور و فریب غرور است چه او فی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگار اں و نفی شفاعت جاہلت  
 و شفاعت محبت از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیائے کبریا، ایں  
 اعتقاد و خلاف کتاب مبین و احادیث سید المرسلین و اجماع مسلمین است الخ ۴ جواب سوال ثانی انیت  
 کہ کلام ادبلا ترد و شبهہ بر استخفاف منزلت جاہ اں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقربان بارگاہ حضرت  
 الہ و انتقاص شان سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء و شیوخ و اولیاء اشتغال و دلالت دارد۔ الخ ۴ جواب  
 ثالث، انیت کہ قائل اں کلام لا طائل از دے شرع مبین بلاشبہ کافر ہے دین است، ہرگز  
 مومن و مسلمان نیست، و حکم او شرعاً قتل و کفر است، و ہر کہ در کفریت او شک آرد و ترد و وارثا ایں  
 استخفاف را سہل انگار و کافر ہے دین و نامسلمان و عین است الخ بلفظہ، صفحہ ۱۸-۱۹۔  
 یہ تحریر ہے مولوی فضل حق صاحب کی، اور اکثر علمائے شاہ جہان آباد (دہلی) کی مہر میں اس پر  
 ہیں اور مولوی اسماعیل صاحب یا ان کے کسی پیروں سے اس کے جواب کا سراجم نہ ہو سکا، مولوی  
 مخصوص اللہ صاحب نے جو تقویۃ الایمان کا رد لکھا، اس کا نام معید الایمان رکھا، مولوی مفتی محمد،  
 صدر الدین خاں نے سفر میں واسطے زیارت قبور کے اسمعیلیہ عقیدہ کا رد لکھا، اس کا نام ہے نئی المقال  
 علمائے بریلی نے تقویۃ الایمان کا رد لکھا اس کا نام صحیح الایمان ہی، علماء رامپور نے تقویۃ الایمان کے متعدد  
 رد لکھے بعض جمعی میں مطبوع بھی ہوئے، اور اس ملک کے عالموں نے بھی اس کے رد لکھے، مطبوع  
 وہاں کے موجود علمائے لکھنؤ نے اس کے مقدمات کو رد کیا، مولوی محمد حیدر صاحب خلف الصدق  
 حضرت مولانا محمد مبین صاحب اور مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہا نے تحریر کی، علمائے مدراس اور  
 علمائے حیدرآباد نے بھی اس کو رد کیا، اور ہاں تو بعد قاضی معقولی کے اس مذہب نے الوں کا ایہ،  
 استیصال ہوا کہ نام و نشان باقی نہ رہا کہ اکثر ان تحریروں میں یہ بالفعل موجود ہیں، الخ بلفظہ صفحہ ۱۸ تا ۱۹  
 اس عاجز نے جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب خلف الصدق مولانا شاہ رفیع الدین صاحب  
 اور بھتیجے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں ایک عرض لکھا، عبارت اس عرض کی یہ ہے۔



بعد گزارش آداب تسلیمات کے عرض ہے۔ کہ تقویتہ الایمان کے مشہور ہونے کے وقت سے لوگوں میں بڑی تراع ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ وہ کتاب خلاف ہے۔ تمام سلف صالح اور سواد اعظم کے اور مخالف مصنف کے خاندان کے اور اس کتاب کے رو سے ان استادوں سے لے کر صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا۔ اور ان کے موافق لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور ان کے خاندان کے ہے۔ چونکہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہوئے غالب کہ دوسرا نہ جانتا ہوگا۔ اہل البیت ادرسی مافی البیت اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں۔ امید کہ جواب باصواب مرحمت ہوگا پہلا سوال۔ تقویتہ الایمان آپ کے خاندان کے موافق ہے یا مخالف؟ دوسرا سوال گو کہتے ہیں کہ اس میں انبیاء اولیاء کے ساتھ بے ادبی کی ہے۔ اس کا کیا حال ہے؟ تیسرا سوال شرعاً اس کے مصنف کا کیا حکم ہے؟ چوتھا سوال لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا۔ اس نے نیا مذہب بنایا تھا۔ علمائے عرب نے اس کی تکفیر کی۔ تقویتہ الایمان اس کے مطابق ہے یا بخلاف؟ سوال۔ وہ کتاب التوحید جب ہندوستان میں آئی۔ آپ کے حضرت عم بزرگوار اور حضرت والد ماجد نے اسے دیکھ کر کیا فرمایا تھا؟ چھٹا سوال۔ مشہور ہے کہ جب اس مذہب کی نئی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور مولوی رشید الدین خاں صاحب وغیرہ تمام اہل علم آپ کے ساتھ تھے۔ اور مجمع خاص و عام میں مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب کو ساکت اور عاجز کیا۔ اس کا کیا حال ہے؟ ساتواں سوال اس وقت آپ کے خاندان کے شاگرد اور مرید ان کے طور پر تھے یا آپ کے موافق امید ہے کہ جواب ان سب مراتب کا صاف صاف مرحمت ہو کہ سبب ہدایت ناواقفوں کا ہے؟

(جواب خط بالا کا منجانب حضرت مولانا مولوی محضوں لکھ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

پہلی بات کا جواب یہ ہے۔ کہ تقویتہ الایمان کہ میں نے اس کا نام تقویتہ الایمان ساتھ فاکے رکھا ہے اس کے رد میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے۔ اس کا نام معید الایمان رکھا ہے۔ اسماعیل کارسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے۔ کیونکہ پیغمبر سب توحید کے سکھانے کو اپنے راہ پر چلنے کو بھیجے گئے تھے اس کے رسالہ میں اس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتہ بھی نہیں ہے۔ اس میں شرک اور بدعت کے افراد گن کر جو لوگوں کو سکھلاتا ہے۔ کسی رسول اور ان کے خلیفہ نے کسی کا نام لے کر شرک یا بدعت لکھا ہو۔ اگر کہیں ہو تو اس کے پیروں کے کہو کہ ہم کو بھی دکھاؤ؟ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ ترک کے معنی ایسے کہتے ہیں۔ کہ اس کے رو سے



فرشتے اور رسول خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھہرتا ہے۔ اور وہ شریک کہ شرک سے راضی ہو وہ مبعوض خدا کا ہوتا ہے۔ محبوب کو مبعوض بنانا اور رکھنا ادا ہے یا بے ادبی ہے۔ اور بدعت کے معنی وہ بتائے اور پھیلانے ہیں کہ اصغیا اولیا بدعتی ٹھہرتے ہیں۔ یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے (واقعی سخت بے ادبی اور اہانت ہے) پڑتیسرے مطلب کا جواب یہ ہے۔ کہ پہلے دونوں جوابوں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائے گا۔ کہ جس رسالہ سے اور اس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف سب انبیاء اولیاء کے ہو۔ اور وہ گمراہ کر نوالا ہو گا یا ہدایت کر نوالا ہو گا۔ میرے نزدیک اس کا رسالہ عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے۔ اور بنانے والا فتنہ گر اور مقصد اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے دو شخص ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے سب چھن گیا تھا۔ مانند قول مشہور کے ع

چوں فرق مراتب نہ کنی نہ ندغی ... .. ایسے ہی ہو گئے

جو کھی بات کا جواب یہ ہے کہ وہابی کا رسالہ متن تھا۔ یہ شخص (مولوی اسماعیل) گویا اسی کی شرح کر نوالا ہو گیا۔ پانچویں بات کا جواب یہ ہے۔ کہ بڑے غم بزرگوار (یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ) کہ وہ بنیائے سے معذور ہو گئے تھے۔ اس کو سنا۔ یہ فرمایا کہ میں اگر بیمار لوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثنا عشریہ کا سا اس کا ارد بھی لکھتا۔ اس کی بخشش و بابائے مہنت نے اس بے اعتبار کو شرح کا رد لکھا۔ تین کا مقصد بھی نابود ہو گیا۔ ہمارے والد ماجد نے اس کو دیکھا نہ تھا۔ بڑے حضرت فرمانے سے کھل گیا جب اس کو گمراہ جان لیا۔ تب اس کا رد لکھنا فرمایا۔ چھٹی تحقیق کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے۔ کہ میں نے مشورت کی راہ سے کہا تھا کہ تم نے سب سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے وہ لکھو کچھ ظاہر نہ کیا۔ ہماری طرف سے جو سوال ہوئے تھے۔ اس کے جواب میں ہانچی ہانچی کر کے مسجد سے چلے گئے۔ ساتویں بات کا جواب یہ ہے۔ کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے۔ پھر ان کا جھوٹا سکر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھر نکلے۔ اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے۔ شاید کوئی نادیر پھر آہو نہ مجھے اس کی خبر نہیں۔ بلفظ صفحہ ۲۴۲

راقم الحروف (فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ) عرض کرتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا مولوی محمد

۱۔ وہ شخص (یعنی مولوی اسماعیل) اور مولوی اسحق۔ دیکھو صفحہ حاشیہ ۲۴۲۔ تحقیق الحقیقہ

۲۔ تحفہ اثنا عشریہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی مشہور کتاب ہے۔ جو شیعہ کے رد میں ہے



اللہ علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت مولانا شاہ رفیع الدین برادر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خط کے جواب میں فرمایا ہے کہ میں نے کتاب تقویتہ الایمان کا نام تقویتہ الایمان رکھا ہے۔ یہ بہت فصیح اور واقعات کے مطابق ہے۔ اور اسی طرح حضرت مولانا قبلہ مولوی ابو محمد عبدالرحمن غلام دستگیر فاضل قصوری نے بھی ہر جگہ اپنی کتاب تقدیس الوکیل عن لہین الرشید والتحلیل میں تقویتہ الایمان ہی حرف ق کی جگہ ف سے لکھا ہے۔ اس لئے جا بجا میرے قلم نے بھی انھیں ہر دو بزرگوں کی تحسیر کے مطابق تسلیم کی ہے۔ انھو اللہ علی ذالک + اور تقویتہ الایمان کا لکھا جانا حرف ف کے ساتھ خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ جو کتاب مذکور کی حالت پر وارد ہے۔ جو مولف اصل کتاب دہلوی اسمعیل کے قلم سے بھی خود ایسا ہی لکھا گیا تھا۔ تصدیق اس کی یوں ہے:

**امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی کی طرف سے اور ان کے  
خود قلم سے کتاب کا نام حکمت الہی سے تقویتہ الایمان ہی لکھا گیا تھا**

تاریخ وہابیہ دیوبند یہ مرتبہ حاجی مولوی منشی محمد لعل خاں صاحب مدراسی رضوی حنفی قادری  
ایقاہ اللہ تعالیٰ مطبوعہ کلیمی پریس کلکتہ ۱۳۳۲ھ ہجری حاشیہ صفحہ ۳۷ +  
سردفتر محدثین و قدوۃ المحققین فقیہ لاثانی مقبول سبحانی استادی مولوی قاسمی محسن گری  
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا جس وقت اسمعیل دہلوی نے تقویتہ الایمان کی تصنیف  
شروع کی۔ تو اسی کے شاگرد امام بخش طالب علم تھے۔ مولوی مملوک علی صاحب نے بیان  
فرمایا کہ ایک کتاب تقویتہ الایمان جو خلافت اہلسنت و جماعت ہے تیار ہو رہی ہے۔ پس مقدمہ  
اس کے راہ حق سے دور ہیں۔ مولوی موصوف نے سنت ہی فرمایا شب کو وہ مسودات بھگولا کر دینا  
موافق وعدے کے شب کو وہ مسودات مولوی مملوک علی کے پاس آئے۔ اور اس کا رو آپ لکھتے  
یہ بات مولوی اسمعیل صاحب کو معلوم نہیں تھی۔ جب کتاب تمام ہوئی۔ رو بھی اس کا تمام ہوا۔ اس د  
میں یوں فرماتے ہیں۔ جو مولوی اسمعیل دہلوی کے ہاتھ کے مسودے دیکھے تقویتہ الایمان کی جا پر  
تقویتہ الایمان بجائے قاف کے ف سے لکھا ہوا تھا خداوند عالم نے اس کے ہاتھ سے لکھا یا تھا۔ سچ  
ہے یہ کتاب ایمان کو فوت کرنے والی ہے۔ اور اس کے بعض مضامین کی خصالت گوبر کی ہے۔  
جس طرح گوبر مٹی کو لے جاتا ہے۔ اور جس گھر میں وہ رہے ایمان کو لے جائے گی۔ بلفظہ بشریہ  
اس کی رد کرنے اور لوگوں کو بچانے کی نیت سے نہ رکھتا ہو) +







محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور ۱۲۰ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ عبد اللہ حسن حسین۔ علی۔ عبد اللہ کے دو بیٹے تھے۔ سلیمان و عبد الرحمن۔ حسن کا صرف عبد الرحمن ایک ہی بیٹا تھا۔ اور حسین اور علی کی بہت اولاد ہوئی۔ انہی بہت مفصل لکھا ہے۔ عقاید مختصر یہ ہیں:-

(الف) نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی اور نام ان کا طارش رکھا (امیر کا پیغام ایجا نیوالا) +  
 (ب) حضرت کی کئی باتیں جیسے جھوٹی ہوئیں وہ بہت تحریر کیا (ج) نماز کے بعد دعا مانگنے کو منع کرتا تھا +  
 (د) جو حضرت کا وسیلہ پکرتے وہ کافر ہے +  
 (ه) لوگوں کو منع کرتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کو نہ جایا کرو +  
 (و) چھ سو برس تک کی امت کو کافر کہتا تھا۔ اور کتبہ دینیہ کو جلا دینے کا حکم کرتا تھا +  
 (ز) غارت کرنا مباح کہتا تھا +  
 (ح) خدا کا جسم ثابت کرتا تھا +

(ط) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرتا تھا۔ اولیاءوں کی قبروں کو کھود کر ان میں پاخانہ بھرتا تھا +  
 (ی) دلائل الخیرات کے پڑھنے کو منع کرتا تھا۔ (ک) سنتوں اور انکار مولود اور مولود سے روکتا تھا +  
 (ل) اور اعتقاد کرتا تھا کہ سوائے اور میرے تابعداروں کے کوئی شخص زمین پر ایمان نہیں پاتا +  
 (م) جو شخص کسی کو مولانا یا سیدنا کہے وہ کافر ہے +  
 (ن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار کرتا تھا۔ بلکہ قطعاً صفحہ ۵ سے ۵ تک +  
 نوٹ:- ان عقاید میں وہابیہ دین پر یہ مضبوط ہیں۔ اور مولود و شریف کے منکر ہیں +

## باب بست سوم

### قتل کفر وہابیوں نجدیوں انکی کتاب نفوتہ الایمان پر

(۱) فتویٰ کفر جماعی علماء حرمین شریفین مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب نفوتہ الایمان پر:-  
 لا شاک فی بطلان المنقول من نفوتہ الایمان و کونہ موافقاً للنجدیۃ و ما خولف من کتاب التوحید لقرون الشیطان و فیہ ایضاً لہ نسبت نفوتہ الایمان و مولف ان ہذا الدجال و الذاب استحق اللعنۃ من اللہ تعالیٰ و ملکۃ و اولی العلم و سائر العالمین اعلیٰ کلام ہذا الدجال کلہ سب الا نبیاء و الا ستحق اعز بسنن المسلمین عدل و عدل

عہد کنند اخی النسخین و عندی ہذا موقوف فی المعارق ۱۲ الجلد ۱



المرفوع الذکر صلی اللہ علیہ وسلم بالدرجۃ القلوی لا یصور المزید علیہا فهو ملعون  
مطرح و ساقط من عین اللہ لیس لہ فی الاسلام نصیب لمعاونہ و فاصیہ اجہ معین  
لعنہ اللہ بعد درجہ القفار و اوراق الاشجار الخ۔ بلفظہ بھونچال بر شکر و جال صفحہ ۵۴  
(۲) فتوے کفر مفصل سیوف البیارقہ علی روس القاسقہ من جانب علمائے عرب از کتاب  
بھونچال بر شکر و جال مطبوعہ مطبع قمر الہند لاہور صفحہ ۶۸ سے ۳۰ تک شترہ ہجری مولوی ایمل و بلوی  
مولف کتاب تقویتہ الایمان پر مفصل فتوے کفر طوالت کی وجہ نقل نہیں کیا گیا صرف مواہیر فریح ہیں

عبد کمال  
شیخ عمر  
مکہ معظمہ

احمد  
دخلان  
مکہ معظمہ

عبد  
عبد الرحمن  
مکہ معظمہ

محمد الکتبی  
مفتی  
مفتی محمد الکتبی مکی

السید الوسعود  
المفتی المفتی  
مدینہ منورہ

محی  
بالی  
خطیب مدینہ منورہ

سید  
یوسف العربی  
مدینہ منورہ

سید ابو  
محمد طاہر الصدیقی  
مدینہ منورہ

محی  
ابو السعادات  
خطیب مدینہ منورہ

عبد القادر  
دیتا  
مدینہ منورہ

مولوی محمد انور  
خراسانی و لایتی  
مدینہ منورہ

شمس الدین ولد  
عبد الرحمن  
مدینہ منورہ

(۳) حسام الحرمین علی منہ کفر و البین مرتبہ حضرت مولانا فاضل بن فاضل علیہ السلام مولانا احمد رضا خان  
صاحب مجددیہ خانہ خانہ مدظلہم العالی بریلوی مطبوعہ مطبع اہلسنت و جماعت بریلی شترہ ۳۸ اختصا

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلام ہماری طرف سے اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمارے سرداروں امن و امن شہر  
مکہ معظمہ کے عالموں اور پیشواؤں پر المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ کے فاضلوں پر اللہ  
درود و سلام و برکت نازل کرے۔ ہمارے نبی اور سب انبیاء پر پھر آپ کی آستانہ بوسی کے بعد آپ کی جناب  
میں عرض دایسی عرض کہ جیسے کوئی عاجز بندہ بے نوا، ستم زدہ، گرفتار دل، شکستہ عظمت والے کریم و سخا  
والے رحیموں سے عرض کرے۔ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بلا ورنج دور فرماتا اور ان کی برکت سے  
خوشی اور سود مندی بخشتا ہے (یہ ہے کہ مذہب اہلسنت ہندوستان میں غریب ہے۔ اور فتوے اور  
مختوں کی تاریکیاں مہیب شر بلند ہے۔ اور ضرر غالب اور کام تہایت و شوار تو سنی اپنے دین پر صبر کرنا  
ایسا ہے جیسے آگ مٹھی میں رکھنے والا۔ آپ جیسے سرداروں پیشواؤں کریموں کے ذمہ ہمت پر مدد دین  
اور تذلیل مفسدین واجب ہے جب تلواروں سے نہیں تو قلموں سے سہی فریاد افریاد اے خدا کے



لشکر و نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوار و اہل ہمارے مدد کرو۔ اپنی روشنائی سے فتح و شہنشاہ کیلئے سارا  
 مہیا کرو۔ اور اس سختی میں ہمارے بازو کو قوت دو۔ الخ۔ اور اے ہمارے سردار و اپنے رب عزوجل کے  
 دین کی مدد کو بیان فرمائیے کہ یہ لوگ جن کا نام مصنف نے لیا ہے ان کا کلام نقل کیا۔۔۔ جیسے قادیانی  
 کی اعجاز احمدی۔ اور رسالہ افہام اور فتوے رشید احمد کافوٹو۔ اور براہین قاطعہ کہ درحقیقت اسی گنگوہی  
 کی ہے اور نام کیلئے خلیل ابھی کی طرف نسبت ہے۔ اور اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کہ ان کتابوں کی  
 عبارات مردود و پراستیا نہ کے لئے خط کھینچ دے گئے ہیں۔ کہ آیا یہ لوگ ان باتوں میں ضروریات دین کے  
 منکر ہیں۔ اور مرتد کافر ہیں۔ تو مسلمان پر فرض ہے کہ اسے کافر کہیں جیسے کہ تمام منکران ضروریات دین  
 کا حکم ہے۔ جن کے بارے میں علماء معتدین نے فرمایا ہے۔ جو ان کے کفر میں اور عذاب میں شک کرے و  
 خود کافر ہے۔ جیسا کہ شفاء السقام و نیز ازہ و مجمع الانہر و مختار و غیرہ میں ہے۔ اور جو ان میں شک کرے  
 یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے یا ان کی تعظیم کرے یا ان کی تحقیر سے منع کرے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے  
 آپ حضرات ہمیشہ فضل خدا سے مسلمانوں پر احکام دین کا اخذ فرماتے رہیں۔ اور درود و سلام نازل  
 ہو تمام رسولوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے آل و اصحاب سب پر۔ صفحہ ۲ سے تک  
 ایک فرقہ مرزا ابیہ ہے۔ اور ہم نے اس کا نام غلامیہ رکھا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت + دوسرا  
 فرقہ وہابیہ امثالیہ ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ سات مثل موجود ماننے والے خواجہ ابیہ  
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور طبقات میں چھ خاتم النبیین موجود جاننے والے۔۔۔ وہ کئی اسم ہیں۔  
 امیر یہ۔ امیر حسن و امیر احمد۔ سوانیوں کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نالوتوی کی طرف منسوب اور  
 تذیریہ تذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب + تیسرا فرقہ وہابیہ کذابہ رشید احمد گنگوہی کے پیرو پہلے تو اس  
 نے اپنے پیرو طائفہ اخیل دہلوی کے اہل علم سے اللہ عزوجل پر یہ افترا بانڈھا۔ کہ اس جھوٹا ہونا ممکن ہے۔  
 چوتھا فرقہ وہابیہ شیطانیہ ہے۔ اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہیں۔ وہ شیطان الطاق کے پیرو تھے  
 اور یہ شیطان افاق ابلیس لعین کے پیرو ہیں۔ اور یہ بھی اسی تلبذیب خدا کرتے والے گنگوہی کے دم چھلے  
 ہیں۔ اور اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی ہے۔ کہ ان کے پیرو ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ و  
 آلہ وسلم سے زیادہ ہے۔ الخ صفحہ ۱۵۵ اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی  
 کے دم چھلوں میں سے ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک چھوٹی رسلیا تصنیف کی  
 چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اس میں تصریح کیا کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
 آلہ وسلم کو ہے۔ ایسا تو ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ الخ صفحہ ۲۱۔



# خلاصہ فتاویٰ علمائی ترین شریفین و ہما اللہ تشرقا و تعظیما کا ترجمہ اردو

(۱) بعد حمد و صلوٰۃ میں نے وہ تحریر دیکھی جسے اس علامہ کامل ستاد ماہر نے نہایت پاکیزگی سے لکھا جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد و جدال کرتا ہے۔ یعنی میرے بھائی اور میرے بھائی حضرت احمد رضا خاں نے اپنی کتاب معتمد المستند میں حسین بدنامی نبی کے خلیفہ سرور ان کا رد کیا ہے بلکہ وہ یہ خلیفہ اور مفید اور بہت دھرم سے بدتر ہیں جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں میں ہوں الخ صفحہ ۲۹ تا ۲۹ مہر محمد سعید بالبعیل مفتی شافعیہ مکہ

(۲) حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں۔ کہ یہ طلبہ جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انہی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔ اور نہ شک کی مجال۔ بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے۔ بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے۔ اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ الخ صفحہ ۳۳ مہر سید سمیع خلیل خطیب مکہ

(۳) وہ اہل فساد غلام احمد قادیانی اور رشید احمد خلیل و اشرف علی وغیرہ ہم کھلے کافران گمراہ ہیں الخ صفحہ ۵۵ مہر محمد عابد بن شیخ حسین مفتی سرور ان مالکی

(۴) حضرت مولوی احمد رضا خاں انہوں کے کچھ اوراق پر اطلاع دی جنہیں ان گمراہوں کے بیان کے جوہر میں پیدا ہوئے ہیں وہ غلام احمد قادیانی۔ رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد وغیرہ جو گمراہی اور کھلے کفر والے ہیں۔ الخ صفحہ ۷۱ مہر محمد جمال بن محمد مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ

(۶) بعد حمد و صلوٰۃ کے کہنا ہے۔ بندہ ضعیف اپنے رب لطیف کے لطف کا امیر و اراحد کی حنفی قادری چشتی امدادی (خلیفہ شاہ امداد اللہ صاب) مہاجر کی مرشد دیوندریاں میں مطلع ہوا۔ اس رسالہ پر جو چار بیانیوں پر مشتمل ہے۔ قطعی دلیلوں سے موید اور ایسی محبتوں سے جو قرآن و حدیث سے ثابت کی گئی ہیں۔ گویا وہ بے دلوں کے دل میں بھلے ہیں۔ میں نے اسے تیز تلوار پایا۔

کافر فاجر وہابیوں کی گردنوں پر تیز سلطان پر واجب ہے۔ کہ ان لوگوں کو سخت سزا دے یہاں تک کہ حق کی طرف واپس آئیں۔ فساد عظیم کے سبب امام عارف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ



نے فرمایا کہ حاکم کو ایسوں میں سے ایک قتل ہر کافر کے قتل سے افضل ہے اور ایسا ہی ہے۔ مواہب اللدنیہ  
 میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو گھٹانے قتل کیا جائے الخ صفحہ ۸۵ تا ۸۶۔ مہر (احمدی) + (۸) وہ گمراہ فلاح  
 از دین کون ہے جسے وہابیہ کہا جاتا ہے۔ ان میں سے مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے، اور دین سے دوسرا نکلنے  
 والا نشان الوہیت اور رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انہمی اور اشرف علی تھانوی  
 اور جوان کی چال چلا۔ الخ صفحہ ۱۰۱ مہر (عثمان ابن عبد السلام) ۱۲۹۲ عثمان بن عبد السلام اغستانی سابق مفتی مدینہ منورہ  
 (۸) وہ لوگ کون ہیں نصیت مردود۔ غلام احمد قادیانی و چال کذاب خرمزمانہ کامیلہ اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد  
 انہمی اور اشرف علی تھانوی تو ان لوگوں سے جب کہ وہ یا نہیں ثابت ہوں جو فاضل مذکور نے ذکر میں قادیانی کا  
 دعویٰ نبوت کرنا اور رشید احمد اور خلیل احمد اور اشرف علی کا شان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص کرنا تو کچھ شک  
 نہیں کہ وہ کفار ہیں اور جو قتل کا اختیار رکھتے ہیں ان پر واجب ہے کہ ان کو سزا موت دیں الخ صفحہ ۱۱۹۔ مہر (عمر ابن حنبل) عمر  
 و عمر ابن حنبل محسری مالکی معلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ) + (۹) مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی شافعیہ  
 مدینہ طیبہ کی تقریظ صفحہ ۱۲۵ سے ۱۳۶ تک بہت طویل با دلائل تقریظ ہے جس میں انہوں نے غلام احمد قادیانی  
 امیر احمد، ندیر حسین دہلوی قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انہمی، اشرف علی تھانوی سب کی نسبت فتویٰ کفر دیا ہے  
 مہر (السید احمد البرزنجی) مفتی شافعیہ مدینہ منورہ + یادداشت ضروری ہے مقررہ حضرت سید احمد یا سید شریف احمد برزنجی  
 وہی بزرگ ہیں جن کے رسالہ وہابیہ پر سے مولوی خلیل احمد نے جعل سے مواہب اتار کر اپنے رسالہ التصدیق لایع  
 التلبیسات معروف ہند کے صفحہ ۳ پر لگائی ہیں، اور صفحہ ۶۸ پر جعلی تقریظ بھی لکھی ہے لا حول ولا قوۃ + (۱۰) احمد  
 صلوٰۃ کے بعد جب کہ ثابت اور مستحق ہو جوان کی طرف نسبت کیا گیا ہے غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی اور رشید  
 احمد گنگوہی اور خلیل احمد انہمی اور اشرف علی تھانوی اور ان کے جو ساتھ والے ہیں وہ جو سوالی میں بیان ہو تو بیشک ان  
 کے کفر پر حکم کرتا ہے اور یہ کہ مزدوروں کا جو حکم ہے یعنی حاکم کا انکو قتل کرنا ان پر جاری کیا جائے، اور اگر یہ حکم  
 وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہی مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے اور ان سے نفرت دلانی جائے منبروں پر سوالوں  
 میں اور مجلسوں اور محفلوں میں تاکہ ان کے شر کا مادہ حل جائے اور ان کے کفر کی جڑ کاٹ جائے الخ  
 صفحہ ۵۱۔ مہر (عبد القادر دقیق شبلی) طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ + اسی طرح کی تقریظ علما و مفتیان مکہ  
 مکہ معظمہ کی تعداد میں ہیں، اور علماء و مفتیان مدینہ طیبہ کی تقریظ چودہ ہیں کل چونتیس علماء کی مفصل  
 تقریظ ہیں جن میں تمام نے فتویٰ کفر لکھا ہے اصل کتاب باب قادیانیہ جواب ہے جس میں مصنف کتاب اعلیٰ حضرت  
 فاضل بریلوی مجدد ماہ حاضرہ کی علمائے حرمین شریفین نے بہت تعریف فرما کر ہزاروں عاتقوں میں ہم تمام مسلمانان  
 اہل سنت و جماعت بھی نہایت تحسین اور تکریم میں تم آئین کہتے ہیں + لیجئے اوہا بیوہا آ پکو پورا پورا علوم ہوگی۔ یہ سب اہل شر اور



وہابی دلو بند جن کے اعداد و جبل میں خدا کی قدرت سے برابر ہیں یعنی وہابی نجدی (۹۱) وہابی دلو بند (۹۱) اور بھی جیسے  
 دلو بند (۹۱) اور دلو بند (۹۱) ہیں، ایک عدد کی کمی اور زیادتی نسبتی مراتب اور درجہ پر محمول ہے۔ وہابی وہابی  
 عبدالوہاب نجدی کیساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ اگر اب بھی آپ شبہ میں ہیں تو لیجئے آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد  
 کافٹوی موجود ہے۔ وہ اس طرح پر اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں ہوازا + سوال۔ وہابی کون  
 لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد  
 میں کیا فرق ہے؟ جواب۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمرہ مکہ اور مذہب  
 انجائیلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اس کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ  
 گئے ہیں نہیں فساد کیا، عقائد سب متحد ہیں اعمال میں فرق جنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ بلفظ + لیجئے اب تو تسلی ہو  
 کہ آپ وہابی ہیں، اور وہابی سندی اور سندھی آپ ہی بزرگ کی اس سرٹیفکیٹ کو لکھ کر اپنی جیب رکھئے، اور اسکے خلاف جو  
 مولوی فیل احمد اپنے رسالہ تصدیق کے صفحہ ۱۳-۱۴ میں لکھا ہے سو آپ فیصلہ کیجئے کہ ان دونوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

## بابست و چہارم

مختصر فہرست کتب تقویتہ الایمان کی ترویج میں علمائے کرام کی طرف سے لکھی گئیں

(۱) معید الایمان مصنفہ حضرت مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ رشتہ دار مولوی اسماعیل دہلوی + (۲) تحقیق  
 الفتویٰ فی البطلان الطغویٰ مصنفہ حضرت مولانا فضل حق علیہ الرحمۃ جنفی فاروقی، خیر آبادی، معاصر مولوی اسماعیل  
 دہلوی + (۳) حجتہ العمل فی البطلان الحیل مصنفہ حضرت مولانا محمد موسیٰ علیہ الرحمۃ دہلوی، برادر مولانا مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ  
 نمبر ۱ + (۴) سیف الجبار مصنفہ حضرت مولانا مولوی فضل الرسول صبا علیہ الرحمۃ عثمانی بدایونی معاصر مولوی اسماعیل دہلوی  
 (۵) تقدیس لوکیل عن توہین الرشید و الخلیل مصنفہ حضرت قبلہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ فضل قصوری  
 مصنفہ حضرت علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً + (۶) سخن البلوح عن عیب کذب مقبوح مصنفہ حضرت  
 امام اہلسنت جماعت مجدداتہ حاضرہ مؤید ملت ہرہ مولانا فضل بن فضل شیخ احمد رضا خاں صابر دہلوی متبع اللہ  
 المسلمین بطول بقا + (۷) الکوکبۃ الشہابیہ فی کفر یا ابی الوہاب مصنفہ ایضاً (۸) سل الیوم الہندیہ علی کفریات  
 بابا النجدیہ مصنفہ ایضاً + (۹) حسام الحرمین علی المنکر الکفر و المبین مصنفہ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً  
 جس میں تمام فرق باطلہ قادیانیہ و گنگوہریہ نا توہیدیہ و نذیریہ اسیریہ وغیرہ فتاویٰ کفر میں علاوہ ان کے بہت سی کتابیں  
 قریب دو سو کے حضرت مولانا نے وہابیہ کی ترویج میں تصنیف فرمائی ہیں، بخلاف اہلنا بوجہ نہیں ہویں + (۱۰)  
 الدر السینی فی رد علی الوہابیہ تصنیف شیخ العلماء مرجع الخاص العام شہید ناد مولانا الیہ محمد بن زینی و صلا



علیہ الرحمۃ مفتی مکہ معظمہ + (۱۱) سیوف البارقہ علی رؤس الفاسقہ تصنیف حضرت امام الفقہاء والمحدثین قطب الاولیاء  
 والعارفین شمس العلما مولوی محمد عبداللہ صاحب خراسانی مطبوعہ قیسریہ + (۱۲) تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب و  
 النقصان مصنفہ حضرت جامع شریعت و طریقت مولانا مولوی احمد حسن صاحب کنبوری خلیفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ  
 مہاجر مکی + (۱۳) الروح الدیانی علی راس لوسوس الشیطانی (یا شمول الوہابیہ فی سلك النجریہ) تصنیف حضرت  
 مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں حنفی قادری بریلوی + (۱۴) شرح الصدور فی دفع الشرور تصنیف حضرت  
 مولانا مولوی نخلص الرحمن صاحب سلام آبادی (چانگامی) + (۱۵) میزان عدالت فی اثبات شفاعت  
 تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد سلطان صاحب کنگلی + (۱۶) ہادی المضلین تصنیف حضرت مولوی کریم اللہ صاحب  
 دہلوی + (۱۷) ازالۃ الشکوک مصنفہ حضرت مولانا مولوی حکیم فخر الدین صاحب آبادی +  
 (۱۸) صحیح الایمان مصنفہ مؤلفہ حضرات علمائے بریلی مولوی احمد حسین صاحب + (۱۹) شرح تحفہ محمدیہ فی رد و تقریر  
 المرتدین تصنیف حضرت مولانا مولوی سید اشرف علی صاحب گلشن آبادی + (۲۰) ذوالفقار حیدریہ علی اعناق  
 الوہابیہ تصنیف حضرت مولانا .... مولوی سید حیدر شاہ صاحب حنفی قادری متوطن کچھوچ المعروف بہ سیر پور دہلوی  
 (۲۱) رسالہ تحقیق توحید و شرک تصنیف حضرت حافظ محمد حسن پشاوروی المعروف ملا دراز قاری + (۲۲) رسالہ حیات  
 النبی تصنیف حضرت قدوة العلماء الانام شیخ محمد عابد سندھی مدرس بزرگ مدینہ منورہ عربی + (۲۳) گلزار ہدایت  
 تصنیف مولانا مولوی صبغۃ اللہ امام العلما مفتی مدراس + (۲۴) سلاح المؤمنین فی قطع الخاریجین تصنیف  
 مولانا مولوی سید لطف الحق ابن مولوی خلیل الحق قادری البتالوی + (۲۵) تحفۃ المسلمین فی جناب سید المرسلین  
 تصنیف مولانا مولوی عبداللہ صاحب بہار پوری + (۲۶) رسم النجرات تصنیف حضرت مولانا مولوی خلیل الرحمن  
 الحنفی البوسنی المصطفیٰ آبادی + (۲۷) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح تصنیف مولانا مولوی نواب علی صاحب  
 لکھنوی + (۲۸) سفینۃ النجات تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد اسلمی ساکن مدراس + (۲۹) نظام الاسلام  
 تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد جریہ صاحب مدرسہ سلطنت + (۳۰) تنبیہ الضالین ہدایت الصالحین جامع  
 فتاویٰ علمائے دہلی و حرمین شریفین + (۳۱) فوت الایمان تصنیف مولوی کرامت علی صاحب جونپوری  
 خلیفہ سید صد صاحب + (۳۲) احقاق الحق تصنیف حضرت مولانا مولوی سید بدر الدین الموسوی الرضوی حیدر آبادی  
 (۳۳) خیر الزادیوم المیعاد تصنیف حضرت مولانا مولوی ابوالعلا محمد الملحق خیر الدین مدراسی + (۳۴) نظام  
 لدفع الاستنباء مصنفہ حضرت مولانا مولوی معلم ابراہیم صاحب خطیب مسجد جامع بھلی + (۳۵) فتح البستان  
 فی رد بعض الکلام تبذیر لسان تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد یونس مترجم عدالت خدائی + (۳۶) ہدایت المسلمین  
 الی طریق الحق الباقین تصنیف حضرت قاضی محمد حسین کو فی مہری عربی مترجمہ مدراس + (۳۷) اوقات مجاہدین تصنیف حضرت



مولانا مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی پنجابی + (۲۸) گفتگو جمعہ تصنیف فقیر قاضی فضل احمد سی خفنی نقشبندی مجددی  
(محمود شاہ وہابی کی کتاب) + (۳۹) میزان الحق تصنیف فقیر ایضاً ایک وہابی کے رسالہ کا رد + (۴۰) انوار آفتاب  
صدقہ سیدہ کتاب اگرچہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جنکا یہاں ذکر کرنا طوالت ہے لیکن چاہیں گے عہد پریم گزشتہ  
جو بہت مبارک عہد ہے ورنہ ۲۰۰۰ ابدال کا کام دیگا، اور مومنین سی خفیوں کیلئے وہاں کا فرض ادا کریں گی کیونکہ وہاں کے بھی اعدا و حمل پناہ

ہی میں + گذارش والتماس بخیرت شریف حضرت علمائے کرام و صوفیائے

عظام البقا، ہم اللہ تعالیٰ ملک پنجاب و ہندوستان !

نہایت ادب سے گذارش ہے کہ اس خاکسار سچے دلدار و عباد اللہ القاضی فضل احمد بن قاضی اردین عفا اللہ  
عنہا متوطن قصبہ پور ضلع گورداسپور پنجاب مقیم شہر لودھیانہ پوجہ تنگ جانے قوم ہابیہ یو بندی کے اقوال اور افعال  
اہانت خداوند تعالیٰ ذوالجلال و اذلال حضرت شفیع المذنبین و خاتم النبیین خیر المخلوقین اولین و آخرین محمد مصطفیٰ  
و احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ آہ وسلم سے ایک اشتہار بغرض اظہار عقائد ہابیہ یو بندیہ متضمن عقائد کے شائع کیا جس پر قوم ہابیہ  
آگ بگولا ہو گئی جس کا ذکر ہمیں کتاب ہندی میں آچکا ہے اس کا جواب منفقہ کٹی وہابیہ دھنیا کی طرف سے تیار ہو کر مولوی عبداللہ  
ساکن بی ریاست پنپال اپنے رشتہ دار کے نام سے ایک سالہ موسومہ قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت انگشا  
شائع ہوا جس کا جواب یہ کتاب انوار آفتاب الحقائق نہایت محنت اور احتیاط کیا تھا بموجب ہندو حقیقت اہل سنت جماعت  
با وضو تالیف ہو کر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے، اس کو تکلیف فرما کر بغور ملاحظہ فرمایا جائے، اور بقول  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ النظر الی ما قال ولا تنظروا الی من قال کے میرے لیے ایضاً غرضی پر خیال نہ فرما کر جو کچھ لکھا  
گیا ہے اس پر توجہ مبذول فرمائیں اور اپنی اپنی قیمتی رائے سے اسکو مزین فرمائیں، اور جہاں کہیں فقیر سے عشت  
بشریت انسان مساوی، انسان غلطی سرزد ہوئی ہو براہ نطفہ احسان اس کی تصحیح فرمائیں تاکہ طبع ہو کر مفید  
خاص عام بالخصوص ہمارے سی خفنی بھائی اپنے ایمان کو فرق باطلہ سے بچا کر حضرات کو دھوکے خیر سے یاد کریں  
فقیر نے اس میں نہایت سلیس اور نہایت آسان لکھا ہے تاکہ ہر اردو خوان اس سے مستفید ہو سکے علمی منطقی،  
صرفی ریختوں کی طرف نہیں کیا تاکہ روز بروز کے اعتراضات ہابیہ و مسلمانوں کو رستگاری حاصل ہو  
فقیر کے خیال میں یہ ہے اس قسم کی کتاب جس میں فرقہ و ہابیہ کے مجموعہ عقائد اور اس کے اعتراضات من کل الوجہ ایک

۱۔ فضل احمد بن قاضی اردین بن آیت شاہ بن کاکیشاہ بن قاضی عبدالوہاب شاہ عالم شاہ بادشاہ دہلی کے وقت بہادر شاہ نامی قوم کا کل  
راجپوت ۱۱ سال کی عمر میں مسلمان ہوا جس کا نام عبدالوہاب رکھا گیا وہ اپنے والدین کے ساتھ جو مال علاقہ تحصیل نر کر گڑھ ضلع گورداسپور  
سے مل کوٹ نامی اور بہ شاہ پور تحصیل چٹان کوٹ میں آگئے، اور اس علاقہ میں بادشاہ کی طرف سے تاعین بنائے گئے  
مضامین ۱۱ کے مضامین میں ہے۔ گویا کچھ پانچویں پشت مسلمان ہوئے جو کہ ۲۰۰۰ لکھن للہ + مناس



ہی کتاب میں لکھے گئے ہوں مرتب نہیں ہوئی، اور نہ فقر کی نظر سے گزری ہے اسلئے فقیر نے اس خدمت اسلامی کو عین فرص تصور کر کے محض لا یتغامضات اللہ ادا کیا، اور اللہ تعالیٰ نے ادا کر دیا اور اسلئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا ہے کہ اس کتاب کی فقیر حقیر عاصی پر معاصی کے حق میں منجملہ باقیات صالحات کرے اور اپنی رحمت کاملہ سے یہ طفیل حضور پر نور موفور السور و سرور عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے قبول و منظور فرمائے آمین ثم آمین، ورنہ اپنی حالت یہ ہے ۔

صرفت العمر فی لہو و لعب ! فاهاشم اہاشم اھا !

بلوح الخط فی القراطیس ہا ! وکانتہ ریم فی التراب

ربنا کانزع قلوبنا بعد ذہد یتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب +  
 صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ذریتہ و اتبعہ جمعین برحمتک یا ارحم  
 الراحمین خاکسار فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سی حنفی نقشبندی مجددی صادق کورٹ الہی پٹر لوپ  
 نیشنل لویسیانہ، مقام لودھیانہ + مہر قاضی فضل احمد ۵ اذی الحجہ ۱۳۳۲ھ ۱۱ ستمبر ۱۹۱۹ء عیوی روز پنجشنبہ +

## باب بست و پنجم

### ضمیمہ کتاب مختصراً

ضمیمہ کتاب ہذا کے لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ دوران تالیف کتاب ہذا میں چار ماہی  
 دیوبندیوں نے تحریری اعتراضات کئے تھے، کیونکہ اشتہار خاکسار نے ان کے چہرہ بے مہرہ گرد و غبار کا  
 ایک ہمار و طومار دار و کردیا تھا، اور غضب غیظ میں آکر اسکو دھونا چاہا تھا اس لیے انہوں نے تحریری  
 مباحثہ شروع کر دیا تھا مگر دھونہ سکے + سب سے اول حافظ محمد اسحاق صاحب ہیڈ کلرک سرکاری سپارٹمنٹ  
 چھاؤنی فیروز پور پنجاب میں، انہوں نے فرمایا کہ جواب میں لکھی میں دیوبندیوں کی کتابوں  
 میں درج نہیں ہیں میں نے عرض کیا، اگر آپ کو یہ بات تصدیق اور تحقیق ہوگئی ہے تو مناسب یہ ہے  
 کہ یا تو آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں یا مجھے اپنے دولت خانہ پر حاضر ہو نیکا ارشاد فرمائی، کہ میں  
 آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عبارات مندرجہ اشتہار کو دکھا دوں، مگر افسوس نہ تو انہوں نے اپنا تشریف  
 لانا منظور فرمایا اور نہ فقیر کو اپنی خدمت میں طلب فرمایا، آخر کو یہ لکھا کہ ایک سال اس اشتہار کے جواب  
 میں چھپایا ہے، جو یہاں فیروز پور میں مفت تقیم ہوا ہے اس کا جواب آپ نے لکھا ہے؟ اگر لکھا ہے  
 مجھے دکھا دیئے یہ رسالہ وہی ہے جس کا جواب یہ کتاب ہے، میں نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس کے



جواب لکھنے میں مصروف ہوں، جب جواب مکمل ہو جائیگا تو آپ تسلی کر لیں کہ یہ رسالہ کسی بیانت اور امانت سے لکھا گیا ہے۔ عبارتوں کو حذف کر کے اپنے مطلب کو لکھ دیا، اور انکی پچھلی عبارتوں کو جو مخالف ہوئی اسکو چھوڑ دیا۔ اور نہایت کم نفی سے بے معنی عبارت کو درج کیا ہے جو خدا کے فضل سے لائق قبول و تصدیق کو لے لیا اور انتم نے کاردی کو چھوڑ دیا۔ اسکے بعد انہوں نے خط و کتابت بند کر دی، مگر کسی قدر تہذیب خط و کتابت کی۔ دوسرے شخص مولوی محمد عبداللطیف صاحب سوئی پٹی ہیں، جو خالی دیوبندی اور معتزلہ عقائد کے سختی سے پابند ہیں انہوں نے ابتدا ہی میں قبل شروع کرنے بحث کے چودہ جھوٹ بول کر مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کی بحث کو شروع فرمایا اور انہوں نے علی الاعلان فرمادیا، کہ میں خداوند تعالیٰ کو تمام افعال قباح کذب غیرہ پر قادر جانتا اور مانتا ہوں اور جو تمہارے انتہا میں عقائد ۱۳ نمبر تک درج ہیں، وہ میرا مذہب ہے تب انکو بحث میں کھلایا گیا کہ تمام افعال قبیحہ اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات پر محال ہیں، کیونکہ خداوند تعالیٰ کی ذات میں عیب ہونا محال ہے اور تحت قدرت نہیں ہے، لیکن انہوں نے بڑے اصرار سے لکھا کہ ہمیں میں اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر ضرور قادر جانتا ہوں تب لکھا گیا کہ جو آپ کہتے ہیں یہ معتزلہ کا مذہب ہے جیسے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں اندک ما یوصف اللہ تعالیٰ بالقدر یحکم علی الظلم لان المحال کا بدخل تحت القدر ہے وعند المعتزلة انہ یقدر و لا یفعل یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم سے موصو کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے، اور تحت قدرت نہیں، لیکن معتزلہ کا مذہب ہے کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ علم پر قادر ہے، مگر کرتا نہیں اسی طرح اور دیگر کتب سے انکو دکھلایا، مگر انہوں نے تسلیم نہ کیا پھر میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ جو میں لکھتا ہوں اسکو آپ نہیں مانتے اور جو آپ لکھتے ہیں اس کو میں نہیں مانتا، تو لازم ہے کہ ہم دونوں کے لیے کوئی ایسا حکم ہونا چاہیے جس کا فیصلہ ہم دونوں قبول کر لیں سو حکم ہونیکے قابل بجز علمائے طرین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے دوسرا نہیں ہے اگر آپ اس بات کو منظور کر لیں تو بہتر ہوگا تب انہوں نے اس بات کو بخوشی تمام مان لیا اور بہت احتیاط کیا تب آپ نے رسالہ التصدیقات مولفہ مولوی خلیل احمد صاحب کو میرے پاس منظوری کے لیے بھیج دیا، اور فرمایا کہ لیجئے یہ حرمین شریفین کا فیصلہ ہے میں نے اس رسالہ کا مصنوعی اور فرضی اور جعلی ہونا چھلپ دیا جو اس کتاب میں بھی لکھی گئیں ہیں) ثابت کر کے لکھ دیا کہ جعلی فیصلہ ماننے کے قابل نہیں ہے تب آپ بہت سٹ پٹلے اور گالیوں پر اتر آئے میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ فیصلہ مصدق جس پر اس وقت کوئی جرح و قدرح نہیں ہوئی اور نہ کوئی عذر کیا گیا وہ دو کتابیں ہیں ایک حوام الحرمین علی المنکر الکفر والیسین مرتبہ حضرت فاضل بریلوی اور دوسری کتاب تقدیر لکھنؤ کی تو میں الرشید و الخلیل جس میں کسی شبہ کو گنجائش نہیں، اور بالخصوص اس کتاب میں مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کی پوری بحث



ہے، یہ بحث درمیان مولوی خلیل احمد دیوبندی اور مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب فضل قسوری مقام ریاست بہاولپور  
کئی روز تک ہوتی رہتی تھی جس کا ذکر اس کتاب میں اپنی جگہ آچکا ہے اور جرمن سرسرفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و کبریاً  
کے علما کرام اربعہ مذاہب کے مفتیان نے اس کو تصدیق فرمایا ہے اس کو قبول فرمایا ہے اس پر اور بھی آپ کی سلیم  
گرم ہو کر تیز ہو گئی، اور گالیوں سے جوان کے دل میں بھری پڑی تھیں ان سے مبری خوب خبر لی گویا اپنا لشکول پر  
ازبول مجھ پر خالی فرمایا، اور آخر پر یہ بھی درفتائی فرمائی کہ تم کو غیر مقلد جانتا ہوں، اور تم کو میں غیر مقلد ثابت کرتا  
ہوں اور میرے غیر مقلد ہونیکا صغریٰ اور کبریٰ اس طرح قائم فرمایا کہ تم سوم، دہم، چہلم اور مولود شریف کو جائز  
کہتے ہو۔ اسلئے تم پکے غیر مقلد ہو۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب آپ کے وسیع معلومات پر آپ کے دوست  
قربان شاید میرے جیسے سوم، دہم، چہلم اور مولود شریف کو جائز جاننے والے غیر مقلد آپ کے پانی پت یا گنگوہ یا دیوبند  
میں سونگے پہلے تو نہ تھے، اب پیدا ہوئے ہوئے، خیر میں نے صبر کیا اور کذب باری تعالیٰ کا مسئلہ پورے طور  
پر میں نے اس کتاب کے باب اول میں درج کر دیا ہے جو مذہب اہلسنت جماعت اور مذہب معتزلہ کا امتیازی  
فیصلہ ہے + تیسرے شخص مولوی صوفی ابو نعیم عبد العظیم صاحب نمازی پوری یوسف پوری ہیں انہوں نے  
ایک سالہ تحذیر الناس من شر الخناس نام ستارہ ہند پریس کلکتہ میں چھپوا کر شائع فرمایا اور اس میں صرف چار  
باتوں کا جواب لکھا ہے، جو مولوی اسماعیل ہلوی کی کتاب تفویتہ الایمان میں سے ہیں، گویا انہوں نے صرف  
اپنے امام الطائفہ کی حمایت میں توہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کر کے تاویلات رکیکہ کی ہیں جن  
کا جواب میری کتاب میں مفصل لکھا جا چکا ہے باقی انہیں غفائد جواہر اور سخت تھے انکو قبول کر کے چھوڑ دیا  
اور جو اپنے امام اور لکھی کتاب کی سرخروئی کرنے میں کوشش ثابے سود کی ہے مفصل جواب اور کیفیت کتاب  
میری اس کتاب کے باب ۲۲، ۲۳، ۲۴ میں نہایت صحیح صحیح درج ہو چکے ہیں جو آپ کی تسلی کا موجب ہیں  
جگو آپ دیکھ کر ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مہزوم ہو گئے کیونکہ آپ نے اس رسالہ کا نام تحذیر الناس من شر الخناس  
رکھا ہے، مطلب یہ کہ اہلسنت جماعت بالخصوص میں خناس ہوں، مگر خدا کی قدرت یہ نام انہیں پر عود کر گیا  
اس لیے کہ اس میں ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ قرآنی آیت یون یعنی من شرا الواس الخناس ہے جس کے اعداد چل چودہ  
سو چھیانوے ہوتے ہیں اور ادھر نام "مولوی مہزوم ابو نعیم عبد العظیم" کے بھی ہی اعداد چودہ سو چھیانوے ہیں  
بح فرمایا جو من نقص ریباً و کاحیہ فقد قح فیہ چاہ کن را چادر پیش اس رسالہ میں شر الواس الخناس پر  
چند علمائے دیوبند کے بھی دستخط و تقاریر میں جو غلو و ہابیت کی وجہ سے دل اور ظاہری آنکھیں بند کر کے لکھی گئی  
ہیں بھڑوں کے حلقہ کی طرح جب ایک بیڑ چاہ میں گر جائے تو باقی سب کی سب سی میں گر جاتی ہیں، کوئی غور سے  
نہیں دیکھتی کہ ہم کنوئیں میں گر رہے ہیں، اب سب مولوی صاحب اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اپنی تقریر کو واپس لے لیں



اس کو نیا نیا فرمایا اور آئندہ سوچ بچکر تقاریر لکھا کریں تاکہ ہدایت کی رونمائی نہ ہو، اور اس کا خیال نہ فرمائیں کہ ایمان جائے تو جائے لیکن مولوی اسماعیل دہلوی اور انکی کتاب تفویض الایمان ہاتھ سے نہ جائے۔  
 انشاء اللہ و اذنا البید واجعون۔ چوتھے ایک شخص عبد الخالق صاحب ناظم جمعیت العلماء و بابیہ رنگون مغل شریٹ ایک شہنشاہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء کو شائع کرتے ہیں اور اس میں فرماتے ہیں کہ اشتہار لکھا کسار میں جو لکھا ہے کہ ہم کو خدا سے کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں، اور کتاب بسط البنان کے صفحہ ۱ کا حوالہ دیا ہے اس میں بلکہ تمام کتاب یہ عبارت موجود نہیں مگر کوئی شخص یہ عبارت دکھلا دے تو ہم پانچ سو روپیہ انعام دینگے + میں کہتا ہوں کہ وہ بابیہ کی تفہیم پر نہایت افسوس ہے اور بسط البنان کے صفحہ ۱ میں عبارت ذیل میں درج ہے۔ باخدا داریم کار و بار خلاق کا ریت اور میں نے بلفظ اشتہار میں یہ عبارت مصرعہ مذکور لکھی ہے، آپ کو نظر نہیں آیا اور حالانکہ سے اشتہار جاری کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت کے معنی آپکی سمجھ میں نہیں آئے اور نا ہی سے اشتہار اپنی ہدایت اور خجالت کیلئے دیے، اگر کسی فارسی خوان سے آپ پوچھ لیتے تو ایسا نہ ہوتا میں مصرعہ باخدا داریم کار و بار خلاق کا ریت کے معنی بتلاتا ہوں وہ یہ ہیں کہ ہم کو خدا سے کام ہے خلاق سے نہیں لفظ خلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں پس معنی اس مصرعہ کے یہ ہوئے خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں، یہی عقیدہ وہابیہ میں نے اپنے اشتہار میں نمبر ۱ پر درج کیا ہے اس کی بحث بھی میری کتاب میں فصل آپکی ہے وہاں پر دیکھ کر اپنی تسلی فرمائیں کہ متعلق میں نے مسلمانان الہند جماعت رنگون کو بھی لکھ دیا تھا، ضمیر بھی خدا کے فضل سے ختم ہوا گویا کل کتاب ختم ہوئی

الحمد لله على ذلك +

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَزَّةِ مَا يَصِفُونَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

تمام نشاندہ

نوشتہ بہا مندرسیہ بر سفید

نویسنده رانیت فردا امید

فقیہ قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی  
 مجددی صادقی پشتر کورٹ انکیٹر مقیم لودھیانہ + قاضی فضل احمد

تاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۸ ہجری

مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۰ء عیسوی

روز پنجشنبہ